

رحمتِ دو عالم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرتِ مطہرہ پر

معروف و مستند کتاب کا اردو ترجمہ

سیرتِ نبوی ﷺ (کامل)
سیرتِ اہل بیت
ابن ہشام



تالیف
محمد بن اسحاق بن سيار ابو محمد عبد الملک بن ہشام
م ۱۵۰ھ ————— م ۲۴۳ھ

جلد دوم

اردو ترجمہ
یتیم خان علی حسنی نظامی دہلوی
تصحیح و ترمیم
سعود اشرف عثمانی

الماہی الامیاتی
لاہور - کراچی
پاکستان

رحمتِ دو عالم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرِ طیبہ پر
معروف و مستند کتاب اردو ترجمہ

سیرتِ اہل بیت
اللہ علیہم السلام (کامل)
ابن ہشام
جلد دوم

تالیف
محمد بن اسحاق بن لیار
ابو محمد عبد الملک بن ہشام
م ۱۵۱ھ ————— م ۲۱۳ھ

اردو ترجمہ
سید حسین علی حسنی نظامی دہلوی

تہذیب جدید
سعود اشرف عثمانی

ادارہ ایبک پبلشرز، بک سیلرز، ایکسپورٹرز
لاہور

جملہ حقوق محفوظ

بجوالہ COPR - 4060

سنٹرل کاپی رائٹس آفس حکومت پاکستان

248

ا - ن - س

| | |
|----------|-------------------------------|
| نام کتاب | سیرت ابن ہشام جلد دوم |
| طباعت | سہ |
| باہتمام | اشرف برادران سلمہ الرحمن |
| ناشر | ادارۃ اسلامیات - لاہور |
| تعداد | ایک ہزار ایک سو |
| کتابت | مشاق احمد جلالپوری |
| مطبع | ارشاد سلمان وہاب پرنٹرز لاہور |
| قیمت | |

ادارۃ ایسیٹا پبلشرز، بک سیلرز، ایکسپورٹرز

| | | |
|------------------------------------|--|---|
| * رجسٹریشن نمبر لاہور ۹۲-۳۲-۴۲۲۴۸۵ | * ۱۹۰۔ انارکلی، پاکستان فون ۴۲۲۴۸۵ - ۴۲۲۴۹۱ | * سون روڈ پتہ اردو بازار، کراچی فون ۴۴۲۳۰۱ |
|------------------------------------|--|---|

ملنے کے پتے

ادارۃ اسلامیات - ۱۹۰ - انارکلی لاہور

دارالاشاعت - اردو بازار - کراچی

ادارۃ المعارف - مدرسہ دارالعلوم کورنگی کراچی

مکتبہ دارالعلوم - کورنگی کراچی

فہرست مضامین

(سیرت ابن ہشام جلد دوم)

| صفحہ نمبر | عنوان | صفحہ نمبر | عنوان |
|-----------|---|-----------|---|
| | | | باب ۱۵۵ - سورہ انفال کا نزول (۱) |
| ۲۸ | نمود و نمائش کی ممانعت | ۱۹ | سورہ انفال کی آیات |
| ۲۹ | جہاد کی تیاری | ۱۹ | روایتی کے حالات |
| ۲۹ | صلح و آشتی | ۱۹ | فرشتوں کی مدد |
| ۲۹ | دھوکے کا اندیشہ | ۲۰ | ثابت قدمی کا حکم |
| ۲۹ | شجاعت و استقامت | ۲۱ | رسول اللہ کا کنکریاں پھینکنا |
| ۳۰ | حکم میں تخفیف | ۲۱ | کفار کو تنبیہ |
| ۳۱ | پانچ خاص عیٹے | ۲۲ | اطاعت کا حکم |
| ۳۱ | قیدیوں کے بارے میں آیات | ۲۲ | ایمان کی دعوت |
| ۲۲ | میراث کا حکم | ۲۳ | اللہ تعالیٰ کی نعمت |
| ۳۳ | باب ۱۵۷ - شمر کاٹے بدر (مہاجرین) | ۲۳ | تقویٰ کی برکات |
| ۳۳ | بنی مطلب | ۲۳ | قریش کی جہالت |
| ۳۴ | بنی عبد شمس | ۲۴ | باب ۱۵۶ - سورہ انفال کا نزول (۲) |
| ۳۴ | بنی اسد بن خزیمہ | ۲۶ | حضرت عائشہؓ کی روایت |
| ۳۵ | بنی کعبہ بن عثم | ۲۶ | برائی کے لئے مال خرچ کرنے والے |
| ۳۵ | بنی نوفل | ۲۶ | کفار کے لئے مہلت |
| ۳۵ | بنی اسد | ۲۶ | جہاد کی ترغیب |
| ۳۵ | بنی عبدالدار | ۲۷ | افواج کے مقامات |
| ۳۶ | بنی نہرہ | ۲۷ | آنحضرتؐ کا خواب |
| ۳۶ | بنی تیم بن مرہ | ۲۸ | ثبات اور ذکر اللہ |
| ۳۷ | بنی مخزوم | ۲۸ | |

| صفحہ نمبر | عنوان | صفحہ نمبر | عنوان |
|-----------|--|-----------|-------------------------------------|
| ۴۸ | بنی قریبوس - بنی مرصخہ | ۳۸ | بنی عدی بن کعب |
| ۴۹ | بنی لوزان - بنی غضینہ | ۳۸ | بنی حیح بن عمرو |
| ۴۹ | بنی ساعدہ - بنی ہدی | ۳۸ | بنی سم بن عمرو |
| ۵۰ | بنی طریف - قبیلہ جہنیہ - بنی چشم | ۳۹ | بنی مالک بن حسل |
| ۵۱ | بنی عبیدہ - بنی خناس | ۴۰ | بنی حرث بن فرہ |
| ۵۲ | بنی نعمان - بنی سواد بن غنم | ۴۱ | باب ۱۱ - شمر کاٹے بدر (اوس) |
| ۵۲ | بنی عدی بن نابی | ۴۱ | بنی عبدالاشہل |
| ۵۲ | بنی ذریق - بنی خالد | ۴۲ | بنی سواد بن کعب |
| ۵۳ | بنی علدہ - بنی عجلان - بنی یہاضہ | ۴۲ | بنی عبد بن ذراح |
| ۵۴ | بنی حیب - بنی ثعلبہ - بنی عسیرہ | ۴۲ | بنی حارثہ |
| ۵۴ | بنی عمرو - بنی عبیدہ - بنی عائد | ۴۳ | بنی ضبہ |
| ۵۵ | بنی زید بن ثعلبہ - بنی سواد بن مالک | ۴۳ | بنی اُمیہ بن زید |
| ۵۵ | بنی عتیک بن عمرو | ۴۳ | بنی عبید بن زید |
| ۵۵ | بنی قیس بن عبید | ۴۴ | بنی ثعلبہ بن عمرو |
| ۵۶ | بنی عدی بن عمرو - بنی عدی بن عامر | ۴۴ | بنی جھجی |
| ۵۶ | بنی حرام بن جندب | ۴۴ | بنی غنم بن سلم |
| ۵۷ | بنی عوف بن مبذول - بنی خنساء بن مبذول | ۴۵ | بنی معاویہ بن مالک |
| ۵۷ | بنی ثعلبہ - بنی دینار - بنی قیس بن مالک | ۴۶ | باب ۱۲ - شمر کاٹے بدر (خزرج) |
| ۵۸ | دیگر اصحاب | ۴۶ | بنی امرئ القیس - بنی زید |
| ۵۸ | اصحاب بدر کی کل تعداد | ۴۶ | بنی عدی - بنی احمر |
| ۵۹ | باب ۱۳ - مسلمان شہداء اور مقتولین قریش اور اسیر | ۴۷ | بنی چشم - بنی زید - بنی جدارہ |
| ۵۹ | | ۴۷ | بنی اسجر - بنی حلی |
| ۶۰ | شہداء کے بلند | ۴۸ | بنی جزد بن عدی - بنی سالم |
| ۶۰ | مقتولین قریش : بنی عبد شمس | ۴۸ | بنی احرم - بنی وعد |
| ۶۰ | بنی نوفل بن عبد مناف | ۴۸ | |

| صفحہ نمبر | عنوان | صفحہ نمبر | عنوان |
|-----------|--|-----------|-------------------------------------|
| ۴۳ | آیات قرآنی | ۶۱ | بنی اسد - بنی عبدالدار |
| ۴۴ | سریرہ زید بن حارثہ | ۶۱ | بنی تیم بن مثرہ - بنی مخزوم |
| ۴۵ | باب ۹۲ - کعب بن اشرف یہودی کا قتل | ۶۳ | بنی سہم - بنی حجاج |
| ۴۵ | کعب کی اسلام دشمنی | ۶۳ | بنی عامر بن لوئی - مقتولین کی تعداد |
| ۴۵ | مسلمانوں کی دل آزاری | ۶۴ | دیگر مقتولین |
| ۴۵ | محمد بن سلمہ کی منصوبہ بندی | ۶۵ | اسیران قریش : بنی ہاشم - بنی مطلب |
| ۴۶ | ابوناٹک کی کعب سے ملاقات اور گفتگو | ۶۵ | بنی عبدشمس - بنی نوفل |
| ۴۶ | کعب کی بد فطرتی | ۶۵ | بنی عبدالدار - بنی اسد |
| ۴۶ | چاروں افراد کی روانگی | ۶۶ | بنی مخزوم - بنی سہم بن عمرو |
| ۴۶ | کعب کا قتل | ۶۶ | بنی حجاج - |
| ۴۸ | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری | ۶۶ | بنی عامر بن لوئی - بنی حرت بن فہر |
| ۴۸ | محیصہ اور حویصہ | ۶۶ | دیگر اسیران قریش |
| ۴۸ | بنی قریظہ کا واقعہ | ۶۸ | اشعار حضرت علیؓ |
| ۸۰ | باب ۹۳ - غزوہ احد (۱) | ۷۰ | باب ۹۱ - غزوات اور سردارایا |
| ۸۰ | قریش کا اصلاح مشورہ | ۷۰ | غزوہ بنی سلیم |
| ۸۰ | احسان کا بدلہ | ۷۰ | غزوہ سویق |
| ۸۱ | قریشی عورتیں | ۷۰ | ابوسفیان کا ظلم |
| ۸۲ | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب | ۷۱ | غزوہ ذی امر |
| ۸۲ | جنگ کے متعلق مشورہ | ۷۱ | غزوہ بجران |
| ۸۲ | عبداللہ بن ابی کی رائے | ۷۱ | غزوہ بنی قینقاع |
| ۸۲ | مسلمانوں کا جذبہ شہادت | ۷۱ | واقعات سے متعلق آیات |
| ۸۳ | منافقوں کی واپسی | ۷۲ | یہود کی شرارتیں |
| ۸۳ | آنکھ اور دل کا اندھا | ۷۲ | عبداللہ بن ابی کی گستاخی |
| ۸۴ | أحد کی گھاٹی میں پڑاؤ - | ۷۳ | خدا اور رسولؐ سے محبت |

| صفحہ نمبر | عنوان | صفحہ نمبر | عنوان |
|-----------|--------------------------------|-----------|----------------------------------|
| ۹۶ | عبدالرحمن بن عوف | ۸۴ | تیر اندازوں کو ہدایت |
| ۹۶ | مسلمانوں کو خوشخبری | ۸۴ | کم عمر مجاہد |
| ۹۷ | باب ۹۶ - غزوہ احد (۴) | ۸۵ | حضرت ابودجانہؓ |
| ۹۷ | ابی بن خلف کی بدبختی | ۸۵ | ابوعروہ فاسق |
| ۹۷ | غضبِ الہی | ۸۶ | علمبرداروں کو ابوسفیان کی تنبیہ |
| ۹۸ | مشرکین کا حملہ | ۸۶ | مسلمانوں کی شجاعت |
| ۹۸ | نماز ظہر | ۸۶ | رسول اللہؐ کی تلوار کا حق |
| ۹۸ | یمان اور دوش | ۸۸ | باب ۹۷ - غزوہ احد (۲) |
| ۹۹ | یزید بن حاطب اور اس کا باپ | ۸۸ | حضرت حمزہؓ کی شہادت |
| ۹۹ | قرمان منافق | ۸۸ | ضمیری کی روایت |
| ۱۰۰ | مخیر بنی | ۸۹ | وحشی سے گفتگو |
| ۱۰۱ | حرث بن سويد | ۹۰ | رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضری |
| ۱۰۱ | اصیرم کی شہادت | ۹۱ | باب ۹۸ - غزوہ احد (۳) |
| ۱۰۱ | عمرو بن جموح کا جہاد اور شہادت | ۹۱ | مصعب بن عمیرؓ کی شہادت |
| ۱۰۲ | حضرت حمزہؓ اور ہندہ | ۹۱ | عاصم بن ثابت |
| ۱۰۲ | حضرت عمرؓ اور حسان بن ثابت | ۹۲ | حفظہ غنیل الملائکہ |
| ۱۰۳ | باب ۹۹ - غزوہ احد (۵) | ۹۲ | ہزیمت کے اسباب |
| ۱۰۳ | ابوسفیان کی ہرزہ سرائی | ۹۳ | قریش کا جھنڈا |
| ۱۰۴ | اگلی جنگ | ۹۳ | چہرہ اقدس پر زخم |
| ۱۰۴ | مشرکین کا تعاقب | ۹۴ | بد نصیب لوگ |
| ۱۰۴ | سعد بن زید | ۹۴ | ابوعبیدہ بن الجراح |
| ۱۰۵ | رسول اللہؐ کا رنج و ملال | ۹۴ | زیاد بن سکن کی جانثاری |
| ۱۰۵ | آیاتِ قرآن مجید | ۹۴ | آتم عمارہ کی جانثاری |
| ۱۰۶ | شہداء کی نمازِ جنازہ | ۹۵ | ابودجانہؓ اور سعد بن ابی وقاص |
| | | ۹۵ | قنادہ کی معزوب آنکھ کا ٹھیک ہونا |
| | | ۹۵ | انسؓ بن نضر |

| صفحہ نمبر | عنوان | صفحہ نمبر | عنوان |
|-----------|---|-----------|--|
| ۱۳۳ | دھوکے بازی اور غداری | ۱۰۶ | عبداللہ بن حبش |
| ۱۳۴ | اللہ تعالیٰ کی طرف سے نعرش کی حفاظت | ۱۰۷ | شہداء کا اعزاز |
| ۱۳۵ | ابن طارق کی شہادت | ۱۰۷ | عمنہ کا رنج و اندوہ |
| ۱۳۶ | زید بن وثبہ کی شہادت | ۱۰۸ | رسول اللہ سے محبت و عقیدت |
| ۱۳۵ | حضرت خدیجہ کی شہادت | ۱۰۹ | باب ۹ - غزوہ احد (۶) |
| ۱۳۶ | واقعے کے بارے میں قرآنی آیات | ۱۰۹ | مشرکین کا تعاقب |
| ۱۳۷ | خدیجہ کے اشعار | ۱۰۹ | جدید جہاد |
| ۱۳۸ | اشعار حسان بن ثابت | ۱۰۹ | تعاقب کی جنگی تدبیر |
| ۱۳۹ | باب ۱۰ - بیڑ معونہ کا واقعہ | ۱۱۰ | ابوسفیان کا پیغام |
| ۱۴۰ | معلمین کی روانگی | ۱۱۱ | معاویہ بن مغیرہ کا قتل |
| ۱۴۱ | عامر بن طفیل کا فریب | ۱۱۲ | عبداللہ بن ابی کی ذلت |
| ۱۴۱ | عمرو بن امیہ اور منذر کی روانگی | ۱۱۲ | مسلمانوں کی آزمائش |
| ۱۴۲ | دو عامریوں کا قتل | ۱۱۳ | باب ۹۹ - غزوہ احد اور آیات قرآنی (۱) |
| ۱۴۲ | رسول اللہ کا ملال | ۱۱۳ | سورہ آل عمران |
| ۱۴۲ | رتبہ شہادت | ۱۱۹ | باب ۱ - غزوہ احد اور آیات قرآنی (۲) |
| ۱۴۲ | عامر بن طفیل پر حملہ | ۱۱۹ | سورہ آل عمران |
| ۱۴۳ | باب ۱۱ - یہود بنی نضیر کی جلا وطنی | ۱۲۵ | باب ۱ - شہدائے اسلام اور مقتولین قریش |
| ۱۴۳ | یہود کی ناپاک سازش | ۱۲۵ | شہدائے اسلام مہاجرین |
| ۱۴۳ | بنی نضیر کا محاصرہ | ۱۲۵ | انصار شہداء |
| ۱۴۴ | منافقین کی فتنہ پردازی | ۱۲۹ | مقتولین قریش |
| ۱۴۴ | یہود کی اموال کی تقسیم | ۱۳۱ | اشعار حضرت حسان بن ثابت |
| ۱۴۵ | آیات قرآنی | ۱۳۱ | کعب بن مالک کے اشعار |
| ۱۴۷ | باب ۱۲ - غزوہ ذات الرقاع | ۱۳۳ | باب ۱ - رجب کا المناک واقعہ |
| ۱۴۷ | ذات الرقاع کی وجہ تسمیہ | ۱۳۳ | سعلم کے لئے درخواست |

| صفحہ نمبر | عنوان | صفحہ نمبر | عنوان |
|-----------|---------------------------------|-----------|--|
| ۱۵۹ | کعب بن اسد کی عمدگی | ۱۴۶ | صلوٰۃِ خوت |
| ۱۵۹ | عمدگی کی تفہیم | ۱۴۸ | غورث کا واقعہ |
| ۱۶۰ | کڑھی آزمائش اور منافقین | ۱۴۸ | آیاتِ قرآنی |
| ۱۶۱ | حضرت سعد بن معاذ کا جذبہ ایمانی | ۱۴۸ | حضرت جابر کے لڑنے کا واقعہ |
| ۱۶۱ | چند مشرکین | ۱۵۰ | عبادت کا ذوق و شوق |
| ۱۶۱ | مسلمان فاضلی کا اعزاز | ۱۵۱ | واپسی پر مدینہ میں قیام |
| ۱۶۲ | مسلمانوں کا شاعر | ۱۵۲ | باب ۱۲ - غزوہ بدر الٰہیہ اور دوسرے الجندل |
| ۱۶۲ | باب ۱۱ - غزوہ خندق (۳) | ۱۵۲ | ابوسفیان کا گریز |
| ۱۶۲ | حضرت سعد بن معاذ | ۱۵۲ | مخشی بن عمرو ضمری |
| ۱۶۴ | حضرت صفیہ کی شجاعت | ۱۵۲ | غزوہ دوسرے الجندل |
| ۱۶۴ | نعیم کا کارنامہ | ۱۵۳ | باب ۱۰ - غزوہ خندق (۱) |
| ۱۶۵ | مشرکین میں پھوٹ | ۱۵۳ | یہود اور قریش کا گٹھ جوڑ |
| ۱۶۶ | سخت آندھی | ۱۵۳ | یہود اور غطفان |
| ۱۶۶ | مشرکین کی حالت | ۱۵۳ | کفار کے سرکردہ افراد |
| ۱۶۸ | باب ۹ - غزوہ بنی قریظہ | ۱۵۴ | خندق کی کھدائی |
| ۱۶۸ | یہود سے جنگ کا حکم | ۱۵۴ | آیاتِ قرآنی |
| ۱۶۸ | ہراول دستہ | ۱۵۵ | معجزاتِ نبوی |
| ۱۶۹ | جبرائیل علیہ السلام | ۱۵۵ | سخت زمین کا نرم ہو جانا |
| ۱۶۹ | نماز کی ادائیگی | ۱۵۵ | کھجوروں میں برکت |
| ۱۶۹ | بنی قریظہ کا محاصرہ | ۱۵۶ | کھانے میں برکت |
| ۱۷۰ | ابولہب کی توبہ | ۱۵۶ | مہجرت پر پیش گوئیاں |
| ۱۷۱ | آیتِ قرآنی | ۱۵۸ | باب ۸ - غزوہ خندق (۲) |
| ۱۷۱ | توبہ کی قبولیت | ۱۵۸ | کفار کی آمد |
| ۱۷۲ | چند لوگوں کا قبول اسلام | ۱۵۸ | حیی بن اخطب اور کعب بن اسد |

| صفحہ نمبر | عنوان | صفحہ نمبر | عنوان |
|-----------|---|-----------|--|
| ۱۸۹ | منازل سفر | ۱۸۲ | حضرت سعد بن معاذ کی ثالثی |
| ۱۹۰ | اوٹوں پر چھاپہ | ۱۸۳ | یہود کا قتل |
| ۱۹۰ | غزوہ ذی قرد | ۱۸۴ | حیی بن اخطب کا قتل |
| ۱۹۰ | مسلمان شہسوار | ۱۸۴ | ایک عورت سے قصاص |
| ۱۹۱ | رسول اللہ کی نصیحت | ۱۸۴ | ذہیر بن باطا قرظی کا واقعہ |
| ۱۹۱ | محرز کی سبقت اور شہادت | ۱۸۵ | عطیہ اور رفاعہ |
| ۱۹۱ | مسلمانوں کے گھوڑوں کے نام | ۱۸۶ | اموال کی تقسیم |
| ۱۹۲ | لٹیروں کے مقتول | ۱۸۷ | باب ۱۱ - ارشادات قرآن مجید |
| ۱۹۳ | غفاری کی بیوی کی نذر | ۱۸۷ | آیات قرآنی |
| ۱۹۴ | باب ۱۱ - غزوہ بنی مصطلق | ۱۸۲ | باب ۱۱ - غزوہ قرینہ کے بعد کے واقعات |
| ۱۹۴ | غزوہ بنی مصطلق | ۱۸۱ | حضرت سعد بن معاذ کی شہادت |
| ۱۹۴ | عبداللہ بن ابی کی فتنہ پردازی | ۱۸۲ | غزوہ خندق میں شہداء نے اسلام |
| ۱۹۵ | رسول اللہ کو خبر | ۱۸۲ | کفار کے مقتولین |
| ۱۹۵ | اسیر بن ہنیر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو | ۱۸۳ | غزوہ قرینہ کے شہید |
| ۱۹۶ | رفاعہ بن زید کی ہلاکت | ۱۸۳ | سلام بن ابی الحقیق کا قتل |
| ۱۹۶ | ابن ابی کے بارے میں آیات قرآنی | ۱۸۴ | نہیر میں ورود |
| ۱۹۶ | مقیس کی حیلہ جوئی | ۱۸۴ | باب ۱۱ - سرکردہ افراد کا قبول اسلام |
| ۱۹۸ | مقتولین بنی مصطلق | ۱۸۶ | عمرو بن العاص اور خالد بن ولید کا قبول اسلام |
| ۱۹۸ | ام المؤمنین حضرت جویریہ | ۱۸۶ | بخاشی کے دربار میں |
| ۱۹۸ | حارث کا قصہ | ۱۸۷ | بخاشی کی ناراضگی |
| ۱۹۹ | زکوٰۃ کی وصولی اور بنی مصطلق | ۱۸۷ | قبول اسلام |
| ۲۰۱ | باب ۱۱ - واقعہ افک | ۱۸۸ | عثمان بن طلحہ کا قبول اسلام |
| ۲۰۱ | حضرت عائشہؓ کی روایت | ۱۸۹ | باب ۱۱ - دیگر غزوات |
| ۲۰۲ | صفوان بن معطل | ۱۸۹ | غزوہ بنی لحيان |

| صفحہ نمبر | عنوان | صفحہ نمبر | عنوان |
|-----------|-------------------------------------|-----------|-------------------------------|
| ۲۱۴ | باب ۱۱۸ - بیعت رضوان | ۲۰۲ | تہمت کے اثرات |
| ۲۱۴ | جنگ کی بیعت | ۲۰۲ | حضرت عائشہؓ کو تہمت کا علم |
| ۲۱۴ | صلح کی کوشش اور حضرت عمرؓ کا اضطراب | ۲۰۳ | رسول اللہؐ کا رنج و ملال |
| ۲۱۵ | صلح حدیبیہ اور صلح نامہ | ۲۰۳ | تہمت لگانے والے |
| ۲۱۶ | ابو جندل اور آنحضرتؐ کا ایقانے عہد | ۲۰۳ | کشیدگی |
| ۲۱۶ | صلح نامے پر گواہیاں | ۲۰۴ | حضرت عائشہؓ کا رنج و ملال |
| ۲۱۶ | قربانی اور حلق | ۲۰۴ | صبر جمیل |
| ۲۱۶ | سورہ فتح کا نزول | ۲۰۵ | نزول وحی اور برأت کی خوش خبری |
| ۲۲۰ | صلح کے فوائد | ۲۰۵ | حضرت ابویوبؓ اور ان کی اہلیہ |
| ۲۲۱ | باب ۱۱۹ - مکہ کے منظلوم مسلمان | ۲۰۵ | آیات قرآنی |
| ۲۲۱ | ابولبصیر کا واقعہ | ۲۰۶ | عفو و درگزر کا حکم |
| ۲۲۱ | عامری کا قتل | ۲۰۶ | صفوان اور حسانؓ |
| ۲۲۲ | ابولبصیر کا گروہ | ۲۰۸ | باب ۱۲۰ - حدیبیہ کا واقعہ |
| ۲۲۲ | قریش کی درخواست | ۲۰۸ | عمرے کے ارادے سے روانگی |
| ۲۲۲ | عامری کا خون بہا | ۲۰۸ | مسلمانوں کی تعداد |
| ۲۲۳ | ام کلثومؓ کی ہجرت | ۲۰۸ | آنحضرتؐ کی گفتگو |
| ۲۲۳ | عورتوں کی ہجرت کا سوال | ۲۰۹ | حدیبیہ میں ورود |
| ۲۲۳ | عروہ کا جواب | ۲۱۰ | بدیل اور خزاعہ |
| ۲۲۴ | امام زہری کی تشریح | ۲۱۱ | عروہ بن مسعود |
| ۲۲۴ | مشرک عورتوں سے علیحدگی | ۲۱۱ | جانناہ صحابہؓ |
| ۲۲۴ | فتح مکہ کی خوشخبری | ۲۱۲ | خریش بن امیہ |
| ۲۲۵ | باب ۱۲۱ - غزوہ خیبر (۱) | ۲۱۲ | قریش کے آدمی |
| ۲۲۵ | خیبر کی طرف روانگی | ۲۱۲ | حضرت عثمانؓ کی روانگی |
| ۲۲۵ | عامر بن اروع کی حدی | ۲۱۳ | حضرت عثمانؓ کی شہادت کی افواہ |

| صفحہ نمبر | عنوان | صفحہ نمبر | عنوان |
|-----------|---------------------------------------|-----------|--------------------------------|
| ۲۲۷ | حجاج بن علاط | ۲۲۵ | عامر کی شہادت |
| ۲۲۸ | باب ۱۲۲ - خیبر کے مالِ غنیمت کی تقسیم | ۲۲۶ | اہل خیبر کو اطلاع اور فرار |
| ۲۲۸ | حصہ داروں کی تعداد | ۲۲۷ | مقامات سفر |
| ۲۲۸ | اثعارہ مجموعے | ۲۲۷ | قلعوں کی تسخیر |
| ۲۲۹ | شق کی تقسیم | ۲۲۷ | چند چیزوں کی ممانعت |
| ۲۲۹ | کتیبہ کی تقسیم | ۲۲۸ | صنعا ئی کا بیان |
| ۲۲۹ | فدک کا معاملہ | ۲۲۸ | بنی سہم کی حاضری |
| ۲۲۹ | بنو الداد کے نام و نسب | ۲۲۹ | آخری قلعے اور مرحب |
| ۲۲۹ | ابن سہل کا قتل | ۲۲۹ | یاسر کی ہلاکت |
| ۲۲۹ | آنحضرتؐ کا فیصلہ | ۲۲۹ | حضرت علیؑ کا اعزاز |
| ۲۲۹ | دیگر روایات ۱ | ۲۳۰ | دافع کی روایات |
| ۲۲۹ | یہود کی جلا وطنی | ۲۳۰ | کعب بن عمرو کا قصہ |
| ۲۲۹ | وادئ القرئی کی تقسیم | ۲۳۱ | باب ۱۲۱ - غزوہ خیبر (۲) |
| ۲۲۹ | باب ۱۲۱ - مہاجرینِ حبشہ کی واپسی | ۲۳۱ | حضرت صفیہ کا خواب اور تعبیر |
| ۲۲۹ | رسول اللہؐ کی مسرت | ۲۳۱ | کنانہ بن ربیع سے پوچھ گچھ |
| ۲۲۹ | مہاجرینِ حبشہ کے نام | ۲۳۲ | یہود کی جان بخشی کی درخواست |
| ۲۲۹ | متوفی مہاجرین | ۲۳۲ | ذہرا لود گوشت |
| ۲۲۹ | مہاجر خواتین | ۲۳۳ | مدینہ کی طرف واپسی |
| ۲۲۹ | مہاجرین کی اولاد | ۲۳۳ | چربی کا برتن |
| ۲۲۹ | باب ۱۲۰ - عمرۃ القضاء | ۲۳۳ | حضرت صفیہؓ سے نکاح |
| ۲۲۹ | عمرے کی تیاری اور دعائی | ۲۳۳ | حضرت بلالؓ کی پیریاری |
| ۲۲۹ | حضرت میمونہؓ سے نکاح | ۲۳۵ | غزوہ خیبر اور مسلمان خواتین |
| ۲۲۹ | حویطب کی گفتگو | ۲۳۶ | شہدائے خیبر |
| ۲۲۹ | آیات قرآنی | ۲۳۶ | اسوداعی کی شہادت |

| صفحہ نمبر | عنوان | صفحہ نمبر | عنوان |
|-----------|--|-----------|-----------------------------------|
| ۲۲۷ | ابن حرث اور ابن ابی اُمیہ کا اسلام | ۲۵۶ | باب ۱۲۵ - غزوہ موتہ |
| ۲۲۸ | ابوسفیان بن حرب | ۲۵۶ | فوج کا انتظام |
| ۲۲۹ | لشکر گاہ میں سے گزر | ۲۵۶ | عبداللہ بن رواحہ کی کیفیت |
| ۲۲۹ | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں | ۲۵۷ | رومیوں کی فوج |
| ۲۲۹ | ابوسفیان کا قبول اسلام | ۲۵۸ | شوق شہادت |
| ۲۷۰ | ابوسفیان کا گھر پناہ گاہ | ۲۵۸ | جنگ اور حضرت زید کی شہادت |
| ۲۷۰ | رسول اللہ کے لشکر کے مناظر | ۲۵۸ | حضرت جعفر کی شہادت |
| ۲۷۱ | ابوسفیان کی مکہ واپسی | ۲۵۸ | حضرت عبداللہ بن رواحہ کی شہادت |
| ۲۷۱ | رسول اللہ کا عجز و انکسار | ۲۵۹ | حضرت خالد بن ولید کی سالاری |
| ۲۷۱ | ابو قحافہ کا قبول اسلام | ۲۵۹ | رسول اللہ کا رنج و ملال |
| ۲۷۲ | مسلمانوں کا مکہ میں داخلہ | ۲۶۰ | کاہنہ کا اتباہ |
| ۲۷۳ | بعض مشرکین سے جنگ | ۲۶۰ | لشکر کی واپسی |
| ۲۷۴ | مسلمانوں کا شعار | ۲۶۱ | شہدائے موتہ |
| ۲۷۵ | باب ۱۲۸ - فتح مکہ (۲) | ۲۶۲ | باب ۱۲۶ - صلح حدیبیہ کی خلاف ورزی |
| ۲۷۵ | عبداللہ بن خطلہ | ۲۶۲ | بنو بکر اور بنو خزاعہ میں خونریزی |
| ۲۷۶ | بعض بھروسوں کا قتل | ۲۶۲ | بنو بکر کی زیادتی |
| ۲۷۷ | بیت اللہ کا طواف | ۲۶۳ | رسول اللہ سے مدد کی درخواست |
| ۲۷۷ | خطبہ مبارکہ | ۲۶۳ | صلح کے لئے سلسلہ جنبانی |
| ۲۷۸ | بیت اللہ کی کلید برداری | ۲۶۴ | ابوسفیان کی گفتگو |
| ۲۷۸ | بیت اللہ کے اندر تصاویر | ۲۶۵ | حضرت علیؑ کا مشورہ |
| ۲۷۹ | بیت اللہ میں نماز | ۲۶۵ | قریش کا عھد |
| ۲۷۹ | عقاب اور حارث کا قبول اسلام | ۲۶۵ | فتح مکہ کی تیاری |
| ۲۷۹ | قتل کا ایک واقعہ | ۲۶۶ | مطلب بن ابی بلتعہ کا خط |
| ۲۸۰ | حرمت کعبہ اور رسول اللہ کا خطبہ | ۲۶۷ | باب ۱۲۷ - فتح مکہ (۱) |
| | | ۲۶۷ | مکہ کے لئے روانگی |

| صفحہ نمبر | عنوان | صفحہ نمبر | عنوان |
|-----------|---------------------------------|-----------|---|
| ۲۹۴ | باب ۱۳۱ - غزوہ حنین (۲) | ۲۸۱ | انصار کی پریشانی |
| ۲۹۴ | ابوقحادہؓ کا واقعہ | ۲۸۱ | فغانہ کا قبول اسلام |
| ۲۹۴ | قرشوں کی مدد | ۲۸۱ | صفوان بن امیہ |
| ۲۹۵ | مقتولین کفار | ۲۸۲ | فتح مکہ پر مسلمانوں کی تعداد |
| ۲۹۵ | درید بن صمہ | ۲۸۳ | باب ۱۲۹ - بنی جزمیہ اور خالد بن ولید |
| ۲۹۶ | ابوعامر اشعری کی شہادت | ۲۸۳ | عباس بن مرواس کا اسلام |
| ۲۹۶ | بنو مآب کے لئے رسول اللہ کی دعا | ۲۸۳ | بنی جزمیہ اور حضرت خالد بن ولید |
| ۲۹۶ | ذبیح بن عوام اور ہوازن | ۲۸۴ | رسول اللہ کا رویا |
| ۲۹۶ | ابوعامر کی شان اسلام | ۲۸۴ | رسول اللہ کا اظہارِ بریت |
| ۲۹۸ | کمزوروں کے قتل کی ممانعت | ۲۸۵ | خالد کا عذر |
| ۲۹۹ | آنحضرت کی رضاعی بہن شیماء | ۲۸۵ | قریش اور بنو جزمیہ کے سابقہ معاملات |
| ۲۹۹ | غزوہ حنین اور آیات قرآنی | ۲۸۶ | ایک نوجوان کا واقعہ |
| ۲۹۹ | شہدائے حنین کے نام | ۲۸۷ | عزنی کی بربادی |
| ۲۹۹ | بجیر کے اشعار | ۲۸۸ | باب ۱۳۰ - غزوہ حنین (۱) |
| ۳۰۰ | ہوازن کے ایک شخص کے اشعار | ۲۸۸ | قبیلہ ہوازن کا اجتماع |
| ۳۰۱ | باب ۱۳۱ - غزوہ طائف | ۲۸۸ | درید بن صمہ |
| ۳۰۱ | طائف کی قلعہ بندی | ۲۸۹ | مخبروں کی خبر |
| ۳۰۱ | طائف کے راستے کے واقعات | ۲۹۰ | لشکر کی تعداد |
| ۳۰۲ | طائف کا محاصرہ | ۲۹۱ | ذات انواط نامی درخت |
| ۳۰۲ | اسلام کی پہلی منجیق | ۲۹۱ | مسلمانوں کی ابتدائی ہریمیت |
| ۳۰۳ | اہل طائف سے گفت و شنید | ۲۹۱ | ہوازن کے علمبردار کا قتل |
| ۳۰۳ | رسول اللہ کا رویا | ۲۹۲ | دشمنی کا ظہور |
| ۳۰۴ | مسلمانوں کی روانگی | ۲۹۳ | رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا استقلال |
| ۳۰۴ | عینیبہ بن حصن کا ارادہ | ۲۹۳ | آتم سلیم |

| صفحہ نمبر | عنوان | صفحہ نمبر | عنوان |
|-----------|--|-----------|---|
| ۳۱۸ | چند مسلمانوں کی بے چارگی | ۳۰۴ | اہل طائف کے غلام |
| ۳۱۹ | اعراب کا عذر | ۳۰۵ | شہدائے طائف کے نام |
| ۳۱۹ | حضرت علیؑ بن ابی طالب | ۳۰۵ | بددعا کے بجائے دُعا |
| ۳۲۰ | ابونضیرؓ کی پیشانی | ۳۰۶ | ہوازن پر احسان |
| ۳۲۱ | عذاب شدہ بستیاں | ۳۰۷ | قیدیوں کی واپسی |
| ۳۲۱ | رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا اور بارش | ۳۰۸ | باب ۱۳۳ - غنیمت جنین اور اس کی تقسیم |
| ۳۲۲ | ابن نصیرت کی منافقت | ۳۰۸ | مالک بن عوف کا اسلام |
| ۳۲۳ | باب ۱۳۶ - غزوہ تبوک (۲) | ۳۰۸ | مال غنیمت |
| ۳۲۳ | حضرت ابوذر غفاریؓ | ۳۰۹ | مولفہ القلوب کے لئے عطیات |
| ۳۲۳ | حضرت ابوذرؓ کی وفات کا واقعہ | ۳۱۰ | قبائل وارتقسیم |
| ۳۲۴ | منافقین کی باتیں | ۳۱۱ | جبیل بن سراقہ کی فضیلت |
| ۳۲۵ | اکیدر و مہ الجندل کی گرفتاری | ۳۱۲ | ذوالخویصرہ کا اعتراض |
| ۳۲۶ | چشمے کے کم پانی کا زیادہ ہو جانا | ۳۱۲ | انصار سے رسول اللہ کی گفتگو |
| ۳۲۶ | ذوالبجادیٰ کی وفات | ۳۱۳ | باب ۱۳۴ - رسول اللہ کا عہد اور کعب بن زہیر کا اسلام |
| ۳۲۷ | ذوالبجادیٰ کی وجہ تسمیہ | ۳۱۴ | عمرے کی ادائیگی |
| ۳۲۷ | پچھلے رہ جانے والوں کے بارے میں استفسار | ۳۱۴ | کعب بن زہیر کا اسلام |
| ۳۲۸ | مسجد ضرار اور اس کے بنانے والے | ۳۱۵ | بارگاہ نبوت میں حاضری |
| ۳۲۹ | مدینہ سے تبوک تک مساجد | ۳۱۵ | قصیدہ بانث سعاد |
| ۳۳۰ | باب ۱۳۷ - کعب بن مالک، طراؤ بن زید اور لہل بن امیہ | ۳۱۶ | باب ۱۳۵ - غزوہ تبوک (۱) |
| ۳۳۰ | پچھلے رہنے والے چند مخلص مسلمان | ۳۱۶ | جہاد کی تیاری |
| ۳۳۰ | کعب بن مالک کا بیان | ۳۱۶ | جد بن قیس |
| ۳۳۱ | تساہل اور سستی | ۳۱۶ | آیات قرآنی |
| ۳۳۱ | صاف گوئی اور راست بازی | ۳۱۸ | خدا کی راہ میں خرچ |
| ۳۳۲ | دیگر دو افراد | | |

| صفحہ نمبر | عنوان | صفحہ نمبر | عنوان |
|-----------|--|-----------|---|
| ۳۵۵ | عبداللہ بن ابی کی نماز جنازہ | ۳۳۳ | مسلمانوں کا قطع تعلق |
| ۳۵۶ | مخلص معذورین | ۳۳۳ | غسان کے حاکم کا خط |
| ۳۶۰ | باب ۱۱ - سورہ اور اس کے واقعات | ۳۳۴ | اہلبیت سے علیحدگی کا حکم |
| ۳۶۰ | سورہ فتح کا نزول | ۳۳۴ | توبہ کی قبولیت |
| ۳۶۰ | بنی تمیم کا وفد | ۳۳۵ | رسول اللہ کی بارگاہ میں |
| ۳۶۱ | وفد کے ارکان | ۳۳۶ | آیات قرآنی |
| ۳۶۱ | بنی تمیم کی مفاخرت | ۳۳۸ | باب ۱۲ - ثقیف کا وفد |
| ۳۶۱ | عطار کی تقریر | ۳۳۸ | حضرت عروہ بن مسعود |
| ۳۶۲ | ثابت بن قیس کی جوابی تقریر | ۳۳۹ | عمرو بن أمیہ اور عبدیلیل |
| ۳۶۲ | زبرخان کے اشعار اور حسان کا جواب | ۳۳۹ | بارگاہ نبوی میں وفد |
| ۳۶۳ | وفد بنی عامر | ۳۳۹ | مدینہ میں آمد |
| ۳۶۴ | عامر اور اربد کی ہلاکت | ۳۴۰ | عہد نامے کے لئے بات چیت |
| ۳۶۵ | بنی سعد بن بکر کا وفد | ۳۴۰ | ثقیف کی شرائط |
| ۳۶۶ | باب ۱۳ - مختلف وفود (۱) | ۳۴۱ | حضرت عثمان بن ابی العاص کی سرداری |
| ۳۶۶ | وفد بنی عبدالقیس | ۳۴۱ | ثقیف اور رمضان کے روزے |
| ۳۶۷ | منذر بن ساوی کا قبول اسلام | ۳۴۲ | لات کے بتکدے کا انہدام |
| ۳۶۸ | وفد بنی حنیفہ | ۳۴۲ | ابولہب اور قارب کا اسلام |
| ۳۶۸ | وفد بنی طے اور ان کا اسلام | ۳۴۳ | ثقیف کے ساتھ عہد نامے کا مضمون |
| ۳۶۹ | عدی بن حاتم | ۳۴۴ | باب ۱۴ - تفسیر سورہ برأت اور اعلان برأت (۱) |
| ۳۷۰ | رسول اللہ کا حسن سلوک | ۳۴۴ | پہلا ج |
| ۳۷۰ | عدی کو مشورہ | ۳۴۴ | سورہ برأت |
| ۳۷۱ | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئیاں | ۳۴۴ | اعلان برأت اور حضرت علیؑ |
| ۳۷۲ | فروہ بن سیک کی حاضری | ۳۴۶ | باب ۱۵ - تفسیر سورہ برأت (۲) |
| ۳۷۳ | باب ۱۶ - مختلف وفود (۲) | ۳۵۱ | منافقین کا استہزاء |
| ۳۷۳ | بنی زبید کا وفد | ۳۵۴ | |

| صفحہ نمبر | عنوان | صفحہ نمبر | عنوان |
|-----------|---|-----------|---|
| ۳۸۸ | خطبہ حجۃ الوداع | ۳۷۳ | وفدِ نبویؐ کئدہ |
| ۳۸۹ | دیگر روایات | ۳۷۴ | اشعث کی نسبت |
| ۳۹۰ | عمرو بن خالد جبرکی روایت | ۳۷۵ | صرو بن عبداللہ اذدی |
| ۳۹۰ | لشکرِ آسامہ بن زید | ۳۷۵ | اہلِ جرش سے جنگ |
| ۳۹۰ | حکمرانوں کی طرف ایلچی | ۳۷۶ | شاہانِ حیر کے مکتوب |
| ۳۹۱ | رسول اللہ کے قاصد | ۳۷۶ | مکتوبِ نبویؐ |
| ۳۹۱ | حضرت علیؑ کے قاصد | ۳۷۸ | حضرت معاذ بن جبل کو وصیت |
| ۳۹۳ | باب ۱۴۱ - غزوات و سرایا (۱) | ۳۷۸ | فردہ بن عمرو کا اسلام اور شہادت |
| ۳۹۳ | غزوات کا اجمالی ذکر | ۳۷۹ | باب ۱۴۲ - بنو حریث کا قبولِ اسلام اور دیگر وفود |
| ۳۹۳ | سرایا کا اجمالی ذکر | ۳۷۹ | حضرت خالد بن ولید کی روانگی |
| ۳۹۴ | غالب بن عبداللہ کے لشکر کی تفصیل | ۳۸۰ | مکتوبِ نبویؐ |
| ۳۹۴ | جنذب بن مکیش کا واقعہ | ۳۸۰ | بنی حریث کا وفد |
| ۳۹۵ | اللہ تعالیٰ کی مدد | ۳۸۱ | حضرت عمرو بن حزم |
| ۳۹۵ | دیگر سرایا | ۳۸۳ | دفاعہ بن زید کی حاضری |
| ۳۹۶ | حضرت زید کے لشکرِ جہاد کی تفصیل | ۳۸۳ | وفدِ ہمدان کی حاضری |
| ۳۹۶ | باہمی تصفیہ | ۳۸۴ | رسول اللہ کی تحریر |
| ۳۹۷ | دو بارہ چیقلش | ۳۸۴ | مسیلہ کذاب اور اسود عینی |
| ۳۹۸ | دفاعہ بن زید کی بارگاہِ رسالت میں حاضری | ۳۸۴ | عمال اور امراء کا تقریر |
| ۳۹۹ | رسول اللہ کا فیصلہ | ۳۸۵ | مسیلہ کذاب کا خط |
| ۴۰۰ | باب ۱۴۳ - غزوات و سرایا (۲) | ۳۸۶ | باب ۱۴۵ - حجۃ الوداع |
| ۴۰۰ | حضرت زید کے جہادِ عراق کی تفصیل | ۳۸۶ | حج کی تیاری |
| ۴۰۱ | عبداللہ بن رواحہ کا غزوہ | ۳۸۶ | حضرت عائشہؓ اور مناسکِ حج |
| ۴۰۱ | غزوہ ابن عتیک | ۳۸۷ | حضرت علیؑ کی مین سے واپسی |
| ۴۰۱ | غزوہ عبداللہ بن انیس | ۳۸۷ | حضرت علیؑ کے خلاف شکایت |

| صفحہ نمبر | عنوان | صفحہ نمبر | عنوان |
|-----------|---|-----------|--|
| ۴۱۵ | تمامہ میں اثال کا اسلام | ۴۰۲ | مزید سرایا کا ذکر |
| ۴۱۶ | تمامہ کا عمرہ | ۴۰۳ | حضرت عیینہ بن حصن کے جہاد کی تفصیل |
| ۴۱۶ | جیش علقمہ بن مجزز | ۴۰۳ | حضرت غالب بن عبد اللہ کے غزوہ کی تفصیل |
| ۴۱۶ | سرایا کمر بن جابر | ۴۰۴ | حضرت عمرو بن عاص کا غزوہ ذات السلاسل |
| ۴۱۶ | غزوہ علی بن ابی طالب | ۴۰۴ | رافع طائی کی روایت |
| ۴۱۶ | لشکر اسامہ | ۴۰۵ | حضرت ابو بکرؓ کی نصیحت |
| ۴۱۸ | باب ۱۵ - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال | ۴۰۶ | عوف بن مالک کی روایت |
| ۴۱۸ | مرض کی ابتداء | ۴۰۷ | باب ۱۶ - غزوات و سرایا (۳) |
| ۴۱۸ | بیعت میں دعائے مغفرت | ۴۰۷ | غزوہ ابی حرد |
| ۴۱۹ | حضرت عائشہؓ کے گھر میں علالت | ۴۰۷ | اقرع بن حابس اور عیینہ بن حصن |
| ۴۱۹ | ازواج مطہرات کے اسمائے مبارکہ | ۴۰۸ | رسول اللہ کی ناناہنگی |
| ۴۱۹ | حضرت خدیجہ الکبریٰؓ | ۴۰۸ | بددعا کا اثر |
| ۴۲۰ | حضرت عائشہؓ | ۴۰۹ | عامر بن الاضبط کی دیت |
| ۴۲۰ | حضرت سودہؓ | ۴۰۹ | غزوہ ابی حداد اور رفاع بن قیس کا قتل |
| ۴۲۰ | حضرت زینب بنت جحشؓ | ۴۱۰ | رسول اللہ کے ارشادات |
| ۴۲۰ | حضرت ام سلمہؓ | ۴۱۰ | غزوہ عبدالرحمن بن عوف |
| ۴۲۰ | حضرت حفصہؓ | ۴۱۱ | غزوہ ابو عبیدہ بن الجراح |
| ۴۲۰ | حضرت ام جلیبہؓ | ۴۱۲ | جیش عمرو بن أمیہ |
| ۴۲۰ | حضرت جویریہؓ | ۴۱۲ | قریشی کا قتل |
| ۴۲۲ | حضرت صفیہؓ | ۴۱۳ | بنو بکر کے آدمی کا قتل |
| ۴۲۲ | حضرت میمونہؓ | ۴۱۴ | باب ۱۷ - غزوات و سرایا (۴) |
| ۴۲۳ | حضرت زینب بنت جزمیہؓ | ۴۱۴ | غزوہ زید بن حارثہ |
| ۴۲۴ | قریشی ازواج مطہرات | ۴۱۴ | غزوہ سالم بن عمیر |
| ۴۲۴ | دیگر ازواج مطہرات | ۴۱۴ | غزوہ عمیر بن عدی |

| صفحہ نمبر | عنوان | صفحہ نمبر | عنوان |
|-----------|--|-----------|--|
| ۴۲۲ | حضرت ابن عباس کی روایت | ۴۲۴ | علائق اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر قیام |
| ۴۲۳ | حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خطبہ | ۴۲۵ | مرضی کی شدت |
| ۴۲۴ | انصار سے گفتگو | ۴۲۵ | آنحضرت کے ارشادات |
| ۴۲۵ | بیعت اور خلافت | ۴۲۶ | باب ۱۵۱ - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال (۲) |
| ۴۲۵ | دو انصاری | ۴۲۶ | شکرِ آسمانہ کے لئے بحکم |
| ۴۲۶ | حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا پہلا خطبہ | ۴۲۶ | انصار سے حسن سلوک کی وصیت |
| ۴۲۷ | حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت | ۴۲۷ | آسمانہ کے لئے دعا |
| ۴۲۸ | رسول اللہ کی تجنیز و تکفین | ۴۲۷ | حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی امامت |
| ۴۲۸ | غسل | ۴۲۸ | وصال کا دن |
| ۴۲۹ | لحد | ۴۲۹ | مسجد میں تشریف آوری |
| ۴۲۹ | نماز جنازہ | ۴۳۰ | حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ |
| ۴۳۰ | سب سے آخری شخص | ۴۳۱ | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال |
| ۴۳۰ | رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم | ۴۳۱ | حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کیفیت |
| ۴۳۱ | کے آخری ارشادات مبارکہ | ۴۳۱ | حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا صبر و استقامت |
| ۴۳۱ | ابتداء کا فتنہ اور سد باب | ۴۳۲ | باب ۱۵۲ - سقیفہ بنی ساعدہ |
| | ۴۳۲ | ۴۳۲ | باہمی مشورے اور اختلاف |

سُورَةُ الْاَنْفَالِ كَانَزْوِلْ (۱)

سورۃ انفال کی آیات | ابن اسحاق کہتے ہیں بدر کے واقعہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے سورۃ انفال نازل فرمائی اور مالِ غنیمت کے متعلق جو اختلاف مسلمانوں میں پیدا ہو گیا تھا اُس کو رفع فرمایا۔ چنانچہ ارشاد ہوا۔

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ اَنْفَالِ قُلِ اِنَّ اَنْفَالَ اللَّهِ وَالرَّسُولِ فَاَتَقُوا اللَّهَ وَاصْلِحُوا

ذَاتِ بَيْنَتِكُمْ وَاَطِيعُوا (اللَّهُ وَرَسُولَهُ) اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ (۸-۱۰)

”اے رسول! تم سے مالِ غنیمت کے بارے میں سوال کرتے ہیں کہ دو مالِ غنیمت خدا و رسول کے واسطے ہے اس لئے تم خدا سے ڈرو اور آپس میں صلح رکھو اور خدا و رسول کی اطاعت کرو اگر تم مؤمن ہو۔“

عبادۃ بن صامت سے جب کوئی شخص سورۃ انفال کے متعلق دریافت کرتا تھا تو کہتے تھے کہ جب بدر کی جنگ کے بعد مالِ غنیمت میں ہم لوگوں نے اختلاف کیا اور ہر ایک اُس کے حق ہونے کا مدعی ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اُس سب مال کو ہمارے قبضہ سے نکال کر اپنے رسول کو اس کا مختار کر دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کو برابر ہم لوگوں میں تقسیم فرمایا اور یہ تقسیم تقویٰ اور اطاعتِ خدا و رسول اور اصلاح ذاتِ البین کے موافق تھی۔

روانگی کے حالات | پھر اللہ تعالیٰ نے اُس وقت کا ذکر فرمایا ہے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو لے کر قریش کے مقابلے کو تشریف لے چلا اور قریش اپنے

قافلہ کی حمایت اور حفاظت کے لئے مکہ سے نکلے تھے۔ فرماتا ہے

كَمَا اَخْرَجَتْ رَبُّكَ مِنْ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكَامِرًا هُوْنَ يَجْمَعُوْنَ لَكَ

فِي الْحَقِّ بَعْدًا مَا تَبَيَّنَ كَا تَمَّا يَسْتَفْتُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ؕ (۸-۵۱-۶)

”جیسے تمہارے رب نے تم کو تمہارے گھر یعنی مدینہ سے بدر کی طرف نکالا حالانکہ مسلمانوں میں سے ایک گروہ اس نکلنے کو اچھا سمجھتا تھا۔ اور جہاد کی فرضیت ظاہر ہونے کے بعد اُس کے متعلق تم سے جھگڑتے تھے۔“

گویا کہ موت کی طرف لے جاٹے جا رہے ہیں اور موت کو وہ آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔“
 وَإِذْ يَحِدُّكَ رَبُّكَ بِالنَّارِ وَالنَّارِ لَمَّا كَانَتْ أُمَّةً لَكَ رَأْسًا وَأَنذَرْتُكَ نَارَ الْكَاذِبِينَ
 لَكَ وَبَرِيئَةٌ إِنَّ اللَّهَ لَأَلْحَقُ بِكَلِمَاتِهِ لَقِطْعًا وَابْرَأْنَاكَ مِنَ الْإِنسَانِ إِذْ كَسَبَ الْكُفْرَ
 فَاسْتَجَابَ لَكَ أَتَىٰ مُتَعِدًّا كَرِهَ الْبَالِغِينَ مِنَ الْعَمَلِ لِكَلِمَةٍ مَّرْدِفِينَ هـ
 اور وہ وقت یاد کرو جبکہ مومنو خدا تم سے ایک گروہ کا دونوں گروہوں میں سے وعدہ فرما رہا تھا کہ
 یا تو سودا گروں کا قافلہ تم کو دلوادے گا اور یا قریش کو تم سے مغلوب کرے گا اور تم یہ چاہتے تھے کہ بغیر
 کاٹنے والا تمہارے ہاتھ لگے یعنی قافلہ تمہارے ہاتھ آجائے اور جنگ کی زیادہ مشقت نہ اٹھانی پڑے
 مگر خدا تعالیٰ نے یہ مناسب سمجھا اور یہی ارادہ کیا کہ اپنے کلمات کے ساتھ حق کو حق کر دکھائے اور کافروں
 کا پچھا کاٹ دے۔“

اور اگر کافروں سے مقابلہ نہ کرنا اور تجارت کا مال تمہیں مل جاتا تو پھر اسلام کو کچھ فائدہ نہ پہنچتا
 اور اب جو کفار کے سرگروہ قتل ہو گئے تو اسلام کی بہت سی رکاوٹیں دفع ہو گئیں اور کفر کی کمر ٹوٹ گئی اور دیکھو
 کہ جب تم نے خدا پر بھروسہ کیا اور اپنی کم تعدادی اور بے مومسلمانوں کو کچھ خیال میں نہ لاکر اپنے حوصلے بلند
 کئے اور دین کی عزت افزائی اور خدا و رسول کی اطاعت پر تم کمر بستہ ہو گئے اور جہاد کو تم نے سعادت
 دادین اور خدا کے قرب کا وسیلہ اور اُس کی رضامندی کا ذریعہ سمجھا تو پھر خدا نے بھی کس کس طرح سے
 تمہاری کم تھامی اور تمہاری امداد و اعانت فرمائی کہ تم پر آسمان سے پانی برسایا جس سے تم کو تروتازگی
 حاصل ہوئی اور راستے تمہارے واسطے صاف ہو گئے اور بہت سی آسانیاں تم کو حاصل ہوئیں اور بظلاف
 اس کے تمہارے دشمنوں کے واسطے مینہ قہر و غضب ہو گیا کہ وہ اُس میں بھیگ کر نقل و حرکت بھی نہ کر سکے
 اور اُن کو از حد پریشانیاں لاحق ہوئیں جن کے سبب سے وہ تم سے پہلے بدر کے پانی کو قبضہ میں نہ کر سکے
 تم نے اُس پر قبضہ کر لیا اور تمہارے قدم ثابت ہو گئے اور تمہارے قلب ایسے نڈر اور بے خون ہو گئے
 کہ شیطانی شکوک اور خطرات بالکل اُن سے دفع ہوئے اور تم نے صدقِ دل سے خدا پر بھروسہ کیا اور
 سمجھ لیا کہ خدا کا وعدہ سچا ہے وہ ہم کو ضرور دشمنانِ دین اور کفار پر غالب کرے گا۔ اگرچہ ہماری
 تعداد کم ہے تو کیا ہے ہمارا یقین اور ایمان تو کثیر ہے اور خدا کی مدد پر ہمارا بھروسہ تو پورا ہے اور جب
 تم نے ایسی سچی نیت کی تو پھر خدا نے اپنے فرشتوں کو فرمایا :

إِذْ يُوحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلَائِكَةِ أَنْ يَنْزِلُوا إِلَيْكَ فَأَنْزَلْنَاهُنَّ عَلَيْكَ
 فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا وَالرُّعْبَ فَاضْرِبُوا فَوْقَ الْأَعْنَاقِ وَاصْرَبُوا إِلَيْهِمْ
 فرشتوں کی مدد

كُلِّبْنَا بِذَلِكَ بِاتِّهَامٍ شَاقٍّ وَاللَّهِ وَتَسْؤَلُهُ وَمَنْ تَشَاقِقِ اللَّهَ وَتَسْؤَلُهُ فَإِنَّ اللَّهَ
شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝

اور (اے رسول) وہ وقت یاد کرو جبکہ تمہارا پروردگار فرشتوں کی طرف وحی کر رہا تھا کہ میں تمہارے
ساتھ ہوں تم ایمان والوں کو ثابت قدم رکھو عنقریب میں کفار کے دلوں میں رعب ڈال دوں گا
پس تم کفار کی گردنیں مارو اور ہر بندہ ان کا جدا جدا کر دو اور یہ اس سبب سے کہ ان کفار
نے خدا و رسول کی مخالفت کی اور جو شخص خدا و رسول کی مخالفت کرتا ہے بے شک خدا اس
کو سخت عذاب کرتا ہے۔

ثابت قدمی کا حکم | يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقَيْتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا وَانْحَفًا فَلَا تُولَوْهُمُ
أُوقُوفًا ۝ وَمَنْ يُؤْتِهِمْ يُؤْمِدْ ذُرِّيَّتَهُ لِأَلَّا يَكْفُرُوا بِاللَّهِ فَإِذَا قُتِلُوا فَتُحْيَوْنَ

إِلَىٰ فِيهِ قَعْدَةٌ بَاءٌ بِغَضَبٍ مِنَ اللَّهِ وَمَا وَجَّهْتُمْ ۝ وَيُسْئِرُ الْعَمِيئِينَ ۝
اے مومنو! جب تم کفار سے مقابلہ کرو تو ان کے سامنے سے پشت پھیر کر نہ بھاگو اور جو ان سے
پشت پھیر کر بھاگے گا بغیر کسی جنگی مصلحت کے یا اپنے لشکر سے مل کر جنگ کرنے کے خیال سے وہ یقیناً
خدا کے غضب میں آگیا اور جہنم اس کا ٹھکانہ ہے اور برا ٹھکانہ ہے کیونکہ اس بھاگنے والے نے
جو بغیر کسی مصلحت کے بھاگا ہے خدا کی امداد پر بھروسہ نہیں کرتا۔ پھر یہ کیسے عزت اور توقیر کا مسخ ہے بلکہ
اس کے واسطے ہمیشہ دنیا میں ہی اور آخرت میں بھی ذلت اور تحقیر ہے اور اگر یہ ثابت قدم رہا اور
پوری کوشش کے ساتھ جہاد کرتا رہا تو اس کے واسطے دو جہان کی نیک نامی ہے ۝

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کفار کی طرف
رسول اللہ کا کنکر یاں پھینکنا | کنکر پھینکنے کے متعلق فرمایا ہے۔

وَمَا مَكَّنِّي إِذْ سَأَلْتُ وَالِكِنَّ اللَّهُ سَمْعِي وَيُسْبِلِي الْعَوْمِينَ مِنْهُ بَلَاءٌ حَسَنًا (۱۴:۸)
یعنی اے رسول جو کنکر تم نے کفار کی طرف پھینکے تھے وہ تم نے نہیں پھینکے تھے بلکہ وہ خدا نے پھینکے
تھے اور خدا ہی نے تم کو مدد دی اور تم کو کفار پر غالب کیا تاکہ مومنوں کی اچھی آزمائش کرے۔

یعنی دیکھ لے کہ دشمن کی کثرت تعداد کو دیکھ کر گھبراتے ہیں یا نہیں اور ان کے ساز و سامان سے ان پر
کچھ خوف و رعب غالب ہوتا ہے یا نہیں۔ مگر شاہد ہے کہ وہ خدا کی آزمائش میں پورے
اترے اور خدا کی امداد کے وعدہ پر جو ہر مسلمان سے اُس نے کیا ہے۔ چنانچہ اُس کا فرمان ہے۔

وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ ۝ (۱۴: ۸) یعنی مسلمانوں کی

مدد کرنا ہم پر فرض ہے۔

اِنَّ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَلِّبْ جَاہَ کَرَمِ الْفَتْحِ وَاِنَّ تَلْتَهُمْ اَفْهَوْا حَيْدُ کَلُوْا اِنَّ لَعُوْدًا
کفار کو تنبیہ

مذکورہ نے فتح طلب کی تو بے شک فتح تمہارے پاس آگئی اور تم اہل اسلام کی دشمنی سے باز رہو
تو یہ تمہارے واسطے بہتر ہے اور اگر پھر تم جنگ و فساد کے ساتھ دوبارہ ایسا کرو گے تو ہم بھی دوبارہ
ایسا کریں گے اور تمہارا لشکر اگرچہ کثیر ہو مگر تم کو کچھ فائدہ نہ پہنچا سکے گا اور بے شک اللہ تعالیٰ
مؤمنوں کے ساتھ ہے۔

اٰیٰ اَیْمٰہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَطِيعُوْا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلاَ تَوَلَّوْا عَنّٰہُ وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ
اطاعت کا حکم

اللّٰہِ الْمَنَّانِ الَّذِیْنَ لَا یَعْقِلُوْنَ ؕ وَلاَ تَوَلَّوْا عِلْمَ اللّٰہِ فِیْہِمْ خَیْرًا اَلَا سَمِعْتُمْ
یعنی اسے ایمان والو تم خدا و رسول کی فرمانبرداری کرو (کیونکہ یہی تمہاری دینی اور دنیاوی ترقی کا
ذریعہ ہے) اور رسول کے حکم کو سن کر اس سے روگردانی نہ کرو اور ان منافق لوگوں کی طرح نہ
ہو جاؤ جو کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور درحقیقت وہ نہیں سنتے۔

(یعنی چونکہ وہ منافق ہیں بظاہر زبان سے کہہ دیتے ہیں کہ ہاں ہم نے حکم سن لیا اور ان کے دل میں
جو اسلام کی محبت نہیں ہے اس سبب سے اس حکم پر کاربند نہیں ہوتے نہ خدا کے وعدہ کو سچا جانتے

اس وعدہ پر عبور کر کے انہوں نے کفار کی کثرت اور اپنی قلت پر کچھ خیال نہ کیا اور ایسے دلیرانہ حملے کئے جیسے
شیر بکریوں پر جا پڑتے ہیں یا جیسے شہاز بلند پرواز چڑیوں کو شکار کرتے ہیں۔ چنانچہ آقا فانا اس وینی جوش کے طفیل کفر
کی بیخ و بنیاد اکھر گئی اور اسلام کے پاؤں دنیا میں جم گئے اور مسلمانوں کا سر عزت آسمان ایشیا پر پہنچا۔ سچ ہے اسلام کی
یہی شان ہے اور مسلمانوں کی یہی آن بان ہے ورنہ اسلام کہاں برائے نام ہے جس میں اسلام کا جوش نہیں اور
اپنے سچے اور برحق دین کی غیرت اور حمیت نہیں بھلا وہ بھی کہیں مسلمان ہے خدا تعالیٰ ہم کو بھی وہی توفیق عطا
کرے جو ہمارے بزرگوں کو عنایت کی تھی۔ جن کی کوششوں کے طفیل آج ہم مسلمان کہلاتے ہیں۔ اور وہی
صدق اور یقین ہم کو نصیب فرمائے تاکہ ہم بھی اپنے پیارے اور سچے مذہب کی ترقی اور عروج کے لئے عملی
کارروائیاں ظہور میں لائیں۔

(مترجم)

ہیں۔ پس اُن کا سُنا اور نہ سُنا کیساں ہے۔ کیونکہ ظاہر میں اطاعت کرتے ہیں اور باطن میں نافرمانی (بے شک خدا کے نزدیک سب حیوانات میں وہی بدتر ہیں جو حق بات نہ سُنتے ہیں نہ بولتے ہیں نہ سمجھتے ہیں) اور نہ اُن کو یہ تمیز ہے کہ حکم الہی کی مخالفت میں وہ کس عذاب اور مصیبت کے مستحق ہوتے ہیں اور اے مومنو! اگر خدا ان لوگوں کی کچھ جلائی جاننا تو ان کو بھی حق بات سُنا یعنی دل سے وہ حکم کو سُنتے اور اُس پر کاربند ہوتے تو اگر یہ منافق لوگ تمہارے ساتھ جہاد بھی شریک بھی ہوں تو کیا ہو گا سوا اس کے کہ پشت پھیر کر وہاں سے بھاگیں گے (کیونکہ خدا کی امداد پر اُن کا بھروسہ نہیں ہے)

ایمان کی دعوت اے ایمان والو! خدا اور رسول کے حکم کو دل و جان سے قبول کرو جبکہ وہ تم کو ایسی بات کی طرف بلائیں جو تمہاری زندگی کی کافی کی موجب ہے یعنی جہاد کی طرف جس کی بدولت تم ذلت کی سخت الشری سے عزت کے عرش پر پہنچے اور جو کفار تمہاری کمزوری کی حالت میں تم کو نہایت حقیر و ذلیل سمجھتے تھے آج تمہارے سامنے ذلیل ہوئے۔ اگر تم جہاد نہ کرتے اور ہمت کو پست کئے ہوئے بیٹھے رہتے تو کفار تمہارا نام صغہ ہستی سے مٹا دیتے۔ چنانچہ تم دیکھ لو۔

اللہ تعالیٰ کی نعمت اذکر واذانتقلیلتمستضعفون فی الارض یتخافون ان یتذلفکم الناس فاوکلکم وایذکم بنصرہ وامنہم تکلّم من الطیبات لعلکم تشکرون۔

اور اپنے اُس وقت کو یاد کرو جبکہ تم تھوڑے اور زمین میں کمزور لوگ تھے کسی قسم کی لڑائی یا جہاد کی تم میں طاقت نہ تھی مگر تم چونکہ اپنے دین پر استقلال کے ساتھ قائم تھے اور خدا و رسول کی اطاعت میں سرگرم تھے اور کفار کے فتنوں سے (خوف زدہ تھے کہ جہاں ہم جائیں گے یہ ہم کو پریشان کرینگے۔ خدا نے تم کو ایک امن کا ٹھکانہ دیا اور اپنی امداد کے ساتھ تمہاری تائید فرمائی اور اچھے اچھے رزق تم کو نصیب کئے تاکہ تم شکر کرو۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَخُونُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ وَتَخُونُوا أَمَانَاتِكُمْ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ؕ
 اے ایمان والو تم خدا اور رسول کی خیانت نہ کرو یعنی بظاہر مطیع رہو اور دل میں نافرمانی کا قصد نہ رکھو۔ یہ بہت بڑی اور نہایت بُری خیانت ہے اور نہ آپس میں ایک دوسرے کی امانت میں خیانت کرو۔ حالانکہ تم جانتے ہو۔

تقویٰ کی برکات يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ تَذَقُّوا اللَّهَ يَجْعَلْ لَكُمْ ذُرْقَانًا وَيَكْفُرْ عَنْكُمْ

تَسْبَاتِكُمْ وَيَعْصِرُ كَلِمَةَ اللَّهِ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۝

یعنی اے ایمان والو! اگر تم تقویٰ اختیار کرو گے اور اس کے وعدہ کو سچا جان کر اس کی راہ میں دینی حمیت اور جوش کے ساتھ جہاد پر مکر کو مضبوط باندھو گے (تو وہ تمہارے واسطے ایسا ذریعہ پیدا کر دیگا جس سے حق اور باطل جدا جدا ہو جائیں گے)۔
جب تم اس پر کاربند ہو گے تب وہ تمہارے گناہ بھی بخش دے گا اور تمہاری برائیاں دور کرے گا۔ اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی نعمت فرمانے کا ذکر کیا ہے جبکہ کفار آپ کے قتل یا شہر بدر کرنے کے لئے مکر کر رہے تھے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان کے پھندے سے محفوظ رکھ کر ان کا مکر انہی پر اٹا کر دیا۔

قریش کی جہالت | پھر اس کے بعد قریش کی جہالت کے سبب اپنے حق میں بددعا کرنے کو فرماتا ہے۔

إِذْ قَالُوا اللَّهُمَّ إِن كَانَ هَذَا هُوَ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَابًا مِنَ السَّمَاءِ أَوْ اعْتِنَا بِعَذَابِ آلِ يَسْرٍ ۝

اور تم اپنے حق یعنی دینی اور دنیاوی عزت کو پہنچو گے اور تمہارے مخالفین نیست و نابود ہو کر تمہارے دین کو عزت ہوگی اور تمام دنیا پر تم حکمرانی کرو گے۔ خدا کا وعدہ اور اس کا فرمان سچا ہے اور اس نے اس وعدہ کو پورا کر کے دکھا دیا کہ جس وقت تک مسلمان دین پر قائم رہے اور خدا کے وعدہ پر یقین رکھا اسی وقت تک ان کے دینی و دنیاوی کام بنتے رہے اور دنیا میں عزت سے انہوں نے زندگی بسر کی۔ اور جس وقت سے یہ خدا کی طرف سے غافل ہوئے اور اس کے نفع و نعمت کے وعدے قبول کئے اور ان کا یقین مست ہو گیا اور عملی کارروائیاں انہوں نے ترک کیں اور رہبانیت اور گوشہ نشینی کو اسلام سمجھا اسی وقت سے ذلت نے ان کو گھیر لیا اور جیسے کہ غالب تھے مغلوب ہو گئے اور نیک نامی اور بہادری ان کی بدنامی اور بزدلی سے تبدیل ہوئی۔ اب اگر اس ذلت سے عزت حاصل کرنا چاہیں تو جب تک خدا کے وعدہ کو سچا سمجھ کر عملی کارروائی پر کاربند نہ ہوں گے وہ عزت حاصل ہونی دشوار ہے۔

(مترجم)

قہے تیرے پاس سے نازل ہوا ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسایا دکھ دینے والے عذاب میں ہم کو مبتلا کر اور یہ بھی کہتے تھے کہ اگرچہ ہم ناحق پر ہیں مگر خدا ہم کو عذاب نہ کرے گا کیونکہ ہم اُس سے مغفرت مانگتے ہیں اور دوسری یہ بات ہے کہ اُمت کا رسول جب تک اُس اُمت کے درمیان ہوتا ہے عذاب الہی اُس اُمت پر نازل نہیں ہوتا۔ لہذا ہم پر بھی عذاب الہی نازل نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس کلامِ جہالت کا بیان فرمایا ہے :-

وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ لَسْتَغْفِرُونَ
وَمَا لَهُمْ أَنْ لَا يُعَذِّبَهُمُ اللَّهُ وَهُمْ يَصُدُّونَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا كَانُوا
أَوْلِيَاءَ كَأَنَّ أَوْلِيَاءَهُ الْكَافِرُونَ وَلَكِنَّ الْكُفْرَهُمْ لَوَ يَعْلَمُونَ وَمَا كَانَتْ
صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ إِذْ مَكَاءُ فَاصْدِ بِئِنَّا هَذَا وَقُوا الْعَذَابَ بِمَا
كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ۝ (۸: ۳۵)

”اور اللہ (ایسا) نہیں تھا کہ انہیں ایسی حالت میں عذاب دیتا کہ تو ان میں تھا اور اللہ انہیں ایسی حالت میں (بھی) عذاب دینے والا نہیں کہ وہ استغفار کرتے رہیں اور ان میں (ایسی) کیا بات ہے کہ اللہ انہیں عذاب نہ دے حالانکہ وہ مسجد حرام سے پھرتے ہیں حالانکہ وہ اس کے (حقیقی) سرپرست نہیں۔ اس کے حقیقی سرپرست تو صرف متقی لوگ ہیں اور لیکن ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے اور اس گھر کے پاس ان کی نمازیں بیٹھوں اور تالیوں کے سوا کچھ نہ متقی، تو اس کفر کے عوض میں جہنم کرتے تھے عذاب حکیمو“



سُورَةُ الْاِنْفَالِ كَانزُورِل (۲)

حضرت عائشہ کی روایت | ابن اسحاق کہتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ یا ایہما
المتکبران کی اس آیت کے نازل ہونے کے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد
بدر کا واقعہ ہوا۔

وَذَرْنِي وَالْمُكَذِّبِينَ اُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيلًا اِنَّ لَدَيْنَا اَنْكَارًا وَ
بِجْجِيمًا ذَ طَعَامًا اِذَا غَضَبْنَا وَعَدَا اَبَا لَيْمَاءَ
دو اور اے رسول تم ان دولت مند جھٹلانے والوں کو اور مجھ کو چھوڑ دو اور محوڑی مہلت ان کو دو۔

دیکھو تو میں ان کو کسی سزا دیتا ہوں۔ یقیناً ہمارے پاس ان کے واسطے زنجیریں اور بیڑیاں اور ذرخ
کا عذاب اور ایسا کھانا جو حلق سے اندر نہ اتر سکے اور درد تک عذاب ہے۔

برائی کے لئے مال خرچ کرنے والے | ابن اسحاق کہتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ لِيَصُدَّوْا عَنْ
سَبِيْلِ اللّٰهِ فَسَيَنْفِقُوْنَ لَهَا تَعَرَّ كَلُوْنَ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً تَّعَرَّ يَغْلِبُوْنَ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِي
جَهَنَّمَ يَخْتَسِرُوْنَ ۙ

» بے شک کافر اپنے مال اس واسطے خرچ کرتے ہیں کہ لوگوں کو خدا کے راستے سے روکیں تو عنقریب اس
خرچ کرنے سے ان کو حسرت ہوگی کہ ہائے ہم نے اتنا مال کیوں برباد کیا اور چہرہ مسلمانوں سے مغلوب
ہوں گے اور کافر جہنم کی طرف کٹھے کئے جائیں گے۔

کفار کے لئے مہلت | پھر اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو خطاب فرماتا ہے :-

قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِنْ يَنْتَهُوْا يُغْفَرْ لَهُمْ مَا قَدْ سَلَفَ وَاِنْ
يَعُوْذُوْا فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الرَّوَّالِيْنَ ۙ

» میں نے کفار سے کہہ دو کہ اگر وہ اپنے کفر سے باز رہیں اور اسلام قبول کریں تو ان کی ساری پچھلی

کارروائیاں بخش دی جائیں گی اور اگر وہ بازنہ رہیں گے اور پھر شہادت کریں گے تب وہی سلوک ان کے ساتھ ہوگا جو جنگ بدر میں ان سے پہلوں کے ساتھ ہو چکا ہے۔“

جہاد کی ترغیب | پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب اور اپنے دین کی غیرت و حمیت دلا کر کفار کے مقابلہ اور مقابلہ پر ان کو آمادہ کرتا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے:-

وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِئْتَنَةٌ وَيُكُونَ الذِّمَّةَ كُلُّ بِلَدٍ فَأَنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ وَإِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَوْلَاكُمْ لَعَنَهُ الْمُؤْمِنُونَ وَاللَّعْنَةُ لِلنَّاصِبِينَ ۝ (۸ : ۴۰)

”اور اے مسلمانو! تم کو کفار سے یہاں تک قتل و قتال کرنا چاہیے کہ کفر کا فتنہ و فساد باقی نہ رہے اور دین سارا اللہ ہی کا ہو جائے۔ پھر اگر کفار اپنے کفر سے باز نہ آئے تو اللہ ان کے اعمال اور غلوں و نفاق کا نگران ہے اور اگر وہ ایمان سے لوگردانی کریں اور اے رسول تمہارا کھانا مانیں تو اے مسلمانو! تم جان لو کہ خدا تمہارا مولیٰ ہے اور اچھا مولا اور اچھا مددگار ہے۔“

(تم کو اس پر بھروسہ کرنا چاہیے اور کفارہ کی کثرت فوج اور ساز و سامان سے خوف زدہ ہو کر جہاد

سے باز آنا لازم نہیں ہے۔)

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مالِ غنیمت کی تقسیم کے احکام نازل فرمائے ہیں۔

وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَإِنَّ لِلَّذِي وَسَّوِلٍ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ إِنْ كُنْتُمْ آمَنْتُمْ بِاللَّهِ وََمَا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ (۸ : ۴۱)

وہ اور جان لو کہ مالِ غنیمت میں جو چیز تمہارے ہاتھ آئے اس میں سے پانچواں حصہ خدا و رسول اور ذوی القربیٰ اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے واسطے ہے اگر تم اللہ پر اور اس چیز پر ایمان لائے ہو جو ہم نے اپنے بندہ پر (جو محمد ہے) نازل کی امتیاز کے دن کے لئے جس دن کہ حق اور باطل میں مجاہد ہوئی اور حق غالب ہوا یعنی بدر کے دن) جس دن دو فوجیں آپس میں لڑیں (ایک مسلمانوں کی اور دوسری کافروں کی) اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔“

افواج کے مقامات | إِذْ أَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا وَهَذَا بِالْعُدْوَةِ الْبُعْدَىٰ وَالْقُصُوفِ وَالزَّكَاةِ أَنْفَلَكُمْ مِنْهَا وَلَوْ تَوَاعَدْتُمْ لِأَخْتَلَفْتُمْ فِي الْمِيعَادِ وَاللَّيْنُ لِيَقْبَعِي

اللَّهُ أَهْرَأَ كَانَ مَفْعُولًا لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنِّي بِيَتْنَةٍ وَيَغِيَا مَنِّي عَنِّي بِيَتْنَةٍ وَإِنْ

اللَّهُ لَسَمِيحٌ عَلِيمٌ ۝

”یاد کرو جب وقت کہ تم جنگ کے واسطے کنارہ پر تھے (یعنی جو مدینہ کی طرف تھا) اور مشرکین پرے کنارہ پر تھا اور قافلہ کے لوگ تم سے نیچے کی طرف تھے (اے مسلمانو! تم مشرکین سے جنگ کا ہوشہ کرتے تو ان کی کثرت اور ساز و سامان کو دیکھ کر ضرور وعدہ کا خلاف کرتے مگر خدا چاہتا تھا کہ اس کام کو ظہور پذیر کرے جو تقدیر میں مقدر کر چکا تھا (اسی سبب اس نے مشرکین کا تم سے بیکام سامنا کرا دیا) تاکہ جو ہلاک ہو وہ حجت روشن سے ہلاک ہو اور جو زندہ رہے وہ حجت روشن سے زندہ ہو اور بے شک اللہ سنیے والا علم والا ہے“

صلی اللہ علیہ وسلم
آنحضرت کا خواب
 اِذْ يُنَبِّئُهُمُ اللَّهُ فِي مَنَامِكَ قَلِيلًا وَلَوْ اَرَادَ الْكُفَرُ كَثِيرًا لَفَسَّدَتُمْ وَاَلْتَمَنَّا رَاعَاةً وَاَلَيْكُمُ اللَّهُ سَلْطَنًا عَلِيمٌ يَا أَيُّهَا الْمُهَلَّبُونَ اذْ يَوْمَئِذٍ يُؤْتِيهِمُ

اِذَا التَّهَيُّوْا فِي اَعْيُنِكُمْ قَلِيْلًا وَيَقَلِّبُكُمُ فِي الْغَيْبِ لِيُقْضَىٰ اَللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا -

”(اے رسول!) وہ وقت یاد کرو جبکہ خدا نے تم کو کافروں کا لشکر تمہارے خواب میں تھوڑا دکھلایا۔ اگر وہ ان کی تعداد تم کو بہت دکھلاتا تو ضرور تم جنگ سے دل چھوڑ دیتے اور آپس میں لڑنے یا نہ لڑنے کی نسبت جھگڑنے لگتے مگر اللہ تعالیٰ نے تم کو سلامت رکھا بے شک وہ دلوں کی بات جانتا ہے اور اے مسلمانو! یاد کرو وہ وقت جب اللہ تعالیٰ تم کو تمہاری آنکھوں میں کفار کا لشکر تھوڑا دکھلایا تھا تاکہ تمہارے حوصلے پست نہ ہوں اور تم کو بھی کفار کی آنکھوں میں تھوڑا دکھلایا تھا تاکہ وہ بھی تمہارے مقابلہ سے نہ بھاگ جائیں تاکہ اللہ تعالیٰ اس کام کو پورا کرے جو تقدیر میں ہو چکا تھا“

ثبات اور ذکر اللہ
 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقَيْتُمْ فِتْنَةً فَاتَّبِعُوا وَاذْكُرُوا أَنَّ اللَّهَ لَعَلَّكُمْ أَتْفَلِحُونَ ۝ وَاَطِيعُوا اللَّهَ وَاسْمِعُوا اللَّهَ وَاسْمِعُوا اللَّهَ تَعَالَىٰ ۝

”اے مسلمانو! جب تم کفار کے لشکر سے مقابلہ کرو تو ثابت قدم رہو اور خدا کو یاد کرتے رہو تاکہ تم فلاح پاؤ اور خدا و رسول کی اطاعت کرو۔ اور آپس میں اختلاف نہ کرو۔ اس سے تم بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا جھٹے گی اور مقابلہ کے وقت صبر کیا کرو۔ بے شک خدا صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے“

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ خَرَّ جُوعًا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطْرًا وَاذْكُرُوا النَّاسَ (۱۵۸)
نمود و نمائش کی ممانعت
 اور اے مسلمانو! تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جو اپنے گھروں یعنی مکہ

سے اتر اٹھ اور لوگوں کے دکھاوے کے واسطے نکلے (جیسے کہ ابو جہل نے کہا تھا کہ ہم بدر میں جا کر ناپاک گانے سنیں گے اور شراب میں پئیں گے تاکہ تمام عرب میں ہماری دھماک بیٹھ جائے بلکہ اے مسلمانو! تم کو ان باتوں سے پرہیز کرنا چاہیے۔ تم خالص جہاد اور اعلاء کلمۃ الحق کی نیت سے گھر سے نکلو اور خدا کے دین پر سے اپنی جان مال کو قربان کرو۔ اگر یہ نیت تمہاری سچی ہوگی تو ضرور خدا تمہاری مدد فرمائے گا اور دونوں جہان میں تمہارے درجات بلند کرے گا۔ لہذا تم کو لازم ہے کہ خلوص دل سے دین اسلام کی ترقی کے لئے جہاد پر مکر باندھو۔ آگے فرماتا ہے قَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ فِي الْحَرْبِ فَشَرٌّ بِهِمْ مِّنْ خَلْقِهِمْ لَعَلَّهِمْ يَنْذِرُكُمْ ۗ (پس اے رسول!) اگر تم کفار و مشرکین کو جنگ میں پاؤ تو ان کو اس قدر قتل کرو کہ اپنی ہیبت سے پچھلے کافروں کو بھی جھکا دو تاکہ ان کو نصیحت اور عبرت ہو۔

جہاد کی تیاری کا حکم | وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِمُونَ
بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ - اور کفار کی جنگ کے لئے اے مسلمانو!
جہاں تک تم سے ہو سکے قوت و زور اور گھوڑوں کے پالنے سے تیاری کرو تاکہ اس سامان سے
تم اپنے اور خدا کے دشمنوں کو خوں زدہ کرو۔

وَمَا تَنْفِقُوا مِنْ شَيْءٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَغْلِبُونَ ۗ
وہ اور اے مسلمانو! جہاد کے سادو سامان میں جو کچھ تم خرچ کرو گے خدا اس سب کا ثواب تم کو پورا
دیدیگا اور تم کچھ بھی کم نہ دینے جاؤ گے۔

صلح و ارشقی | وَإِنْ يَنْحَدِرُوا لِلْسَّلَامِ فَأَجْزَحْ لَهُمْ وَتَوَسَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۗ
اور اے رسول اگر تم سے کفار صلح کی طرف مائل ہوں تو تم بھی اُس کے واسطے مائل ہو جاؤ
اور خدا پر بھروسہ کرو۔ بیشک وہ سننے والا علم والا ہے۔

دھوکہ کا اندیشہ | وَإِنْ يَرَوْا كِسْفًا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَاللَّيْلِ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ لَوْ أَنْفَقْتَ مَا
فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مَا آلَفَتْ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ ۗ وَاللَّيْلِ اللَّهُ أَلْفَتْ بَيْنَهُمْ إِنَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۗ

وہ اور اگر کفار صلح کر کے تم کو دھوکہ دینا چاہیں تو بیشک اے رسول خدا تم کو کالی ہے خدائی کلمت ہے جس کی اپنی
مدد اور مؤمنوں کے ساتھ تمہاری تائید فرمائی اور مؤمنوں کے دل میں اللہ کی اتم دین پر کافر کا نخر پڑھ کرے جب بھی اُن کے دلوں
میں محبت نہ ڈال سکے۔ مگر خدا نے اپنے فضل و کرم سے نیک دلوں میں محبت و الفت قائم کر دی۔ بیشک وہ غالب حکمت والا ہے۔

شجاعت و استقامت | اس کے آگے فرماتا ہے :- يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ
مِنَ الْمُؤْمِنِينَ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّمْ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى الْقِتَالِ إِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ عَشْرُونَ صَابِرُونَ يَغْلِبُوا أَمَانِينَ
وَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ مِائَةٌ يَغْلِبُوا أَلْفًا مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّيِّفُونَ ۗ

”اے نبی تم کو خدا اور تمہارے فرمانبرداروں کا کافی ہیں۔ اے نبی مؤمنوں کو جہاد پر آمادہ کرو۔ اگر تم میں سے بیس مہر والے شخص ہوں گے تو بے شک وہ دو سو کافروں پر غالب ہوں گے۔ کیونکہ اگر تم میں سے تلو آدمی ہوں گے تو بے شبہ ہزار کافروں پر غالب ہوں گے۔ کیونکہ کفار ایسے لوگ ہیں جو حق کو نہیں سمجھتے نہ نیک نیتی سے جنگ کرتے ہیں۔“

اور چونکہ مسلمانوں میں ہر قسم کے لوگ تھے کمزور بھی اور بہادر بھی، اس لئے اللہ تعالیٰ حکم میں تخفیف لے کر زوروں اور ضعیفوں کی رعایت فرمائی اور یہ حکم نازل کیا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّقَ اللّٰهُ عِنْدَكَ وَعَلَيْهِ اَنْتَ وَفِيْكَ ضَعْفًا قَاتًا يٰكُنْ مِنْكَ مِائَةً صَابِرًا يَغْلِبُوْا
مِائَتِيْنَ وَاِنْ يٰكُنْ مِنْكَ اَلْفٌ يَغْلِبُوْا اَلْفِيْنَ بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ؕ

یعنی اے مسلمانو! اب خدا نے تم سے سابق حکم میں تخفیف کر دی ہے اور وہ جانتا ہے کہ تم میں کمزور لوگ بھی شہادت اور ثواب کی امید سے جہاد میں شریک ہوتے ہیں تو اگر تمہارے لشکر میں سو آدمی مہر کرنے والے ہوں گے تو وہ دو سو کافروں پر غالب ہونگے اور اگر تم میں ہزار مہر کرنے والے ہونگے تو وہ ہزار کفار پر غالب ہونگے اور خدا مہر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

۱۔ اور تم دین حق کے واسطے جنگ کرتے ہو۔ اس سبب باوجود قلت تعداد اور بے سامانی کے بھی تم ان پر غالب ہو گے۔ خدا کا وعدہ سچا ہے مگر انہوں نے کہ مسلمان خواب غفلت میں خاکِ مذلت پر پیر پھیلانے ہوئے مزے سے سوتے ہیں اور زمانہ کتنا ہی ان کو تھس و حرکت کے لئے آمادہ کرتا ہے مگر یہ ہوں تک نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان کے بزرگانِ سلطنت کی پیروی نصیب فرمائے اور جلد ان کے ہوش و حواس درست کرے تاکہ یہ اسلام کی ترقی و تنزیل اور مسلمانوں کی تکبیر و فلاکت کے اسباب پر نظر ڈال کر اپنی گمشدہ عزت کے حاصل کرنے کے واسطے عملی کام میں مشغول ہوں۔

۲۔ اسی سبب سے مہر کرنے والے اور اپنی جان کو خدا کے حضور بذر کرنے والے باوجود کم تعدادی اور قلت ساز و سامان کے کفار کی کثیر تعداد پر غالب ہوتے ہیں اور دنیا میں عزت اور کفالت کا مال غنیمت حاصل کرتے ہیں اور ان کی اولاد کو لونڈی غلام بناتے ہیں اور آخرت میں اگر شہید ہوئے تو حیاتِ جاوید یعنی ہمیشہ کی زندگی حاصل کرتے ہیں اور اگر زندہ بچے تو خدا کی رضامندی کے مستحق ہو کر ثوابِ عظیم پاتے ہیں اور خدا کے محبوب ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ اس کا فرمان ہے :-

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِہٖ حَقًّا سَا تَهْمُوْا بِنِيَّانٍ مَّرْضُوْنَ ؕ

یعنی یقیناً وہ لوگ خدا کے محبوب ہیں اور خدا ان سے بیحد محبت رکھتا ہے جو اس کے راستے میں یعنی دین حق کی ترقی کے لئے اس طرح مستعدی اور ثابت قدمی جہاد کرتے ہیں جو یاہد سیدہ پلائی دیواریں۔ جس کو دشمنوں کے صدر پہنچانے سے جنبش تک نہیں ہوتی یہ ان کے صبر اور ثابت قدمی کی تعریف ہے

اور درحقیقت ایسی ہی مستعدی سے کام بھی چلتا ہے۔

پانچ خاص عیٹے | ابن اسحاق کہتے ہیں مجھ سے حضرت امام باقر ابو جعفر بن علی زین العابدین بن سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ کو رحمت کے ساتھ مدد دی گئی ہے اور تمام زمین میرے لئے مسجد اور پاکی بنائی گئی ہے اور مجھ کو جو امتحان کلم عنایت ہوئے ہیں اور مالِ غنیمت میرے واسطے حلال کیا گیا ہے اور شفاعت کا مرتبہ مجھ کو دیا گیا ہے۔ یہ پانچوں باتیں ایسی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو عنایت نہیں ہوئیں۔

قیدیوں کے بارے میں آیات | پھر اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قیدیوں سے فدیہ لینے کے بارے میں ناراضگی ظاہر فرماتا ہے اور پھر اُس کی

اجازت دیتا ہے۔

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ أَنْ يَتَّكِفَ لَهُ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَنْسَرِي هَتَّى يَتَّخِذَ فِي الْأَرْضِ مِنْ طَرَفَيْدُونَ عَرَصَ الدُّنْيَا
وَاللَّهُ يَرْجِمُهُ الْأُخْرَى ۖ ط

کسی نبی کو یہ بات لائق نہیں کہ اُس کے پاس قیدی ہوں اور وہ اُن کو فدیہ لے کہ زندہ چھوڑ دے یہاں تک کہ زمین میں خوب مشرکین کو قتل نہ کرے۔ تم اے مسلمانو! اسبابِ دنیا کا اداہ کرتے ہو اور اللہ آخرت کا اداہ کرتا ہے۔

كُلُّ كِتَابٍ مِمَّنْ اللَّهُ لِعَسْكَرٍ فِيمَا أَخَذَ لِمُعَذَابٍ عَظِيمٍ فَعَلُوا بِمَا عَنِينَهُ
حَلَا لَطِيبًا وَأَلْفُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝

اگر کتابِ الٰہی سبقت نہ کرتی (یعنی خدا تم کو اس کے جواز کا حکم دینے والا نہ ہوتا تو) یہ جو تم نے فدیہ وغیرہ لیا ہے ضرور تم کو عذابِ عظیم چھولیتا۔ اب تم ہلاؤ جو اس مال کو خوب حلال اور طیب سمجھ کر کھاؤ جو کفار سے تم نے غنیمت میں حاصل کیا ہے اور خدا سے ہر وقت ڈرتے رہو بے شک خدا بخشنے والا مہربان ہے۔

پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرماتا ہے :

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِمَنْ فِي آيِدِيكُمْ مِنَ الْأَنْسَرِي إِنْ يَعْلَمِ اللَّهُ فِي
فُلُوكُمْ حَيَوًا يُؤْتِكُمْ حَيَرًا مِمَّا أَخَذَ مِنْكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللَّهُ
غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝

اے نبی اُن قیدیوں سے کہہ دو جو تمہارے قبضہ میں ہیں کہ اگر خدا تمہارے دلوں میں بھلائی کو جانے گا (یعنی اگر تم اسلام قبول کرو گے) تو جو فدیہ تم سے لیا گیا ہے اُس سے بہتر تم کو عنایت کرے گا اور

تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔“

پھر اس کے بعد خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو باہم الفت و محبت پر رغبت دلائی ہے اور مہاجرین اور انصار کو دین میں اپنی دوستی کا اہل کیا ہے اور دونوں کے تعلق باہم وابستہ کر دیئے ہیں اور کفارہ میں سے ایک کو دوسرے کا دوست فرمایا ہے۔ پھر فرماتا ہے کہ اے مومنو! اگر تم باہم محبت کو قائم نہ رکھو گے اور مسلمانوں کے بدلے کافروں سے محبت کرو گے تو زمین میں بہت بڑا فتنہ اور فساد پیدا ہو گا۔ اس لئے لازم ہے کہ اگر کافر قریبی رشتہ دار بھی ہو تب بھی اُس سے محبت نہ کرے اور اپنے دینی بھائیوں کو اُس پر مقدم سمجھے۔

پھر فرماتا ہے :-

میراث کا حکم | وَالَّذِينَ آمَنُوا مِنْ بَعْدِ وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا مَعَكُمْ فَأُولَٰئِكَ مِنْكُمْ وَأُولَٰئِكَ رُحَاهُ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلَيْهِ ۗ (۸ : ۷۵)

یعنی اے مسلمانو! جو لوگ تمہارے بعد ایمان لائے اور تمہارے ساتھ انہوں نے ہجرت اور جہاد کیا وہ بھی تم میں سے ہیں اور کتاب الہی یعنی میراث کے مقدمہ میں جو مسلمان رشتہ دار قریب کے ہیں وہ دُور کے رشتہ داروں سے مقدم ہیں۔ بیشک خدا ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔



شترکائے بدر

(مہاجرین)

بنی مطلب۔ ابن اسحاق کہتے ہیں بنی ہاشم بن عبدمناف اور بنی مطلب بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ ہیں یہ لوگ اس مبارک جہاد یعنی بدر کی جنگ میں شریک تھے :-

- ۱ - سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم -
- ۲ - شیر خدا و شیر رسول حضرت امیر حمزہ بن عبدالمطلب بن ہاشم - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا -
- ۳ - حضرت علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم، حضور کے چچا زاد بھائی -
- ۴ - زید بن حارثہ بن شریحہ بن کعب بن عبدالعزیٰ بن امرئ القیس الکلبی - جن پر خدا و رسول نے انعام کیا -

- ابن ہشام کہتے ہیں زید بن حارثہ بن شریحہ بن کعب بن عبدالعزیٰ بن امرئ القیس بن عامر بن نعمان بن عامر بن عبدود بن عوف بن عذرہ بن زید اللہ بن زیدہ بن ثور بن کلب بن ویرہ -
- ۵ - ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد غلام انسہ -
- ۶ - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد غلام ابوبکثہ -
- ابن ہشام کہتے ہیں ابوبکثہ فارسی تھے اور انسہ حبشی تھے -
- ۷ - ابن اسحاق کہتے ہیں اور ابو مرثد کنانہ بن حصن بن یربوع بن عمرو بن یربوع بن قریظ بن سعد بن طریف بن جلال بن غنم بن غنی بن یحییٰ بن سعد بن قیس بن عیلان -
- ابن ہشام کہتے ہیں کنانہ بن حصین ہے -
- ۸ - ابن اسحاق کہتے ہیں اور ان کا بیٹا مرثد بن ابی مرثد حضرت حمزہ بن عبدالمطلب کا حلیف یہ بھی شریک تھے -

۹ - عبیدہ بن حرث بن مطلب

۱۰ - طفیل بن حرث

۱۱ - اور خصم بن حرث - یہ تینوں بھائی تھے -

۱۲ - مسطح جن کا نام عوف بن اثاثر بن عباد بن مطلب ہے -

اس قبیلے کے یہ بارہ آدمی تھے -

بنی عبدشمس | بنی عبدشمس بن عبدمناف میں سے یہ حضرات تھے :-

۱ - عثمان بن عفان بن ابی العاص بن اُمیہ بن عبدشمس اپنی زوجہ حضرت بی بی رقیہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی) کی علالت کے سبب سے مدینہ میں رہ گئے تھے مگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مالِ غنیمت میں ان کا حصہ لگایا تھا۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اور میرا ثواب؟ فرمایا تم کو جہاد کا ثواب بھی ملے گا۔

۲ - ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبدشمس

۳ - ابو حذیفہ کے آزاد غلام سالم

ابن ہشام کہتے ہیں ابو حذیفہ کا نام مہشم ہے اور سالم کو ان کی ماں ثبیتہ بنت یعارہ بن زید بن عبید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس نے بت کے نام پر چھوڑ دیا تھا۔ پھر ابو حذیفہ نے ان کو متبنی کر لیا اور بعض لوگوں کا قول ہے ثبیتہ بنت یعارہ ابو حذیفہ بن عتبہ کی بیوی تھی اور اُس نے سالم کو بت کے نام پر آزاد کر دیا تھا۔ اس سبب سے لوگ سالم کو ابو حذیفہ کا آزاد غلام کہنے لگے۔

۴ - ابن اسحاق کہتے ہیں لوگوں کا بیان ہے کہ ابو العاص بن اُمیہ کے آزاد غلام صبیح نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ میں حاضر ہونے کی تیاری کی تھی۔ مگر یکایک ہیماہ ہونے سے مجبور ہو گئے تب انہوں نے اپنے اُونٹ پر ابو سلمہ بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم کو سوار کر دیا اور صبیح اس کے بعد تمام واقعات میں آپ کے ساتھ شریک ہوئے۔

بنی اسد بن خزیمہ | بنی عبدشمس کی شاخ بنی اسد بن خزیمہ کے حلفاء میں سے یہ لوگ اس جنگ میں شریک تھے :-

۱ - عبداللہ بن حبش بن رثاب بن یحییٰ بن صبرہ بن مُرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد -

۲ - عکاشہ بن محسن بن حرثان بن قیس بن مُرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد -

۳۔ شجاع بن وہب بن ربيعہ بن اسد بن صہیب بن مالک بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد اور
۴۔ ان کے بھائی عقبہ بن وہب۔

۵۔ یزید بن زبید بن زتاب بن یعمر بن صبرہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد۔

۶۔ ابوسنان بن محسن بن حرثان بن قیس (عکاشہ بن محسن کے بھائی) اور

۷۔ ان کے بیٹے سنان بن ابی سنان

۸۔ محرز بن نضلہ بن عبداللہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد

۹۔ ربيعہ بن اکتب بن سنجہ بن عمرو بن لکیر بن عامر بن غنم بن دودان بن اسد۔

اور بنی کبیر بن غنم | اور بنی کبیر بن غنم بن دودان بن اسد کے حلفاء میں سے یہ حضرات تھے :-
۱۔ ثقف بن عمرو۔

۲۔ مالک بن عمرو اور

۳۔ مدح بن عمرو۔

ابن ہشام کہتے ہیں مدلاج بن عمرو ہے۔ یہ تینوں بھائی تھے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں یہ لوگ بنی حجر آل بنی سلیم میں سے ہیں اور ابو مخشی ان کے حلیف ہیں۔ یہ سب
سولہ آدمی تھے۔

ابن ہشام کہتے ہیں ابو مخشی طائی ہیں ان کا نام سوید بن مخشی ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی نوفل بن عبد مناف سے یہ حضرات شریک تھے :-
بنی نوفل | ۱۔ عتبہ بن غزوان بن جابر بن وہب بن نسیب بن مالک بن حرث بن مازن بن

منصور بن عکرمہ بن خصمہ بن قیس بن عیلام۔

۲۔ اور عتبہ بن غزوان کے آزاد غلام خباب یہ دو شخص تھے۔

اور بنی اسد بن عبد العزیٰ میں سے :-
بنی اسد | ۱۔ زبیر بن عوام بن خویلد بن اسد

۲۔ حاطب بن ابی بلتعہ اور

۳۔ حاطب کے آزاد غلام سعد۔ یہ سب تین آدمی تھے۔

ابن ہشام کہتے ہیں ابو بلتعہ کا نام عمرو بنی ہے اور سعد کلجی تھے۔

بنی عبدالدار | ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی عبدالدار بن قصی میں سے یہ حضرات تھے :-

۱۔ مصعب بن عمیر بن ہاشم بن عبدمناف بن عبدالدار بن قصیٰ -

۲۔ سویرط بن سعد بن حرملہ بن مالک بن عمیلہ بن بساق بن عبدالدار بن قصیٰ۔ یہ دو شخص تھے۔

بنی زہرہ بن کلاب میں سے :-

بنی زہرہ | ۱۔ عبدالرحمن بن عون بن عبدعون بن عبدالحرث بن زہرہ۔

۲۔ سعد بن ابی وقاص - اور ابی وقاص کا نام مالک بن اہیب بن عبدمناف بن زہرہ تھا اور

۳۔ ان کے بھائی عمیر بن ابی وقاص -

۴۔ ان کے حلفاء میں سے مقداد بن عمرو بن ثعلبہ بن مالک بن اربیعہ بن ثمامہ بن مطرود بن عمرو بن

سعد بن زہیر بن ثور بن ثعلبہ بن مالک بن شرید بن ہزل بن فاس بن دریم بن العین بن ابوہر

بن بہراء بن عمرو بن الحات بن قضاء۔

ابن ہشام کہتے ہیں بعض کا قول ہے کہ ہزل بن فاس بن ذرہ ہے اور ذہیر بن ثور ہے۔

۵۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور عبداللہ بن مسعود بن شمیخ بن مخزوم بن صاہلہ بن کاہل بن حرث بن

تیمم بن سعد بن ہزیریل۔

۶۔ مسعود بن اربیعہ بن عمرو بن سعد بن عبدالعزیٰ بن مالہ بن غالب بن محلم بن عائذہ بن سلیم بن ہون

بن فخریہ۔

ابن ہشام کہتے ہیں ان کا لقب قارہ تھا۔ کیونکہ یہ لوگ بے مثال تیر انداز تھے۔

۷۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور ذوالشمالین بن عبد عمرو بن فضلہ غیثان بن سلیم بن ملک بن رفصی بن

حادثہ بن عمرو بن عامر کی اولاد سے اور یہ قبیلہ خزاعہ کی ایک شاخ ہے۔

ابن ہشام کہتے ہیں ذوالشمالین کا نام عمیر تھا۔

۸۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور خباب بن ارت۔ یہ سب لوگ اٹھ اشخاص تھے۔

ابن ہشام کہتے ہیں خباب بن ارت بنی تیمم میں سے تھے اور ان کی اولاد کوفہ میں ہے اور

بعض کہتے ہیں خزاعہ سے تھے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں بنی تیمم بن مرہ میں سے :-

بنی تیمم بن مرہ | ۱۔ حضرت ابوبکر صدیق جن کا نام عتیق بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب

بن سعد بن تیمم ہے۔ ابن ہشام کہتے ہیں ابوبکر کا نام عبداللہ ہے اور عتیق خوب صوفی اور دوزخ

سے آزادی کے سبب ان کا لقب ہے۔

۲۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور حضرت ابو بکرؓ کے آزاد غلام بلالؓ، جن کو اُمیہ بن خلف سے حضرت ابو بکرؓ نے خریدا تھا اور یہی بلال بن رباح ہیں۔

۳۔ اور عامر بن فہیرہ۔ ابن ہشام کہتے ہیں عامر بن فہیرہ کو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بنی اسد سے خریدا تھا۔ جن میں عامر کی پیدائش تھی۔

۴۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور مہیب بن سنان جو قبیلہ نمر بن قاسط میں سے تھے۔

ابن ہشام کہتے ہیں نمر بن قاسط بن مہیب بن اقصیٰ بن جدیلہ بن اسد بن ربیعہ بن نزار۔ اور بعض کہتے ہیں اقصیٰ بن مہیب بن عبد اللہ بن جدعان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم کے آزاد غلام تھے اور کہا جاتا ہے کہ یہ رومی تھے۔ جن لوگوں کا یہ بیان ہے کہ یہ نمر بن قاسط میں سے ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ روم میں قید تھے وہاں سے ان کو خرید لیا تھا اور حدیث میں وارد ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مہیبؓ روم میں سے سبقت کرنے والا ہے۔

۵۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور طلحہ بن عبد اللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم۔ یہ ملک شام میں گئے ہوئے تھے اور اُس وقت وہاں سے واپس آئے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بدر کی جنگ سے فارغ ہو کر آ رہے تھے۔ آپؐ نے ان کا بھی حقہ لگایا تھا۔ انہوں نے عرض کیا اور یا رسول اللہ میرا ثواب؟ فرمایا تم کو ثواب بھی ہوگا۔ یہ پانچ شخص تھے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی مخزوم بن یقظ بن مثرہ میں سے :-

بنی مخزوم | ۱۔ ابوسلمہ بن عبد اللہ اسد۔ اور ابوسلمہ کا نام عبد اللہ بن عبد اللہ اسد بن ہلال

بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم ہے۔

۲۔ شماس بن عثمان بن شرید بن سوید بن ہرمی بن عامر بن مخزوم۔

ابن ہشام کہتے ہیں شماس کا نام عثمان ہے اور شماس ان کا اس سبب سے نام ہو گیا کہ شماس میں سے ایک شماس مکہ میں آیا۔ یہ بہت خوب صورت تھا۔ اس کی خوب صورتی کو دیکھ کر مکہ کے لوگ متعجب ہوئے۔ حلیہ بن ربیعہ عثمان کے ماموں نے کہا۔ میں اس شماس سے زیادہ حسین ایک لڑکا تم کو دکھاتا ہوں اور میرا چھ بھائی بھی عثمان کو لاکر دکھایا۔ اس وقت سے عثمان کو لوگ شماس کہنے لگے۔ یہ ابن شہاب زہری وغیرہ نے بیان کیا ہے۔

۳۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور ارقم بن ابی ارقم۔ ابی ارقم کا نام عبد مناف بن اسد ہے اور اسد کی

کفیت ابو جندب بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم ہے۔

۴۔ عماد بن یاسر۔ ابن ہشام کہتے ہیں عماد بن یاسر عسری قبیلہ مذحج سے ہیں۔

۵۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور معتب بن عوف بن عامر بن فضل بن عقیف بن کلیب بن عبشہ بن

سلول بن کعب بن عمرو، ان کے حلیف بنی خزاعہ میں سے۔ یہ سب پانچ شخص ہیں۔

اور بنی عدی بن کعب میں سے :-

بنی عدی بن کعب ۱۔ عمر بن خطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن عبداللہ بن قرظ بن ریاح بن

نذراح بن عدی۔

۲۔ اور ان کے بھائی زید بن خطاب۔

۳۔ اور مہج، عمر بن خطاب کے آزاد غلام تھے اہل یمن سے تھے اور بدر کی جنگ میں سب سے

پہلے مسلمانوں میں سے تیر کی ضرب سے شہید ہوئے۔

ابن ہشام کہتے ہیں مہج عک بن عدنان کی اولاد سے تھے۔

۴۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور عمرو بن سراقہ بن معتمر بن انس بن اذاعہ بن عبداللہ بن قرظ بن ریاح

بن رزاح بن عدی بن کعب۔

۵۔ اور ان کے بھائی عبداللہ بن سراقہ۔

۶۔ اور واقد بن عبداللہ بن عبد مناف بن عزیر بن ثعلبہ بن یربوع بن حنظلہ بن مالک بن زید

بن تمیم۔ ان کے حلیف۔

۷۔ اور ثعلی بن ابی ثعلی

۸۔ اور مالک بن ابی ثعلی ان کے حلیف۔

ابن ہشام کہتے ہیں ابو ثعلی بنی ثعلی بن علی بن بکر بن وائل میں سے تھے۔

۹۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور عامر بن ربیعہ بن غز بن حائل میں سے آل خطاب کے حلیف۔

ابن ہشام کہتے ہیں عمر بن وائل بن قاسط بن ہشام بن افعلی بن جدیلہ بن اسد بن ربیعہ بن نزار

ہے اور بعض کہتے ہیں افعلی بن وعی بن جدیلہ ہے۔

۱۰۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور عامر بن بکیر بن عبد یلیل بن ناشب بن فیرہ بن سعد بن لیث میں سے۔

۱۱۔ اور عاقل بن بکیر

۱۲۔ اور خالد بکیر

۱۳ - ایاس بن بکیر بنی عدی بن کعب کے حلیف

۱۴ - اور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن عبداللہ بن قرط بن ریح بن ریح بن ریح بن ریح بن عدی بن کعب یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدر سے واپس آنے کے بعد شام سے آئے تھے جھنڈے نے ان کا مال غنیمت میں حصہ لگایا۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرا اجر؟ فرمایا تم کو اجر بھی ملے گا۔ یہ سب چودہ آدمی تھے۔

بنی صحیح بن عمرو | اور بنی صحیح بن عمرو بن ہبیس بن کعب ہیں سے :-
۱ - عثمان بن مظعون بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن صحیح -

۲ - اور ان کے فرزند سائب بن عثمان اور ان کے دونوں بھائی -

۳ - قدامر بن مظعون

۴ - اور عبداللہ بن مظعون

۵ - اور عمر بن حرث بن معمر بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن صحیح۔ یہ پانچ شخص تھے۔

بنی سہم بن عمرو | اور بنی سہم بن عمرو بن ہبیس بن کعب ہیں سے :-
۱ - خنیس بن حذافہ بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم ایک شخص -

بنی مالک بن حسل | اور بنی عامر بن لوئی کی شاخ بنی مالک بن حسل بن عامر ہیں سے :-
۱ - ابو سیرہ بن ابی اہم بن عبدالعزیٰ بن ابی قیس بن عبدوڈ بن نصر بن

مالک بن حسل -

۲ - اور عبداللہ بن مخرم بن عبدالعزیٰ بن ابی قیس بن عبدوڈ بن نصر بن مالک -

۳ - اور عبداللہ بن سہیل بن عمرو بن عبد شمس بن عبدوڈ بن نصر بن مالک یہ اپنے باپ سہیل بن عمرو کے ساتھ مکہ سے آئے تھے۔ جب بدر میں آکر ٹھہرے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر مل گئے اور آپ کے ساتھ جہاد کیا۔

۴ - اور عمیر بن عوف (سہیل بن عمرو کے آزاد غلام)

۵ - اور سعد بن خولہ ان کے حلیف یہ پانچ شخص تھے۔

ابن ہشام کہتے ہیں سعد بن خولہ اہل مین سے تھے۔

بنی حرث بن فہرہ | ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی حرث بن فہرہ ہیں سے :-
۱ - ابو عبیدہ یعنی عامر بن عبداللہ بن جراح بن ہلال بن اہیب بن

خلیبہ بن حرث -

۲ - اور عمرو بن حرث بن زہیر بن ابی شداد بن ربیعہ بن ہلال بن ابی اُہیب بن صلتہ بن حرث -
 ۳ - اور ان کے بھائی صفوان بن وہب اور یہ دونوں بیہنا کے بیٹے تھے۔

- ۴

۵ - اور عمرو بن ابی سرح بن ربیعہ بن ہلال بن اُہیب بن خلیبہ بن حرث۔ یہ پانچ شخص تھے۔
 یہ تمام مہاجرین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدر کی جنگ میں شریک ہوئے
 تراسی شخص تھے۔

ابن ہشام کہتے ہیں ابن اسحاق کے علاوہ بہت اہل علم مہاجرین میں سے بدر کی جنگ میں
 ان لوگوں کو بھی بیان کرتے ہیں۔ بنی عامر بن لوئی میں سے وہب بن سعد بن ابی سرح۔ اور عاتب
 بن عمرو اور بنی حرث بن قہر میں سے عیاض بن ابی زہیر۔



شمر کاے بدر (اوس)

ابن اسحاق کہتے ہیں بدر کی جنگ میں آنحضرت کے ساتھ انصار کے قبائل میں سے یہ لوگ تھے :-

بنی عبدالاشہل | قبیلہ اوس بن حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر کی شاخ بنی عبدالاشہل بن حبشم بن حرث بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس میں سے :-

- ۱ - سعد بن معاذ بن نعمان بن امرئ القیس بن زید بن عبدالاشہل -
- ۲ - اور عمرو بن معاذ بن نعمان بن امرئ القیس بن زید بن عبدالاشہل -
- ۳ - اور حرث بن اوس بن معاذ بن نعمان -
- ۴ - اور حرث بن انس بن رافع بن امرئ القیس -
- ۵ - اور بنی حمید بن کعب بن عبدالاشہل سے سعد بن زید بن مالک بن عبید -
- ۶ - اور بنی زعورہ بن عبدالاشہل سے سلمہ بن سلامہ بن وقش بن زعبہ بن زعورا -
- ۷ - اور عباد بن بشر بن وقش بن زعبہ بن زعورا -
- ۸ - اور سلمہ بن ثابت بن وقش -
- ۹ - اور رافع بن یزید بن کزہ بن سکون بن زعورا -
- ۱۰ - اور حرث بن خزیمہ بن عدی بن ابی بن غنم بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن خزرج (بنی عوف بن خزرج میں سے ان کے حلیف)
- ۱۱ - اور محمد بن سلمہ بن خالد بن عدی بن محمد بن حارثہ بن حرث (بنی حارثہ میں سے ان کے حلیف)
- ۱۲ - اور سلمہ بن اطم بن حرث بن عدی بن محمد بن حارثہ بن حرث (ان کے حلیف) ابن ہشام کہتے ہیں ان

۱۱ زعورا بعض نسوں میں زاکہ زبر اور عین کے پیش اور واؤ کے سکون کے ساتھ ہے اور بعض میں زاکہ زبر اور عین

کے سکون اور واؤ کے زبر کے ساتھ ہے - ۱۲ (مترجم)

ابن حریش بن عدی ہے۔

۱۳۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور ابو الہشیم بن تیمان۔

۱۴۔ اور عبید بن تیمان۔ ابن ہشام کہتے ہیں عتیک بن تیمان بھی کہا جاتا ہے۔

۱۵۔ ابن ہشام کا قول ہے کہ عبداللہ بن سہل بھی تھے جو بنی زعفر سے ہیں اور بعض کہتے ہیں قبیلہ غسان سے ہیں۔ ابن اسحاق کہتے ہیں یہ سب پندرہ آدمی تھے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی ظفر کی شاخ بنی سواد بن کعب میں سے اور کعب ہی کو بنی سواد بن کعب ظفر بھی کہتے ہیں۔ ابن ہشام کہتے ہیں ظفر بن خزرج بن مالک بن اوس ہے۔

۱۔ قتادہ بن نعمان بن زید بن عامر بن سواد۔

۲۔ اور عبیدہ بن اوس بن مالک بن سواد یہ دو شخص تھے۔

ابن ہشام کہتے ہیں عبید بن اوس وہ شخص ہے جس کو مقرر کہتے ہیں کیونکہ انہوں نے چار کافروں کو بدر کی جنگ میں قید کیا تھا جن میں حضرت علیؑ کے بھائی عقیل بن ابی طالب بھی تھے۔

بنی عبد بن ذراح ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی عبد ذراح بن کعب میں سے :-

۱۔ نصر بن حرث بن عبد۔

۲۔ اور معتب بن عبید۔

۳۔ اور ایک شخص اُن کے حلفاء میں سے عبداللہ بن طابق۔ یہ گل تین آدمی تھے۔

بنی حارثہ اور بنی حارثہ بن حرث بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس میں سے :-

۱۔ مسعود بن سعد بن عامر بن عدی بن جشم بن مجدعہ بن حارثہ۔

ابن ہشام کہتے ہیں مسعود بن عبد سعد بھی کہا جاتا ہے۔

۲۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور ابو عبس بن جبیر بن عمرو بن زید بن جشم بن مجدعہ بن حارثہ۔

۳۔ اور ان کے حلفاء میں سے ابو بردہ بن دینار جن کا نام ہانی بن دینار بن عمرو بن عبید بن کلاب بن

دہمان بن غنم بن ذبیان بن ہمیم بن کاہل بن ذہل بن ہانی بن بلی بن عمرو بن حان بن قضاعہ ہے یہ تین شخص تھے۔

بنی ضبیعہ ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی عمرو بن عوف بن مالک بن اوس کی شاخ بنی ضبیعہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف میں سے :-

۱۔ عاصم بن ثابت بن قیس اور قیس ہی ابو قلیح بن عصمہ بن مالک بن اُمیہ بن ضبیعہ ہے۔

۲۔ اور معتب بن قشیر بن ملیح بن زید بن عطف بن ضبیعہ۔

- ۳- اور ابو طیل بن ازعر بن زید بن عطات بن ضبیعہ -
 ۴- اور عمرو بن معبد بن ازعر بن زید بن عطات بن ضبیعہ - ابن ہشام کہتے ہیں عمیر بن معبد ہے -
 ۵- ابن اسحاق کہتے ہیں اور سہیل بن حنیف بن واہب بن حکیم بن ثعلبہ بن مجدعہ بن حرث بن عمرو طور یہ
 وہی شخص ہیں جن کو بخرج بن خنس بن عوف بن عمرو بن عوف کہا جاتا ہے - یہ پانچ شخص تھے -

اور بنی اُمیہ بن زید بن مالک میں سے :-
بنی اُمیہ بن زید | ۱- مبشر بن عبدالمنذر بن زید بن اُمیہ -

- ۲- اور رفاعہ بن عبدالمنذر بن زید -
 ۳- اور سعد بن عبید بن نعمان بن قیس بن عمرو بن زید بن اُمیہ -
 ۴- اور عویم بن ساعدہ -
 ۵- اور رافع بن عنجرہ - ابن ہشام کہتے ہیں عنجرہ ان کی ماں تھی -
 ۶- اور عبید بن ابی عبید
 ۷- اور ثعلبہ بن حاطب -
 ۸- ابولبابہ بن عبدالمنذر -
 ۹- حرث بن حاطب -

لوگوں کا بیان ہے کہ ابولبابہ بن عبدالمنذر اور حرث بن حاطب دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کے ساتھ جنگ پسپے چلے تھے مگر آنحضرت نے ان کو واپس مدینہ بھیج دیا اور ابولبابہ کو مدینہ کا حاکم
 بنایا اور مال غنیمت میں ان دونوں کا حصہ لگایا تھا - ابن ہشام کہتے ہیں مقام روعاء میں پہنچ کر آپ
 نے ان کو واپس کیا تھا اور حاطب بن عمرو بن عبید بن اُمیہ ہے اور ابولبابہ کا نام بشیر ہے -

ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی عبید بن زید بن مالک میں سے :-
بنی عبید بن زید | ۱- اُمیس بن قتادہ بن زبیعہ بن خالد بن حرث بن عبید -

- ۲- اور ان کے حلفاء میں سے جو قبیلہ بلجی سے تھے معن بن عدی بن جد بن عجلان بن ضبیعہ -
 ۳- اور ثابت بن اقرم بن ثعلبہ بن عدی بن عجلان -
 ۴- اور عبداللہ بن سلمہ بن مالک بن حرث بن عدی بن عجلان -
 ۵- اور زید بن اسلم بن ثعلبہ بن عدی بن عجلان -
 ۶- اور ابی بن رافع بن زید بن حارثہ بن جد بن عجلان -

۷۔ اور عامر بن عدی بن جد بن عملان بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے تھے مگر آنحضرت نے ان کو واپس فرما دیا تھا۔ پھر مالِ غنیمت میں ان کا حصہ لگایا۔ یہ سب سات آدمی تھے۔

بنی ثعلبہ بن عمرو | اور بنی ثعلبہ بن عمرو بن عوف میں سے :-
۱۔ عبد اللہ بن جبیر بن نعمان بن اُمیہ بن برک۔ برک کا نام امرئ القیس بن ثعلبہ ہے۔
۲۔ اور عامر بن قیس۔ ابن ہشام کہتے ہیں عامر بن قیس بن ثابت بن نعمان بن اُمیہ بن امرئ القیس بن ثعلبہ ہے۔

۳۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور ابو ضیاح بن ثابت بن نعمان بن اُمیہ بن امرئ القیس بن ثعلبہ۔
۴۔ اور ابو جبہ۔ ابن ہشام کہتے ہیں یہ ابو ضیاح کا بھائی ہے اور ابو جبہ بھی کہا جاتا ہے۔ اور امرئ القیس کو برک بن ثعلبہ بھی کہتے ہیں۔

۵۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور سالم بن عمیر بن ثابت بن نعمان بن اُمیہ بن امرئ القیس بن ثعلبہ۔
ابن ہشام کہتے ہیں ثابت بن عمرو بن ثعلبہ بھی کہا جاتا ہے۔

۶۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور حرث بن نعمان بن اُمیہ بن امرئ القیس بن ثعلبہ۔
۷۔ اور قوت بن جبیر بن نعمان، ان کا حصہ بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مالِ غنیمت میں لگایا تھا۔ یہ سب سات افراد تھے۔

بنی حنظلہ | اور بنی حنظلہ بن کلفہ بن عمرو بن عوف میں سے :-
۱۔ منذر بن محمد بن عقبہ بن امیہ بن حلاج بن حرث بن حنظلہ بن کلفہ۔ ابن ہشام کہتے ہیں حرث بن حنظلہ بھی کہا جاتا ہے۔

۲۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور ان کے حلفاء میں سے جو بنی اُنیف سے تھے۔ ابو عقیل بن عبد اللہ بن ثعلبہ بن تیجان بن عامر بن مالک بن عامر بن اُنیف بن جشم بن عبد اللہ بن تیم بن ار اش بن عامر بن عمیلہ بن قسمل بن فران بن عمرو بن لحاف بن قضاہ یہ دو شخص تھے۔
ابن ہشام کہتے ہیں تیم بن ار اشہ اور قسمل بن فران بھی کہا جاتا ہے۔

بنی غنم بن سلم | ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی غنم بن سلم بن امرئ القیس بن مالک بن اوس میں سے :-

۱۔ سعد بن غنیمہ بن حرث بن مالک بن کعب بن سخاط بن کعب بن حارثہ بن غنم
۲۔ اور منذر بن قدامہ بن عرفجہ۔

۳ - مالک بن قدامہ بن عرفجہ -

ابن ہشام کہتے ہیں عرفجہ بن کعب بن سخاط بن کعب بن حارثہ بن غنم ہے -

۴ - ابن اسحاق کہتے ہیں اور حرث بن عرفجہ بن کعب بن سخاط بن کعب بن حارثہ بن غنم -

۵ - ابن اسحاق کہتے ہیں اور تمیم (بنی غنم کے آزاد غلام) یہ کل پانچ آدمی تھے - ابن ہشام کہتے ہیں تمیم سعد بن خثیمہ کے آزاد غلام تھے -

ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی معاویہ بن مالک بن عوف بن عمرو بن بنی معاویہ بن مالک عوف میں سے :-

۱ - جبیر بن عتیک بن حرث بن قیس بن عیشہ بن حرث بن امیہ بن معاویہ -

۲ - اور مالک بن نمیلہ ان کے حلیف بنی مزینہ میں سے -

۳ - اور نعمان بن عصر قبیلہ بلی میں سے ان کے حلیف - یہ سب تین شخص تھے -

غرضیکہ قبیلہ اوس کے کل اکسٹھ آدمی تھے جو جنگ بدر میں شریک ہوئے اور جن کا مال غنیمت میں حصہ لگا یا گیا -



شترکائے بدر (خزرج)

بنی خزرج میں سے یہ لوگ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بدر کے جہاد میں شریک تھے۔

بنی امرئ القیس | بنی خزرج بن حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر کی شاخ بنی خزرج - پھر ان کی شاخ بنی امرئ القیس بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج بن حرث بن خزرج میں سے :-

۱ - خارجر بن زید بن ابی زہیر بن مالک بن امرئ القیس -

۲ - سعد بن ربیعہ بن عمرو بن ابی زہیر بن مالک بن امرئ القیس -

۳ - اور عبداللہ بن رواحہ بن امرئ القیس بن عمرو بن امرئ القیس -

۴ - اور خلاد بن سُوید بن ثعلبہ بن عمرو بن حارثہ بن امرئ القیس - یہ سب چلہ شخص تھے۔

بنی زید | اور بنی زید بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج بن حرث بن خزرج میں سے :-

۱ - بشیر بن سعد بن ثعلبہ بن خلاص بن زید - ابن ہشام کہتے ہیں جلاس بھی کہا جاتا ہے مگر یہ ہمارے نزدیک غلط ہے -

۲ - اور ان کا بھائی سماک بن سعد - یہ دو شخص تھے۔

بنی عدی | اور بنی عدی بن کعب بن خزرج بن حرث بن خزرج میں سے :-

۱ - سیب بن قیس بن عشیہ بن اُمیہ بن مالک بن عامر بن عدی -

۲ - اور عباد بن قیس بن عشیہ ان کے بھائی - ابن ہشام کہتے ہیں قیس بن عبسہ بن اُمیہ بھی کہا جاتا ہے۔

۳ - ابن اسحاق کہتے ہیں اور عبداللہ بن عبس - یہ تین شخص تھے۔

بنی احمر | اور بنی احمر بن حارثہ بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج بن حرث بن خزرج میں سے :-

۱۔ یزید بن حرث بن قیس بن مالک بن احمر۔ اور یہی وہ شخص ہیں جن کو ابن فہم کہا جاتا ہے۔ اس قبیلہ کے یہی ایک شخص تھے۔ ابن ہشام کہتے ہیں فہم ان کی ماں کا نام ہے اور یہ بنی قیس بن جہر میں سے ایک عورت تھی۔

بنی جہشم - بنی زہید | ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی جہشم بن حرث بن خزرج اور بنی زہید بن حرث بن خزرج میں سے :-

۱۔ غلب بن اساف بن عقیب بن عمرو بن خدیج بن عامر بن جہشم۔

۲۔ اور عبداللہ بن زہید بن ثعلبہ بن عبدابد بن زہید۔

۳۔ اور ابن کابھائی حرث بن زہید بن ثعلبہ

۴۔ اور سفیان بن بشر۔ یہ چار شخص تھے۔

ابن ہشام کہتے ہیں سفیان بن نسر بن عمرو بن حرث بن کعب بن زہید ہے۔

بنی جدارہ | ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی جدارہ بن عوف بن حرث بن خزرج میں سے :-

۱۔ تمیم بن یعاد بن قیس بن عدی بن اُمیہ بن جدارہ۔

۲۔ اور عبداللہ بن عمیر بنی حارثہ میں سے۔ ابن ہشام کہتے ہیں بعض کا قول ہے عبداللہ بن عمیر بن عدی بن اُمیہ بن جدارہ۔

۳۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور زہید بن مزین بن قیس بن عدی بن اُمیہ بن جدارہ۔ ابن ہشام کہتے ہیں زہید بن مری ہے۔

۴۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور عبداللہ بن عرفطہ بن عدی بن اُمیہ بن جدارہ۔ یہ سب چار شخص تھے۔

بنی ابجر | اور بنی ابجر میں سے جو بنی خدرہ بن عوف بن خزرج ہیں :-

۱۔ عبداللہ بن ریح بن قیس بن عمرو بن عباد بن ابجر ایک شخص تھے۔

بنی حُبلی | اور بنی عوف بن خزرج میں سے یعنی ان کی شاخ بنی عبید بن مالک بن سالم بن غنم بن عوف بن خزرج سے اور یہی لوگ بنی حُبلی کہلاتے ہیں۔ ابن ہشام کہتے ہیں حُبلی سالم بن

غنم بن عوف کی عرفیت ہے چونکہ اس کا پیٹ بہت بڑا تھا اس سبب سے لوگ حُبلی کہتے تھے۔

۱۔ اس قبیلہ میں سے عبداللہ بن ابی بن مالک بن حرث بن عبید۔ اور سلول ابی کی ماں کا نام ہے۔

۲۔ اور اس بن خولی بن عبداللہ بن حرث بن عبید۔ یہ دو شخص تھے۔

بنی جزء بن عدی | بنی جزء بن عدی بن مالک بن سالم بن غنم میں سے :-
۱- زید بن ودیعہ بن عمرو بن قیس بن جزء -

۲- اور عقبہ بن وہب بن کلاہ (بنی عبد اللہ بن غطفان سے ان کے حلیف)

۳- اور رفاعہ بن عمرو بن زید بن عمرو بن ثعلبہ بن مالک بن سالم بن غنم -

۴- اور عامر بن سلمہ بن عامر ان کے حلیف اہل مین سے -

ابن ہشام کہتے ہیں عمرو بن سلمہ بھی کہا جاتا ہے اور یہ بنی بلی قضاعہ کی شاخ میں سے تھے -

۵- ابن اسحاق کہتے ہیں اور ابو غھیصہ معبد بن عباد بن قشیر بن مقدم بن سالم بن غنم - ابن ہشام کہتے

ہیں معبد بن عبادہ بن قشیر بن مقدم ہے اور کہا جاتا ہے کہ عبادہ بن قیس بن قدم ہے -

۶- ابن اسحاق کہتے ہیں اور علی بن بکر ان کے حلیف بھی تھے یہ سب چھ شخص ہیں ابن ہشام کہتے ہیں عامر بن علی اور یونس عامر بن علی بھی کہتے ہیں

بنی سالم | ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی سالم بن عوف بن عمرو بن خزرج کی شاخ بنی عجلان بن زید
بن غنم بن سالم میں سے نوفل بن عبد اللہ بن نضدہ بن مالک بن عجلان - یہ ایک شخص تھے -

بنی احرم | اور بنی احرم بن فہر بن ثعلبہ بن غنم بن سالم بن عوف - ابن ہشام کہتے ہیں یہ غنم بن عوف
سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن خزرج کے بھائی ہیں اور غنم سالم وہی ہیں جو
ابن اسحاق کے قول میں پہلے گزر چکے ہیں -

۱- عبادہ بن حامت بن قیس بن احرم

۲- اور ان کے بھائی اوس بن حامت یہ دو شخص تھے -

اور بنی وعد بن فہر بن ثعلبہ بن غنم میں سے :-

بنی وعد | ۱- نعمان بن مالک بن ثعلبہ بن وعد - اور نعمان وہ شخص ہیں جن کو قول کہتے ہیں -

یہ ایک شخص تھے -

بنی قربولوس | اور بنی قربولوس بن غنم بن أمیہ بن لوزان بن سالم میں سے ابن ہشام کہتے ہیں قربولوس
بن غنم بھی کہا جاتا ہے

۱- ثابت بن ہزال بن عمرو بن قربولوس - یہی ایک شخص تھے -

بنی مرضنہ | اور بنی مرضنہ بن غنم بن سالم میں سے :-

۱- مالک بن دشتم بن مرضنہ ایک ہی شخص تھے - ابن ہشام کہتے ہیں - مالک بن دشتم بن

مالک بن دشتم بن مرضنہ بھی کہا جاتا ہے -

ابن اسحاق کہتے ہیں بنی لوزان بنی لوزان بن غنم بن سالم میں سے :-
بنی لوزان ۱- ربیع بن ایاس بن عمرو بن غنم بن امیہ بن لوزان -

۲- اودان کے بھائی ورقہ بن ایاس -

۳- اور عمرو بن ایاس (اہل یمن میں سے ان کے حلیف) یہ تین شخص تھے۔ ابن ہشام کہتے ہیں۔
 کہا جاتا ہے کہ عمرو بن ایاس ورقہ اور ربیع کے بھائی تھے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اور ان کے خلفاء میں سے جو قبیلہ بلبی کی شاخ بنی غصینہ سے
بنی غصینہ تھے۔ ابن ہشام کہتے ہیں غصینہ ان کی ماں تھی اور باپ ان کا عمرو بن عمارہ تھا۔

۱- مجذہ بن زیاد بن عمرو بن زمزمہ بن عمر بن عامرہ بن مالک بن غصینہ بن عمرو بن ہیشمرہ بن مشنو
 بن قس بن تیم بن الاش بن عامر بن عمیلہ بن قسمل بن فران بن بلبی بن عمرو بن الحاف بن قضا۔
 ابن ہشام کہتے ہیں قس بن تیم بن الاش اور قسمل بن فران بھی کہا جاتا ہے اور مجذہ کا
 نام عبد اللہ ہے۔

۲- ابن ہشام کہتے ہیں اور عباد بن خشاش بن عمرو بن زمزمہ۔

۳- اور نجاب بن ثعلبہ بن خزیمہ بن اصرم بن عمرو بن عمارہ۔ ابن ہشام کہتے ہیں نجاب بن ثعلبہ بھی
 کہا جاتا ہے۔

۴- ابن اسحاق کہتے ہیں اور عبد اللہ بن ثعلبہ بن خزیمہ بن اصرم۔

۵- لوگوں کا بیان ہے کہ بنی ہرا میں سے ان کا حلیف عقبہ بن ربیعہ بن خالد بن معاویہ بھی بدر
 میں شریک تھا۔ یہ پانچ شخص بدر میں شریک تھے۔ ابن ہشام کہتے ہیں عقبہ بن ہزنی سلیم میں سے ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی ساعدہ بن کعب بن خزرج کی شاخ بنی ثعلبہ بن خزرج
بنی ساعدہ بن ساعدہ میں سے :-

۱- ابو وجانہ سماک بن خزرج۔ ابن ہشام کہتے ہیں ابو وجانہ سماک بن اوس بن خزرجہ بن لوزان بن
 عبدود بن زید بن ثعلبہ ہے۔

۲- ابن اسحاق کہتے ہیں اور منذر بن عمرو بن خنیس بن حارثہ بن لودان بن عبدود بن زید بن ثعلبہ
 یہ دو شخص تھے۔ ابن ہشام کہتے ہیں منذر بن عمرو بن لوزان بن خنیس ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی ہدی میں سے :-

بنی ہدی ۱- عامر بن عوف بن حارثہ بن عمرو بن خزرج بن ساعدہ ابو اسید مالک

ربیعہ بن بدی -

۲ - اور مالک بن مسعود - یہ دو شخص تھے -

اور بنی طرف بن خزرج بن ساعدہ میں سے :-
بنی طرف | ۱ - عبد ربہ بن حق بن اوس بن وقش بن ثعلبہ بن طرف ایک شخص تھے -

اور ان کے حلفاء میں سے جو قبیلہ جہینہ سے تھے :-
قبیلہ جہینہ | ۱ - کعب بن حمار بن ثعلبہ - ابن ہشام کہتے ہیں کعب بن حمار قبیلہ غشیان سے تھا -
 ۲ - ابن اسحاق کہتے ہیں اور ضمرو

۳ - اور زیاد

۴ - اور عمرو کے بیٹے بسبس بھی شریک تھے - ابن ہشام کہتے ہیں کہا جاتا ہے کہ ضمرو اور زیاد بشر
 کے بیٹے تھے -

۵ - ابن اسحاق کہتے ہیں اور عبداللہ بن عامر قبیلہ بلی سے - یہ سب پانچ آدمی تھے -

اور بنی جشم بن خزرج کی شاخ بنی سلمہ بن سعید بن علی بن اسد بن سارہ بن ترید بن
بنی جشم | جشم بن خزرج پھران کی شاخ بنی حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ میں سے :-

۱ - غراش بن صمہ بن عمرو بن جموح بن زید بن حرام -

۲ - اور حباب بن منذر بن جموح بن زید بن حرام

۳ - اور عمیر بن حرام بن جموح بن زید بن حرام

۴ - غراش بن صمہ کے آندا غلام تمیم

۵ - عبداللہ بن عمرو بن حرام بن ثعلبہ بن حرام

۶ - اور معاذ بن عمرو بن جموح

۷ - اور سوذ بن عمرو بن جموح بن زید بن حرام

۸ - اور خلاد بن عمرو بن جموح بن زید بن حرام

۹ - اور عقبہ بن عامر بن نابی بن زید بن حرام

۱۰ - اور حلیب بن اسود ان کے آندا غلام

۱۱ - اور ثابت بن ثعلبہ بن زید بن حرث بن حرام - اور ثعلبہ وہی شخص ہیں جن کو جزع بھی کہا جاتا ہے -

۱۲ - اور عمیر بن حرث بن ثعلبہ بن حرث بن حرام - یہ سب باڈہ آدمی تھے - ابن ہشام کہتے ہیں :-

جموح جن کا یہاں ذکر ہوا۔ جموح بن زید حرام ہیں اور وہ جموح جو صمہ کے دادا ہیں وہ جموح بن حرام ہیں اور بعض کہتے ہیں صمہ بن عمرو بن جموح بن حرام اور عیمر بن حرث بن لہبہ بن ثعلبہ ہیں۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ کہ شاخ بنی خنسا بنی عبید

۱۔ بشر بن براء بن معرور بن صخر بن خنساء۔

۲۔ طفیل بن مالک بن خنساء

۳۔ اور طفیل بن نعمان بن خنساء

۴۔ اور سنان بن صیفی بن صخر بن خنساء

۵۔ اور عبد اللہ بن جعد بن قیس بن صخر بن خنساء

۶۔ عقبہ بن عبد اللہ بن صخر بن خنساء

۷۔ جبار بن صخر بن اُمیہ بن خنساء

۸۔ خارجہ بن حمیر

۹۔ اور عبد اللہ بن حمیر زبنی دہمان کی شاخ بنی اشجع سے ان کے حلیف (یہ سب نو شخص تھے۔

ابن ہشام کہتے ہیں جبار بن صخر بن اُمیہ بن خنساں بھی کہا جاتا ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی خنساں بن سنان بن عبید سے :-

۱۔ یزید بن منذر بن مرع بن خنساں

۲۔ معقل بن المنذر بن مرع بن خنساں

۳۔ اور عبد اللہ بن نعمان بن بلدہ۔ ابن ہشام کہتے ہیں ابن بلدہ بھی کہا جاتا ہے۔

۴۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور ضحاک بن حارثہ بن زید بن ثعلبہ بن عبید بن عدی۔

۵۔ سواد بن ذریق بن ثعلبہ بن عبید بن عدی۔ ابن ہشام کہتے ہیں سواد بن رزن بن زید بن

ثعلبہ بھی کہا جاتا ہے۔

۶۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور محمد بن قیس بن صخر بن حرام بن ربیعہ بن عدی بن غنم بن کعب بن

سلمہ اور بعض کہتے ہیں محمد بن قیس بن صیفی بن صخر بن حرام بن ربیعہ۔ یہ قول ابن ہشام کا ہے۔

۷۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور عبد اللہ بن قیس بن صخر بن حرام بن ربیعہ بن عدی بن غنم۔ یہ سب

سات شخص تھے۔

بنی نعمان بن سنان بن عبید سے :-
 ۱۔ عبد اللہ بن عبد مناف بن نعمان -

۲۔ جابر بن عبد اللہ بن رباب بن نعمان

۳۔ خلید بن قیس بن نعمان

۴۔ اور ان کے آزاد غلام نعمان بن سنان - یہ چار شخص تھے -

اور بنی سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ کی شاخ بنی حدیدہ بن عمر بن غنم بن
 بنی سواد بن غنم | اسود سے - ابن ہشام کہتے ہیں سواد کا کوئی بیٹا غنم نام نہیں تھا -

۱۔ ابو منذر یعنی یزید بن عامر بن حدیدہ

۲۔ اور سلیم بن عمرو بن حدیدہ

۳۔ قطیبہ بن عامر بن حدیدہ

۴۔ اور عنترہ سلیم بن عمرو کا آزاد غلام - یہ چار شخص تھے - ابن ہشام کہتے ہیں عنترہ بنی سلیم بن
 منصور کی شاخ بنی ذکوان سے تھے -

ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی عدی بن نابی بن عمرو بن سواد بن غنم سے :-
 ۱۔ عیس بن عامر بن عدی -

۲۔ ثعلبہ بن غنمہ بن عدی -

۳۔ ابوالیسر یعنی کعب بن عمرو بن عباد بن عمرو بن غنم بن سواد

۴۔ سہل بن قیس بن ابی کعب بن قیس بن سواد

۵۔ عمرو بن طلق بن زید بن اُمیہ بن سنان بن کعب بن غنم

۶۔ معاذ بن جبل بن عمرو بن اوس بن عائذ بن عدی بن کعب بن عدی بن اذن بن سعد بن علی بن

اسد بن سارہ بن تزید بن ہشام بن خزرج بن حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر - یہ سب چھ

اشخاص تھے - ابن ہشام کہتے ہیں اوس بن عباد بن عدی بن کعب بن عمرو بن ادی بن

سعد - اور ابن اسحاق نے جو معاذ بن جبل کا نسب بنی سواد کے ساتھ بیان کیا ہے حالانکہ یہ ان

میں سے نہیں ہیں - اس واسطے کہ یہ ان میں رہتے تھے -

ابن اسحاق کہتے ہیں جن لوگوں نے بنی سلمہ کے رُبت توڑے تھے وہ بنی سواد بن غنم ہی میں سے یہ

لوگ ہیں معاذ بن جبل اور عبد اللہ بن اُنیس اور ثعلبہ بن غنمہ -

اور بنی زریق عامر بن زریق بن عبد حادہ بن مالک بن غضب بن حشم بن خزرج کی
بنی زریق شاخ بنی مخلد بن عامر بن زریق سے۔ ابن ہشام کہتے ہیں عامر بن زریق بھی کہا

جاتا ہے :-

- ۱۔ قیس بن محسن بن خالد بن مخلد۔ ابن ہشام کہتے ہیں قیس بن محسن بھی کہا جاتا ہے۔
- ۲۔ ابن اسحاق کہتے ہیں ابو خالد مرث بن قیس بن خالد بن مخلد ہے۔
- ۳۔ جحیر بن ایاس بن خالد بن مخلد۔
- ۴۔ ابو عبادہ یعنی سعد بن عثمان بن خلدہ بن مخلد
- ۵۔ ان کے بھائی عقیقہ بن عثمان بن خلدہ بن مخلد۔
- ۶۔ اور ذکوان بن عبد قیس بن خلدہ بن مخلد
- ۷۔ اور مسعود بن خلدہ بن عامر بن مخلد۔ یہ سات شخص تھے۔

اور بنی خالد بن عامر بن زریق سے :-

بنی خالد ۱۔ عباد بن قیس بن عامر بن خالد ایک شخص تھے۔

بنی خلدہ بن عامر بن زریق سے :-

- ۱۔ سعد بن یزید بن فاکہ بن زید بن خلدہ
- ۲۔ اور فاکہ بن بشر بن فاکہ بن زید بن خلدہ۔ ابن ہشام کہتے ہیں بسر بن فاکہ ہے۔
- ۳۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور محاذ بن ماعص بن قیس بن خلدہ
- ۴۔ ان کے بھائی عائد بن ماعص بن قیس بن خلدہ۔
- ۵۔ مسعود بن سعد بن قیس بن خلدہ۔ یہ پانچ شخص تھے۔

بنی عجلان بن عمرو بن عامر بن زریق سے :-

بنی عجلان ۱۔ رفاعہ بن رافع بن مالک بن عجلان۔

- ۲۔ ان کے بھائی خلاد بن رافع بن مالک بن عجلان
- ۳۔ عبید بن زید بن عامر بن عجلان۔ یہ تین شخص تھے۔

بنی بیاضہ بن عامر بن زریق سے :-

بنی بیاضہ ۱۔ زیاد بن لبید بن ثعلبہ بن سنان بن عامر بن عدی بن امیہ بن بیاضہ۔

- ۲۔ فردہ بن عمرو بن ذوفہ بن عبید بن عامر بن بیاضہ۔ ابن ہشام کہتے ہیں ذوفہ بھی کہا جاتا ہے۔

- ۳۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور خالد بن قیس بن مالک بن عجلان بن عامر بن بیاضہ۔
 ۴۔ اور حبیہ بن ثعلبہ بن خالد بن ثعلبہ بن عامر بن بیاضہ۔ ابن ہشام کہتے ہیں زخیلہ بھی کہا جاتا ہے۔
 ۵۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور عطیہ بن نوبرہ بن عامر بن عطیہ بن عامر بن بیاضہ۔
 ۶۔ اور خلیفہ بن عدی بن عمرو بن مالک بن عامر بن قیس بن بیاضہ۔ یہ سب چھ شخص تھے۔
 ابن ہشام کہتے ہیں علیہ بھی کہا جاتا ہے۔

بنی حبیب | ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی حبیب بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن حشتم بن خزرج سے :-

- ۱۔ رافع بن معالی بن لوذان بن حارثہ بن عدی بن زید بن ثعلبہ بن زید منات بن حبیب۔ یہ ایک ہی شخص تھے۔

بنی ثعلبہ | اور بنی نجار یعنی تیم اللہ بن ثعلبہ بن عمرو بن خزرج کی شاخ بنی غنم بن مالک بن نجار۔ پھر ان کی شاخ بنی ثعلبہ بن عبد بن عوف بن غنم سے :-
 ۱۔ ابویوب خالد بن زید بن کلیب بن ثعلبہ۔ یہ ایک شخص تھے۔

بنی عسیرہ | بنی عسیرہ بن عبد بن عوف بن غنم سے :-
 ۱۔ ثابت بن خالد بن نعمان بن خنساء بن عسیرہ ایک شخص۔ ابن ہشام کہتے ہیں عسیرہ بھی کہا جاتا ہے۔

بنی عمرو | ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی عمرو بن عبد عوف بن عوف بن غنم سے :-
 ۱۔ عمارہ بن حزم بن زید بن لوذان بن عمرو۔
 ۲۔ سراقہ بن کعب بن عبد العزیز بن غزیرہ بن عمرو۔ یہ دو شخص تھے۔

بنی عبید | بنی عبید بن ثعلبہ بن غنم سے :-
 ۱۔ حارثہ بن نعمان بن زید بن عبید۔

۲۔ سلیم بن قیس بن قہد اور قہد کا نام خالد بن قیس بن عبید ہے۔ یہ دو شخص تھے۔
 ابن ہشام کہتے ہیں حارثہ بن نعمان بن نفع بن زید ہے۔

بنی عائد | ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی عائد بن ثعلبہ بن غنم سے :-
 ۱۔ سہیل بن رافع بن ابی عمرو بن عائد۔

۲۔ عدی بن زغباء (قبیلہ جہلیہ سے ان کے حلیف) یہ دو شخص تھے۔

بنی زید بن ثعلبہ | بنی زید بن ثعلبہ بن غنم سے :-
۱۔ مسعود بن اوس بن زید۔

۲۔ ابو خزیمہ بن اوس بن زید بن اصرم بن زید۔
۳۔ رافع بن حرث بن سواد بن زید۔ تین شخص تھے۔

بنی سواد بن مالک | بنی سواد بن مالک بن غنم سے :-
۱۔ عوف

۲۔ معوذ

۳۔ معاذ

حرث بن رفاعہ بن سواد کے تینوں بیٹے اور ہی عفراد کے بیٹے ہیں۔ عفراد ان کی ماں تھیں۔
ابن ہشام کہتے ہیں عفراد بنت عبید بن ثعلبہ بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن نجار۔ ابن ہشام کہتے
ہیں رفاعہ بن حرث بن سواد بھی کہا جاتا ہے۔

۴۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور نعمان بن عمرو بن رفاعہ بن سواد۔ ابن ہشام کہتے ہیں نعمان بھی کہا جاتا ہے۔

۵۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور عامر بن مخلد بن حرث بن سواد۔

۶۔ عبد اللہ بن قیس بن خالد بن غلدہ بن حرث بن سواد۔

۷۔ عصبیر قبیلہ اشجع سے ان کے حلیف۔

۸۔ ودیعہ بن عمرو قبیلہ جہنیہ سے ان کے حلیف

۹۔ ثابت بن عمرو بن زید بن عدی بن سواد۔

۱۰۔ لوگوں کا بیان ہے کہ حرث بن عفراد کے آزاد غلام ابوالحمراد بھی بدر میں شریک ہوئے تھے۔ لہذا
یہ سب دس افراد تھے۔ ابن ہشام کہتے ہیں ابوالحمراد حرث بن رفاعہ کے آزاد غلام تھے۔

بنی عتیک بن عمرو | بنی عامر بن مالک بن نجار کی شاخ بنی عتیک بن عمرو بن مبدول سے :-
۱۔ ثعلبہ بن عمرو بن محسن بن عمرو بن عتیک۔

۲۔ سہل بن عتیک بن نعمان بن عمرو بن عتیک۔

۳۔ حرث بن صمہ بن عمرو بن عتیک مقام روماء میں ان کے چوٹ لگ گئی تھی مگر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم
نے ان کا حقہ لگایا تھا۔ یہ تین شخص تھے۔

بنی قیس بن عبید | بنی مالک بن نجار بن کوئنی حذیلہ کہتے ہیں ان کی شاخ بنی قیس بن عبید بن زید

بن معاویہ بن عمرو بن مالک بن بخار سے۔ ابن ہشام کہتے ہیں حدلیہ بنت مالک بن زید اللہ بن حبیب بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن ہشام بن خزرج سے اور یہ معاویہ بن عمرو بن مالک بن بخار کی ماں تھی۔ اس سبب سے بنی معاویہ اس کی طرف نسبت کئے جاتے ہیں۔ ابن اسحاق کہتے ہیں۔

۱۔ ابی بن کعب بن قیس

۲۔ انس بن معاذ بن انس بن قیس۔ یہ دو شخص تھے۔

بنی عدی بن عمرو | بنت عوف بن عبد مناة بن مالک بن کنانہ بن خزیمہ کہلاتے ہیں۔ اور کہا جاتا ہے کہ مغالہ بنی ذریقہ میں سے تھی اور یہ عدی بن عمرو بن مالک بن بخار کی ماں ہے اس سبب سے بنی عدی اس کی طرف نسبت کئے جاتے ہیں۔ اس قبیلہ میں سے :-

۱۔ اوس بن ثابت بن منذر بن حرام بن عمرو بن زید مناة بن عدی۔

۲۔ ابو شیخ ابی بن ثابت۔ ابن ہشام کہتے ہیں ابو شیخ بن ثابت حسان بن ثابت کے بھائی ہیں۔

۳۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور ابو طلحہ یعنی زید بن سہل بن اسود بن حرام بن عمرو بن زید مناة عدی۔ یہ تین شخص تھے۔

اور بنی عدی بن بخار کی شاخ بنی عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن بخار سے :-

بنی عدی بن عامر

۱۔ حادثہ بن مسراقہ بن حرث بن عدی بن مالک بن عدی بن عامر۔

۲۔ عمرو بن ثعلبہ بن وہب بن عدی بن مالک بن عدی بن عامر اور سی ابو حکیم کہلاتے ہیں۔

۳۔ سلیط بن قیس بن عمرو بن عتیک بن مالک بن عدی بن عامر۔

۴۔ ابو سلیط سی اسیرہ بن عمرو ہیں۔ اور عمرو کی کنیت ابو خاریجہ بن قیس بن مالک بن عدی بن عامر ہے۔

۵۔ ثابت بن خنساء بن عمرو بن مالک بن عدی بن عامر۔

۶۔ عامر بن امتیہ بن زید بن حساس بن مالک بن عدی بن عامر۔

۷۔ محرز بن عامر بن مالک بن عدی بن عامر

۸۔ سواد بن غزیہ بن اہیب (قبیلہ بلی سے ان کے حلیف) یہ سب آٹھ آدمی تھے ابن ہشام

کہتے ہیں سواد بھی کہا جاتا ہے۔

بنی حرام بن جندب | ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن بخار سے :-

- ۱۔ ابو زید قیس بن سکن بن قیس بن زعور بن حرام۔
 - ۲۔ ابوالاعور بن حرث بن ظالم بن علس بر حرام۔ ابن ہشام کہتے ہیں ابوالاعور حرث بن ظالم ہے۔
 - ۳۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور سلیم بن لمعان
 - ۴۔ حرام بن لمعان اور لمعان کا نام مالک بن خالد بن زید بن حرام ہے۔ یہ چارہ شخص تھے۔
- بنی عوف بن مبذول** | اور بنی مازن بن بخار کی شاخ بنی عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن بخار سے :-

۱۔ قیس بن ابی صعصعہ اور ابی صعصعہ کا نام عمرو بن زید بن عوف ہے۔

۲۔ عبد اللہ بن کعب بن عمرو بن عوف۔

۳۔ عصبہ (دہنی اسد بن خزیمہ سے ان کے حلیف) یہ سب تین شخص تھے۔

بنی خنساء بن مبذول | ابوداؤد عمیر بن عامر بن مالک بن خنساء بن مازن سے :-

۲۔ سراقہ بن عمرو بن عطیہ بن خنساء یہ دو شخص تھے۔

بنی ثعلبہ | بنی ثعلبہ بن مازن بن بخار سے :-

۱۔ قیس بن مخلد بن ثعلبہ بن صخر بن حبیب بن حرث بن ثعلبہ۔ یہ ایک ہی شخص تھے۔

بنی دینار | بنی دینار بن بخار کی شاخ بنی مسعود بن عبد الاشہل بن حارثہ بن دینار بن بخار میں سے :-

۱۔ نعمان بن عبد عمرو بن مسعود

۲۔ ضحاک بن عبد عمرو بن مسعود۔

۳۔ سلیم بن حرث بن ثعلبہ بن کعب بن حارثہ بن دینار۔ یہ ضحاک اور نعمان کے شریک بھائی ہیں۔

۴۔ جابر بن خالد بن عبد الاشہل بن حارثہ۔

۵۔ سعید بن سہیل بن عبد الاشہل۔ یہ پانچ اشخاص تھے۔

بنی قیس بن مالک | بنی قیس بن مالک بن کعب بن حارثہ بن دینار بن بخار سے :-

۱۔ کعب بن زید بن قیس

۲۔ اور بجر بن ابی بجر ان کے حلیف یہ دو شخص تھے۔

ابن ہشام کہتے ہیں بجنیز قبیلہ بنی عبس بن بغیعہ بن ریش بن غطفان کی شاخ بنی مذمیرہ بن رواحہ میں سے تھے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں بدر کی جنگ میں قبیلہ خزرج سے یہ سب ایک ٹوٹتر آدمی شریک تھے۔
دیگر اصحاب | ابن ہشام کہتے ہیں بعض اہل علم بدر میں ان لوگوں کو بھی شامل کرتے ہیں۔ قبیلہ خزرج
 بنی عجلان بن زید بن غنم بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن خزرج سے :-

۱۔ عتبان بن مالک بن عمرو بن عجلان -

۲۔ طیل بن وبرہ بن خالد بن عجلان -

۳۔ عصمہ بن حصین بن وبرہ بن خالد بن عجلان -

اور بنی حبیب بن عبدحارثہ بن مالک بن غضب بن حشم بن خزرج سے :-

۴۔ ہلال بن علی بن لوزان بن حارثہ بن عدی بن زید بن ثعلبہ بن مالک بن زید بنہ بن حبیب -

اصحاب بدر کی کل تعداد | ابن اسحاق کہتے ہیں بدر کی جنگ میں ساجرین میں سے ترائسی آدمی شریک تھے اور اس میں سے اکثر آدمی تھے اور خزرج میں سے

ایک ٹوٹتر آدمی تھے۔ چنانچہ یہ سب تین سو پچھوڑ آدمی تھے جو بدر میں شریک ہوئے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت میں ان کا حصہ لگایا۔



مسلمان شہداء اور قریش کے مقتولین اور اسیر

- شہدائے بدر | قبیلہ قریش کی شاخ بنی مطلب بن عبد مناف سے :-
- ۱۔ عبیدہ بن حرث بن مطلب شہید ہوئے۔ ان کو عقبہ بن ربیعہ نے شہید کیا تھا اس کی تلوار کے وار سے ان کا ایک پیر کٹ گیا اور مقام صفراء میں انہوں نے انتقال فرمایا۔ اس قبیلہ کے یہی ایک شخص ہیں۔
 - ۲۔ اور بنی زہرہ بن کلاب سے عمیر بن ابی وقاص بن اہیب بن عبد مناف بن زہرہ۔ یہ حد بن ابی وقاص کے بھائی تھے۔
 - ۳۔ ذوالشمالین بن عبد بن عمرو بن نضد۔ ان کے حلیف بنی خزاعہ کی شاخ بنی غبشان سے یہ دو شخص شہید ہوئے۔
 - ۴۔ بنی عدی بن کعب بن لوی سے عاتل بن بکیر ان کے حلیف بنی سعد بن لیث بن بکر بن عبد مناة بن کنانہ سے۔
 - ۵۔ حضرت عمر بن خطاب کے آزاد غلام مہج۔ یہ دو شخص شہید ہوئے۔
 - ۶۔ بنی حرث بن نمد سے صفوان بن بیضاء ایک شخص۔ مہاجرین میں سے یہ چھ آدمی شہید ہوئے۔
 - ۷۔ انصاریں سے بنی عمرو بن عوف سے سعد بن عقیلم۔
 - ۸۔ بمشرب بن عبد اللہ بن زبیر یہ دو شخص شہید ہوئے۔
 - ۹۔ بنی حرث بن خزرج سے یزید بن حرث جن کو ابن سحتم کہا جاتا ہے یہی ایک شہید ہوئے۔
 - ۱۰۔ بنی سلمہ کی شاخ بنی حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ سے عمیر بن حمام۔ ایک شخص شہید ہوئے۔
 - ۱۱۔ بنی حبیب بن عبد الحارث بن مالک بن غنم بن حشم سے رافع بن معالی ایک شخص شہید ہوئے اور
 - ۱۲۔ بنی نجار سے حارث بن سراقہ بن حرث ایک ہی شخص شہید ہوئے۔
 - ۱۳۔ بنی غنم بن مالک بن نجار سے حرث بن رفاعہ بن سواد کے دونوں بیٹے عوف

۱۴۔ اور معوذہ۔ اور یہی دونوں عفراء کے بیٹے ہیں۔ انصار میں سے یہ آٹھ آدمی شہید ہوئے اور تمام مہاجرین اور انصار میں چودہ آدمی شہید ہوئے۔

مقتولین قریش بنی عبد شمس | قریش کی شاخ بنی عبد شمس بن عبد مناف میں سے یہ لوگ قتل ہوئے: ۱۔ حنظلہ بن ابی سفیان بن حرب بن اُمیہ بن عبد شمس اس کو حضور کے آزاد غلام زید بن حارثہ نے قتل کیا اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے قتل میں حضرت حمزہؓ اور حضرت علیؓ اور زید بن حارثہ شریک تھے۔

۲۔ حرث بن حفص اور

۳۔ عامر بن حفصی (قریش کے حلیف) عامر کو عمار بن یاسر نے قتل کیا اور حرث کو نعمان بن عوف نے جو اس کے حلیف تھے قتل کیا۔

۴۔ ان کا آزاد کردہ غلام عمیر بن ابی عمیر

۵۔ اور اس کا بیٹا عمر بن ابی عمیر جس کو ابن ہشام کے بقول ابو حذیفہ کے آزاد کردہ غلام سالم نے قتل کیا۔

۶۔ ابن اسحاق نے کہا۔ عبیدہ بن سعید بن العاص بن اُمیہ بن عبد شمس کو زبیر ابن العوام نے قتل کیا۔

۷۔ عاص بن سعید بن عاص بن اُمیہ کو حضرت علیؓ نے قتل کیا۔

۸۔ عقبہ بن ابی معیط بن ابی عمرو بن اُمیہ کو عاصم بن ثابت بن اقلح نے جو بنی عمرو بن عوف سے تھے قتل کیا۔ ابن ہشام کہتے ہیں بعض کا قول ہے کہ اس کو سبھی حضرت علیؓ نے قتل کیا تھا۔

۹۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور عقبہ بن شیبہ بن ربیعہ کو عبیدہ بن حرث بن مطلب نے قتل کیا۔ ابن ہشام کہتے ہیں اس کے قتل کرنے میں حضرت حمزہؓ اور حضرت علیؓ بھی شریک تھے جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا۔

۱۰۔ ابن اسحاق کہتے ہیں شیبہ بن ربیعہ بن عبد شمس کو حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب نے قتل کیا۔

۱۱۔ ولید بن عقبہ بن ربیعہ کو حضرت علیؓ نے قتل کیا۔

۱۲۔ ان کے حلیف عامر بن عبد اللہ کو جو بنی انمار میں سے تھا حضرت علیؓ ہی نے قتل کیا۔ اس قبیلہ کے یہ بارہ شخص قتل ہوئے۔

بنی نوفل بن عبد مناف | بنی نوفل بن عبد مناف سے :-

۱۔ حرث بن عامر بن نوفل کو عبید بن اساف نے قتل کیا۔

۲۔ طعیہ بن عدی بن نوفل کو حضرت علیؓ نے قتل کیا اور بعض کہتے ہیں حضرت حمزہؓ نے قتل کیا۔ اس قبیلہ کے یہ دو شخص قتل ہوئے۔

بنی اسد | بنی اسد بن عبد العزیٰ بن قعی سے :-
 ۱۔ زمرہ بن اسود بن مطلب بن اسد قتل ہوا۔ ابن ہشام کہتے ہیں اس کو ثابت بن جذع نے قتل کیا تھا جو بنی حزام میں سے تھے اور بعض کہتے ہیں اس کے قتل میں حضرت حمزہؓ اور علیؓ اور ثابتؓ شریک تھے۔

۲۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور حرث بن زمرہ کو عمار بن یاسر نے قتل کیا۔
 ۳۔ عقیل بن اسود بن مطلب کو حضرت حمزہؓ اور حضرت علیؓ دونوں نے قتل کیا۔
 ۴۔ ابوالبختری عاص بن ہشام بن حرث بن اسد کو مجذد بن زیاد بلوی نے قتل کیا۔ ابن ہشام کہتے ہیں ابوالبختری عاص بن ہاشم ہے۔

۵۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور نوفل بن خولید بن اسد یعنی ابن عدویہ کو حضرت علیؓ نے قتل کیا اور یہ نوفل وہ شخص ہے جس نے حضرت صدیقؓ اور طلحہؓ بن عبید اللہ کو جب یہ دونوں اسلام لائے تو ایک رسی میں باندھ دیا تھا یہ شخص شیطا بن قریش میں سے تھا۔ اس قبیلہ کے یہ پانچ شخص قتل ہوئے۔

بنی عبدالدار | بنی عبدالدار بن قعی میں سے :-
 ۱۔ نصر بن حرث بن کلاہ بن علقمہ بن عبد مناف بن عبدالدار کو حضرت علیؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مقام صفاء میں قتل کیا جبکہ یہ قید تھا۔ ابن ہشام کہتے ہیں بعض کا قول ہے نصر بن حرث بن کلاہ بن عبد مناف بن عبدالدار۔
 ۲۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور زید بن ملیح کو حضرت ابوبکرؓ کے آزد غلام بلالؓ بن رباح نے قتل کیا تھا اور یہ زید بن مازن بن مالک بن عمرو بن تمیم میں سے بنی عبدالدار کا حلیف تھا۔ اور بعض کہتے ہیں زید کو مقداد بن عمرو نے قتل کیا ہے۔

بنی تمیم بن مرہ | ابن اسحاق کہتے ہیں اور نبی تمیم بن مرہ سے :-
 ۱۔ عمیر بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تمیم قتل ہوا۔ ابن ہشام کہتے ہیں اس کو حضرت علیؓ نے قتل فرمایا تھا اور بعض کہتے ہیں عبدالرحمن بن عوف نے قتل کیا۔
 ۲۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور عثمان بن مالک بن عبید اللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب کو صہیب بن سنان نے قتل کیا۔ اس قبیلہ کے یہ دو شخص قتل ہوئے۔

بنی مخزوم | بنی مخزوم بن یقظہ بن مرہ سے :-
 ۱۔ ابو جہل بن ہشام اُس کا نام عمرو بن ہشام بن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم تھا۔

اس پر معاذ بن جموح نے ایک ضرب تلوار کی ماری جس سے اس کا ایک پیرکٹ گیا۔ پھر ابو جہل کے بیٹے مکرہ نے معاذ پر ایک وار کیا جس سے معاذ کا ایک ہاتھ کٹ گیا۔ پھر معوذ بن عفران نے ابو جہل کا کام تمام کیا اور زندگی کی کچھ رتی اس میں باقی چھوڑ کر معوذ چلے گئے۔ ان کے بعد عبداللہ بن مسعود نے اس کا سر جدا کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا۔

۲۔ عامر بن ہشام بن مغیرہ بن عبداللہ بن مغیرہ بن عمر بن مخزوم کو حضرت عمرؓ نے قتل کیا۔
 ۳۔ یزید بن عبداللہ جو بنی تمیم میں سلوان کا حلیف تھا اور بہت بہادر شخص تھا اس کو عمار بن یاسر نے قتل کیا۔

۴۔ ابو سافع اشعری کو ابو دجانہ ساعدی نے قتل کیا۔

۵۔ اور حرطہ بن عمرو کو خالد بن زید بن ابی ذہیر نے قتل کیا۔ خارجہ بنی مخزوم میں سے تھے اور بعض کہتے ہیں حرطہ کو حضرت علیؓ نے قتل کیا ہے۔ ابن ہشام کہتے ہیں حرطہ بن اسد ہے۔

۶۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور مسعود بن ابی اُمیہ بن مغیرہ کو حضرت علیؓ نے قتل کیا۔

۷۔ ابو قیس بن ولید بن مغیرہ کو حضرت حمزہؓ نے قتل کیا اور بعض کہتے ہیں حضرت علیؓ نے قتل کیا۔

۸۔ ابو قیس بن فاکہ بن مغیرہ کو حضرت علیؓ نے قتل کیا اور بعض کہتے ہیں عمار بن یاسر نے قتل کیا۔

۹۔ رفاعہ بن ابی رفاعہ بن عائد بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم کو سعد بن ربیع غزوہ جمل نے قتل کیا۔

۱۰۔ منذر بن ابی رفاعہ کو معن بن عدی بن ہدی بن عجلان نے قتل کیا اور معن بنی حبیہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف کے حلیف تھے۔

۱۱۔ عبداللہ بن منذر بن ابی رفاعہ بن عائد کو حضرت علیؓ نے قتل کیا۔

۱۲۔ سائب بن ابی سائب بن عائد بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم کو زبیر بن عوام نے قتل کیا۔

۱۳۔ اسود بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم کو حضرت حمزہؓ نے قتل کیا۔

۱۴۔ حاجب بن سائب بن عویمر بن عمرو بن عائد بن عبد بن عمران بن مخزوم کو حضرت علیؓ نے قتل کیا۔

ابن ہشام کہتے ہیں عائد بن عمران بن مخزوم ہے اور بعض عاجز بن سائب بھی کہتے ہیں۔

۱۵۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور عویمر بن سائب بن عویمر کو نعمان بن مالک قوفلی نے قتل کیا۔

۱۶۔ عمر بن سفیان اور

۱۷۔ جابر بن سفیان (قبیلہ طے سے ان کے حلیف) عمر کو زید بن زکریا نے قتل کیا اور جابر کو ابو بردہ بن نیار

نے قتل کیا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اس قبیلہ کے یہ سب مشرہ آدمی تھے۔

بنی سہم | بنی سہم بن عمرو بن حصیص بن کعب بن لوئی سے :-
 ۱ - منبہ بن حجاج بن عامر بن حذیفہ بن معد بن سہم کو ابو الیسر نے قتل کیا۔

۲ - اس کے بیٹے عاص بن منبہ بن حجاج کو حضرت علیؑ نے قتل کیا۔

۳ - بنیہ بن حجاج بن عامر کو حضرت عمرؓ اور سعد بن ابی وقاص نے قتل کیا۔

۴ - ابو العاص بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم کو حضرت علیؑ نے قتل کیا۔ اور کہا جاتا ہے کہ نعمان بن مالک قوی نے اور بعض کہتے ہیں ابو جاند نے قتل کیا۔

۵ - عاصم بن ابی عوف بن صبیہ بن سعید بن سہم کو ابو الیسر نے قتل کیا۔ اس قبیلہ کے یہ پانچ شخص قتل ہوئے۔

بنی جمح بن عمرو بن حصیص بن کعب بن لوئی سے :-

بنی جمح | ۱ - امیہ بن خلف بن وہب بن حذافہ بن جمح کو بنی مازن کے ایک انصاری نے قتل کیا اور بعض کہتے ہیں اس کو معاذ بن عفر اور خاریجہ بن زید اور حبیب بن اساف نے مل کر قتل کیا۔

۲ - اس کے بیٹے علی بن امیہ بن خلف کو عماد بن یامر نے قتل کیا۔

۳ - اوس بن معیر بن لوزان بن سعد بن جمح کو حضرت علیؑ نے قتل کیا۔ اور بعض کہتے ہیں اس کو حسین بن صہب بن مطلب اور عثمان بن طلحہ نے مل کر قتل کیا ہے۔ اس قبیلہ کے یہ تین شخص تھے۔

بنی عامر بن لوئی سے :-

بنی عامر بن لوئی | ۱ - معاویہ بن عامر (ان کے حلیف بنی عبد القیس سے) اس کو حضرت علیؑ نے قتل کیا اور کہا جاتا ہے کہ عکاشہ بن معصن نے اس کو قتل کیا۔

۲ - معبد بن وہب (بنی کلب بن عوف بن کعب بن عامر بن لیث سے ان کا حلیف) اس کو بکیر کے دونوں بیٹوں خالد اور ایاس نے قتل کیا اور کہا جاتا ہے کہ ابو جاند نے قتل کیا۔

مقتولین کی تعداد | ابن اسحاق کہتے ہیں بدر میں گھار کے کل مقتولوں کی تعداد ہم کو پچاس معلوم ہوئی ہے۔ ابن ہشام کہتے ہیں مجھ سے ابو عبیدہ نے ابی عمرو سے روایت کیا ہے

کہ بدر میں ستر کا قتل ہوئے۔ اور یہی قول ابن عباسؓ اور سعید بن مسیب کا ہے اور کتاب اللہ کی اس آیت کا بھی یہی مطلب ہے مَا أَهَابَكَؤُمِّنْ مَّصِیْبَةٍ قَدْ أَصَابَتْهُمُ بَنِيَاهُمْ (۱۶۵: ۳) یعنی

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اُحد کی جنگ میں جو تم کو مصیبت پہنچی ہے یعنی ستر مسلمان شہید ہوئے تو تم اس سے ڈگمگانہ نہ ہو جاؤ۔ حال کہ چکے ہو یعنی بدر میں تم نے ستر مشرک قتل کئے اور ستر کو قید کیا۔ ابن ہشام کہتے ہیں ان ستر میں سے وہ

لوگ یہ ہیں جن کو ابن اسحاق نے ذکر نہیں کیا ہے۔

دیگر مقتولین | بنی عبد شمس بن عبد مناف سے :-

۱- وہب بن حرث جو بنی انمار میں سے ان کا حلیف تھا۔

۲- عامر بن زید (اہل یمن سے ان کا حلیف) یہ دو شخص قتل ہوئے۔

اور بنی اسد بن عبد العزیٰ میں سے :-

۳- عقبہ بن زید (ان کا حلیف اہل یمن سے)

۴- اور عمیران کا آزاد غلام۔ یہ دو شخص قتل ہوئے۔

بنی عبدالدار بنی قصی میں سے :-

۵- قبیلہ بن زید بن ملیص

۶- عبید بن مسلیط (بنی قیس سے ان کا حلیف) یہ دو شخص قتل ہوئے۔

بنی تیم بن مرہ سے :-

۷- مالک بن عبید اللہ بن عثمان (طلحہ بن عبید اللہ کا بھائی) یہ قید کیا گیا تھا۔ پھر قید ہی میں مر گیا۔ اور

مقتولوں میں شمار کیا گیا۔

۸- کہا جاتا ہے کہ عمرو بن عبید اللہ بن جردان بھی قتل ہوا۔ یہ دو شخص قتل ہوئے۔ اور بنی مخزوم بن قیظہ سے :-

۹- حذیفہ بن ابی حذیفہ بن مغیرہ کو سعد بن ابی وقاص نے قتل کیا۔

۱۰- ہشام بن ابی حذیفہ بن مغیرہ کو صہیب بن سنان نے قتل کیا۔

۱۱- زہیر بن ابی رفاعہ کو ابو اسید مالک بن ابی سعید نے قتل کیا۔

۱۲- سائب بن ابی رفاعہ کو عبدالرحمن بن عوف نے قتل کیا۔

۱۳- عانڈ بن سائب بن عویر قید کیا گیا تھا جب فدیرہ دیکر ٹھوٹ گیا تو کھ جاتے ہوئے راستہ میں زخم کے

سبب جو حضرت حمزہؓ نے اس کے لگایا تھا مر گیا۔

۱۴- عمیر قبیلہ بنی طے سے ان کا حلیف تھا۔

۱۵- خیال قبیلہ بنی قارہ سے ان کا حلیف تھا یہ سب سات شخص تھے۔

۱۶- بنی جرح بن عمرو سے سیرہ بن مالک ان کا حلیف ہی ایک شخص تھا اور بنی سہم بن عمرو سے

۱۷- حرث بن مہنبہ بن حجاج کو صہیب بن سنان اور

۱۸- عامر بن ابی عوف بن ضہیرہ (عامم بن ضہیرہ کے بھائی) کو عبداللہ بن سلمہ عجلانی نے قتل کیا۔ اور

بعض کہتے ہیں ابو وجانہ نے قتل کیا۔ اس قبیلہ کے یہ دو شخص تھے۔
 قریش کی شاخ بنی ہاشم بن عبد مناف سے یہ لوگ قید کئے گئے :-
اسیران بنی ہاشم | ۱۔ حضرت علیؓ کے بھائی عقیل بن ابی طالب۔

۲۔ نوفل بن حرث بن عبدالمطلب

بنی مطلب | بنی مطلب بن عبدمناف سے :-

۱۔ سائب بن سعید بن عبدیزید بن ہاشم بن مطلب -
 ۲۔ نعمان بن عمرو بن علقمہ بن مطلب۔ یہ دو ہی شخص قید ہوئے۔

بنی عبدشمس | بنی عبدشمس بن عبدمناف سے :-

۱۔ عمرو بن ابی حیسان بن حرب بن اُمیہ بن عبدشمس -
 ۲۔ حرث بن ابی وجرہ بن ابی عمرو بن اُمیہ بن عبدشمس -
 ۳۔ ابوالعاص بن نوفل بن عبدشمس -
 ۴۔ ابوالعاص بن ربیعہ بن عبدالعزیٰ بن عبدشمس اور ان کے حلفاء میں سے -
 ۵۔ ابوریشہ بن ابی عمرو

بنی عبدالمطلب

۶۔ عقبہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف سے :-
بنی نوفل | بنی نوفل بن عبدمناف سے :-

۱۔ عدی بن خیبار بن عدی بن نوفل -
 ۲۔ غزوٰ بن جابر کا بھتیجا عثمان بن عبدشمس - بنی مازن بن منصور میں سے :-
 ۳۔ ابو ثور ان کا حلیف یہ تین شخص تھے۔

اور بنی عبدالدار بن قحطی میں سے :-
بنی عبدالدار |

۱۔ ابو عزیٰ بن عمیر بن ہاشم بن عبدمناف بن عبدالدار -
 ۲۔ اسود بن عامر ان کا حلیف یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم اسود بن عامر بن حرث بن سباق کی اولاد ہیں -
بنی اسد | بنی اسد بن عبدالعزیٰ بن قحطی میں سے :-

۱۔ سائب بن ابی جہیش بن مطلب بن اسد -
 ۲۔ حویرث بن عباد بن عثمان بن اسد ابن ہشام کہتے ہیں یہ حرث بن عائذ بن عثمان بن اسد ہے۔

۲۱۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور ان کا حلیف سالم بن شہان - یہ تین شخص قید ہوئے تھے۔

بنی مخزوم | اور بنی مخزوم بن یقظہ بن مرہ سے :-
۱۔ خالد بن ہشام بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم۔

۲۔ امیہ بن ابی حذیفہ بن مغیرہ

۳۔ ولید بن ولید بن مغیرہ

۴۔ عثمان بن عبداللہ بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم

۵۔ صیقہ بن ابی رفاعہ بن عائذ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم

۶۔ ابوالمنذر بن ابی رفاعہ بن عائذ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم

۷۔ ابو عطاء عبداللہ بن ابی سائب بن عائذ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم

۸۔ مطلب بن حنظل بن حارث بن عبید بن عمر بن مخزوم

۹۔ اور ان کا حلیف خالد بن اعلم اور سہمی وہ شخص ہے جو قریش کے لشکر میں سب سے پہلے بھاگا تھا۔

یہ سب نو آدمی تھے۔ ابن ہشام کہتے ہیں اور خالد بن اعلم بن خزاعہ سے اور بعض کہتے ہیں

بنی عقیل سے تھا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی سہم بن عمرو بن ہبصہ بن کعب بن لوی سے :-

بنی سہم بن عمرو | ۱۔ ابو وداعہ بن صبرہ بن سعید بن سعد بن سہم اس قیدی کا سب سے پہلے قیدی آیا

تھا اور اس کے بیٹے مطلب بن ابی وداعہ نے اس کو چھڑایا تھا۔

۲۔ فردہ بن قیس بن عدی بن حذافہ بن سعید بن سہم

۳۔ حنظلہ بن قیس بن حذافہ بن سعد بن سہم

۴۔ جراح بن حارث بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم۔ یہ چار شخص تھے۔

بنی حجاج | بنی حجاج بن عمرو بن ہبصہ بن کعب سے :-

۱۔ عبداللہ بن ابی بن غلغلت بن وہب بن حذافہ بن حجاج۔

۲۔ ابو عترہ عمرو بن عبداللہ بن عثمان بن اہیب بن حذافہ بن حجاج۔

۳۔ امیہ بن غلغلت کا آزاد غلام فاکہ جس کا رباح بن مفرق نے دعویٰ کیا تھا اور وہ کہتا تھا کہ یہ بنی

شہان بن محارب بن فہر سے ہے اور کہا جاتا ہے کہ فاکہ بن جردل بن حذیم بن عوف بن غنظلہ بن

شہان بن محارب بن فہر ہے۔

- ۴ - وہب بن عمیر بن وہب بن خلت بن وہب بن حذاف بن ححج -
 ۵ - ربیعہ بن دراج بن علبس بن اُہبان بن وہب حذافہ بن ححج - اس قبیلہ کے پانچ شخص قید ہوئے۔

بنی عامر بن لوئی | بنی عامر بن لوئی سے :-
 ۱ - سہیل بن عمرو بن عبد شمس بن عبد ودّ بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر۔
 اس کو مالک بن وشم انصاری نے قید کیا تھا۔

- ۲ - عبد بن زمعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبد ودّ بن نصر بن مالک -
 ۳ - عبد الرحمن بن مشنوء بن وقدان بن قیس بن عبد شمس - یہ تین شخص قید ہوئے۔

بنی حرث بن فہر | بنی حرث بن فہر سے :-
 ۱ - طفیل بن ابی قیس

۲ - عقیبہ بن عمرو بن جحدم - یہ دو ہی شخص گرفتار کئے گئے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں یہ سب قیدی ہیں
 کے نام ہم کو معلوم ہوئے ہیں تینتالیس شخص ہیں۔ ابن ہشام کہتے ہیں ان میں ایک ایسا شخص بھی
 مذکور ہوا ہے جس کا نام میں نے بیان نہیں کیا اور وہ قیدی بن کو ابن اسحاق نے بیان نہیں کیا۔ یہ ہیں :-

دیگر اسیران قریش | بنی ہاشم بن عبد مناف سے :-
 ۱ - عقیبہ، بنی فہر سے ان کا حلیف ہی ایک شخص ہے۔ اور بنی مطلب

بن عبد مناف سے :-

- ۲ - عقیل بن عمرو ان کا حلیف اور
 ۳ - اس کا بھائی تمیم بن عمرو اور
 ۴ - اس کا بیٹا یہ تین شخص ہیں۔ اور بنی عبد شمس بن عبد مناف سے -
 ۵ - خالد بن اسید بن ابی العصین
 ۶ - عاص بن امیہ کا آزاد غلام ابوالفریض سیار - یہ دو شخص قید ہوئے۔ بنی نوفل بن عبد مناف
 میں سے ایک شخص
 ۷ - بنہان ان کا آزاد کردہ غلام۔
 ۸ - اور بنی اسد بن عبد العزیٰ سے عبد اللہ بن حمید بن نہیر بن حرث - ایک ہی شخص قید ہوا۔
 ۹ - بنی عبدالدارہ بن قسلی سے عقیل ان کا حلیف جو بن کارہنے والا تھا ایک ہی شخص ہے۔
 ۱۰ - اور بنی تیم بن مرہ سے مسافع بن عیاض بن صخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم۔

- ۱۱ - اور جابر بن زبیر ان کے حلیف قید ہوئے۔
 ۱۲ - بنی مخزوم بن یقظہ بن مرثہ سے قیس بن سائب ایک شخص قید ہوا۔ اور بنی محج بن عمرو میں سے۔
 ۱۳ - عمرو بن ابی خلف
 ۱۴ - ابو اہم بن عبد اللہ ان کا حلیف
 ۱۵ - ایک اور ان کا حلیف تھا اس کا نام مجھ کو یاد نہیں رہا اور امیہ بن خلف کے دو آزاد غلام تھے۔
 ۱۶ - ایک نسطاس اور
 ۱۷ - دوسرا ابو رافع۔ یہ سب صحیح شخص قید ہوئے۔
 ۱۸ - بنی سہم بن عمرو سے اسلم نبیہ بن ججاج کا آزاد غلام ایک شخص قید ہوا۔ بنی عامر بن لوئی سے :-
 ۱۹ - حبیب بن جابر اور
 ۲۰ - سائب بن مالک دو شخص قید ہوئے۔ اور بنی حرث بن نمر سے
 ۲۱ - شافع اور
 ۲۲ - شفیع (ان کے دونوں حلیف اہل یمن سے) قید ہوئے۔

❖

اس کتاب کا مترجم سید یسین علی نظامی حسنی خواہر زادہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء و محبوب الہی ہلوی
 حضرات ناظرین کی خدمت میں عرض پر واز ہے کہ مصنف نے اس مقام پر چند قصائد اور اشعار جو واقعہ
 بدر کے متعلق کہے گئے نقل کئے ہیں۔ میں ان میں سے صرف ایک حضرت امیر المؤمنین اسد اللہ الغالب علی ابن
 ابی طالب کرم اللہ وجہہ کے قصیدہ کے نقل کرنے پر اکتفا کرتا ہوں جو میرے خیال میں تمام قصائد کا خلاصہ
 اور اسلامی جوش و خروش اور دینی غیرت و حمیت سے بھر پور ہے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں حضرت علی بن
 ابی طالب نے جنگ بدر کے متعلق فرمایا

اَللّٰهُ تَوَاتَا اَنْتَ اَبْلٰغَ رَسُوْلِكَ
 بِكَ وَ عَزِيْزِيْذِيْ اَقِيْدَا اِيْ وَ ذِيْ فَهْلِيْ

ترجمہ :- کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے اپنے رسول کی آزمائش کی۔ آزمائش غالب قدرت والے اور فضل والے کی
 بِمَا اَنْتَ لَ الْكَلْبَا مَا دَا سَا مَدَّ لِيْ فَذُوْا هَوَا نَا مِنْ اَسَا سِيْا وَ مِنْ قَتْلِ
 :- اس واقعہ کے کفار کو دولت و غمراہی نصیب کی۔ چنانچہ قید اور قتل کی مصیبت میں وہ گرفتار ہوئے۔
 فَاسْمِعْ سَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ عَتَرَ نَصْرُهُ
 وَ كَا نَ رَسُوْلَ اللّٰهِ اُسْمِيْلَ يٰ اَعْدَالِ
 اور رسول اللہ غالب اور محمد ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عدل کے ساتھ بھیجے گئے ہیں۔

تَجَاءَ بِفُرْقَانٍ مِنَ اللَّهِ مُنْزَلٍ مُبَيِّنَةٍ آيَاتِهِ لِدَوْسِ الْعَقْلِ
ترجمہ :- پھر وہ خدا کے پاس سے فرقان نازل شدہ لائے جس کی آیتیں اہل عقل کے واسطے روشن اور
ظاہر ہیں۔

فَأَمْسُوْا بِحَمْدِ اللَّهِ مُجْتَمِعِي السَّمَلِ
ترجمہ :- بہت سے لوگ اُس پر ایمان لائے اور یقین کیا تو خدا کے شکر سے اُن کی پریشانی دُور ہو کر
وہ مجتمع ہو گئے۔

وَأَنْتُمْ أَقْوَامٌ قَدْ أَغْتَفَلْتُمْ قُلُوْبُهُمْ
ترجمہ :- اور جن لوگوں نے انکار کیا اُن کے دل مگرہ ہو گئے پھر خدا نے نبی دیرانگی اور گمراہی کو اور راہ کر دیا۔
وَأَمَّا مَنْ كَفَرَ بَدَىٰ تَرْسُوْلَهُ
ترجمہ :- اور اپنے رسول کو بدد کے روز اُن پر غالب کیا اور اُن لوگوں کو جو جنگجو رسول کے ساتھ تھے جن
کے کام نہایت پسندیدہ ہیں۔

وَقَدْ حَادَّوْا هَا بِالْجَلَاءِ وَبِالْقَصَلِ
ترجمہ :- اور اُن کے ہاتھوں میں ہلکی ہلکی تلواریں تھیں جن کو انہوں نے مضبوط پکڑ رکھا تھا اور خوب عمدہ
ہلا اور مستعمل اُن پر کر رکھی تھی۔

فَلَمَّا تَرَوْا مِنَ النَّارِ مَا شِئُوْا مِنْ ذِي حَمِيْمَةٍ
ترجمہ :- پس ان میں سے بہت سے حیت والے حملہ آوروں اور جوان بہادروں کو انہوں نے مار کر ڈال دیا۔

تَجُوْدُ بِأَسْبَابِ الرَّشَاشِ وَبِالْوَيْلِ
ترجمہ :- جن پر رونے والیوں کی آنکھیں مینہ کی جھڑی کی طرح سے آنسو برساتی ہیں۔
وَأَنْتُمْ تَنْتَعِي عُنْبَةَ النَّعْيِ وَابْتَلَاءُ
ترجمہ :- رونے والیاں عنبہ نامہ اور اُس کے بیٹے کو روتی ہیں اور شیبہ کو روتی ہیں اور ابو جہل
کو روتی ہیں۔

تَوْرِيْ مِنْهُمْ تَمَافٍ بِئْسَ بَدِيْعًا مَّعَابَةٌ
ترجمہ :- بدر کے گڑھے میں تو ان میں سے ایک جماعت کو دیکھے گا جو جنگ کے موقعوں میں بڑے بہادر تھے۔

غزوات اور سرایا

غزوہ بنی سلیم | ابن اسحاق کہتے ہیں بدر کے غزوہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخر رمضان یا شوال میں فارغ ہوئے اور اُس کے بعد صرف سات شب مدینہ میں قیام کیا۔ پھر بنی سلیم سے جنگ کرنے کے ارادہ سے تشریف لے چلے۔ ابن ہشام کہتے ہیں اس دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ کا عامل سباح بن عرفطہ غفاری اور ابن ام مکتوم کو بنایا تھا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں جب آپ اس قوم کے ایک کوٹھیں پر پہنچے جس کا نام کدر تھا۔ تین شب وہاں قیام کر کے مدینہ واپس تشریف لے آئے۔ اس سفر میں کوئی جنگ درپیش نہیں ہوئی اور شوال کے باقی میلہ اور ذی قعد کے سارے مہینے مدینہ ہی میں قیام فرمایا اور ان تہذیبوں کو سنا کیا جو بدر سے آئے تھے۔

غزوہ سورلیق | ابن اسحاق کہتے ہیں جب ابوسفیان بدر سے بھاگ کر مکہ پہنچا تو اس نے قسم کھائی تھی کہ جب تک محمدؐ سے جنگ نہ کر کے اپنے بدلے نہ لے گا۔ قریش میں تل ڈالے گا نہ غسل جنابت کرے گا۔ پھر انہی اپنی قسم پوری کرنے کی خاطر قریش کے دو ٹلو سوار لے کر مدینہ کی طرف روانہ ہوا اور مقام حدقتناہ میں جو ایک پہاڑ کے قریب ہے جس کو نیب کہتے ہیں جا کرا۔ یہ مقام مدینہ سے ایک منزل کے قریب فاصلہ پر ہے اور رات کو ابوسفیان مدینہ کے اندر بنی نضیر کے محلہ میں حمی بن اعطب کے مکان پر آیا اور دسک دی۔ مگر حمی بن اعطب نے دروازہ نہ کھولا۔ تب ابوسفیان سلام بن مشکم کے پاس گیا۔ یہ اُس وقت بنی نضیر کا سردار تھا اور اس کی قوم کا نوازہ بھی اُس کے پاس رہتا تھا۔ اس نے ابوسفیان کی دعوت کی اور خوب کھلایا پلایا۔

ابوسفیان کا ظلم | اس کے بعد ابوسفیان اسی رات میں اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور اُن میں سے چند لوگوں کو مدینہ کی طرف بھیجا۔ یہ لوگ مدینہ کے ایک کنارہ کی طرف آئے جس کا نام عربیوں میں ہے۔ یہاں ایک انصاری کی کھلیتی اور کھجوروں کے چند درخت تھے۔ اُن میں ان شیطانوں نے آگ لگا دی اور ان انصاری کو ان کے ساتھی سمیت سوتے ہوئے شہید کیا اور پھر

وہاں سے بھاگ گئے جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس واقعہ کی خبر ہوئی آپ نے فوذا بشیر بن عبد المنذر کو مدینہ میں نائب مقرر کر کے ابوسفیان کا تعاقب کیا۔ یہاں تک کہ مقام قرقرہ الکرک تک تلاش کرتے ہوئے آئے مگر ابوسفیان ایسا بھاگا تھا کہ اس کا کہیں پتہ نہ چلا اور راستہ میں ابوسفیان کے ساتھی بھاگنے کی بے تابی میں اپنے ڈھیر سارے ستو پھینک گئے تھے وہ سب مسلمانوں نے اپنے قبضہ میں لے لئے اسی سبب سے اس غزوہ کا نام غزوہ سولوق ہوا۔ جب واپس ہوئے تو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا یہ بھی ہمارے لئے غزوہ ہے یعنی اس کا بھی ہم کو ثواب ہوگا۔ حضور نے فرمایا۔ ہاں۔

غزوہ ذی امر | جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ سولوق سے واپس آئے تو ذوالحجہ کا باقی مہینہ آپ نے مدینہ میں گزارا۔ پھر نجد کی طرف بنی عطفان پر جہاد کرنے کے ارادہ سے تشریف لے چلے اور عثمان بن عقیان کو مدینہ میں نائب مقرر کیا اور نجد میں صفر کے تمام مہینہ قیام کر کے مدینہ واپس تشریف لائے۔ اس سفر میں بھی کوئی جنگ درپیش نہیں ہوئی اور ربیع الاول کا مہینہ مدینہ میں گزرا۔

غزوہ بخران | پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریش کی جنگ کے ارادہ سے مدینہ سے کوچ فرمایا اور ابن مکتوم کو مدینہ میں نائب مقرر کیا۔ یہاں تک کہ آپ مقام بخران میں جو حجاز کے اندر فرع کے کنارہ پر واقع ہے پہنچے یہاں آپ نے ربیع الآخر اور جمادی الاولیٰ پورے دو مہینہ قیام فرمایا اور پھر مدینہ میں واپس تشریف لائے۔ اس سفر میں بھی جنگ نہیں ہوئی۔

غزوہ بنی قینقاع | اس واقعہ کی ابتدا اس طرح ہوئی کہ پہلے سوق بنی قینقاع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس قوم سے جو یہودی تھی فرمایا کہ اے مشرک یہود اللہ سے ڈرو کہیں تم پر بھی وہ عذاب نازل نہ ہو جو قریش پر بدر کی جنگ میں نازل ہوا۔ تم اسلام قبول کر لو کیونکہ تم نے مجھ کو ان علامات کے مطابق پہچان لیا ہے جو تمہاری کتاب تورات میں مذکور ہیں اور اللہ تعالیٰ نے تم سے مجھ پر ایمان لانے کی بابت عہد لے لیا ہے۔ ان یہودیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جواب دیا کہ اے محمد تم قریش کو قتل کر کے کسی دھوکے میں نہ رہنا۔ وہ لوگ لڑائی کے فنون سے بالکل ناواقف اور جاہل تھے ان پر تم نے غلبہ پالیا۔ واللہ! تم نے اگر ہم سے جنگ کی تو تم کو ہماری کیفیت معلوم ہوگی کہ ہم کیسے ہیں۔

واقعہ سے متعلق آیات | ابن اسحاق کہتے ہیں ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ یہ آیات اسی کے

قُلْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا سِتْرٌ مَّا كَانُوا يَكْفُرُونَ وَتَحْشُرُونَ إِلَىٰ جَهَنَّمَ وَيَبْتَئِسُ الِیْمَاهِدُ قَدْ كَانَ
لَكُمْ آيَةٌ فِي بُحْتِنِیْنَ اَلْفَتَا ذَلِكُمْ تَقَاتِلُ فِي سَبِیْلِ اللّٰهِ وَاُخْرٰی كَافِرًا ۗ تَبٰرَکَ وَتَعَالٰی
مَلِكُیْهِمْ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۙ وَاللّٰهُ یُؤْتِیْكَ بِنَصْرٍ مِّنْ لَّدُنْیَ ۗ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ
لَعِبْرَةً لِّذٰی اَبْصَارٍ

دو کافروں سے کہہ دو کہ عنقریب تم مغلوب ہو گے اور جہنم اور برے ٹھکانے کی طرف جمع کئے جاؤ گے
تمہارے لئے ان دو گروہوں میں ایک نشانی ہے جو باہم جگ کر رہے تھے۔ ایک راہِ خدا میں لڑ رہا تھا
اور دوسرا کافر تھا جو مسلمانوں کو اپنی آنکھ سے اپنے سے ڈگنا دیکھ رہا تھا اور اللہ اپنی مدد کے ساتھ
جس کی چاہتا ہے تائید فرماتا ہے۔ بیشک اسی میں اہل نظر کے لئے عبرت ہے۔“

ابن اسحاق کہتے ہیں بنی قینقاع کے یہود نے سب سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو عہد
کیا تھا اسے توڑ کر جنگ کرنے پر آمادہ ہوئے اور یہ جگ بدر اور احد کے واقعوں کے درمیان ہوئی ہے۔
ابن ہشام کہتے ہیں اس جگ کی ابتداء اس طرح ہوئی کہ عرب کی ایک عورت بازار
یہود کی شرارتیں | بنی قینقاع میں کوئی چیز لے کر آئی اور اس کو فروخت کر کے ایک سناہ کی دکان
پر بیٹھ گئی۔ یہود نے عورت کا چہرہ بے نقاب کرنا چاہا۔ عورت نے انکار کیا۔ سناہ نے عورت کے
ساتھ بند میں چپکے سے ایک گرہ لگا دی۔ جب وہ عورت کھڑی ہوئی تو اس کا ستر کھل گیا۔ یہودی ہنسنے
لگے اور اس عورت کی خوب ہنسی اڑائی۔ عورت نے شور مچایا۔ ایک مسلمان نے آکر اس سناہ کو
جو یہودی تھا قتل کر دیا۔ یہودیوں نے، ہجوم کر کے اس مسلمان کو شہید کیا۔ اس مسلمان کے اقرباء نے فریاد کی۔
تو بہت سے مسلمان یہودیوں کے مقابلہ پر اکٹھے ہو گئے اور جنگ کا بانا رگرم ہوا۔

عبداللہ بن ابی بنی کی گستاخی | ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان یہودیوں کا مجھ
فرمایا۔ یہاں تک کہ انہوں نے آپ کی اطاعت قبول کی۔ اس وقت
عبداللہ بن ابی بنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کرنے لگا اے محمد میرے
موالی کے ساتھ احسان کیجئے اور یہ سب بنی خزرج کے حلفاء تھے۔ آنحضرت نے اس کو کچھ جواب نہ دیا۔
اس نے پھر عرض کیا۔ رسول اللہ نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ اس نے آپ کی زہرہ کا دامن پکڑ لیا۔ اس
زہرہ کا نام ذات الفضول تھا۔ رسول اللہ نے فرمایا چھوڑ دے اور آپ کا چہرہ مبارک غصے کے مارے
سُرنے ہو گیا۔ اور فرمایا خرابی ہو تجھ کو میرا دامن چھوڑ دے۔ اس نے عرض کیا میں ہرگز نہ چھوڑوں گا جب

بلکہ آپ میرے موالی کی جان بخشی کر کے اُن پر احسان نہ فرمائیں گے اُن میں چار سو حاضر اور تین سو دارع ہیں اور ایسے بہادر ہیں کہ کسی کی جنگ سے نہیں ڈرتے۔ مگر آپ اُن کو ایک دن میں قتل کر دیں گے مجھ کو نبی اندیشہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جا اُن کو تجھے بخشا۔ عبد اللہ بن ابی غوش ہو کر چلا آیا۔

ابن ہشام کہتے ہیں اس محاصرہ میں نبی کریمؐ کے پندرہ روز صرف ہوئے اور مدینہ میں آپ نے بشیر بن عبد المنذر کو نائب مقرر کیا تھا۔

خدا اور رسول سے محبت | ابن اسحاق کہتے ہیں عبادہ بن صامت سے روایت ہے کہتے ہیں کہ جب بنی قینقاع سے جنگ ہوئی عبد اللہ بن ابی بن سلول اُن کے کام کی چارہ جوئی میں کھڑا ہوا اور عبادہ بن صامت آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جیسا کہ عبد اللہ بن ابی یہود کا حلیف تھا اسی طرح عبادہ بن صامت بھی یہود کے حلیف تھے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں اللہ اور رسول سے محبت رکھتا ہوں اور یہودیوں سے جو میرے حلیف تھے اُسکی بریت ظاہر کرتا ہوں۔ اور اُن سے میں بیزاری ظاہر کرتا ہوں۔

آیات قرآنی | راوی کہتا ہے عبد اللہ بن ابی بن سلول اور عبادہ بن صامت کے متعلق یہ آیات نازل ہوئی ہیں :-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ فَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ فَتَرَى الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَمَزٌ يَسَآرِعُونَ فِيهِمْ يَقُولُونَ نَخْشَىٰ أَنْ يَصِيبَنَا دَآئِرَةٌ ۗ قَالُوا اللَّهُ أَنْ يَأْتِي بِالْفَتْحِ أَوْ أَمْرٍ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ فَيُضِيبُوا عَلَيَّ مَا آمَنُوا وَإِنْ أَنفُسُهُمْ فَادْرِئِينَ ۗ وَيَقُولُ الَّذِينَ آمَنُوا 'الهُنَالِكَ الَّذِينَ الَّذِينَ آقَسُوا بِاللَّهِ جَهْدَ آئِمَانِهِمْ إِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ - (۵ : ۵۲ - ۵۳)

و اے ایمان والو! تم یہود و نصاریٰ سے دوستی نہ کرو اور جو شخص تم میں سے ان سے دوستی کرے گا تو وہ اُنہی میں سے ہے بے شک خدا ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا۔ جو مسلمانوں کو چھوڑ کر کفار سے محبت کرتے ہیں۔ پھر اے رسول تم اُن لوگوں کو دیکھتے ہو جن کے دلوں میں بیماری ہے (یعنی منافقوں کو) جسے عبد اللہ بن ابی کے کہ دوڑتے ہیں یہودیوں کی محبت میں اور کہتے ہیں ہم زمانہ کی گردش سے ڈرتے

ہیں۔ قریب ہے کہ خدا اپنے رسول کو نفع عنایت کرے یا یہود کے قتل کرنے کا حکم دے تب یہ لوگ یہود کی محبت پر جس کو انہوں نے اپنے دلوں میں چھپا رکھا ہے نادم ہوں گے اور مسلمان آپس میں کہیں گے کہ کیا یہ وہی لوگ ہیں جو بڑے زور کی قسمیں کھاتے تھے کہ وہ تمہارے ساتھ ہیں؟

سمریہ زید بن حارثہ | ابن اسحاق کہتے ہیں بدر کی جنگ کے بعد سے قریش نے ملک شام کے سفر کے لئے مدینہ کا راستہ چھوڑ دیا تھا اور عراق کا راستہ اختیار کیا تھا۔ چنانچہ اس دفعہ قریش کے بہت سے سوداگر جن میں ابوسفیان بن حرب بھی تھا بہت سا مال تجارت جس میں بہت سی چاندی بھی تھی لے کر جا رہے تھے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قافلہ کی خبر پہنچی۔ آپ نے زید بن حارثہ کو اس قافلہ کے لئے روانہ فرمایا اور سب کے مقام قرہہ میں زید بن حارثہ کی اس قافلہ سے مل بیٹھ گئے۔ اس قافلہ والوں نے فرات بن حیان نامی ایک شخص کو راستہ بتانے کے لئے اپنے ساتھ لے لیا تھا۔

ابن ہشام کہتے ہیں فرات بن حیان بنی عجل میں سے بنی سہم کا حلیف تھا۔ زید بن حارثہ نے اس قافلہ کا مقابلہ کیا۔ قافلہ والے سب بھاگ گئے۔ کوئی ان میں سے گرفتار یا قتل نہیں ہوا۔ زید بن حارثہ نے وہ سب مال مدینہ میں لا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔



کعب بن اشرف یہودی کا قتل

کعب کی اسلام دشمنی | ابن اسحاق کہتے ہیں جب بدر میں مسلمانوں کی فتح اور کفار کی شکست ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن عارضہ اور عبداللہ بن رواحہ کو مدینہ میں فتح کی خوش خبری پہنچانے کے لئے روانہ فرمایا اور ان لوگوں نے مدینہ میں آکر سارا واقعہ بیان کیا تو کعب بن اشرف کو جب خبر ہوئی کہ لگا کہ کیا یہ دونوں شخص جو بیان کرتے ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ محمدؐ نے فلاں فلاں لوگوں کو قتل کر دیا۔ یہ لوگ اشراف عرب اور سرداران اہل مکہ تھے ان کا محمدؐ کے ہاتھ سے قتل ہونا سمجھ میں نہیں آتا۔ اگر یہ بات سچ ہے کہ یہ لوگ محمدؐ کے ہاتھ سے قتل ہو گئے تو زمین کا پیٹ جس میں یہ لوگ سمائے ہیں زمین کی پیٹھ سے بہتر ہے اور پھر جب اس دشمن خدا یعنی کعب بن اشرف کو اس واقعہ کا پورا یقین ہو گیا تب یہ مدینہ سے مکہ کو روانہ ہوا اور وہاں پہنچ کر مطلب بن صبیہ سہمی کے پاس ٹھہرا۔

مطلب کی بیوی عاتکہ بنت ابی العیص بن اُمیہ بن عبدس بن عبد مناف نے اس کی بہت خاطر کی اور اس نے وہاں بدر کے مقتولوں پر رونا اور قریش کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ پر ابھارنا اور اسی قسم کے اشعار ان کو سنانے شروع کئے۔

مسلمانوں کی دل آزاری | بعد ازاں یہ مدینہ چلا آیا اور چونکہ نہایت خبیث اور بد طبیعت شخص تھا اکثر عورتوں سے چھیڑ چھاڑ کیا کرتا تھا۔ اس بات کی اور بہت سی باتوں کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو شکایات پہنچیں۔ آپ نے صحابہ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کون ہے جو ابن اشرف کو قتل کر سکے۔ محمد بن مسلمہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں حاضر ہوں۔ میں اس کو قتل کروں گا۔ آپ نے فرمایا بس تم ہی اس کام کو انجام دو اگر تم سے ہو سکے۔

محمد بن مسلمہ کی منصوبہ بندی | محمد بن مسلمہ اپنے گھر آئے اور تین روز تک نہ کچھ کھایا نہ پیا۔ یہ خبر محمد بن مسلمہ کی منصوبہ بندی | نبی کریم کو پہنچی تو آپ نے ان کو بلا کر نہ کھانے کا سبب دریافت

فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے آپ سے ایسی بات کا اقرار کیا ہے کہ میں نہیں جانتا۔ میں اس کو پورا بھی کر سکوں گا یا نہیں۔ آپ نے فرمایا تمہارے ذمہ صرف کوشش ہے۔ محمد بن مسلمہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم کو اس معاملہ میں مشورہ کرنا ضروری ہے۔ آنحضرت نے فرمایا تم جو چاہو مشورہ کرو تم کو اس کی اجازت ہے۔ پھر محمد بن مسلمہ نے مشورہ کر کے چار اور آدمی اس کام میں اپنے ساتھ شریک کئے۔ ایک ابونا ثلہ سلکان بن سلامہ بن وقش اشہلی یہ کعب بن اشرف کے دودھ شریک بھائی بھی تھے اور دوسرے عبد بن بشر بن وقش اشہلی اور تیسرے حرث بن اوس بن معاذ اشہلی اور چوتھے ابو عبس بن جبیر بن حارثہ۔

ابونا ثلہ کی کعب کے ملاقات اور گفتگو | پھر ان چاروں نے پہلے ابونا ثلہ کو کعب بن اشرف کے پاس بھیجا۔ ابونا ثلہ نے اس کے پاس جا کر پہلے تو ادھر ادھر کی کچھ باتیں کیں اور کچھ اشعار بھی سنائے کیونکہ ابونا ثلہ شاعر بھی تھے۔ پھر اس سے کہا اے کعب بن اشرف میں تو تیرے پاس ایک ضروری کام کے لئے آیا تھا۔ تو پہلے اس کو سن لے۔ کعب نے کہا کہو کیا کام ہے؟ ابونا ثلہ نے کہا بات یہ ہے کہ جب سے شیخس محمد ہمارے ہاں آئے ہیں طرح طرح کی مصیبتیں اور بلائیں ہم پر نازل ہو رہی ہیں۔ تمام عرب ہمارے دشمن ہو گئے ہیں اور ہمارے راستے انہوں نے بند کر دیئے ہیں یہاں تک کہ ہم لوگ تو مجھ کے مر گئے اور فاقوں کے مارے ہم میں دم نہیں ہے۔ کعب بن اشرف نے کہا۔ اے ابونا ثلہ میں تجھ سے پہلے کہنا نہ کرتا تھا کہ ایسا ہو گا سو وہی ہوا۔ ابونا ثلہ نے کہا اب میں تمہارے پاس اس لئے آیا ہوں کہ تم کچھ کھانے پینے کو ہمیں دو اور اس کے بدلہ ہماری چیزیں رہن رکھ لو۔

کعب کی بد فطرتی | کعب بن اشرف نے کہا کیا تم اپنی اولاد میرے پاس رہن رکھو گے۔ ابونا ثلہ نے کہا اس بات سے ہماری رسوائی ہوگی اور میرے ساتھ اور بھی لوگ ہیں جو قرمز لینا چاہتے ہیں اور میں ان کو تمہارے پاس لانے والا ہوں تاکہ ان کو بھی تم دو اور احسان کرو۔ کعب بن اشرف نے کہا اگر تم اولاد کو رہن نہیں رکھتے ہو تو اپنی عورتوں کو رہن رکھ دو۔ ابونا ثلہ نے کہا ہم تمہارے پاس اپنی عورتوں کو کیسے رہن رکھ سکتے ہیں۔ تم ایک نہایت نوجوان آدمی ہو۔ ہاں ہم تمہارے پاس ہتھیار رہن رکھتے ہیں اور ان ہتھیاروں کی قیمت تمہاری رہن کی رقم کے لئے کافی ہوگی۔ کعب بن اشرف نے کہا اگر ایسا ہے تو کچھ معائنہ نہیں اور ابونا ثلہ نے ہتھیاروں کا ذکر اس واسطے کیا تھا تاکہ کعب بن اشرف ان لوگوں کو صلح دیکھ کر خوف زدہ نہ ہو۔

چاروں افراد کی روانگی | غزہ تک ابو نائلہ یہ باتیں کر کے اپنے ساتھیوں کے پاس آئے اور کعب بن اشرف سے جو باتیں ہوئی تھیں ان سے بیان کیں۔ پھر یہ سب لوگ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جمع ہوئے اور آپ ان کو لے کر قیح غزہ میں تشریف لائے۔ پھر ان لوگوں سے فرمایا کہ خدا کا نام لے کر تم لوگ جاؤ اور دعا کی کہ اے خدا ان کی مدد فرما اور آنحضرتؐ ان کو نصرت کر کے اپنے دولت خانہ میں تشریف لے آئے۔ یہ لوگ کعب بن اشرف کے مکان پر پہنچے اور ابو نائلہ نے اُس کو آواز دی۔ اس کی نئی نئی شادی ہوئی تھی اپنے لحاف کو اوڑھے ہوئے یہ باہر آئے لگا۔ اس کی بیوی مانع ہوئی اور کہنے لگی تو ایک جنگ جو آدمی ہے اور جو لوگ جنگ جو ہوتے ہیں وہ اس وقت باہر نہیں جاتے ہیں۔ اُس نے کہا مجھ کو ابو نائلہ نے آواز دی ہے اگر اُس کو یہ خبر ہوتی کہ میں توڑ رہا ہوں تو مجھ کو نہ جگاتا۔ اب مجھ کو جانا ضروری ہے۔ عورت نے کہا مجھ کو اس کی آواز سے بدی معلوم ہوتی ہے مگر کعب نے عورت کی بات کی کچھ پرواہ نہ کی اور سیدھا مکان سے نکل کر چلا آیا اور تھوڑی دیر ان لوگوں سے باتیں کرتا رہا۔

ابو نائلہ نے کہا اے کعب چلو ہم تم فلاں چاندنی مات میں فلاں مقام پر بیٹھ کر کچھ باتیں کریں تو بڑا نطف حاصل ہوگا۔ کیونکہ اس وقت عجیب کیفیت ہے۔ کعب بن اشرف نے کہا تمہاری مرضی چلو کیا مضائقہ ہے۔

کعب کا قتل | پھر یہ لوگ آہستہ آہستہ اُس طرف گوروانہ ہوئے۔ راستہ میں ابو نائلہ نے کعب بن اشرف کے بالوں پر ہاتھ پھیر کر سونگھا اور کہا کیا اچھی خوشبو ہے۔ ایسی خوشبو تو میں نے کبھی نہیں سونگھی اور پھر اسی طرح سے کئی بار کیا۔ پھر تھوڑی دور جا کر اُس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور گردن پکڑ کر زمین پر دے مارا اور ساتھیوں سے کہا کہ دشمن خدا کو خوب مارو۔ انہوں نے تلواریں مارتا شروع کیں۔ مگر لحاف کے سبب سے تلواروں نے اُس پر اثر نہ کیا اور دشمن خدا نے ایسا شور مچایا کہ تمام محلہ کے گھروں میں اُس کی آواز پہنچی۔

محمد بن مسلمہ کہتے ہیں جب میں نے دیکھا کہ ہماری تلواریں اس پر کام نہیں کرتیں تب میں نے اپنی تلوار اُس کے پیٹ پر رکھ کر ایسا زور مارا کہ وہ پشت سے نکل گئی اور دشمن خدا ہلاک ہوا اور ہماری تلواروں ہی میں سے ایک تلوار سے حرث بن اوس بن معاذ کے سر میں یا پیر میں زخم لگ گیا۔ ہم لوگ تو وہاں سے بھاگ آئے اور بی امیہ بن زید اور بنی قریظہ کے محلوں سے گزر کر حرۃ العریض میں آکر ہم نے دم لیا اور حرث بن اوس کی لہہ دیکھتے رہے۔ چنانچہ تھوڑے عرصہ کے بعد وہ بھی ہم سے آٹے۔

رسول اللہ کی بارگاہ میں حاضری | ہم اُن کو اپنے اوپر لا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آخر رات کا وقت تھا اور

آپ اُس وقت نماز پڑھ رہے تھے ہم نے سلام کیا۔ آنحضرتؐ باہر تشریف لائے۔ ہم نے دشمنِ خدا کے قتل کرنے کی خبر آپ سے بیان کی۔ آپ بہت خوش ہوئے اور ہمارے ساتھی کے زخم پر اپنا لعاب مبارک لگا دیا۔ اس کے بعد ہم لوگ اپنے اپنے گھروں میں چلے آئے۔ پھر اُس دن سے کعب بن اشرف کا حال دیکھ کر تمام یہودی مسلمانوں سے کانپنے لگے۔

محبیصہ اور حویصہ | ابن اسحاق کہتے ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ جو یہودی تمہارے قابو پڑھا جائے بے تامل اس کو قتل کر دو۔ چنانچہ محبیصہ بن مسعود نے جو مسلمان

ہو گئے تھے قابو پا کر ابن سینہ یہودی کو قتل کیا۔ ان کے بھائی حویصہ نے جو عمر میں اُن سے بڑے تھے اور ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ ان سے کہا کہ اے محبیصہ تو نے ایسے شخص کو کیوں قتل کر دیا۔ جس کا مال قرض کا کھا کر تیرے پیٹ میں بہت سی چربی جمع ہو گئی۔ محبیصہ نے کہا مجھ کو اُس کے قتل کرنے کا ایسے شخص نے حکم فرمایا تھا کہ اگر وہ مجھ کو تیرے قتل کرنے کا حکم دین تو فوراً مجھ کو قتل کر دوں۔ حویصہ نے حیران ہو کر کہا کہ کیا تو مجھ کو بھی قتل کر دے گا۔ محبیصہ نے کہا ہاں بے تامل قتل کروں۔ حویصہ نے کہا واقعی اس دین کے اختیار کرنے سے تیرا یہ حال ہوا۔ معلوم ہوا کہ یہ دین عجب لذت اور لطف رکھتا ہے جس کے آگے کسی چیز کی محبت باقی نہیں رہتی۔ پھر حویصہ بھی مسلمان ہوئے۔ ابن ہشام کہتے ہیں مجھ کو محبیصہ کے مسعود بن کعب بن عامر بن عدی بن مجدعہ بن حرث بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس ہیں۔

بنی قریظہ کا واقعہ | ابن ہشام کہتے ہیں مجھ کو حویصہ کے اسلام لانے کی روایت اس طرح پہنچی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی قریظہ پر فتح یاب ہوئے تو چار سو

کے قریب یہودی اُن میں سے آپ نے گرفتار کئے۔ یہ لوگ اوس کے حلیف تھے اور اُن کے ساتھ ہو کر خزرج سے لڑا کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ان سب کی گردنیں مارو۔ چنانچہ خزرج کے لوگوں نے اُن کو بہت خوشی خوشی قتل کرنا شروع کیا اور ان کے چہروں سے خوشی کے آثار نمایاں تھے بخلاف اوس کے لوگوں کے کہ اُن میں خوشی نہ پائی جاتی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیال فرمایا کہ چونکہ یہ لوگ اوس کے حلیف ہیں اس سبب سے ان میں خوشی نہیں پائی جاتی ہے اور اُس وقت اُن یہودیوں میں سے صرف باڈہ آدمی باقی رہ گئے تھے۔ وہ آنحضرتؐ

نے اوس کے چوبیس آدمیوں کے حوالہ کئے اور فرمایا ان کی گردنیں تم مارو۔

ان یہودیوں میں کعب بن یہودا بنی قریظہ کا سردار بھی تھا۔ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 محیصہ بن مسعود اور ابو بردہ بن نیار کے حوالے کیا اور فرمایا محیصہ اس کی گردن مارے اور ابو بردہ
 اس کو بالکل ہلاک کرے۔ چنانچہ محیصہ نے اُس کی گردن مار دی اور ابو بردہ نے اس کو ہلاک کیا۔
 حویصہ نے جو اس وقت تک کافر تھا اپنے بھائی محیصہ سے کہا کہ کیا تو نے کعب بن یہودا کو قتل
 کر دیا۔ محیصہ نے کہا ہاں۔ حویصہ نے کہا واللہ تیرے پیٹ میں اُس کا مال قرض کھا کھا کر کس قدر چرپی
 پیدا ہوئی ہے پھر بھی تو نے اُس کا کچھ خیال نہ کیا۔

محیصہ نے کہا مجھ کو اُس کے قتل کرنے کا ایسے شخص نے حکم فرمایا تھا کہ اگر وہ تیرے قتل کرنے
 کا حکم فرمائیں تو واللہ بے تاثر تجھ کو قتل کر دوں۔ حویصہ محیصہ کی اس بات سے بہت متعجب ہوا
 اور رات پھر اسی فکر میں جاگتا رہا یہاں تک کہ صبح ہوئی تو کہنے لگا۔ واللہ بے شک و شبہ یہ دین
 سچا ہے۔ پھر صبح کو حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہوا۔



غزوة اُحد (۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوة بھران سے واپس آ کر جمادی الآخر اور رجب اور شعبان اور رمضان چار مہینے مدینے میں قیام فرمایا۔ اس کے بعد شوال ۳ھ میں غزوة اُحد کا واقعہ پیش آیا۔ جب مشرکین کو بدر کی جنگ میں نہریت فاش نصیب ہوئی اور سوادین قریش قریش کا صلاح مشورہ | مقتول ہوئے۔ باقی مفرورین مثلاً عکرمہ بن ابی جہل و ابوسفیان بن حرب و صفوان بن اُمیہ وغیرہ نے جن کے اقرباء اس جنگ میں قتل ہوئے تھے صلاح کی اور ابوسفیان بن حرب سے کہا کہ جس قدر مال تجارت تم اپنے قافلہ کے ساتھ لائے ہو ہم چاہتے ہیں کہ تم اس کو محمدؐ کی جنگ میں صرف کرو۔ تاکہ ہم اس دفعہ بڑے پیمانہ پر جنگ کا سامان کر کے محمدؐ سے اپنا بدلہ لیں اور اپنے غم زدہ دلوں کو راحت پہنچائیں۔ ابوسفیان اور تمام سوداگروں نے جن کا مال تھا اس بات کو قبول کیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں انہی لوگوں کی طرف اشارہ فرمایا ہے :

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَيُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ لِيَصُدَّوْا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ فَسَيَنْفِقُونَهَا ثُمَّ تَكُونُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُونَ وَالَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ يُخْشَرُونَ - (۳۶:۸)

”بے شک کفار اپنا مال اس واسطے خرچ کرتے ہیں تاکہ لوگوں کو اسلام سے روکیں۔ پس قریب ہے کہ تمام مال خرچ کر دیں گے۔ پھر پھرتائیں گے اور حسرت کریں گے کیونکہ اس سے کچھ فائدہ نہ نکلے گا۔ پھر عاجز و مغلوب ہو جائیں گے اور کفار جہنم کی طرف اکٹھے کئے جائیں گے۔“

جب ابوسفیان نے یہ سب اسباب تجارت جنگ میں خرچ کرنا قبول کیا۔ تب سارے قریش اور اہل تمامہ اور بنی کنانہ وغیرہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرنے پر آمادہ ہو گئے۔

ادراوی کہتا ہے ابو عزرہ عمرو بن عبد اللہ جحی وہ شخص جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احسان کا بدلہ | احسان فرمایا اور قید سے رہائی دی۔ جس کا ذکر اوپر مفصل ہو چکا ہے کہ اس نے آپؐ سے عرض کیا تھا یا رسول اللہ میں عیالدار اور مفلس شخص ہوں مجھ پر کرم کیجئے اور بغیر فدیہ کے رہا

فرمائیے تو آپ نے اس کو رہا کر دیا تھا اور عہد لے لیا تھا کہ ہمارے دشمنوں کا ساتھ نہ دینا۔ اب اس وقت مکہ میں صفوان بن امیہ نے اس سے کہا کہ اے ابو عزرہ تم ایک شاعر شخص ہو۔ تم ہمارے ساتھ اس جنگ میں ضرور شریک ہو۔ اس نے کہا محمد نے مجھ پر احسان کیا۔ میں ان کے خلاف کارروائی کرنا نہیں چاہتا۔ صفوان نے کہا اچھا تم اوروں کو آمادہ نہ کرو۔ تم خود ہی ہمارے ساتھ چلو۔ اگر وہاں سے تم صحیح و سلامت واپس آئے تو میں تم کو غنی کر دوں گا۔ اور اگر تم مارے گئے تو میں تمہاری اولاد کو اپنی اولاد کے ساتھ پرورش کروں گا۔ یہ میں تم سے عہد کرتا ہوں۔ ابو عزرہ صفوان کے ساتھ ہو لیا اور تہامہ میں جا کر وہاں کے لوگوں کو قریش کی امداد پر اس نے خوب اُبھارا اور جو شیلے اشعار سنائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرنے پر آمادہ کیا اور اسی طرح سے مسافع بن عبدمناف بن وہب بن حذافہ بن صحیح بنی مالک بن کنانہ میں پہنچا اور ان کو قریش کی امداد اور آنحضرت سے جنگ پر آمادہ کیا اور جبیر بن مطعم نے اپنے ایک حبشی غلام سے جس کا نام وحشی تھا بلا کر کہا کہ تو بھی اس لشکر کے ساتھ جا اور اگر تو نے (حضرت) منزہ کو شہید کیا تو میں تجھ کو آزاد کر دوں گا۔ کیونکہ حمزہؑ نے میرے چچا طہیمہ بن عدی کو قتل کیا ہے۔ راوی کہتا ہے اس حبشی غلام یعنی وحشی کے پاس حبش کا ایک حربہ تھا جو بہت کم خطا کرتا تھا اور جس کے لگ جاتا تھا اس کو زندہ نہ چھوڑتا تھا۔

قریشی عورتیں راوی کہتا ہے قریش اپنا سب ساز و سامان درست کر کے اور تمام قبائل کو اپنے ساتھ لے کر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے اور باہم عہد کر لیا کہ اس دفعہ مقابلہ سے ہرگز نہ بھاگیں گے۔ اور ابوسفیان نے اپنی بیوی ہندہ بنت عتبہ کو ساتھ لیا۔ اسی طرح عکرمہ بن ابی جہل نے ام حکیم بنت حرث بن ہشام کو ساتھ لیا اور حرث بن ہشام نے فاطمہ بنت ولید بن مغیرہ اپنی بیوی کو ساتھ لیا اور صفوان بن امیہ نے برزہ بنت مسعود کو جو عبد اللہ بن صفوان کی ماں تھی۔ اور طلحہ بن ابی طلحہ نے اپنی بیوی سلفہ بنت سعد بن شہید انصاریہ کو ساتھ لیا۔ یہ مسافع اور جلاس اور کلاب طلحہ کے بیٹوں کی ماں تھی اور یہ سب بدر میں قتل ہو چکے تھے اور خنساء بنت مالک بن مضر اپنے بیٹے ابی عزیز بن عمیر کے ساتھ ہوئی۔ یہی عورت مصعب بن عمیر کی ماں ہے اور عمرو بنت علقمہ جو قبیلہ بنی حرث سے تھی یہ بھی لشکر کے ساتھ ہوئی۔

ہندہ بنت عتبہ جب وحشی کے پاس آتی یا وحشی اس کے پاس آتا۔ یہ اس سے کہتی کہ اے ابو وحمہ (یہ وحشی کی کنیت ہے) ایسا کام کیجئے جو میں سے ہمارے دلوں کو آرام پہنچے۔ یہاں تک کہ یہ لشکر اسی گروہ سے مدینہ کے مقابل بطن سنجہ میں ایک وادی کے کنارہ پر فروکش ہوا۔

رسول اللہ کا خواب | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو اس لشکر کے ورود کی خبر پہنچی۔ آنحضرت نے فرمایا میں نے ایک خواب دیکھا ہے خدا اُس کی تعبیر بہتر

کرے۔ میں نے دیکھا کہ ایک گائے ذبح کی جا رہی ہے۔ اور میں نے دیکھا کہ میری تلوار کی دھاڑوٹ گئی اور میں نے یہ دیکھا کہ گویا میں نے اپنا ہاتھ مضبوط اور محکم لہر کے اندر داخل کیا ہے اس کی تعبیر میں نے مدینہ لی ہے۔

ابن ہشام کہتے ہیں مجھ سے اہل علم نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک گائے ذبح کی جا رہی ہے۔ گائے سے مراد مسلمانوں کا شہید ہونا ہے اور اپنی تلوار میں جو میں نے شکستگی دیکھی وہ ایک شخص ہے جو میرے خاندان میں سے ہے اور وہ شہید ہوگا۔

جنگ کے متعلق مشورہ | ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر تمہاری رائے ہو تو مدینہ ہی میں رہ کر لڑو۔ اگر وہ وہیں پڑے

رہے تو بُری جگہ میں پڑے رہیں گے اور اگر ہم پر انہوں نے حملہ کیا تو ہم اُن سے جنگ کریں گے۔ عبداللہ بن ابی بن سلول کی رائے بھی آنحضرت کی رائے سے موافق تھی اور یہی چاہتا تھا کہ مسلمان باہر نکل کر نہ لڑیں۔ مسلمانوں میں سے وہ لوگ جن کو شہادت سے فائز ہونا تھا اور وہ لوگ بددلی جگہ میں شریک نہ تھے عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ ہم کو ساتھ لے کر آپ دشمنوں کے مقابلہ پر چلیں۔ اگر ہم اُن کے مقابل نہ جائیں گے تو وہ سمجھیں گے کہ ہم اُن سے ڈر گئے اور ہم کمزور ہیں۔

عبداللہ بن ابی بن سلول نے عرض کیا یا رسول اللہ میری رائے یہی ہے کہ آپ مدینہ ہی میں قیام فرمائیں باہر جا کر مقابلہ نہ کریں کیونکہ

ہم لوگوں نے جب شہر سے باہر جا کر دشمن کا مقابلہ کیا ہے کامیاب نہیں ہوئے ہیں اور جب شہر کے اندر ہم دشمن سے لڑے ہیں ہماری فتح ہوئی ہے تو یا رسول اللہ باہر تشریف نہ لے جائیے۔ اگر وہ لشکر وہیں پڑا رہا تو بُری حالت میں پڑا رہے گا اور اگر ہم پر حملہ آور ہوا اور شہر میں گھس آیا ہم لوگ مقابل ہو کر ان کو قتل کریں گے اور ہمارے بچے اور عورتیں ان پر پتھر ماریں گی۔ پھر اُن کو سوا اس کے کہ ذلت کے ساتھ بھاگ جائیں اور کچھ چاہہ نہ ہوگا۔

مسلمانوں کا جذبہ شہادت | مگر وہ لوگ جن کو جہاد اور شہادت کا شوق غالب تھا اسی بات پر آنحضرت سے مہر ہوئے کہ باہر نکل کر مقابلہ کیا جائے یہاں تک

کہ رسول پاکؐ نے سلاح جنگ اپنے جسم پر آراستہ فرمائی۔ یہ دن جمعہ کا تھا اور نماز کے بعد یہ مشورہ قرار پایا تھا اور اسی روز انصار میں سے ایک شخص مالک بن عمرو کا انتقال ہوا تھا۔ حضورؐ نے ان کے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ پھر لوگوں میں ہتھیار لگا کر تشریف لائے اور اب لوگوں کی رائے پلٹ گئی تھی اور یہ کہہ رہے تھے کہ ناحق ہم نے زبردستی کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو باہر نکلنے پر آمادہ کیا ہم کو ایسا نہ چاہیے تھا۔ کہ اتنے میں آنحضرت تشریف لائے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم ناحق مہر ہوئے حالانکہ ہم کو ایسا نہ چاہیے تھا۔ لہذا آپ شہر ہی میں تشریف رکھیں۔ آپ نے فرمایا نبی کے واسطے یہ بات لائق نہیں کہ سلاح جنگ سے آراستہ ہو کر پھر ان کو بغیر جنگ کے اُتار دے پھر رسول اکرمؐ ایک ہزار صحابہ کو اپنے ساتھ لے کر مدینہ سے باہر تشریف لائے اور مدینہ میں ابن ام مکتوم کو نماز پڑھانے کے واسطے ثابت مقرر کیا۔

منافقوں کی واپسی | اداوی کہتا ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس ایک ہزار مسلمانوں کے لشکر کو لے کر مقام شوط میں جو مدینہ اور احد کے درمیان میں ہے پہنچے تو عبداللہ بن ابی ان میں سے ایک تہائی لوگوں کو ساتھ لے کر مدینہ کی طرف واپس ہوا۔ یہ سب لوگ منافقین اور اہل شک تھے۔ عبداللہ نے ان سے کہا کہ ہم لوگ خواہ مخواہ اپنے آپ کو قتل کرائیں۔ اس سے ہم کو کیا فائدہ۔

عبداللہ بن عمرو بن حرام نے ان لوگوں سے کہا کہ لے قوم کیا تم خدا کو بھول گئے جو اُس کے نبی اور اپنی قوم سے علیحدگی اختیار کرتے ہو۔ ایسے وقت پر جبکہ دشمن سامنے موجود ہے۔ ان لوگوں نے کہا ہم یہ نہ سمجھے تھے کہ تم جنگ کرنے نکلے ہو۔ اگر ہم کو یہ خبر ہوتی تو ہرگز ہم تمہارے ساتھ نہ آتے۔ عبداللہ بن عمرو نے جب دیکھا کہ یہ لوگ نہیں مانتے اور واپس ہی جا رہے ہیں۔ کہا اے دشمنانِ خدا! اللہ تم کو دُور کرے عنقریب خدا تعالیٰ اپنے نبی کو تم سے بے پرواہ کر دے گا۔

ابن ہشام کہتے ہیں انصار نے احد کی جنگ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگر حکم ہو تو ہم اپنے حلفاء یہود سے مدد طلب کریں۔ آنحضرت نے فرمایا مجھ کو اُن کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔

آنکھ اور دل کا اندھا | ابن اسحاق کہتے ہیں جب آنحضرت مع لشکر کے مقام حترہ بنی حارثہ میں پہنچے تو گوڑے نے اپنی دم جو ہلائی تو اُس سے تلوار کا تسمہ کھل گیا اور تلوار نکل پڑی۔ ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نیک فال لینا سپند اور شہ گونی کو ناپسند فرماتے تھے۔

آپ نے اس شخص سے فرمایا جس کی وہ تلوار تھی کہ اپنی تلوار کو نیام میں کر لو مجھ کو معلوم ہوتا ہے کہ آج ضرور تلوار کھینچے گی۔ پھر رسول اقدس نے اپنے اصحاب سے فرمایا ایسا کون شخص ہے جو قریب کے راستے سے ہم کو لے چلے۔ ابوخیثمہ نے کہا۔ یا رسول اللہ میں لے چلتا ہوں۔ ابوخیثمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بنی حارثہ کی آبادی کے اندر سے لے کر نکلا۔ یہاں مزین بن قیظی نامی ایک شخص کا باغ تھا۔ یہ شخص اندھا اور نہایت بدذات منافق تھا۔ جب اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کی آہٹ معلوم ہوئی تو یہ مسلمانوں پر خاک اڑانے لگا اور کہنے لگا اے محمد اگر تم رسول ہو۔ تو میں تمہارے واسطے یہ بات جائز نہیں رکھتا کہ تم میرے باغ میں سے گزرو اور پھر ایک برتن میں خاک بھر کر اس نے کہا اگر میں جاننا کہ یہ خاک محمد کے سوا اور کسی پر نہ پڑے گی تو محمد پر پھینک دوں۔ مسلمان اس کے قتل کرنے کے لئے دوڑے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا اور فرمایا جیسا کہ یہ شخص آنکھوں کا اندھا ہے ایسا ہی دل کا بھی اندھا ہے۔ مگر سعد بن زید اشہلی نے آپ کے منع کرنے سے پہلے اپنی کمان سے اس کا سر چھوڑ دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہاں سے گزرا کہ احد پہاڑ کی ایک گھاٹی میں جا کر احد کی گھاٹی میں پڑاؤ **ٹھہرے اور اپنے لشکر کی پشت احد کی طرف کر کے فرمایا کہ جب تک میں حکم نہ کروں تم جنگ نہ کرنا۔** قریش نے انصار کے کھیتوں میں اپنے جانور چرنے چھوڑ دیئے تھے۔ انصار میں سے ایک شخص نے ان جانوروں کو چرتے ہوئے دیکھ کر کہا افسوس ہے بنی قیلہ کی کھیتی چر رہے ہیں اور ہم نے ابھی تک مدافعت نہیں کی۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب جنگ کا ارادہ کیا تو تیر اندازوں پر **تیر اندازوں کو ہدایت** عبد اللہ بن جبریر کو سردار بنایا۔ ان کے کپڑے اس روز بالکل سپید تھے۔ اور تیر انداز نکل پچاس آدمی تھے۔ ان کو حکم دیا کہ تم سواروں کو تیروں کی ضرب ہمارے قریب نہ آنے دینا۔ اور تم لوگ بیٹھے رہو اور تیر اندازی کرتے رہو۔ جاؤ ایسا نہ ہو کہ کفار ہمارے پشت کی طرف سے آجائیں۔ خود رسول کریم نے اس روز دوڑ رہے تھے اور اپنے لشکر کا نشان مصعب بن عمیر کے حوالے کیا۔

ابن ہشام کہتے ہیں سمرہ بن جندب اور رافع بن خدیج کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے **کم عمر مجاہد** جنگ میں شریک ہونے کی اجازت دی۔ حالانکہ پہلے آپ نے ان کو واپس کر دیا تھا۔ جب عرض کیا گیا کہ رافع بڑا تیر انداز ہے تب آپ نے رافع کو اجازت دی۔ پھر عرض کیا گیا کہ سمرہ رافع کو تیر انداز کر دیا کرتا تھا تب آپ نے اسکو بھی اجازت دی۔ ان دونوں کی عمر اس وقت پندرہ پندرہ سال کی تھی۔

اسامہ بن زید اور عبداللہ بن عمر بن خطاب اور زید بن ثابت بخاری اور براء بن عازب عارفی اور عمرو بن حزم بخاری اور اسید بن ظہیر حادثی ان سب کو بسبب صغیر سنی کے واپس کمر دیا اور جنگ خندق میں شرکت کی اجازت دی تھی جو اس جنگ کے بعد ہوئی ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اور قریش نے بھی اپنے لشکر کو آراستہ کیا۔ ان کے ساتھ تین ہزار فوج تھی جس میں دو سو وار تھے لشکر کے مہینہ پر انہوں نے خالد بن ولید کو مقرر کیا اور میسرہ پر عکرمہ بن ابی جہل کو۔

حضرت ابو دجانہ | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہ تلوار مجھ سے اس کے حق کے ساتھ کون لیتا ہے؟ بہت سے لوگ اس کے لینے کو کھڑے ہوئے مگر آنحضرت نے ان کو نہ دی۔ پھر ایک شخص ابو دجانہ کھڑے ہوئے۔ یہ بنی ساعدہ میں سے تھے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس تلوار کا حق کیا ہے؟ فرمایا اس کا حق یہ ہے کہ اس تلوار سے دشمن کو اس قدر قتل کرو کہ وہ یہ تلوار ٹیڑھی ہو جائے۔ ابو دجانہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں اس کا حق ادا کروں گا۔ ابو دجانہ بڑے بہادر اور فنون حرب سے واقف تھے۔ ان کا قاعدہ تھا کہ جب یہ جنگ کے لئے نکلے تو سرخ عمامہ سر پر باندھتے تھے جس کو دیکھ کر لوگ جان لیتے کہ اب ابو دجانہ جنگ کے لئے تیار ہو گئے ہیں۔ وہی سرخ عمامہ اس وقت انہوں نے باندھا اور دونوں صفوں کے درمیان نہایت شوکت و شان کے ساتھ پھرنے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اس تکبر سے چلنے کو دیکھ کر فرمایا کہ اس چال سے خدا ناراض ہوتا ہے سو ایسے موقع کے یعنی جنگ میں کفار کے سامنے اس طرح چلنا جائز ہے۔

ابو عمرو فاسق | ابن اسحاق کہتے ہیں بنی ضبیعہ میں سے ایک شخص ابو عامر عبد عمرو بن صیفی بن مالک بن نعمان مدینہ سے بھاگ کر مکہ چلا گیا تھا اور اس کے چچا غلام اور اس کے قبیلہ کے پندرہ آدمی اس کے ساتھ تھے۔ یہ قریش سے کہا کرتا تھا کہ جب میں اپنی قوم سے جا کر ملوں گا۔ تو ساری قوم میرے ساتھ ہو جائے گی۔ چنانچہ اب جس وقت اس جنگ کا موقع ہوا اور دونوں لشکر مقابل ہوئے تو ابو عامر نے اپنی قوم اس کو آواز دی کہ اے گروہ اوں! میں ابو عامر ہوں۔ اوں کے لوگوں نے جو مسلمان ہو گئے تھے کہا ہاں اے فاسق خدا تجھ سے کسی آنکھ کو ٹھنڈا نہ کرے۔

راوی کہتا ہے جاہلیت کے زمانہ میں لوگ ابو عامر کو راہب کہتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام فاسق رکھا تھا جب اس نے اپنی قوم کا یہ سخت جواب سنا تو کہنے لگا کہ میرے چچے میری قوم پر قمر نازل ہوا کہ یہ سب میرے کئے سے باہر ہو گئے۔ پھر اس نے مسلمانوں سے سخت جنگ کی

اور پھر ان پر پتھر برسانے لگا۔

علمبرداروں کو ابوسفیان کی تنبیہ سے کہا اور ان کو جنگ کی ترغیب دلائی کہ اے نبی عبدالدار!

یاد رکھو کہ لشکر کی فتح و شکست جھنڈے پر موقوف ہے جب تک جھنڈا قائم رہتا ہے لشکر بھی قائم رہتا ہے اور جب جھنڈا گر جاتا ہے لشکر کے بھی پیرا کھڑ جاتے ہیں۔ لہذا یا تو تم ثابت قدمی کے ساتھ جھنڈے کو اٹھاؤ اور یا ہمارا جھنڈا ہمارے حوالے کر دو۔ انہوں نے کہا اے ابوسفیان مقابلہ کے وقت دیکھ لینا کہ ہم کس طرح جھنڈے کو قائم رکھتے ہیں۔ ابوسفیان کا بھی یہی مطلب تھا وہ ان کے اس جواب کو سن کر بہت خوش ہوا۔ پھر جس وقت لشکروں میں جنگ شروع ہوئی ہندہ بنت عتبہ ابوسفیان کی بیوی سب عورتوں کو اپنے ساتھ لے کر دوت بجا کر گانے لگی اور مردوں کو جنگ پر ابھارتی تھی۔ چنانچہ ہندہ یہ کہتی تھی

وَيُمَا بِنَحْتِ عَبْدِ الدَّارِ
صَرَّ يَا بَيْهَتِ تَبَّارِ

ترجمہ :- ہاں اے نبی عبدالدار۔ اپنے دشمنوں کو خوب مار مار کر ہلاک کر دو۔

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اس جنگ میں یہ کہتے تھے اُمّتِ اُمّتِ مسلمانوں کی شجاعت

یہ قول ابن ہشام کا ہے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں پس ایسی جنگ مغلوبہ ہوئی کہ ایسے بیگانہ کی کچھ خبر نہ رہی۔ ہر شخص اپنے جوش و خروش میں بھرا ہوا تھا۔ کوئی عشقِ الہی میں جامِ شہادت کا طالب تھا اور کوئی اپنے قومی جوش اور نام آوری کی خاطر جان کھونے کی کوشش کر رہا تھا۔ ابودجانہ نے اس شجاعت اور جوانمردی دکھائی کہ کفار کے چھکے پھڑادیئے اور کشتوں کے پشتے لگا دیئے۔ چدرہ ریز کرتے تھے صفیں الٹ دیتے تھے۔

ابن ہشام کہتے ہیں مجھ سے اہل علم نے بیان کیا ہے کہ ذہیز بن عوام کہتے تھے جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تلوار مانگی اور آپ نے

مجھ کو نہ دی اور ابودجانہ کو عنایت کی تو میرے دل میں ایک خیال پیدا ہوا۔ اور میں نے کہا کہ باوجود اس کے کہ میں آنحضرت کی چھوٹی صفیہ کا فرزند ہوں اور قریش سے ہوں۔ پھر آپ نے مجھ کو تلوار کیوں نہ دی ابودجانہ میں ایسی کیا صفت ہے کہ اس کو عنایت کی میں بھی دیکھوں گا کہ ابودجانہ اس تلوار کا کیا حق اد کرتے ہیں۔ پھر میں اٹھ کر دجانہ کے پیچھے ہو لیا اور میں نے دیکھا کہ ابودجانہ نے اپنا سرخ حمام نکال کر باندھا۔ اس کو دیکھ کر انصار کہنے لگے کہ اب ابودجانہ جنگ کے لئے تیار ہو گئے اور موت کا عمامہ انہوں نے

نکال لیا اور ان کی جنگ کی یہی علامت تھی اور یہ شعر اُس وقت کہہ رہے تھے۔

أَنَا الَّذِي عَاهَدَ فِي خَيْلِي وَنَحْنُ بِالسِّفِّ لَدَى الذَّخِيلِ

ترجمہ :- میں وہ شخص ہوں کہ مجھ سے میرے دوست نے عہد لیا ہے اور ہم وہ لوگ ہیں کہ خون بہانا ہماری مرثت میں پڑا ہوا ہے۔“

أَنْ لَّا أَقْوَمَ اللَّهُمَّ فِي الْكَبُولِ أَضْرِبْ بِسَيْفِ اللَّهِ وَالتَّوَلَّ

ترجمہ :- یہ کہ میں کبھی لشکر کی پھل صفوں میں نہ کھڑا ہوں۔ اور خدا و رسول کی تلوار کے ساتھ کفار کو قتل کروں۔“

ابن اسحاق کہتے ہیں پھر جس وقت ابو دُجانہ نے مشرکین پر حملہ کیا جو سامنے آیا اُسی کو قتل کیا۔ زبیر بن عوام کہتے ہیں مشرکین میں ایک شخص ایسا اثر پر تھا کہ جس مسلمان کو زخمی دیکھتا اُس کو شہید کر دیتا۔ اتفاق سے ابو دُجانہ کا اور اُس کا سامنا ہوا۔ زبیر کہتے ہیں میں دُعا کر رہا تھا کہ ان دونوں کا مقابلہ ہو جائے۔ چنانچہ اُس نے ابو دُجانہ پر تلوار کا وارہ کیا۔ ابو دُجانہ نے اُس کی تلوار کو اپنی ڈھال پر روکا۔ پھر ابو دُجانہ نے اپنی شمشیر کا ایسا وارہ کیا کہ اُس کے دو ٹکڑے ہو گئے۔

زبیر کہتے ہیں اُس وقت میں نے اپنے دل میں کہا کہ بے شک خدا و رسول ہی خوب جانتے ہیں۔ واقعی ابو دُجانہ ہی اس تلوار کا حق ادا کرنے کے قابل تھے۔ ابو دُجانہ کہتے ہیں میں نے ایک شخص کو دیکھا جو لوگوں کو نہایت تیزی سے جنگ پر ابھار رہا ہے۔ میں اُس کی طرف متوجہ ہوا اور جب میں نے اُس پر تلوار اٹھائی تو معلوم ہوا کہ وہ عورت ہے تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کی شان کا خیال کیا کہ اس تلوار سے عورت کو قتل کرنا اس کی کسر شان ہے۔



غزوہ اُحد (۲)

حضرت حمزہؓ کی شہادت | حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے بھی بہت سے کفار جہنم واصل کئے چنانچہ

ادھانہ بن عبد شمر جیل بن عبد مناف بن عبدالدار جو مشرکین کے علم برداروں میں سے تھا آپ کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ پھر سباع بن عبدالعزیٰ غیشانی جس کی کنیت ابونیار تھی حضرت حمزہؓ کے سامنے سے گزرا۔ آپ نے اُس سے فرمایا اے ابن مقطوع میرے سامنے آ کر اس کی ماں اُم انمار شریق بن عمرو بن وہب ثقفی کی آنا دلونڈی تھی اور مکہ میں عورتوں کے ختنہ کیا کرتی تھی۔ ابونیار حضرت حمزہؓ کے سامنے آیا۔ آپ نے فوراً اس کو قتل کیا۔ جبیر بن مطعم کا غلام وحشی کہتا ہے حضرت حمزہؓ نے میرے سامنے ابونیار کو قتل کیا اور برابر اپنی تلوار سے لوگوں کو قتل و زخمی کر رہے تھے۔ میں نے اپنے حربہ کو گردش دی اور جب مجھ کو اُس کا پورا اطمینان ہو گیا حضرت حمزہؓ کی طرف میں نے اُس کو پھینک مارا۔ وہ سیدھا جا کر اُن کے زیرِ ناک لگا اور دونوں ٹانگوں کے درمیان سے نکل کر گر پڑا۔ حضرت حمزہؓ میری طرف متوجہ ہوئے۔ مگر فوراً گر پڑے۔ میں ٹھہرا رہا۔ آخر جب وہ جاں بحق ہو گئے تو میں نے اپنا حربہ ان کے پاس جا کر اٹھا لیا۔ اور خمیر میں آکر بیٹھ گیا۔ کیونکہ میری اور کچھ ضرورت نہ تھی۔

ضمیری کی روایت | ابن اسحاق کہتے ہیں جعفر بن عمرو بن امیہ ضمیری سے روایت ہے کہتے ہیں کہ

میں اور عبید اللہ بن عدی بن خیاریہ حضرت معاویہؓ کے زمانہ حکومت میں شام کے شہر حمص میں گئے۔ جبیر بن مطعم کا آزاد غلام وحشی بھی ہمیں رہتا تھا۔ جب ہم اس شہر میں آئے تو عبید اللہ بن عدی نے مجھ سے کہا کہ چلو وحشی سے حضرت حمزہؓ کے قتل کا واقعہ دریافت کریں۔ میں نے کہا اچھا چلو۔ ہم دونوں وحشی سے ملنے کے لئے روانہ ہوئے۔ اور لوگوں سے ہم نے اُس کا پتہ پوچھنا شروع کیا۔ ایک شخص نے کہا کہ وحشی شراب بہت پیتا ہے اور وہ اپنے گھر کے صحن میں بیٹھا ہوگا۔ اگر تم اُس کو دیکھو کہ ہوش میں ہے تب تم اُس سے جو کچھ بات کرنی ہو کرنا۔ اور اگر دیکھو کہ نشہ میں ہے

تو اٹے چلے آنا ہرگز کچھ بات نہ کرنا۔

یہ دونوں شخص کہتے ہیں کہ ہم وحشی کے مکان پر پہنچے اور ہم نے دیکھا کہ ایک بڈھا
وحشی سے گفتگو

بعثت کی طرح غالیچہ پر بیٹھا ہے اور ہوشیار ہے اور نشہ میں نہیں ہے۔ ہم نے
جا کر سلام کیا اس نے جواب دیا اور عبید اللہ بن عدی سے کہا کہ تو عدی بن خیبار کا بیٹا ہے۔ عبید اللہ
نے کہا ہاں۔ وحشی نے کہا ایک دفعہ جبکہ تو اپنی ماں کا دودھ پلتا تھا تب میں نے تجھ کو تیری ماں عدیہ
کے ساتھ اونٹ پر سوار کرایا تھا اور تیرے پیر اُس وقت میں نے غور سے دیکھے تھے۔ اُنھی کو دیکھ کر
اب میں نے تجھ کو پہچان لیا۔ عبید اللہ کہتے ہیں ہم وحشی کے پاس بیٹھے تھے اور ہم نے کہا ہم تمہارے
پاس اس لئے آئے ہیں کہ تم سے حضرت حمزہؓ کے قتل کا واقعہ سنیں کہ تم نے اُن کو کیوں کر شہید کیا۔ وحشی
نے کہا ہاں یہ واقعہ میں تم سے اُسی طرح بیان کروں گا جس طرح کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے سامنے بیان کیا ہے۔ اور پھر وحشی نے وہی واقعہ جو اوپر مذکور ہوا ان دونوں کے سامنے بیان کیا۔
پھر کہنے لگا حضرت حمزہؓ کو شہید کر کے میں مکہ میں آیا اور میرے آقا جبر بن مطعم نے شرط کے مطابق

مجھ کو آزاد کر دیا۔ میں مکہ ہی میں رہتا تھا یہاں تک کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ بھی
فتح کر لیا میں طائف بھاگ گیا۔ پھر جب آنحضرتؐ نے طائف بھی فتح کیا اور وہاں کے سب لوگ مسلمان
ہو گئے۔ میں پریشان ہوا کہ اب میں کیا کروں کبھی خیال کرتا تھا کہ ملک شام کی طرف بھاگ جاؤں۔
کبھی مین کی طرف جانے کا خیال کرتا تھا۔ آخر اسی فکر میں تھا کہ ایک شخص نے مجھ سے کہا تجھ کو خرابی
ہو۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا کر مسلمان کیوں نہیں ہو جاتا۔ قسم ہے خدا کی جو شخص
مسلمان ہو جاتا ہے رسول کریمؐ اُس سے کچھ نہیں فرماتے۔

ابیں اُس شخص سے یہ سن کر حضورؐ کی خدمت میں مدینہ میں
رسول اللہ کی خدمت میں حاضری

حاضر ہوا اور آپ کے پس پشت کھڑے ہو کر کلمہ شہادت
پڑھنے لگا۔ آپ نے جب مجھ کو دیکھا تو فرمایا کیا وحشی ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! فرمایا بیٹھ جا
اور بیان کر کہ تو نے حمزہؓ کو کیوں قتل کیا؟ میں نے اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے
یہ واقعہ بیان کیا جیسا کہ تم دونوں کے سامنے بیان کیا ہے۔ پھر جب میں بیان کر چکا تو آپ نے فرمایا
تجھ پر خرابی ہو اپنا چہرہ میرے سامنے سے ہٹا لے میں تیرا چہرہ پھر نہیں دیکھوں گا۔ پس جب میں آنحضرتؐ

کی مجلس میں حاضر ہوتا تھا تو آپ کی پشت کی طرف بیٹھ جاتا تھا۔ تاکہ حضورِ مجھ کو نہ دیکھیں۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا۔

اس کے بعد مسلمانوں نے مسیلمہ کذاب پر فوج کشی کی۔ میں بھی اُس فوج کے ساتھ ہوا۔ یہاں تک کہ جب دونوں لشکروں میں جنگ شروع ہوئی۔ تو میں نے دیکھا کہ مسیلمہ کذاب ہاتھ میں تلوار لئے ہوئے کھڑا ہے۔ میں نے اپنا وہی حربہ جس سے حضرت حمزہؓ شہید ہوئے تھے مسیلمہ کے سامنے گردش دینا شروع کیا اور جب وہ پوری گردش کھا چکا تو اُس وقت اُس کو میں نے مسیلمہ کی طرف پھینک مارا۔ اور سے میں نے یہ حربہ اُس کی طرف چھوڑا اور دوسری طرف سے ایک انصاری نے دوڑ کر مسیلمہ کے تلوار ماری۔ اب خدا کو علم ہے کہ ہم دونوں کے ہتھیاروں میں سے کس کے حربہ نے اُس کو قتل کیا۔ اگر میرے حربہ نے اُس کو قتل کیا تو یہ میرے حضرت حمزہؓ کو قتل کرنے کا کفارہ ہو گیا۔ کیونکہ جیسے میں نے رسول اللہ کے بعد خیر الناس حضرت حمزہؓ کو شہید کیا ایسے ہی شر الناس مسیلمہ کذاب کو قتل کیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور آپ یمامہ کی جنگ میں شریک تھے، فرماتے ہیں۔ میں نے سنا کہ ایک شخص پیکار پکا کہ کہہ رہا تھا کہ مسیلمہ کو حبشی غلام نے قتل کیا ہے۔

ابن ہشام کہتے ہیں مجھ کو یہ روایت پہنچی ہے کہ وحشی پر شراب کی حدیں اس قدر جاری ہوئیں کہ آخر کار دیوان سے بھی اس کا نام خارج کیا گیا۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قاتل حمزہؓ پر یہ خدا کی طرف سے ایک عذاب ہے۔ جو نہیں چاہتا کہ یہ چین سے بیٹھے۔



غزوہ احد (۳)

مصعب بن عمیر کی شہادت | ابن اسحاق کہتے ہیں احد کی جنگ میں مصعب بن عمیر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر اس قدر جہاد کیا کہ آخر شہید ہوئے۔

ابن قریب نے ان کو شہید کیا۔ وہ یہ سمجھتا تھا کہ میں نے رسول اللہ کو شہید کر دیا ہے۔ اسی خیال میں اس نے قریش سے آکر کہا کہ میں نے محمد کو قتل کر دیا ہے۔ مصعب بن عمیر کے شہید ہونے کے بعد رسول اللہ نے اپنا نشان حضرت علیؓ کو عنایت کیا اور حضرت علیؓ نے نہایت سرگرمی سے جہاد کرنا شروع کیا، بہت سے مسلمان بھی آپ کے ساتھ تھے۔

ابن ہشام کہتے ہیں جب باز اہل قتل و قتل گرم ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انصار کے نیچے تشریف فرما ہوئے اور حضرت علیؓ کو حکم بھیجا کہ نشان کو آگے بڑھاؤ۔ حضرت علیؓ فوراً حسب اشارہ نشان کو لے کر آگے بڑھے اور فرمایا میں ابوالقسیم ہوں۔ مشرکوں کے علمبردار ابوسعد بن ابی طلحہ نے آپ کو آواز دی کہ اے ابوالقسیم میدان میں آتے ہو؟ آپ نے فرمایا ہاں آتا ہوں۔ اور اسی وقت آپ میدان میں تشریف لائے۔ ابوسعد نے ایک ضرب آپ پر لگائی۔ آپ نے اس کا حملہ رو کر کالیسی تلوار ماری کہ صاف دو ٹکڑے کر دیئے۔ بعض لوگ اس واقعہ کو اس طرح روایت کرتے ہیں کہ ابوسعد نے میدان میں آکر آواز دی کہ کوئی ہے جو میرے مقابل آئے۔ اسی طرح کئی بار آواز دی۔ جب مسلمانوں میں سے کوئی اس کے مقابلہ میں نہ آیا تب اس نے کہا کہ اے اصحاب محمد تم کہتے ہو کہ ہم میں سے جو قتل ہوتا ہے وہ جنت میں جاتا ہے اور ہمارے مخالفوں میں سے جو قتل ہوتا ہے وہ دوزخ میں جاتا ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ تم میں سے کوئی میرے مقابل نہیں آتا۔ معلوم ہوا کہ تم لوگ جھوٹے ہو۔ اگر سچے ہوتے تو ضرور میرے مقابل آتے۔ یہ بات سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کے مقابل آئے اور اس کے حملہ کو روک کر ایک وار میں ہی اس کا کام تمام کر دیا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں ابوسعد کو حضرت سعد بن ابی وقاص نے قتل کیا ہے۔

بلہ توڑ کر رکھ دینے والا (مرتب)

جعفر بن ثابت | عاصم بن ثابت بن ابی الفتح نے مسافع بن طلحہ اور اُس کے بھائی جلاس بن طلحہ کو تیرے قتل کیا۔ جس وقت یہ میدان میں تڑپ رہا تھا اس کی ماں سلافہ نے آکر اُس کا سر اپنی گود میں رکھ لیا اور اس سے پوچھا کہ اے لختِ جگر تیرے کس شخص نے تیرا مارا؟ اُس نے کہا اے ماں جس وقت یہ تیر میرے لگا تو ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ اس تیر کو لے اور میں ابن ابی الفتح ہوں۔ اُس کی ماں سلافہ نے یہ سن کر قسم کھائی کہ اگر عاصم کی کوٹری اُس کے ہاتھ لگے گی تو وہ اس میں خراب پنے گی اور عاصم نے اللہ تعالیٰ سے یہ عہد کیا تھا کہ کبھی مشرک کو ہاتھ نہ لگائے گا اور نہ مشرک سے اپنے بدن کو ہاتھ لگوائے گا۔ راوی کہتا ہے کہ اُس وقت مشرکوں کا علمبردار عثمان بن ابی طلحہ تھا۔ اس کو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا۔

حنظلہ غیل الملائکہ | حنظلہ بن ابی عامر نے ابوسفیان کو دیکھ کر اس کی طرف حملہ کیا۔ مگر ویچھے سے غفلت میں شاد بن اوس نے ان کو شہید کر دیا۔ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے فرمایا کہ تمہارے بھائی حنظلہ کو فرشتے غسل دے رہے ہیں۔ جاؤ ان کی بیوی سے دریافت کرو کہ یکس حالت میں تھے۔ صحابہ نے دریافت کیا۔ تو ان کی بیوی نے کہا کہ ان کو نہانے کی ضرورت تھی۔ مگر جہاد کی آواز سنتے ہی فوراً گھر سے بغیر غسل کے چلے گئے۔

ابن ہشام کہتے ہیں حدیث میں وارد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے سب سے بہتر اور افضل وہ شخص ہے جو اپنے گھوڑے کی لگام راہِ خدا یعنی جہاد میں تھامے رہتا ہے جس وقت اُس کو مسلمانوں کے جہاد پر جانے کی آواز سنائی دیتی ہے فوراً اُڑ جاتا ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جس وقت رسول کریم کو حنظلہ بن ابی عامر کی اس حالت کی خبر ہوئی۔ فرمایا اسی سبب فرشتے ان کو غسل دے رہے ہیں۔

ابن اسحاق کہتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمت اور نفع و نفع مسلمانوں پر نازل فرمائی۔ چنانچہ مسلمانوں نے کفار اور مشرکین کو مارتے مارتے بھگانا شروع کیا اور ان کے لشکر کے ٹکڑے ہو گئے اور ایسی ہزیمت ہوئی جس میں کچھ شک و شبہ نہیں۔

ہزیمت کے اسباب | ابن اسحاق کہتے ہیں عبداللہ بن زبیر سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا ہندہ بنت عقیبہ اور اس کے ساتھ کی سب عورتیں بے تماشا بھاگی جاتی ہیں اور کسی چیز کی طرف مڑ کر نہ دیکھتی تھیں۔ اس شکست کو دیکھ کر وہ تیر انداز جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہاڑ کے درہ میں بٹھایا تھا۔ وہاں سے اُٹھ کر لشکر کی طرف مالِ غنیمت کے ٹوٹنے کے

لاہ سے چلے آئے اور اسی وقت شیطان نے آواز دی کہ محمد قتل ہو گئے۔ پس اس آواز کو سن کر مشرکین اسی درہ میں سے جو اب خالی ہو گیا تھا مسلمانوں پر پلٹ پڑے۔

قریش کا جھنڈا | ابن اسحاق کہتے ہیں مشرکین کا نشان گرا ہوا پڑا تھا کہ اتنے میں ایک عورت عمرہ بنت علقمہ حارثیہ نامی نے آکر اُس جھنڈے کو اٹھایا اور پھر اس عورت سے یہ جھنڈا ایک حبشی غلام صواب نامی نے لے لیا۔ اس غلام کے دونوں ہاتھ کٹ گئے۔ تب اس نے بیٹھ کر اپنی ٹانگوں میں اُس کو پکڑ لیا۔ یہاں تک کہ یہ مقتول ہوا اور مرتے وقت کہہ رہا تھا اے اللہ! میں نے اپنی کوشش میں کچھ کسر نہیں کی اور یہ غلام قریش کا آخری علمبردار تھا۔

چہرہ اقدس پر زخم | ابن اسحاق کہتے ہیں مشرکین کے اس حملہ سے مسلمانوں کے لشکر ظفر پیکر میں پوری آزمائش کا تھاجن کو خدا نے چاہا وہ لوگ شہادت سے سرفراز ہوئے۔ یہاں تک کہ دشمن کی فوج کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بگڑ گرا ہوا۔ اور عتبہ بن ابی وقاص نے ایک پتھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک پر مارا جس سے آپ کے گلے چاروں دانت شہید ہوئے اور ہونٹ زخمی ہوا اور سر مبارک میں بھی چوٹ آئی۔ اور خون تمام چہرہ پر جاری ہوا۔

بد نصیب لوگ | اُس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ لوگ کیسے فلاح پاسکتے ہیں جو اپنے نبی کے چہرہ کو خون آلودہ کریں حالانکہ اُن کا نبی اُن کو اُن کے رب کی طرف بلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی :-

لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاٰدَمِيَّةِ اَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يَعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ

فَالْمُؤِنُّ ۝ (۱۳ : ۱۲۸)

ابن ہشام کہتے ہیں ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ عتبہ بن ربیعہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پتھر مارا تھا جس سے آپ کے دائیں طرف کے نیچے کے دندان مبارک شہید ہوئے اور نیچے کے ہونٹ میں بھی چوٹ آئی اور آپ کی پیشانی بھی زخمی ہوئی اور ابن قمرہ ملعون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسار کو زخمی کیا اور آپ کے خود کے حلقوں میں سے دو حلقے آپ کے رخساروں کے اندر پیوست ہو گئے۔ مشرکین نے چند گڑھے پوشیدہ کھودے تھے تاکہ مسلمان غفلت کی حالت میں ان کے اندر گر پڑیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہی گڑھوں میں سے ایک گڑھے میں گر پڑے۔ اور یہ کارروائی ابو عامر کی تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہاتھ پکڑا

اور طلحہ بن عبید اللہ نے آپ کو سہارا دیا۔ تب آپ گڑھے سے نکل کر سیدھے کھڑے ہوئے۔ ابو سعید خدری کے والد مالک بن سنان نے آپ کے زخم سے خون چوس کر گلیاں کیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میرا خون چوسا وہ دوزخ میں نہ جائے گا۔ اور طلحہ بن عبید اللہ کی شان میں فرمایا جو شخص شہید کو زمین پر پھرتا ہوا دیکھنا چاہے وہ طلحہ بن عبید اللہ کو دیکھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتی ہیں کہ ابو عبیدہ بن جراح نے جب خود کا ایک حلقہ جو آنحضرت کے رخسار میں پیوست ہو گیا تھا نکالا۔ اس سے آپ کے دو دانت نکل گئے اور جب دوسرا حلقہ نکالا اس سے دوسرے دو دانت بھی باہر آ گئے۔ چنانچہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چاروں دانت شہید ہو گئے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جس وقت مشرکین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب ہجوم کیا تو آپ نے فرمایا۔ کون شخص ہے جو ہمارے لئے اپنی جان کو فروخت کر کے جنت کو خرید لے۔ یہ سن کر زیاد بن مسکن پانچ انصاریوں کے ساتھ کھڑے ہوئے اور ایک ایک کر کے سب لڑے اور شہید ہوئے۔ پھر مسلمانوں کا ایک گروہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ گیا اور اس نے مشرکین کو مار مار کر وہاں سے ہٹا دیا۔ آپ نے فرمایا زیاد کو جو مجروح پڑے ہوئے تھے میرے قریب کر دو۔ مسلمانوں نے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب کر دیا۔ آنحضرت نے اپنے پیر پر ان کا سر رکھ لیا اور آپ کے پیر ہی پر سر رکھے ہوئے وہ جاں بحق ہو گئے۔

ابن ہشام کہتے ہیں ام عمارہ نسیبہ بنت کعب مازنیہ بھی احد کی جنگ میں ام عمارہ کی جاں نثاری کردانہ و دلیرانہ خوب لڑائی لڑی۔ چنانچہ ام سعد بنت سعد بن ربیع کہتی ہیں۔ میں ام عمارہ کے پاس گئی اور میں نے کہا اے خالہ مجھ کو بتائیے کہ احد میں آپ نے کیونکر جنگ کی تھی اور کیا واقعہ پیش آیا تھا۔ ام عمارہ نے بیان کیا کہ میں صبح کے وقت یہ دیکھنے چلی۔ کہ اب لوگ کیا کر رہے ہیں؟ اور میرے پاس ایک مشک پانی سے بھری ہوئی تھی۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچی اور اس وقت مسلمانوں کا غلبہ تھا اور ان کی فتح ہو چکی تھی۔ پھر جب مسلمانوں کی شکست ہوئی میں آنحضرت کے پاس کھڑی ہوئی تو اور تیرے سے جنگ کر رہی تھی۔ یہاں تک کہ میں زخمی ہو گئی۔ ام سعد نے کہا کہ میں نے ام عمارہ کے ایک شانہ پر ایک گرا زخم دیکھا۔ پوچھا۔ یہ زخم آپ کو

کس نے پہنچایا؟ ام عمارہ نے جواب دیا ابن قمر نے! خدا اُسے خراب کرے۔
 پھر جب لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے متفرق ہو گئے تو ابن قمر یہ کہتا ہوا آیا
 کہ مجھ کو بتلاؤ محمد کہاں ہے؟ اگر انہوں نے سجات پائی تو میں ہرگز سجات نہ پاؤں گا۔ ام عمارہ
 کہتی ہیں اور مصعب بن عمیر اور چند لوگ جو رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اُس کی طرف
 بڑے۔ اُس نے مجھ پر حملہ کیا مگر وہ حملہ مجھ پر نہ پڑا۔ میں نے اُس پر تلوار کے چند وار کئے مگر دشمن خدا دُو
 ذراہیں پہنے ہوئے تھا۔ میری تلوار اُس پر کاہر نہ ہوئی۔

ابو جہانہ اور سعد بن ابی وقاص | ابن اسحاق کہتے ہیں ابو جہاد نے اپنے جسم کو رسول اللہ
 پر ڈھال بنا دیا تھا اور اُن کی پشت پر برابر تیر لگ رہے
 تھے اور یہ آنحضرت پر چمکے ہوئے تھے۔ سعد بن ابی وقاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس
 کفار کو تیر مار رہے تھے۔ سعد کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو تیر اٹھا اٹھا کر
 دیتے ہیں اور فرماتے ہیں تیر مار میرے ماں باپ تجھ پر فدا ہوں۔ یہاں تک کہ بعض دفعہ آپ نے
 مجھ کو ایسا تیر اٹھا کر دیا جس میں پھل بھی نہ تھا اور فرمایا اس کو مار۔

قتادہ کی مضروب آنکھ | ابن اسحاق کہتے ہیں اس روز خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی
 تیر اندازی کی اور پھر رسول مقبول کی کمان قتادہ بن نعمان نے لے لی۔
 چنانچہ انہی کے پاس رہی اور قتادہ کی آنکھ کو ایسی ضرب پہنچی جس سے اُن کی آنکھ نکل کر رُشاہ پر
 آ پڑی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس آنکھ کو اپنے دست مبارک سے پھر حلقہ میں رکھ دیا۔ اسی
 وقت وہ آنکھ پہلے سے زیادہ صحیح و سالم اور تیز نظر ہو گئی۔

انس بن نصر | ابن اسحاق کہتے ہیں انس بن مالک کے چچا انس بن نصر کا گزر طلحہ بن عبید اللہ اور
 عمر بن خطاب وغیرہ مہاجرین اور انصار کے چند لوگوں کے پاس ہوا۔ یہ لوگ
 بیٹھے ہوئے تھے انس رضی اللہ عنہ نے اُن سے کہا تم لوگ کیوں بیٹھے ہو؟ انہوں نے کہا رسول خدا تو
 قتل ہو گئے اب ہم کیا کریں؟ انس نے کہا پھر تم رسول اللہ کے بعد زندہ رہ کر کیا کرو گے؟
 جس طرح اُن کا انتقال ہوا تم بھی اسی طرح مرجاؤ۔ پھر انس کفار کی طرف متوجہ ہوئے اور اس قدر
 لڑے کہ آخر شہید ہوئے۔ انہی کے نام پر انس کا نام رکھا گیا ہے۔

انس بن مالک کہتے ہیں اُس روز جو دیکھا گیا تو میرے چچا انس بن نصر کے جسم میں ستر زخموں
 کے نشان تھے اور مقتولوں میں اُن کی لاش کوئی پہچان نہ سکا۔ فقط اُن کی بہن نے اُن کی

انگلیوں سے اُن کو پہچانا۔

عبدالرحمن بن عوف | ابن ہشام کہتے ہیں عبدالرحمن بن عوف کے چہرے پر سخت زخم آیا۔ اور بیت سے زائد زخم ان کے بدن پر لگے جن میں زیادہ زخم ان کی ٹانگ میں تھے اور ان کے سب سے اُن کی ٹانگ میں لنگ ہو گیا تھا۔

مسلمانوں خوش خبری | ابن اسحاق کہتے ہیں مسلمانوں کی شکست اور لوگوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی خبر مشہور ہونے کے بعد جس شخص نے پہلے آپ کو دیکھ کر پہچانا وہ کعب بن مالک تھے۔ یہ کہتے ہیں میں نے خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دونوں آنکھیں چمکتی ہوئی دیکھ کر آنحضرت کو پہچانا اور پکار کر آواز دی کہ اے مسلمانوں کے گروہ! خوش ہو جاؤ کہ رسول اللہ صبح و سلامت موجود ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہیری طرف اشارہ فرمایا کہ خاموش رہو۔



غزوة اُحد (۴)

ابن اسحاق کہتے ہیں جب مسلمانوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان لیا تو سب آپ کی طرف آئے شروع ہوئے اور آپ ان کو لیکر گھاٹی کی طرف متوجہ ہوئے اور آپ کے ساتھ ابو بکر صدیق اور عمر بن خطاب اور حضرت شیر خدا علی رضی اللہ عنہما اور طلحہ بن عبید اللہ اور زبیر بن عوام اور حرث بن صمہ وغیرہ بہادران صحابہ حاضر تھے جس وقت آپ گھاٹی کے قریب پہنچے۔ اُبی بن خلف آپ کو آواز دیتا ہوا آیا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم میں سے ایک شخص اُس کے مقابلے کو کافی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس کو میرے سامنے آنے دو۔ چنانچہ جب وہ آپ کے قریب آیا تو آپ نے حرث بن صمہ سے ہتھیار لیکر اُس کو اس طرح ہلایا کہ ہم سب لوگ آپ کے پاس سے اس طرح ہٹ گئے جیسے اونٹ کی پشت پر سے مکھیاں اُڑ جاتی ہیں۔ اور آپ نے اُس کو اُبی بن خلف کی گردن پر مارا۔ اُبی اُس کے صدر سے لڑ گیا اور گھوڑے سے لڑھکنے لگا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اُبی بن خلف جب مکہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا تو کہتا تھا کہ اے محمد! میں ایک گھوڑا سونا کھلا کھلا کر پرورش کر رہا ہوں اُس پر سوار ہو کر تم کو قتل کروں گا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ میں ہی انشاء اللہ تعالیٰ تجھ کو قتل کروں گا۔ اب یہ خبیث آنحضرت کے ہاتھ سے اپنی گردن میں زخم لگا کر اُسی گھوڑے پر گرتا پڑتا بھاگا سیدھا قریش کے پاس پہنچا اور کہنے لگا۔ خدا کی قسم محمدؐ نے مجھ کو قتل کر دیا۔ قریش نے کہا تو نے ہمت ہار دی ہے زخم تو کچھ زیادہ تیرے لگانے سے ہے۔ کہنے لگا مکہ میں محمدؐ نے مجھ سے کہا تھا کہ میں تجھ کو قتل کروں گا۔ پس واللہ اگر محمدؐ مجھ پر تھوک بھی دیتے۔ تو میں ضرور قتل ہو جاتا اور اب تو انہوں نے مجھ کو زخمی کر دیا۔ اب میں ہرگز جانبر نہیں ہو سکتا۔ پھر جب قریش مکہ واپس ہوئے تو دشمنانِ نبی بن خلف کا نام صرف میں جہنم رسید ہوا۔

غضبِ الہی | پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہاڑ کی گھاٹی پر تشریف لائے۔ حضرت علیؓ نے پانی بھر کر حاضر کیا تاکہ آنحضرتؐ پیشیں مگر بدبو کے سبب سے آپؐ نے نہ پیا۔ اور اپنے چہرے اور سر سے خون کو دھویا اور فرمایا اس شخص پر سخت غضبِ الہی نازل ہوگا جس نے اپنے نبی کے چہرہ کو خون آلودہ کیا۔

سعد بن ابی وقاص کہتے ہیں مجھ کو جیسی اپنے بھائی عتبہ کے قتل کرنے کی خواہش اور حرص تھی ایسی کسی کے قتل کرنے کی نہ تھی کیونکہ اسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہر خمی کیا تھا۔ مگر جب میں نے آپؐ سے یہ کلمہ سنا کہ خدا کا سخت غضب اُس پر نازل ہوگا جس نے اپنے نبی کے چہرے کو خون آلود کیا۔ تو میں نے اس غضبِ الہی ہی کو اُس کے لئے کافی سمجھا۔

مشرکین کا حملہ | ابن اسحاق کہتے ہیں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چند صحابہ کے ساتھ پہاڑ کی گھاٹی پر پہنچے تھے کہ کفار کے ایک گروہ نے گھاٹی پر حملہ کیا اور ان کفار میں خالد بن ولید بھی تھے۔ آنحضرتؐ نے اُس وقت دعا کی کہ اے اللہ! یہ لوگ ہمارے پاس نہ پہنچ سکیں۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے چند مہاجرین کے ساتھ ان مشرکین کا مقابلہ کیا اور مارتے مارتے ان کو بھگا دیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اونچے پتھر پر چڑھنا چاہا مگر چونکہ دوزر ہوں کے پہننے سے آپؐ کا بدن بھاری ہو گیا تھا۔ اس سبب سے آپؐ اُس پر چڑھ نہ سکے۔ پس طلحہ اُس کے نیچے بیٹھ گئے اور آپؐ طلحہ کی پشت پر کھڑے ہو کر اُس پتھر پر چڑھے اور فرمایا طلحہ نے جنت واجب کر لی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایسی خدمت انجام دی۔

نمازِ ظہر | ابن ہشام کہتے ہیں احد کی جنگ کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظہر کی نماز زخموں کے سبب سے بیٹھ کر ادا کی۔ اور مسلمانوں نے بھی بیٹھ کر آپؐ کے پیچھے نماز پڑھی۔

ابن اسحاق کہتے ہیں بعض مسلمان بھاگ کر مدینہ سے ایک منزل دور منعی پہاڑ کے پاس جا پہنچے تھے۔

یمان اور دقش | ابن اسحاق کہتے ہیں جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احد کی جنگ کے لئے تشریف لے چلے۔ حسیل بن جابر بن کا نام یمان تھا اور یہ حذیفہ بن یمان کے باپ تھے۔ یہ اور ثابت بن دقش اپنے بچوں اور عورتوں کو لے کر مدینہ کے باہر چلے

گئے تھے۔ وہاں ان دونوں نے مشورہ کیا کہ ہم دونوں بوڑھے آدمی ہیں۔ اگر آج نہ مرے تو کل ضرور مریں گے پھر چلیں ہم بھی کفار کو قتل کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیوں نہ جا ملیں۔ شاید اللہ تعالیٰ ہم کو شہادت نصیب فرمائے۔

پھر یہ دونوں تلواریں پکڑ کر کفار پر جا پڑے اور لوگوں میں رل مل گئے۔ ثابت بن وقش کو تو کفار نے شہید کر دیا اور ابو حذیفہ کے باپ حسیل بن جابر کو ناواقفیت میں مسلمانوں نے شہید کر دیا۔ حذیفہ نے کہا خدا کی قسم! یہ تو میرے باپ ہیں مسلمانوں نے کہا واللہ ہم نے ان کو نہیں پہچانا اور واقعی انہوں نے سچ کہا۔ حذیفہ نے کہا اللہ تم کو معاف کرے وہ رحم الراحمین ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حذیفہ کو ان کے باپ کا خون بہا دینا چاہا۔ مگر حذیفہ نے نہ لیا اور مسلمانوں کو معاف کر دیا۔ اس سے حذیفہ کی قدر و منزلت خدا، رسول اور مسلمانوں کے نزدیک بہت زیادہ ہوئی۔

یزید بن حاطب اور اس کا باپ | ابن اسحاق کہتے ہیں مسلمانوں میں ایک شخص حاطب بن یزید بن حاطب اور اس کا باپ

آئینہ بن رافعہ تھا۔ اس کا بیٹا اس جنگ میں سخت زخمی ہوا۔ اس کا نام یزید بن حاطب تھا اس کو اس کے گھر پہنچا دیا گیا۔ سب گھر کے لوگ اس کے پاس جمع تھے اور اس کی نزع کی حالت تھی۔ مسلمان اس سے کہہ رہے تھے اے حاطب کے بیٹے تجھ کو جنت کی بشارت ہو اور اس لڑکے کا باپ حاطب ایک بوڑھا منافق تھا۔ اسی روز اس کا نفاق ظاہر ہوا۔ چنانچہ مسلمانوں کو اس نے جواب دیا کہ اس کو کس چیز کی تم خوشخبری دے رہے ہو۔ کیا ایسی جنت کا فریب دے رہے ہو جس میں محرم لہ کے درخت ہیں۔

قرمان منافق | ابن اسحاق کہتے ہیں انصار میں ایک شخص مسافر آیا ہوا تھا اور یہ معلوم نہ تھا کہ کس قوم سے ہے اور لوگ اس کو قرمان کہتے تھے۔ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

کے سامنے اس کا ذکر ہوا تو آنحضرت فرماتے یہ شخص دوزخی ہے۔ جب احد کی جنگ ہوئی تو اس شخص نے تین تنہا آٹھ یا سات مشرکین کو قتل کیا اور پھر یہ سخت زخمی ہوا۔ چنانچہ لوگ اس کو اٹھا کر بنی ظفر کے محلہ میں لائے اور مسلمان اس سے کہنے لگے کہ اے قرمان آج تیری خوب آزمائش

لے جو لہ اسپند یعنی سیاہ دانہ کو کہتے ہیں جو اکثر جنگوں اور ویرانوں میں پیدا ہوتا ہے اور اسکے درخت میں نہایت بدبو ہوتی ہے اس منافق کا مقصد اس بات سے جنت کی تحقیق کرنا تھا۔ ۱۲ مترجم

ہوئی۔ پس اب توجہ کی بشارت حاصل کر۔ اُس نے کہا مجھ کو کچھ بشارت کی ضرورت نہیں ہے۔ میں صرف اپنی قوم کی حمایت کے لئے لڑا ہوں۔ اگر مجھ کو یہ خیال نہ ہوتا تو میں ہرگز جنگ نہ کرتا۔ پھر جب اس شخص کے زخموں کی تکلیف اس کو زیادہ معلوم ہوئی تو اُس نے ترکش سے تیر نکال کر خودکشی کر لی۔

مخیر بلیق | ابن اسحاق کہتے ہیں اُحد کے مقتولوں میں سے ایک مخیر بلیق ہے۔ یہ بنی ثعلبہ بن فیطون میں سے تھے جب اُحد کی جنگ شروع ہوئی انہوں نے یہودیوں سے کہا کہ اے گروہ یہود تم جانتے ہو کہ محمد کی مدد کرنا تم پر فرض ہے۔ یہودیوں نے کہا آج ہفتہ کا روز ہے۔ مخیر بلیق نے کہا ایسے وقت پر ہفتہ کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔ پھر مخیر بلیق نے تلوار لے کر کفار سے مقابلہ کیا اور اپنی قوم یہود سے یہ بھی کہہ دیا کہ اگر میں قتل ہو گیا تو میرا کل مال محمد کا ہے اُن کو اختیار ہے جو چاہیں کریں۔ مخیر بلیق نے کفار کو قتل کرنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ خود بھی شہید ہوئے۔ رسول اقدس نے فرمایا مخیر بلیق یہود میں سب سے بہتر تھا۔

خرث بن سوید | ابن اسحاق کہتے ہیں یہ شخص منافق تھا۔ مسلمانوں کے ساتھ اُحد کی جنگ میں شریک ہوا اور موقع پا کر غفلت میں مجذربن زیاد بلوی اور قیس بن زید ضبعی کو شہید کر کے مکہ کی طرف بھاگ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کو حکم دیا کہ اگر تم کو خرث بن سوید مل جائے تو اس کو قتل کر دینا۔ مگر حضرت عمرؓ کو یہ نہیں ملا اور مکہ میں قریش سے جا ملا۔ پھر اس نے اپنے بھائی سوید بن جلاس کے ہاتھ اپنی توبہ کا پیغام حضور کو بھیجا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اسکے حق میں نازل فرمائی۔

كَيْفَ يَهْدِي اللَّهُ قَوْمًا كَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ وَشَهِدُوا أَنَّ التَّرْسُولَ حَقٌّ وَ
جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝ (۳: ۸۶)

رد خدا ایسے گروہ کو کیونکر ہدایت کرے اور کس طرح ان کی توبہ قبول فرمائے جو ایمان لانے اور رسول کے حق ہونے کی گواہی دینے اور بنیات کے اُن کے پاس آجائے کے بعد بھی کافر ہو گئے۔ اللہ ایسے ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا۔

ابن ہشام کہتے ہیں مجھ سے اہل علم نے بیان کیا ہے کہ خرث بن سوید نے فقط مجذربن زیاد کو شہید کیا۔ قیس بن زید کو شہید نہیں کیا اور اس کی دلیل یہ ہے کہ ابن اسحاق نے قیس بن زید کو اُحد کے مقتولوں میں شمار نہیں کیا ہے اور مجذربن سوید نے اس عداوت کی وجہ سے قتل کیا کہ مجذربن سوید کے باپ سوید کو کسی جنگ میں جو اسلام سے پہلے اوس اور خزرج میں ہوئی تھی قتل کیا تھا۔ یہ ذکر پہلے بھی اس کتاب میں گزر چکا ہے۔ پھر ایک روز رسول اللہ اپنے چند اصحاب کے ساتھ مدینہ میں تشریف رکھتے تھے کہ سوید بن

حراث ایک چار دیواری سے باہر نکلا اور دو کپڑوں میں اُس نے اپنے آپ کو پوشیدہ کر رکھا تھا۔ آپ نے حضرت عثمانؓ کو اس کی گردن مارنے کا حکم فرمایا اور انہوں نے اس کو قتل کیا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں سوید بن ثابت کو معاذ بن عفراء نے تیر کی ضرب سے بے گت کی جگہ سے پہلے قتل کیا تھا۔

اصییرم کی شہادت | ابن اسحاق کہتے ہیں ابو ہریرہ نے ایک دوز لوگوں سے کہا کہ کوئی ایسا شخص بتلاؤ جس نے کبھی نماز نہیں پڑھی اور حجت میں داخل ہوا جب لوگ حیران ہوئے اور اُن کے خیال میں کوئی ایسا شخص نہ آیا تو ابو ہریرہ سے انہوں نے پوچھا کہ آپ ہی بتلائیے وہ کون شخص ہے؟ ابو ہریرہ نے کہا وہ اصییرم بن عبد شہل عمرو بن ثابت بن وقش ہے۔ صحیحین راوی کہتے ہیں میں نے محمود بن اسد سے کہا۔ اصییرم کا واقعہ کیونکر ہوا ہے؟ انہوں نے کہا اصییرم نے اسلام لانے سے انکار کیا تھا۔ پھر جس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُحد کی جنگ کے واسطے مدینہ سے تشریف لائے اصییرم کو اسلام کا خیال آیا اور اپنی تلوار لے کر مشرکین پر جا پڑا اور بہت آدمی قتل کر کے خود بھی زخمی ہوا اور آخر مقتولوں میں گر پڑا۔ پھر بنی عبد شہل کے چند لوگ اپنے مقتولوں کو تلاش کرتے پھر رہے تھے کہ اُن کا گزر اصییرم کے پاس ہوا۔ انہوں نے کہا واللہ یہ تو اصییرم ہے۔ پھر اصییرم سے لوگوں نے پوچھا کہ کیونکر آئے؟ اسلام کی رغبت سے یا قوم کی حمایت کے لئے؟ اصییرم نے کہا میں فقط اسلام کی رغبت کے سبب سے آیا ہوں اور میں خدا و رسول پر ایمان لے آیا ہوں اور اسلام کو میں نے قبول کر لیا۔ پھر اپنی تلوار لے کر مشرکین پر جا پڑا اور اُن کو اس قدر قتل کیا کہ آخر میری یہ حالت ہوئی جس میں تم مجھ کو دیکھ رہے ہو۔ پھر اُس وقت اصییرم کی رُوح غلدریں کی طرف پرواز کر گئی۔ صحابہ نے اس کا ذکر آنحضرتؐ کی خدمت میں عرض کیا۔ آپ نے فرمایا اصییرم جنتی ہے۔

عمرو بن جموح کا جہاد اور شہادت | ابن اسحاق کہتے ہیں عمرو بن جموح کی ٹانگ میں لنگ تھا اور اُن کے چار بیٹے تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر شہروں کی طرح جہاد کیا کرتے تھے۔ جب اُحد کی جنگ کا موقع آیا تو اُن کے بیٹوں نے ان سے کہا کہ آپ گھر میں رہیں ہم جہاد میں جاتے ہیں۔ ان کو شہادت کا شوق غالب تھا۔ یہ رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میرے بیٹے مجھ کو جہاد سے روکتے ہیں اور میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ کے ساتھ جہاد کر کے شہید ہوں اور جنت میں اس لنگ کے ساتھ پھروں۔ آپ نے فرمایا اے عمرو بن جموح تم کو خدا نے معذور رکھا ہے تم کو اب تکلیف کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ اور اُن کے بیٹوں سے فرمایا کہ جب تمہارے باپ کی یہی خوشی ہے۔ تب پھر ان کو تم کیوں منع کرتے ہو۔ چنانچہ عمرو بن جموح نے جہاد کیا اور

شہادت کے منصب پر سرفراز ہوئے۔

حضرت حمزہؓ اور ہندہ | ابن اسحاق کہتے ہیں ہندہ بنت عتبہ اور عورتوں کو ساتھ لے کر صحابہ کرام کی لاشوں کے پاس آئی اور اُن کے ناک کان کاٹنے شروع کئے۔ یہاں

تک کہ ہندہ نے اُن کے ہار بنا کر اپنے گلے میں پہنے اور اپنا سارا زیور اتار کر جبیر بن مطعم کے غلام وحشی کو حضرت حمزہؓ کے شہید کرنے کے انعام میں دیا اور حضرت حمزہؓ کے جگر مبارک کو نکل کر اُس نے اپنے منہ میں لے کر چبایا۔ مگر اُس کو نگل نہ سکی تب اُس کو اُگل دیا۔ اور پھر ایک اونچے پتھر پر چڑھی اور پکا کر چند اشعار مسلمانوں کی ہجو میں پڑھے۔ مسلمانوں میں سے بھی ایک عورت ہندہ بنت اُمّاتہ نے اس کو دندان شکن جواب دیا اور مشرکین کی ہجو اشعار میں بیان کی۔

حضرت عمرؓ اور حضرت حسان بن ثابتؓ | ابن اسحاق کہتے ہیں حضرت عمر بن خطاب نے اُس وقت

ہو کہ ہندہ پتھر پر چڑھی ہوئی کیا کیا، ہجو کر رہی ہے اور حضرت حمزہؓ کی لاش کے ساتھ جو جو گستاخیاں اُس نے کی ہیں اُن کے گیت بنا کر گا رہی ہے تم اس کو جواب کیوں نہیں دیتے؟ حسان نے کہا ہاں میں اُس وقت ایک ٹیلہ پر سے دیکھ رہا تھا۔ جب حضرت حمزہؓ کی طرف وحشی نے اپنا حربہ پھینکا تھا اور میں کہہ رہا تھا کہ یہ کوئی نیا حربہ ہے۔ عرب کے ہتھیاروں میں سے تو یہ نہیں ہے۔ اے عمر تم مجھ سے بیان کرو کہ یہ عورت کیا کہہ رہی ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حسان کو ہندہ کے اشعار سنائے۔ پھر حسان نے اس کے جواب میں بہت سے اشعار کہے جن میں مشرکین کو نہایت ذلیل و خوار اور شرمندہ کیا ہے۔

ترجمہ سیرت ابن ہشام کی جلد اولیٰ یہاں پر عجم کی ہے چنانچہ تحریر کرتے ہیں۔ (مرتب)

للہ الحمد کہ آج بتاریخ پندرہ ماہ ذی قعد مبارک ۱۳۲۸ھ ہجری نوی کتاب سیرت ابن ہشام کی

پہلی جلد کے ترجمہ سے فراغت پائی۔

سید لیسین علی حسنی نظامی دہلوی خواہر زادہ محقر

خواجہ نظام الدین اولیاء سلطان المشائخ محبوب الہی قدس سرہ

غزوة اُحد (۵)

ابن اسحاق کہتے ہیں جلیس بن زبان بنی حمرث بن عبدمناة میں سے ابوسفیان کی ہرزہ سمرائی ایک شخص تھا اور اس جنگ میں اُن مختلف قبائل کی فوج کا سردار تھا جو قریش کی مدد کو آئے تھے یہ ابوسفیان کے پاس سے گزرا اور اس نے دیکھا کہ ابوسفیان حضرت حمزہؓ کی نعش کے جڑے میں اپنا نیرہ مار رہا ہے اور کہہ رہا ہے تو نے مزہ چکھا۔ جلیس نے پکار کر کہا اے بی کنانہ دیکھو یہ قریش کا سردار ابوسفیان اپنے چچا کے بیٹے حمزہ کے ساتھ کیا حرکت کر رہا ہے؟ ابوسفیان نے جلیس سے کہا تیرا بڑا ہومیرو بات کو ظاہر نہ کر۔ یہ مجھ سے ایک غلطی ہو گئی ہے۔ پھر جب ابوسفیان واپس ہوا تو اُس نے ایک ٹیلہ پر چڑھ کر باواز بلند کہا کہ یہ کام بہت اچھے ہیں۔ لڑائی ہمارے ہمارے درمیان میں ڈول کی طرح ہے۔ کبھی تمہارے ہاتھ میں اور کبھی ہمارے ہاتھ میں۔ یہ جنگ بدر کی جنگ کے بدلہ میں ہوئی ہے۔ پھر کہا اے ہبل اپنے دین کو غالب کر۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کی یہ بات سُن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم کھڑے ہو کر اس کو جواب دو اور کہو خدا عز و جل غالب اور اعلیٰ ہے۔ ہمارے اور تمہارے مقتول برابر نہیں ہو سکتے۔ تمہارے مقتول دوزخی ہیں۔ اور ہمارے جنتی ہیں۔

جب حضرت عمرؓ نے ابوسفیان کو یہ جواب دیا تو ابوسفیان نے کہا اے عمرؓ ذرا میرے پاس آؤ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاؤ دیکھو یہ کیا کہتا ہے۔ جب عمرؓ اُس کے پاس گئے تو اُس نے کہا اے عمرؓ میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں۔ سچ بتاؤ کہ محمدؐ اس جنگ میں ہمارے ہاتھ سے قتل ہوئے یا نہیں؟ حضرت عمرؓ نے کہا نہیں وہ تو شریف رکھتے ہیں اور تیری بائیں سب سُن رہے ہیں۔ ابوسفیان نے کہا اے عمرؓ! میں تمہاری بات کو ابن عمیرہ کی بات سے زیادہ معتبر جانتا ہوں۔ وہ کہتا

تھا کہ میں نے محمد کو قتل کر دیا۔ ابن قثمہ کا نام عبد اللہ تھا۔

اگلی جنگ

پھر ابوسفیان نے پکار کر مسلمانوں سے کہا کہ تمہارے مقتولین کا مثلہ کرنے سے انہیں خوش ہووانہ ناراض ہووا۔ نہ میں نے ان کے قتل سے منع کیا۔ پھر اس کے بعد ابوسفیان نے آواز دی کہ اب ہماری تمہاری جنگ آئندہ سال بدر میں پھر ہوگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ میں سے ایک شخص سے فرمایا کہ اس کو جواب دو۔ بہت اچھا۔ یہ ہمارے اور تمہارے درمیان نختہ وعدہ ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ تم جا کر دیکھو کہ یہ مشرکین اب کس طرف کا قصد کرتے ہیں۔ آیا مکہ کو واپس جاتے ہیں یا مدینہ پر حملہ کرتے ہیں۔ واللہ! اگر انہوں نے مدینہ پر حملہ کیا تو پھر میں بھی ان کے مقابلہ کو نکلوں گا اور ان سے بڑھ کر ضرور جنگ کروں گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں مشرکین کو دیکھنے گیا اور میں نے دیکھا کہ انہوں نے اپنے گھوڑوں اور اونٹوں کو آگے لے کر مکہ کا راستہ لیا۔ مشرکین کے دفع ہونے کے بعد لوگ اپنے اپنے مقتول تلاش کرنے لگے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی ایسا شخص ہے جو سعد بن ربیع کی مجھ کو خبر لادے کہ وہ زندہ ہیں یا مردہ۔ انصار میں سے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں جاتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ سعد کہاں ہیں؟ پھر یہ انصاری سعد کو مقتولوں میں تلاش کرتے ہوئے آئے دیکھا تو سعد زخمی ہوئے پڑے تھے اور جان کی رشتق باقی تھی۔

انصاری کہتے ہیں میں نے کہا اے سعد! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو تمہاری تلاش کے واسطے بھیجا ہے کہ میں تم کو دیکھوں کہ تم زندہ ہو یا مردہ؟ سعد نے کہا میں مردوں میں ہوں تم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے میرا سلام کہنا اور کہنا کہ سعد بن ربیع عرض کرتا ہے کہ خدا آپ کو ہماری طرف سے ایسی جزائے خیر دے جو کسی نبی کو اس کی امت کی طرف سے نہ دی ہو اور پھر اپنی قوم کو میری طرف سے سلام کہنا اور کہنا کہ سعد بن ربیع تم سے کہتا ہے کہ اگر تم میں سے ایک شخص بھی زندہ رہے گا اور رسول خدا کو دشمن کی طرف سے کوئی صدمہ پہنچے گا تو تمہارا عذر خدا کے ہاں مقبول نہ ہوگا۔ یعنی اگر تم میں سے ایک شخص بھی زندہ ہو تو اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت اپنی جان سے زیادہ کرنی چاہیئے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نقصان نہ پہنچنے دینا چاہیئے۔ انصاری کہتے ہیں۔ پھر اسی وقت سعد بن ربیع نے انتقال کیا اور میں نے

اگر حضور سے یہ سارا واقعہ بیان کیا۔
 ابن ہشام کہتے ہیں ایک روز ایک شخص حضرت ابوبکرؓ کے پاس آیا اور دیکھا کہ ایک لڑکی کسین
 حضرت ابوبکرؓ رضی اللہ عنہ کے سینہ پر بیٹھی ہے اور ابوبکرؓ اس کو پیار کر رہے ہیں۔ اس شخص نے
 پوچھا یہ کس کی لڑکی ہے؟ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا یہ لڑکی مجھ سے بہتر شخص سعد بن ربیع کی ہے۔
 جن کو عقبہ کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نقیب بنایا تھا اور بدر کی جنگ میں شریک
 تھے۔ پھر احد کی جنگ میں شہید ہوئے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حمزہؓ کی
رسول اللہ کا رنج و ملال | لاش ڈھونڈنے تشریف لائے اور میدان کے بیچ میں دیکھا
 کہ اُن کا پیٹ چاک کیا ہوا اور جگر باہر نکلا پڑا ہے اور ناک کان کاٹے ہوئے ہیں۔ رسول مقبولؐ
 نے اس حالت کو ملاحظہ کر کے فرمایا کہ اگر صفیہ کو رنج نہ ہوتا اور نیز میرے بعد لوگ اس کو تلوار
 نہ بنا لیتے تو میں اُن کی لاش کو یونہی چھوڑ دیتا تاکہ درندے اور جانور کھا لیتے۔ اگر خدا نے کسی جنگ
 میں مجھ کو قریش پر غالب کیا تو میں اس کے عوض اُن میں سے تیس آدمیوں کا مسئلہ کروں گا۔ جب
 مسلمانوں نے حضرت حمزہؓ کی حالت پر رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا اس قدر رنج و ملال دیکھا
 تو کہنے لگے کہ اگر ہم کو خدا نے کسی وقت قریش پر غالب کیا تو ہم اُن کا ایسا مسئلہ کریں گے کہ عرب میں
 سے کسی نے ایسا مسئلہ نہ کیا ہو گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تمہارے انتقال کا سارنج
 مجھ کو کبھی نہ پہنچے گا۔ میں کبھی ایسی جگہ کھرائیں ہوا۔ جہاں اس جگہ سے زیادہ مجھ کو غیض و غضب
 ہوا ہو۔ پھر فرمایا کہ جبرائیل نے مجھ کو خبر دی ہے کہ حمزہؓ ساتوں آسمانوں کے لوگوں میں لکھے گئے
 ہیں۔ حمزہؓ بن عبدالمطلب خدا و رسول کے شیر ہیں۔

داوی کہتا ہے رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت حمزہؓ اور ابوسلمہ بن عبدالمطلب آپس میں
 رضاعی بھائی تھے۔ ابولہب کی لونڈی ثویبہ نے ان تینوں کو دودھ پلایا تھا۔

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
آیاتِ قرآن مجید | وسلم کے اس غصہ اور کافروں کے انتقام لینے کے بارے میں یہ آیت

نازل فرمائی :-

وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوِقِبْتُمْ بِهِ وَلَا تَكُنْ صَابِرًا لَهُمْ

تَعْيُورٌ لِلصَّابِرِينَ ۖ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللَّهِ ۗ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ
 فِي ضَلٰلٍ مِّمَّا يَمْكُرُونَ ۝ ط (۱۶: ۱۲۴-۱۲۶)

یعنی اگر تم بدلہ لو تو اسی قدر بدلہ لو جس قدر تمہارے ساتھ ظلم کیا گیا ہے اور اگر تم صبر کرو تو صبر کرنے والوں کے واسطے بہتر ہے۔ اور اسے رسول! تم صبر ہی اختیار کرو اور تمہارا صبر نہیں ہے مگر خدا کے ساتھ اور تم ان پر بخیرہ نہ ہو اور نہ ان کے مکر سے تنگی میں رہو۔

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاف کر دیا اور صبر فرمایا اور مثلہ کرنے سے منع کیا۔
 سمرہ بن جندب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس جگہ وعظ فرمایا وہاں ضرور ہم کو صدقہ دینے کا حکم فرمایا اور مثلہ سے منع فرمایا۔

شہداء کی نماز جنازہ | ان عباس کہتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہؓ کو ایک چادر شہید لانا کہ حضرت حمزہؓ کے پاس رکھے گئے ان پر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی۔ یہاں تک کہ اسی طرح سے حضرت حمزہؓ پر بہتر نمازیں پڑھیں۔ پھر حضرت حمزہؓ کی حقیقی بہن صفیہ آئیں تاکہ اپنے بھائی کی صورت دیکھیں۔ آنحضرتؐ نے ان کے بیٹے زبیر سے کہا کہ تم اپنی ماں کو واپس لے جاؤ تاکہ وہ حمزہؓ کی یہ حالت نہ دیکھیں۔

زبیر نے جا کر اپنی ماں صفیہ سے کہا کہ آنحضرتؐ فرماتے ہیں تم واپس چلی جاؤ۔ صفیہ نے کہا یہ کیوں؟ مجھے معلوم ہو چکا ہے کہ میرے بھائی کا مثلہ کیا گیا ہے۔ یہ خدا کی راہ میں ہوا ہے میں اس پر صبر کروں گی۔ زبیر نے آکر رسول مقبولؐ سے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا اچھا صفیہ کو آنے دو۔ چنانچہ صفیہ آئیں۔ اور حمزہؓ کو دیکھ کر ان پر نماز پڑھی اور ان کے لئے دعائے مغفرت کر کے چلی گئیں۔ پھر حضورؐ نے حکم دیا اور حضرت حمزہؓ دفن کئے گئے۔

عبد اللہ بن جحش | عبد اللہ بن جحش کے گھر کے لوگوں کا بیان ہے کہ عبد اللہ بن جحش کا بھی مثلہ کیا تھا مگر قبر میں دفن کیا۔ یہ روایت میں نے انہی لوگوں سے سنی ہے اور کسی سے نہیں سنی۔ اور عبد اللہ بن جحش امیر بنت عبد المطلب کے بیٹے اور حضرت حمزہؓ کے بھانجے تھے۔

بہت سے لوگ اپنے شہداء کو مدینہ میں لے آئے تھے اور وہیں دفن کیا تھا مگر پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمادیا کہ شہیدوں کو وہیں دفن کرو جہاں وہ شہید ہوئے ہیں۔

شہداء کا اعزاز | جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احد کے شہیدوں کے پاس تشریف لائے تو فرمایا میں ان لوگوں پر گواہ ہوں جو شخص خدا کی راہ میں زخمی ہو گیا قیامت کے روز اس کے زخم سے خون بہتا ہو گا۔ رنگِ خون کا ہو گا اور خوشبوِ مشک کی ہو گی۔ دیکھو ان لوگوں میں جو شخص زیادہ قرآن شریف کا قاری ہو اس کو دفن میں مقدم کرو۔ پھر دو دو اور تین تین کو ایک ایک قبر میں دفن کیا۔

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص راہِ خدا میں زخمی ہو گا۔ خدا قیامت کے روز اس کو اٹھائے گا اور اس کے زخم سے خون بہتا ہو گا۔ رنگِ خون کا ہو گا اور خوشبوِ مشک کی ہو گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت مقتولوں کے دفن کرنے کا حکم دیا۔ فرمایا کہ عمرو بن جموح اور عبداللہ بن عمرو بن حرام کو دیکھ کر ایک قبر میں دفن کرو۔ کیونکہ یہ دونوں دنیا میں بھی دوست تھے۔

حمنہ کا رنج و اندوہ | پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو حمنہ بنت کی خبر پہنچی۔ حمنہ نے انا اللہ اور استغفار پڑھی اور دعائے مغفرت کی۔ پھر ان کے ماموں حضرت حمزہؓ کی شہادت کی خبر پہنچی تب بھی انہوں نے انا اللہ اور استغفار پڑھی۔ پھر ان کے خاوند مصعب بن عمیر کی شہادت کی ان کو خبر پہنچی تب یہ بے چین ہو گئیں اور رونا شروع کیا۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا عورت کو اپنے خاوند کا ایک خاص رنج ہوتا ہے۔ کیونکہ حمنہ کو دیکھا کہ بھائی اور ماموں کی خبر سے اس قدر بے چین نہیں ہوئیں جیسی کہ خاوند کی خبر سے بے چین ہوئیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی عبدالاشہل وغیرہ انصار کے قبیلوں کے گھروں پر سے گزرے اور نوحہ و گریہ کی آواز آپ کے کان میں آئی تو آپ کی آنکھوں سے بھی آنسو رواں ہو گئے اور فرمایا حمزہؓ پر کوئی رونے والی نہیں ہے؟ یہ سن کر سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر جب بنی عبدالاشہل کے گھروں میں پہنچے تو ان کی عورتوں کو حضرت حمزہؓ پر نوحہ کرنے کے لئے بھیجا۔

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان عورتوں کے رونے کی آواز سنی تو رسول اللہ نے فرمایا۔

”انصار پر خدا رحم کرے، یہ لوگ بڑے ہمدرد ہیں۔ ان عورتوں کو چاہیے کہ واپس چلی جائیں“

روایت ہے کہ مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک عورت کے پاس سے گزرے اور لوگوں نے اُس عورت کو

اُس کے بھائی اور باپ اور خاوند کے شہید ہونے کی خبر سناٹی۔ عورت نے کہا اور رسول اللہ کہاں ہیں؟ لوگوں نے اشارہ کر کے بتلایا کہ بخیر و عافیت وہ جا رہے ہیں۔ چنانچہ جب اُس عورت نے آپ کو دیکھ لیا تو کہا کہ آپ کے بعد ہر ایک مصیبت چھوٹی ہے۔ یعنی سب سے زیادہ ہم کو رسول اللہ کی صحت و سلامتی مطلوب ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں پھر جب رسول اللہ اپنے گھر والوں میں پہنچ گئے تو اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ کو اپنی تلوار عنایت کی اور فرمایا اس پر سے خون دھو ڈالو۔ کیونکہ اس نے آج مجھ کو اپنا جوہر خوب دکھایا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تلوار کا نام ذوالفقار تھا۔ پھر جب حضرت علیؓ نے بھی اپنی تلوار حضرت فاطمہؓ کو دی اور کہا کہ اس کو بھی دھو ڈالو کہ اس نے آج اپنا جوہر خوب دکھایا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم نے آج جنگ میں ثابت قدمی دکھائی ہے تو ابودجانہ اور سہل بن حنیف بھی تمہارے ساتھ ثابت قدم رہے ہیں۔

ابن ہشام کہتے ہیں بعض اہل علم نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ احد کی جنگ کے روز کسی نے یہ نیرادی تھی ۵

لَا سَيْفَ إِلَّا ذُو الْفِقَارِ وَلَا تَقَاتِلْ إِلَّا عَلِيًّا

یعنی تلوار تو صرف ذوالفقار ہے اور کوئی جھان علیؓ جیسا نہیں

اور پھر رسول اکرمؐ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ مشرکین اب ہم کو ایسی مصیبت نہیں پہنچا سکتے۔ یہاں تک کہ خدا ہم کو فتح نصیب فرمائے گا۔



غزوة احد (۶)

مشرکین کا تعاقب ابن اسحاق کہتے ہیں احد کی جنگ ہفتہ کے روز ہوئی تھی۔ جب اتوار کا دن ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا اور یہ دسویں تاریخ ماہ شوال کا ذکر ہے کہ سب لوگوں کو دشمن پر حملہ اور ان کا تعاقب کرنے کے لئے جمع کیا جائے اور حکم دیا کہ جو لوگ کل کی جنگ میں ہمارے ساتھ شریک تھے وہی آج بھی حاضر ہوں۔ کوئی نیا شخص نہ آئے۔ شاہد بن عبد اللہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کل کی جنگ میں میرے والد نے مجھ کو میری سات بہنوں کے پاس چھوڑ دیا تھا۔ اور یہ کہتا تھا کہ اے فرزند! مجھ کو اور تجھ کو یہ نہ چاہیے کہ جہاد کو ترک کریں اور نہ میں تجھ کو رسول اللہ کے ساتھ جہاد کرنے سے زیادہ عزیز رکھتا ہوں۔ مگر تو اپنی بہنوں کے پاس ٹھہر جا کہ ان کے پاس کوئی مرد نہیں ہے۔ اس مجبوری سے حاضر نہ ہو سکا۔ آج مجھ کو اجازت دیجئے۔ نبی کریم نے ان کو اجازت دے دی۔ اور یہ حضور کے ساتھ ہوئے اور اس مرتبہ آنحضرت اس واسطے نکلے تھے تاکہ دشمن یہ نہ سمجھے کہ ہم نے مسلمانوں کو شکست دیدی اور اب مسلمان ہمارا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

جذبہ جہاد بنی عبدالاشہل میں سے ایک شخص کہتے ہیں کہ ہمیں اور میرا ایک بھائی ہم دونوں احد کی جنگ میں زخمی ہو گئے تھے۔ جب ہم نے رسول اللہ کے منادی کی آواز سنی کہ لوگوں کو دشمن کی طرف جانے کے لئے بلا رہا ہے تو میں نے اپنے بھائی سے کہا یا اُس نے مجھ سے کہا کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جہاد میں ہمارا شریک رہ جائے گی اور ہم سخت زخمی ہیں اور کوئی سواری بھی پاس نہیں ہے جس پر سوار ہو کر دشمن کا مقابلہ کریں۔ پھر اُس نے ہم دونوں ہمت کر کے رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلے اور میرا زخم میرے بھائی کے زخم سے ہلکا تھا جب اُس سے چلا نہ جاتا تو میں اُس کو سہارا دیدیتا تھا۔ یہاں تک کہ اسی طرح ہم اُس جگہ تک پہنچے جہاں تک سب مسلمان گئے تھے۔

تعاقب کی جنگی تدبیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کا یہ تعاقب مدینہ سے اٹھیں

مقام حمراء الاسد تک کیا تھا اور مدینہ میں ابن مکتوم کو چھوڑ گئے تھے اور پیر، منگل، بدھ تین روز تک یہاں مقام کیا۔ پھر مدینہ واپس چلے آئے اور جس وقت آپ مقام حمراء الاسد ہی میں تھے معبد بن ابی معبد خراعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا۔ اور یہ اُس وقت تک مشرک ہی تھا کہنے لگا اے محمد! تمہارے اصحاب کے شہید ہونے سے ہم کو رنج ہوا۔ اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ خداتم کو بعافیت ان میں قائم رکھے۔

پھر یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رخصت ہو کر ابوسفیان سے جا کر ملا۔ وہ اُس وقت مقام روجاء میں مقیم تھا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف واپس آنے کا ارادہ رکھتا تھا اور کہہ رہا تھا کہ ہم نے محمد کے بڑے بڑے اصحاب کو مار ڈالا۔ اب جو تھوڑے بہت باقی ہیں ان کو بھی مار کر اس جھگڑے ہی کو پاک کریں کہ اتنے میں ابوسفیان نے معبد کو دیکھا۔ پوچھا اے معبد کیا خبر لائے؟ معبد نے کہا محمد اپنے اصحاب کو لے کر تمہاری تلاش میں نکلے ہیں اور اس قدر لشکر جوار ساتھ ہے کہ ایسا میں نے نہیں دیکھا۔ اور بہت سے ایسے لوگ ہیں جو اُحد میں ساتھ نہ تھے اور وہ اُحد کی غیر حاضری پر بہت چھپتا رہے ہیں اور شرمندہ ہیں اور تم پر نہایت غضب ناک ہو رہے ہیں۔

ابوسفیان نے کہا اے معبد یہ تو کیا کہہ رہا ہے؟ معبد نے کہا میں سچ کہتا ہوں۔ اگر تجھ کو یقین نہیں ہے تو خود سوار ہو کر جا اور دیکھ لے۔ ابوسفیان نے کہا ہم تو خود یہ ارادہ کر رہے تھے کہ دوبارہ اُن پر حملہ کر کے بالکل اُن کا استیصال کر دیں گے۔ معبد نے کہا میں تو تجھ کو یہ ارادے نہیں دیتا کہ تو حملہ کرے۔

پھر ابوسفیان کے پاس سے بنی عبد القیس کے چند سوار گزرے انہوں نے

ابوسفیان کا پیغام

اُن سے پوچھا کہاں جا رہے ہو؟ انہوں نے کہا ہم مدینہ جا رہے ہیں ابوسفیان نے کہا کس لئے؟ انہوں نے کہا کچھ غلہ خریدنا ہے؟ اس نے کہا تم میرا ایک پیغام بھی محمد تک پہنچا دو گے۔ اگر تم نے اس کو پہنچا دیا۔ تو میں اُس کے معاوضہ میں سوق عکاظ کے اندر تم کو کٹی اونٹ کشمش کے بھروں گا۔ اُن لوگوں نے کہا ہاں ہم پہنچا دیں گے۔ ابوسفیان نے کہا تم مجھ کو یہ خبر دیدینا کہ ہم بہت ساز و سامان متیا کر کے اُن کے استیصال کے واسطے آرہے ہیں۔ عبد القیس کا یہ قافلہ حمراء الاسد میں حضور کے پاس آیا اور ابوسفیان کا پیغام بیان کیا۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حَسْبُنَا اللهُ وَنَعُوْا لُوْكَیْسِل ط یعنی کافی ہے ہم کو اللہ جو اچھا کارساز ہے۔

پھر جب ابوسفیان نے مدینہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا تاکہ اپنے گمان میں اصحاب رسول خدا کا

استیصال کرے تو صفوان بن اُمیہ نے اس کو منح کیا اور کہا ابھی لوگ ایک جنگ کر چکے ہیں ایسا نہ ہو کہ دوسری جنگ کا نتیجہ برعکس نکلے۔ اس لئے واپس چلنا بہتر ہے۔ چنانچہ یہ سب لوگ مکہ کو ہی واپس چلے گئے۔

راوی کہتا ہے جس وقت حمراء الاسد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابوسفیان کے واپس مدینہ پر حملہ کرنے کی خبر پہنچی تو رسول اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا میں نے ان کے لئے پتھروں پر نشانی کر دی ہے کہ جب یہ ان کے پاس سے گزریں گے مثل روز گذشتہ کے نیست و نابود ہو جائیں گے۔

معاویہ بن مغیرہ کا قتل ابو عبیدہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی طرف واپس آنے سے پہلے معاویہ بن مغیرہ بن ابی العاص بن اُمیہ بن عبد شمس کو گرفتار کر رکھا تھا اور معاویہ عبد الملک بن مروان کا نانا یعنی مروان اس کی بیٹی عائشہ کا بیٹا تھا۔ رسول اللہ نے اس کو بدر میں قید کیا تھا اور پھر احسان فرما کر بغیر فدیہ کے چھوڑ دیا تھا۔ اب پھر اس نے آپ سے چھوڑ دینے کے لئے عرض کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واللہ اب ایسا نہ ہو گا کہ مکہ کے لوگ تجھ کو دیکھ کر خوش ہوں اور تو کہتا پھرے کہ میں نے محمد کو دو مرتبہ فریب دیا اے نبیر اس کی گردن مار دو۔ نبیر نے فوراً اس کی گردن مار دی۔

ایک اور روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان ایک سوراخ سے دو دفعہ نہیں ڈسا جاتا یعنی ایک دفعہ دھوکہ کھا کر دوبارہ نہیں کھاتا۔ پھر عام سے فرمایا کہ اس کی گردن مار دو چنانچہ عام نے اس کو قتل کیا۔

اور ایک روایت اس طرح ہے کہ زید بن حارثہ اور عمار بن یاسر نے معاویہ کو حمراء الاسد سے واپس ہو کر قتل کیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ معاویہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی پناہ میں چلا گیا تھا اور عثمان نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے واسطے پناہ مانگی تھی۔ آپ نے فرمایا یہ تین روز کے اندر یہاں سے چلا جائے۔ اگر تین روز کے بعد دیکھا گیا تو قتل کر دیا جائے گا۔ چنانچہ یہ تین روز میں نہیں گیا اور پھر گرفتار ہو کر قتل ہوا۔ اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کو اس کا پتہ بتا کر بھیجا تھا کہ فلاں جگہ چھپا ہوا ہے۔ تم اس کو قتل کرو۔ چنانچہ زید بن حارثہ اور عمار بن یاسر نے اس کو قتل کیا۔

عبداللہ بن ابی کی ذلت | جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو عبداللہ بن ابی بن ابی بن سلول نے یہ طریقہ اختیار کیا تھا۔ کہ حججہ کے روز جب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھ چکے یہ کھڑے ہو کر بیان کرتا کہ اے لوگو! یہ رسول اللہ تمہارے اندر موجود ہیں تم کو خدا نے ان کے ساتھ بزرگی اور عزت عنایت کی ہے تم کو لازم ہے کہ ان کی امداد اور اعانت کرو۔ ہر جمعہ کو یہ اسی طرح کرتا تھا۔ اس دفعہ جو اُس نے ایسا کیا اور کھڑا ہوا تو مسلمانوں نے چاروں طرف سے اُس کے دامن پکڑ کر کہا۔ اے ذلین خدا بیٹھ جا۔ تو اس بات کا اہل نہیں ہے اور جیسے کام ٹونے کئے ہیں وہ سب کو معلوم ہیں۔ پھر عبداللہ بن ابی ذلیل ہو کر وہاں سے لوگوں کو الگ لگتا پھلانگتا باہر نکلا اور یہ کہتا جاتا تھا کہ میں تو انہی کے کام کی سختی چاہتا تھا۔ میرا اور کیا مطلب تھا۔

انصار میں سے ایک شخص مسجد کے دروازہ پر اس کو ملے اور انہوں نے پوچھا کیا ہوا؟ کہنے لگا میں تو کھڑے ہو کر انہی کے کام کے پختہ ہونے کے لئے تقریر بیان کیا کرتا تھا۔ مگر اسی کے چند صحابہوں نے میری کپڑے کھینچ کر مجھ کو روک دیا۔ اُن انصاری نے کہا میرے ساتھ چل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تیرے لئے دعائے مغفرت کراؤں گا۔ اس نے کہا مجھ کو اُن کی دعا کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔

مسلمانوں کی آزمائش | ابن اسحاق کہتے ہیں اُحد کی جگہ کاروز مسلمانوں کے لئے آزمائش اور بلا اور مصیبت کا دن تھا۔ اہل ایمان کو اُس روز اللہ تعالیٰ نے شہادت اور کرامت و عنایت کے ساتھ معزز و ممتاز و سرفراز فرمایا۔ اور اہل نفاق کا نفاق ظاہر فرما کر اُن کو ذلیل و رسوا کر دیا۔



غزوة احد اور آیات قرآنی (۱)

سورہ آل عمران | ابن اسحاق کہتے ہیں۔ سورہ آل عمران میں ساٹھ آیتیں اللہ تعالیٰ نے احد کی جنگ کے متعلق نازل فرمائیں ہیں جن میں اس واقعہ کا ذکر فرمایا ہے۔ چنانچہ

فرماتا ہے :-

وَإِذْ غَدَاَتَا مِنْ أَهْلِكَ تَبَرَأْتَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ مَقَابِلَ لِلْقِتَالِ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ - (۱۳۱: ۳)

۱۳۱ اور جب اے رسول صبح کے وقت تم اپنے گھر سے نکلے مسلمانوں کے لئے لڑائی کی جگہیں مقرر اور درست کرتے تھے اور خدا سننے والا علم والا ہے :-

إِذْ هَمَّتْ طَائِفَتَانِ مِنْكَ أَنْ تَفْشَلَا وَاللَّهُ وَلِيَهُمَا وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ۝

یہی جب قصد کیا تم میں سے دو گروہوں نے کہ بزدل ہو کر تمہاری مدد چھوڑ دیں مگر وہ گروہ ہوسلمہ بن جشم بن خزرج اور بنی حارثہ بن نبیث اوس میں سے تھے اور اللہ ان دونوں کا کارساز تھا (کیونکہ ان کی بزدلی محض ضعف جسمانی سے تھی۔ ضعف ایمانی یا نفاق سے نہ تھی۔ تو اللہ تعالیٰ نے وہ ضعف ان کا دور کر کے ان کو قوی دل بنا دیا اور اپنے رسول کے ساتھ یہ جنگ میں شریک ہوئے) اور لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی پر کمزور اور ضعیف مومن بھروسہ کر کے اُس سے مدد کے خواستگار ہوں (تا کہ اللہ ان کے ضعف کو دور کر کے ان کو قوی بنا دے۔

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ بِبَدْرٍ وَأَنْتُمْ أَذِلَّةٌ فَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُشْكُرُونَ ۝

اور بیشک خدا نے بدر میں تمہاری مدد فرمائی حالانکہ اُس وقت تم تعداد اور قوت میں مقبورے اور ضعیف تھے۔ اس لئے تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو تا کہ تم شکر گزار بنو (یعنی تقویٰ کرنا ہی شکر نعمت ادا کرنا ہے۔

اِذْ تَقُولُ لِلْمُؤْمِنِينَ اَلَنْ يَكْفِيَكُمْ اَنْ يُبَدِّلَكُمْ بِشَاةٍ اِلَافٍ مِّنَ
 الْمَلَكِ مُبَدِّلِينَ بَلَىٰ اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَاِيَّا تُوَكَّدُ مِنْ قَوْمٍ هٰٓهٗنَ هٰذَا
 يُعَدُّوْكُمْ سَرًّا بَلْ كُمْ بِحَمْسَةِ الْاَوَّلِ مِنَ الْمَلِكَةِ مَسْوَمِيْنَ ۝

اے رسول جب تم مسلمانوں سے کہہ رہے تھے کہ کیا تم کو کافی نہیں ہے یہ بات کہ تمہارا پروردگار
 آسمان سے اترنے والے تین ہزار فرشتوں کیساتھ تمہاری امداد کرے گا جن کے گھوڑے نشان دار
 ہوں گے۔

حسن بصریؒ کہتے ہیں فرشتوں کے گھوڑوں کی دُہیں اور گردن کے بال سفید تھے اور ابن اسحاق
 کہتے ہیں ان فرشتوں کے عملے سفید تھے۔

وَمَا جَعَلَهُ اللهُ اِلَّا بُشْرٰى لِّكُمْ وَاَلْتَطْمِئِنُّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ
 عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝

اور اس امداد ملائکہ کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے بشارت کیا تاکہ تمہارے دل مطمئن ہو جائیں
 اور تمہارا اضطراب جاتا رہے اور مدد صرف اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے آسکتی ہے جو غلبے اور حکمت
 والا ہے (یعنی تمام قوت اور علم خدا ہی کے پاس ہے اور کسی کے پاس نہیں ہے۔)
 لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَاَيُّكُمْ يَسْتَنْبِئُكُمْ بِخَبْرِهِمْ اِذَا هُمْ
 تَاكُفُّوْنَ فِيْهَا مِنْكُمْ سِرًّا وَّكَفْرًا وَّكَرِهًا وَّكَرِهًا وَّكَرِهًا وَّكَرِهًا وَّكَرِهًا وَّكَرِهًا
 تاکہ کفاروں میں سے ایک گروہ کو قتل یا ذلیل و خوار کر دے پھر وہ پھر جاویں نا امید اور
 ناکامیاب ہو کر۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کر کے فرماتا ہے :-

لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
 اے رسول تمہارا اس کام میں کچھ اختیار نہیں ہے یا خدا ان کی توبہ قبول کرے یا ان کو عذاب
 کرے۔ بے شک وہ ظالم ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْا اَمْوَالَكُمُ الَّتِي بَدَلْتُمْ بِهَا نَفْسَكُمْ وَاَنْتُمْ
 تَعْلَمُوْنَ ۝ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ اُعِدَّتْ لِلْكَافِرِيْنَ ۝ وَاَطِيعُوا اللّٰهَ
 وَالتَّرْسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝

اے ایمان والو! دنگے پر دنگن سود نہ کھاؤ اور خدا سے ڈرا کرو تاکہ تم فلاح پاؤ اور اس آتش
 دوزخ سے ڈرو جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے اور خدا و رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر

رحمت کی جائے۔

وَسَا عُوَالِي مَغْفِرَةٍ مِّن مَّر تَبَكَّد وَجَنَّةٍ عَرَضَهَا السَّمَوَاتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ
لِلْمُتَّقِينَ هَ الَّذِينَ يَنْفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكَاطِبِينَ الْغَيْظِ وَالْعَافِينَ
عَنِ النَّاسِ ط وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ط وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ
ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا وَإِلَهُ تَوْبِهِمْ وَمَنْ يَغْفِرِ اللَّهُ تَوْبَتِ إِنَّ اللَّهَ وَكَذَلِكَ يُجْرَى
مَنْ تَحْتَهَا إِنَّهَا خَالِدِينَ فِيهَا وَلِنَعْدَ أَجْرَ الْعَارِمِينَ ه

اور اے مسلمانو! اپنے پروردگار کی مغفرت اور اُس جنت کی طرف دوڑو جس کا عرض آسمان اور
زمین کے عرض کے برابر ہے تیار کی گئی ہے متقیوں کے لئے جو تونگری اور مفلسی دونوں حالتوں میں اللہ
کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور غصہ پی جاتے ہیں اور لوگوں کی خطا میں معاف کر دیتے ہیں اور خدا احسان
کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ اور وہ لوگ جو کوئی سخت بُرائی یا اپنے حق میں ظلم کرتے ہیں رتو
اُس کے بعد پھپھتا کر خدا کو یاد کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کی مغفرت مانگتے ہیں اور سوا اللہ تعالیٰ کے
گناہوں کا بخشنے والا کون ہے۔ جو گناہ کرتے ہیں اُس پر اصرار نہیں کرتے اور وہ جانتے ہیں۔ اُن کا
بدلہ یہ ہے کہ اُن کے لئے اُن کے رب کی مغفرت ہے اور باخ ہیں جن کے نیچے نہیں ہستی ہیں یہ لوگ ہمیشہ
اُن میں رہیں گے اور اچھا بدلہ ہے کام کرنے والوں کا۔

پھر مسلمانوں کی اس بلا و مصیبت کو ذکر فرماتا ہے جس میں یہ مبتلا ہوئے اور ان کی تسکین اور تعریف
کے لئے ارشاد کرتا ہے۔

قَدْ خَلَّتْ مِن قَبْلِكُمْ سُنَنٌ فَيَسِّرُوا فِي الْأَمْرِ مَنِ قَالَتْمْ وَكَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ
الْمُكذِّبِينَ هَذَا بَيِّنَاتٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَ مَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِينَ ه وَكَانَ تَهْنُؤًا
وَلَا تَحْزَنُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ كُنْتُمْ مَّؤْمِنِينَ ه

اے مسلمانو تم سے پہلے بھی بہت سے واقعات ہو کر رہے ہیں۔ تو زمین پر چلو پھرو اور دیکھو
کہ احکام الہی کو چھٹلانے والوں کا انجام کیسا ہوا؟ یہ بیان ہے لوگوں کے لئے اور ہدایت اور
نصیحت ہے پرہیزگاروں کے لئے اور تم ہمت نہ ہارو اور عملگین نہ ہو اور تم ہی غالب ہو گے
اگر تم مومن ہو۔

إِن يَسْأَلْكُمُ فَارْحَمُوا قَدْ مَسَّ النَّوْمُ قَدْ رَحِمَ بِشَلُّهُ وَبِنَلِكِ الْإِيَّامِ فَذَا وِلْمَهَا

بَيْنَ النَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَاءَ ۗ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ
وَلِيَمَّحَصَّ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَمْحَقَّ الْكَافِرِينَ ۗ

اگر تم کو اس جنگ میں زخم پہنچا تو اس سے پہلے دوسری قوم کو بھی بدر میں اسی کے برابر زخم پہنچا چکا ہے۔ ان دنوں کو ہم لوگوں کے درمیان گردش دیتے ہیں رکھی فتح ہے کبھی شکست ہے (اور یہ اتفاقی شکست تم کو اس واسطے ہوئی) تاکہ خدا مومنوں کو جان لے اور تم میں سے گواہ بنائے اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو دوست نہیں رکھتا ہے اور تاکہ پاک کرے اللہ مومنوں کو اور کفار کو مٹا دے۔
أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تُدْخَلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ
الْمُتَارِكِينَ ۗ

کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ حالانکہ نہ ابھی خدا نے ان لوگوں کو جانا جو تم میں سے جہاد کرتے ہیں اور نہ ان کو جانا جو جنگ میں صبر کرنے والے ہیں۔
وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَتُّونَ الْعُمُوتَ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَلْقَوْا فَقَدِرْتُمْ أَيْتُمُومًا وَانْتُمُومُونَ ۗ

اور بے شک تم تموت کے آنے سے پہلے خدا کی راہ میں تمنا کرتے تھے۔ بس اب تم نے اُس کو اپنی آنکھ سے دیکھ لیا۔

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ ۗ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۗ أَفَأَنْبِيَاءُ مَاتُوا وَكُتِبَ لَهُمْ
أَنْعَابُهُمْ عَلَىٰ آعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَىٰ عَقْبَيْهِ فَلَئِن يَبْصُرَ اللَّهُ شَيْئًا ط وَيَسْجُرِي
اللَّهُ الشَّاكِرِينَ ۗ

اور محمد فقط رسول ہیں اُن سے پہلے بھی رسول گزر چکے ہیں۔ کیا اگر یہ مر گئے یا قتل ہو گئے تو تم اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے؟ اور جو اپنی ایڑیوں کے بل پھرے گا تو ہرگز وہ خدا کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتا اور عنقریب اللہ تعالیٰ شکر گزاروں کو اچھا بدلہ دے گا یعنی یہ بات ظاہر ہے کہ رسول ایک نہ ایک روز انتقال فرمائیں گے اس لئے تم کو اُن کے بعد بھی ایسا ہی دین پر ثابت رہنا چاہیے جیسے کہ اُن کے سامنے ثابت ہو۔

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَنْ تَمُوتَ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ كِتَابًا مُؤَجَّلًا ۗ وَمَنْ يُرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا
نُؤِثِرْهَا وَمَنْ يُرِدْ ثَوَابَ الْآخِرَةِ نَسْفَعْنَا بِهَا النَّفْسَ الَّتِي نَسَفَعْنَا بِهَا النَّفْسَ الَّتِي نَسَفَعْنَا بِهَا
اللَّهُ كَيْفَ يَشَاءُ ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۗ

اور کسی ذی نفس کے لئے یہ ممکن نہیں ہے کہ بغیر حکم الہی کے مرجائے۔ ہر ایک کی موت کا وقت مقرر

ہے۔ ایسے ہی رسول کی موت بھی وقت مقرر پر موقوف ہے اور جو دنیا کے بدلہ کا ارادہ کرتا ہے ہم اس کو اس سے دیتے ہیں اور جو آخرت کے بدلہ کا ارادہ کرتا ہے ہم اس کو اس سے دیتے ہیں اور عنقریب شکر گزاروں کو ہم اچھا بدلہ دیں گے۔

وَكَايِنَ مِنْ نَبِيِّ قَاتِلٍ مَعَهُ تَابِتُونَ كَثِيرٌ فَمَا وَهَنُوا لِمَا أَصَابَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَمَا ضَعُفُوا وَمَا اسْتَكَانُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الصَّابِرِينَ وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ إِذْ أَنْتُمْ خَالُوا بِرَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَإِسْرَافَنَا فِي أَمْرِنَا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ قَاتَاهُمُ اللَّهُ فَتَوَاتَبَتْهُمُ النَّارُ مِنَ الْأَرْضِ وَمِنَ السَّمَاءِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ۝ (۱۳۸: ۳)

اور بہت سے پیغمبر ایسے گزرے ہیں جن کے ساتھ بہت سے خدا والوں نے جہاد کیا ہے اور لو خدا میں جو مصیبت اُن کو پہنچی اُس سے کمزور اور ضعیف اور ماندہ نہیں ہوئے اور اللہ صبر کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے (اور جو جہاد کے وقت) وہ یہی دعا کرتے تھے کہ اے ہمارے پروردگار ہمارے گناہوں کو بخش اور جو ہم سے ہمارے کام میں زیادتی ہو گئی ہیں اُن سے درگزر فرما اور ہم کو ثابت قدم رکھ اور کفار پر ہماری مدد فرما۔ تو خدا نے اُن کو دنیا میں بھی بدلہ دیا اور آخرت میں بھی اچھا بدلہ دیا اور خدا احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَنْ تَسِيحُوا الَّذِينَ كَفَرُوا وَايْرُدُّوكُمْ عَلَى أَعْقَابِكُمْ فَانْقَلِبُوا خَائِرِينَ بَلِ اللَّهُ مُؤَكَّدٌ وَهُوَ خَيْرُ النَّاسِ صِرِينَ ۝

اے ایمان والو! اگر تم کفار کی اطاعت کرو گے تو وہ تم کو کفر کی طرف لوٹا دیں گے۔ پھر تم نقصان والے ہو جاؤ گے بلکہ خدا تمہارا مولا ہے اور وہ بہتر مددگار ہے (اُسی کی اطاعت کرو)۔ سَسَلِقُوا فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا وَالرَّعْبُ يَعْنِي عُنُقْرِيْبٌ يَعْنِي كَفَارَ كَ دُلُوْنِ مِيْن تَهَارِ اَرَابِ دَالِ دُوْنِ كَا كِيُوْنِكُمْ وَهْ مُشْرِكْ هِيْن) تو تم یہ نہ سمجھو کہ انجام اُن کے واسطے ہو گا نہیں بلکہ انجام تمہارے ہی واسطے ہو گا اور تم اُن پر غالب ہو گے۔ کیونکہ تم نے اسلام قبول کیا ہے اور میری اطاعت کرتے ہو۔ اور یہ جو تم کو مصیبت پہنچی تو تمہارے بعض گناہوں کے سبب سے پہنچی ہے کہ تم نے میرے نبی کے خلاف کیا تھا۔

وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللَّهُ وَعْدًا كَمَا إِذْ أَخَذْتُمُو نَهْمًا بِأَذْنِهِ حَتَّى إِذَا فُشِلْتُمْ وَتَنَاءَمْتُمْ فِي أَنْوَاعٍ مِمَّا عَصَيْتُمْ مِنْ بَعْدِ مَا آمَرْنَاكُمْ مَا تَحْتُونَ مِنْكُمْ مَنْ يَرِيدُ الدُّنْيَا وَ

مِنْكُمْ مِمَّنْ يُرِيدُ الْآخِرَةَ تَمَّ لَهُ مَا أَرْسَلْنَا مِنْكُمْ لِقَدِّ عَفَا عَنْكُمْ
وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ ط

اور بے شک اللہ نے جو تم سے وعدہ کیا تھا اُس کو سچا کر دیا جبکہ تم کفار کو اُس کے حکم سے قتل کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ جب تم مالِ غنیمت کو دیکھ کر لڑائی سے بزدل ہو گئے اور کام میں جھگڑا ڈال دیا اور اپنے سردار عبداللہ بن جبیر کی تم نے مورچے میں جھے رہنے میں، نافرمانی کی بعد اُس کے کہ دکھایا اللہ نے تم کو وہ جو تم چاہتے تھے۔ بعض تم میں سے دُنیا کا ارادہ رکھتے تھے اور بعض آخرت کا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے تم کو دشمنوں کی طرف سے پھیر دیا تاکہ تم کو آزما دے اور بے شک خدا نے تمہیں معاف کر دیا۔ اور خدا مومنوں پر بڑے فضل والا ہے۔

إِذْ تَصْعَدُونَ عَلَىٰ أَحَدِ وَالرَّسُولِ يَدْعُوكُمْ فِي أَخْرَاكُمْ فِي
فَاتَا بَكُمُ غَمًّا بَعْدَ لِكَيْلِكَ تَحْزَنُوا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَا آصَابَكُمْ وَاللَّهُ
خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ط

جب تم بھاگے چلے جا رہے تھے اور پیچھے مڑ کر کسی کو نہ دیکھتے تھے اور رسول تمہارے پیچھے سے تم کو پکارتے تھے اس لئے تم کو رنج کے بعد رنج پہنچا۔ تاکہ تم غمگین نہ ہو اُس چیز پر جو تم سے فوت ہو جائے اور نہ اُس مصیبت پر جو تم کو پہنچے اور اللہ تعالیٰ خبردار ہے اُن کاموں سے جو تم کرتے ہو۔“



غزوة احد اور قرآنی آیات (۲)

ثُمَّ أَنْزَلَ عَلَيْكُم مِّن بَعْدِ الْغَمِّ أَمَنَةً نَّعَسًا يُغَشِي مَا لَيْفَةً مِنْكُمْ وَطَائِفَةٌ قَدْ
 أَهَمَّتْهُمْ أَنفُسُهُمْ يَظُنُّونَ بِاللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ يَقُولُونَ هَل لَّنَا
 مِنَ اللَّهِ مَرْحِمٌ شَيْءٌ قُلْ إِنَّ اللَّهَ مُرْسِلُهُ، يَلِدُ طِ يَخْفُونَ فِي أَنفُسِهِمْ مَا يُبَدُّونَ
 لَكَ يَقُولُونَ لَوْ كَان لَنَا مِنَ اللَّهِ مَرْحِمٌ مَا قَاتَلْنَا هَهُنَا قُلْ لَوْ كُنْتُمْ فِي بُيُوتِكُمْ
 لَبَدَدَ الَّذِينَ كَتَبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلَ إِلَىٰ مَضَاجِعِهِمْ وَلِيَبْتَلِيَ اللَّهُ مَا فِي صُدُورِكُمْ
 وَلِيُمَحِّصَ مَا فِي قُلُوبِكُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝ ١٠٤

پھر خدا نے تم پر ایک اطمینان کی حالت طاری کی (کہ مسلمان رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ و سلامت
 دیکھ کر خوشی کے مارے سارا رنج و غم بھول گئے) اور اُنکے نے تم میں سے ایک گروہ کو ڈھک لیا اور
 ایک گروہ کو جو منافق تھے اپنی جانوں کی پڑی ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ کی جناب میں ناحق جاہلیت کی
 بدگمانیاں کرتے تھے کہتے تھے ہمارے اختیار کی کیا بات ہے۔ کہہ دو سب کام خدا ہی کے اختیار
 میں ہیں۔ یہ منافق دلوں میں وہ باتیں پوشیدہ رکھتے ہیں جو (اے رسول) تمہارے سامنے ظاہر نہیں
 کرتے ہیں۔ کہتے ہیں اگر ہم کو کچھ اختیار ہوتا تو ہم یہاں کیوں قتل ہوتے۔ کہہ دو کہ اگر تم اپنے
 گھروں میں ہوتے تب بھی جن کی تقدیر میں قتل ہونا لکھا تھا وہ اپنی قتل گاہ میں ضرور آتے اور
 تاکہ اللہ تعالیٰ تمہارے سینوں کی باتوں کو آزما لے اور تمہارے دلوں کو پاک کر دے اور اللہ
 سینوں کی باتوں کو جاننے والا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كَلِمَاتٌ كَلِمَاتٌ كَلِمَاتٌ وَقَالُوا لَوْ أَنَّا كُنَّا نَعْلَمُ إِذَا هُمْ يَأْتُونَ
 فِي الْأَرْضِ مِنْ أَدَاكُنَا لَعَلَّ نَمَّا مَا كُنَّا نَعْلَمُ لَأَكْفُرُنَّ بِاللَّهِ لِيَجْزَلَ اللَّهُ
 ذَلِكَ حَسْرَةً فِي قُلُوبِهِمْ وَاللَّهُ يُخَيِّبُ وَيُمِيتُ وَاللَّهُ يُعَلِّمُ مَن يَشَاءُ
 لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝ ١٠٥

اے ایمان والو! تم ان کافروں کی طرح نہ بنو جو اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں جبکہ وہ زمین میں

سفر کرتے ہیں یا جہاد کرنے جاتے ہیں کہ اگر یہ ہمارے پاس ہوتے تو نہ مرتے نہ قتل ہوتے۔ اللہ نے ان کے ایسے خیالات اسی واسطے کئے ہیں تاکہ ان کے دلوں میں ہی حسرت رہے اور اللہ تعالیٰ ہی زندہ کرتا اور مارتا ہے اور خدا تمہارے سب کاموں کو دیکھ رہا ہے۔

وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللَّهِ وَرَحْمَةٌ مِّمَّا
يَجْمَعُونَ ۗ وَلَئِنْ مُتُّمْ أَوْ قُتِلْتُمْ لَوْلَىٰ اللَّهُ تُحْشِرُونَ ۗ

اور اگر تم راہِ خدا میں قتل کئے جاؤ یا مر جاؤ تو خدا کی بخشش اور رحمت اُس مال سے بہتر ہے جو لوگ جمع کر لیتے ہیں اور اگر تم مر جاؤ یا قتل ہو جاؤ تو ضرور خدا کے حضور جمع کئے جاؤ گے۔

فِيمَا رَحِمْتُم مِّنَ اللَّهِ لَئِنْ لَّمْهُدٌ وَ لَوْ كُنْتَ فَظًا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَدَفَضْنَا عَنْكُمْ
حَوْلًا ۗ فَاعْتَمِدْ عَلَيْهِمْ وَ اسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَ شَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِنَّهُمْ
قَتَوْا كُلَّ عَلَىٰ اللَّهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ ۗ

رحمتِ الٰہی سے تم ان کو نرم دل ملے ہو اور اگر تم سخت گو غصہ والے ہوتے تو ضروریہ لوگ (اُحد کی جنگ میں) تمہارے ارد گرد سے منتشر ہو جاتے۔ پس تم ان سے درگزر کرو اور ان کے واسطے دُعا ئے مغفرت کرو۔ اور (اگر جنگ میں) ان سے مشورہ لو اور جب پورا قصد کرو تو اللہ ہی پر بھروسہ کرو۔ بیشک خدا بھروسہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

إِنْ يَنْصُرْكُمُ اللَّهُ فَغَالِبُ لَكُمْ وَإِنْ يَخْذُ لَكُمْ فَمِنَ الَّذِينَ يَنْصُرُكُمْ مِنْ
بَعْدِهِ ۗ وَعَلَىٰ اللَّهِ قَلْبُ الْمُؤْمِنِينَ ۗ

اگر خدا تمہاری مدد کرے۔ پس کوئی تم پر غالب ہونے والا نہیں اور اگر اللہ تعالیٰ تمہاری پادری ترک کرے۔ پس کون ہے جو اُس کے بعد تمہاری مدد کر سکے۔ اور لازم ہے کہ مومن صرف اللہ ہی پر بھروسہ کریں۔

مَا كَانَ لِشَيْءٍ أَنْ يَعْزَلَ وَمَنْ يَعْزَلْ يَأْتِ بِمَآءٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَمَّا تَوَفَّى
كُلُّ نَفْسٍ مَا كَسَبَتْ وَ هُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۗ

نبی کو یہ لائق نہیں ہے کہ خیانت کرے اور جو خیانت کرے گا اپنے مال خیانت کو لیکر قیامت کے روز حاضر ہوگا۔ پھر ہر نفس کو جو کچھ اُس نے کمایا ہے اُس کا بدلہ دیا جائے گا۔ اور کسی پر ظلم نہ کیا جائے گا۔

أَفَمَنْ اتَّبَعَ مِن ضَلَوَاتِ اللَّهِ كَمَنْ بَاءَ بِسَطْحٍ مِّنَ اللَّهِ وَمَا أَعْجَبَهُمْ وَيَسِّرُ لَهُمْ

مُحَدَّرَاتٍ جَانِبَاتٍ عِنْدَ اللَّهِ ط وَاللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ ۝

کیا جس نے رضا مندی خدا کی پیروی کی وہ اُس شخص جیسا ہے جو اللہ تعالیٰ کے غصہ میں آگیا اور اُس کا ٹھکانا جہنم ہے سب کے خدا کے ہاں الگ الگ درجے ہیں اور اللہ تعالیٰ اُن کے سب کاموں کو دیکھتا ہے۔

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ ط وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَنفَىٰ ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝

مؤمنوں پر خدا نے بڑا ہی فضل کیا کہ اُن میں اُن ہی میں کا ایک رسول بھیجا جو اُن کو خدا کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور کتاب اور حکمت اُن کو تعلیم کرتا ہے تاکہ وہ نیک باتوں پر عمل کریں اور بُرائیوں سے محفوظ رہیں ورنہ پیغمبر کے آنے سے پہلے تو یہ لوگ گھلی ہوئی گمراہی میں تھے۔

أَوَلَمْ نَأْتِكُمْ مِّن مَّيْمِينِنَا قَدْ أَصْبَحْنَا لَكُمْ فَتَنًا قَدْ تَلَّوْا فِي هَذَا قُرْآنًا هُوَ مِن عِنْدِنَا نُنزِّلُهُ آتَانًا مَّجِيدًا ط

کیا جب تم پر اُحد کی جنگ میں شکست کی مصیبت پہنچی۔ حالانکہ بدر کی جنگ میں اس سے دگنی مصیبت تم مشرکوں کو پہنچا چکے تھے تم نے کہا یہ مصیبت کہاں سے آئی؟ کہدو یہ تمہارے ہی پاس سے ہے۔ بے شک خدا ہر چیز پر قادر ہے۔

وَمَا آصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ فِتْنًا مِّنَ اللَّهِ وَ لِيُعَلِّمَ الَّذِينَ فَاقَقُوا مِنكُمْ وَيَقِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ آذُوا فَعَوَّا قَالُوا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّاتَّبَعْنَاكُمْ هُمْ لِلْكَفَرِ يَوْمَئِذٍ أَقْرَبُ مِنَّمْهُمُ الْإِيمَانِ وَاللَّهُ أَهْلُهُ بِمَا يَكْتُمُونَ ۝

اور جو مصیبت تم کو اُحد کی جنگ میں دونوں لشکروں کے لڑنے کے وقت پہنچی۔ وہ خدا کے حکم سے تھی تاکہ خدا تم میں سے مؤمنوں اور منافقوں کو جان لے جن سے کہا گیا کہ اُو خدا کی راہ میں جہاد کرو یا دشمن کو دفع کرو۔ انہوں نے کہا اگر ہم لڑائی جانتے تو حضور تمہارے ساتھ ہو لیتے۔ یہ لوگ اُس روز کفر سے بہ نسبت ایمان کے زیادہ قریب تھے اور اللہ اُن کی پوشیدہ باتوں کو خوب جانتا ہے۔

الَّذِينَ قَالُوا لَوْ كُنَّا نَعْلَمُ لَوَآءَاظِعًا قَاتِلًا فَذَرْنَاهُمْ وَمَا عَنَّا الْقُسِيُّ

الْمَوْتِ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝

جن لوگوں نے اپنے بھائیوں سے کہا کہ اگر یہ ہمارا کہا مانتے تو قتل نہ کئے جاتے۔ اے رسول ان منافقوں سے کہہ دو کہ اگر تم سچے ہو تو اپنے آپ سے موت کو روک دو۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنے نبی سے مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دینے کے لئے فرماتا ہے۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قَاتَلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْسِلُوْنَ
فَرِحِينَ بِمَا اَتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ
مِنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا يَخَوُّوْا عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝

جو لوگ راہِ خدا میں قتل ہوئے ہیں ان کو تم مُردہ نہ سمجھو۔ بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں، کھاتے پیتے خوش ہیں اُس نعمت کے ساتھ جو اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے فضل سے دی ہے اور ان لوگوں کی خوش خبری پاتے ہیں جو ابھی ان سے نہیں ملے ہیں یہ کہ نہ ان پر خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے جس قدر بھائی اُحد کی جنگ میں شہید ہوئے ہیں ان کی رُو میں اللہ تعالیٰ نے سبز پرندوں کی صورت میں کر دی ہیں اور وہ جنت کی نہروں میں سے پانی پیتے اور جنت کے پھلوں کو کھاتے ہیں اور عرش کے مجھے قندیلوں میں آرام کرتے ہیں اور پھر جب اپنی خوش عیاشی اور کھانے پینے کو دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کاش ہمارے بھائی مسلمان ہمارے اس عیش سے واقف ہوتے تو جہاد کی طرف رغبت کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا کہ میں تمہارے حال سے ان کو مطلع کرتا ہوں۔ اور پھر اللہ کیم نے یہ آیت اپنے رسول پر نازل فرمائی۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قَاتَلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ اَمْوَاتًا

ابن عباسؓ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شہید لوگ جنت کے دروازے پر ایک نہر کے پاس سبز گنبد میں رہتے ہیں اور روزانہ صبح و شام جنت سے ان کو لذق ملتا ہے۔

ابن مسعودؓ سے کسی نے ان آیات کی نسبت سوال کیا وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قَاتَلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ اَمْوَاتًا
ابن مسعودؓ نے کہا ہم نے بھی اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تھا فرمایا
تمہارے بھائی جو اُحد میں شہید ہوئے ان کو اللہ تعالیٰ نے سبز پرندوں کی صورت میں کر دیا ہے۔

جنت کے میوے کھاتے ہیں اور نہروں کا پانی پیتے ہیں۔ اور عرش کے نیچے سونے کی قندیلوں میں رہتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اُن سے دریافت کیا کہ اے میرے بندو! اور کسی چیز کی تم کو ضرورت ہے۔ انہوں نے عرض کیا۔ اے پروردگار اور کس چیز کی ہم کو ضرورت ہوگی۔ اور اس سے بڑھ کر اور کیا نعمت ہو سکتی ہے کہ ہم جنت میں جہاں چاہتے ہیں پھل اور میوے کھاتے پیتے ہیں۔ پھر دوبارہ اللہ تعالیٰ نے اُن سے یہی سوال کیا اور انہوں نے یہی جواب دیا۔ پھر تیسری مرتبہ اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا۔ اور انہوں نے یہی جواب دیا اور عرض کیا کہ خداوند! ہم یہ چاہتے ہیں کہ تو ہماری رُحوں کو ہمارے جسموں میں واپس کر دے۔ اور ہم دُنیا میں جا کر تیری راہ میں جہاد کریں اور پھر شہید ہوں۔

جابر بن عبد اللہ کہتے ہیں مجھ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے جابر میں تجھ کو ایک خوشخبری سنائوں۔ میں نے عرض کیا ہاں یا نبی اللہ سنائیے۔ فرمایا۔ تمہارے باپ جو احد میں شہید ہوئے تھے خدا نے اُن کو زندگانی عطا فرمائی ہے اور فرمایا اے عبد اللہ بن عمرو تو کیا چاہتا ہے کہ میں تیرے ساتھ کروں عرض کیا اے پروردگار میں یہ چاہتا ہوں کہ تو مجھ کو پھر زندہ کرے اور میں تیری راہ میں جہاد کر کے شہید ہوں۔

حسن بھری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جو مومن دُنیا سے جدا ہوتا ہے پھر وہ دُنیا میں واپس آنا نہیں چاہتا اگرچہ تمام دُنیا کی نعمتیں اُس کو ملیں مگر شہید یہ چاہتا ہے کہ دُنیا میں دوبارہ آکر جہاد کرے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :-

الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ وَالْتَمَسُوا مِنْ بَعْدِ مَا آصَابَهُمُ الْقَارِحَةُ الَّذِيْنَ اٰخَسَنُوْا
مِنْهُمْ وَ اتَّقَوْا اَجْرًا عَظِيْمًا الَّذِيْنَ قَالُوْا لَهٗمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا اَلَكُوْ
فَاخْشَوْا هُمْ فَرَاَدُوْا هٗمْ اِيْمَانًا وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ ط

جن لوگوں نے خدا و رسول کا حکم مانا اس کے بعد کہ انہیں (جہاد میں) زخم لگ چکے تھے اُن میں سے نیک اور متقی لوگوں کے لئے اجر عظیم ہے۔ جن لوگوں سے تم کہہ کر چند لوگوں نے کہا کہ تمہارے واسطے بہت لوگ اکٹھے ہوئے ہیں۔ پس تم اُن سے خوف کرو ان لوگوں کا اس بات کو سُن کر ایمان زیادہ ہوا اور انہوں نے کہا کافی ہے ہم کو اللہ اور اچھا کار ساز ہے۔

فَاتَقَلَّبُوْا اِبْرٰجَهُمْ مِنَ اللّٰهِ وَلَمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْءٌ وَ اتَّبَعُوْا مِرْضٰنَ
اللّٰهِ وَ اللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ ؕ

سپں واپس ہوئے مسلمان خدا کی نعمت کے ساتھ اور کوئی برائی اُن کو نہ پہنچی اور خدا کی رضامندی کی انہوں نے پیروی کی۔ اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

إِنَّمَا ذُكِرَ الشَّيْطَانُ يَخْوَفُ أَوْ لِيَاءَ كَأَنَّهَا قَوْمٌ وَهَافُونَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ وَلَا يَخْرُجُ إِلَيْكُمْ إِلَّا فِي الْكُفْرِ إِنَّهُمْ لَنْ يَغْفِرُوا وَاللَّهُ شَدِيدُ يُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يَجْعَلَ لَهُمْ حِطًّا فِي الْآخِرَةِ وَكَهَذَا عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝

بے شک یہ خبر شیطان کی تھی وہ دوستوں سے تمہیں ڈراتا ہے۔ پس تم اُن سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو اگر تم مومن ہو اور اے رسول تم اُن لوگوں پر غم نہ کھاؤ جو کفر کی طرف دوڑتے ہیں۔ بیشک یہ لوگ اللہ کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ خدا چاہتا ہے کہ آخرت میں ان کا کچھ حصہ نہ رکھے اور اُن کے لئے بڑا بھاری عذاب ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ اشْتَرُوا الْكُفْرَ بِالْإِيمَانِ لَنْ يَغْفِرُوا وَاللَّهُ شَدِيدُ وَكَهَذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝
بے شک جن لوگوں نے ایمان کے بدلے کفر کو خریدا وہ خدا کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ اور اُن کے لئے دردناک عذاب ہے۔

وَلَنْ تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا إِذْ أَنْعَمْنَا عَلَىٰ رَبِّهِمْ خَيْرًا مِنْ أَنْ يَنْفُسِهِمْ إِنَّمَا نَمْلِي لَهُمْ لِيُذَادُوا وَإِنَّمَا وَكَهَذَا عَذَابٌ مُهِينٌ ۝

اور تم یہ نہ خیال کرو کہ کفار کو جو ہم ڈھیل دیتے ہیں یہ اُن کے نفس کے لئے بہتر ہے ہم ان کو س لئے ڈھیل دیتے ہیں تاکہ یہ زیادہ گناہ کریں اور ان کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب ہے۔

مَا كَانَ اللَّهُ لِيُدْرِسَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَىٰ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتَّىٰ يَمِيزَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ
وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِي مِنْ سُرُسِهِ مَنْ يَشَاءُ فَمَا مَنُوا
بِاللَّهِ وَمَا سُنَّاهُ وَإِنْ تَوَلَّوْا فَمَا تَنْفِقُوا فَلَئِنْ أَجْرًا عَظِيمًا ۝ (۱۶۹: ۳)

خدا مومنوں کو اس حالت میں چھوڑنے والا نہیں ہے جس پر اُسے منافقوں سے تمہیں پہچاننا تک کہ وہ ناپاک کو پاک سے تمیز کر دے گا اور خدا تم کو غیب پر مطلع کرنے والا نہیں ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے برگزیدہ کرتا ہے۔ پس تم خدا اور رسول پر ایمان لاؤ اور اگر تم ایمان لاؤ گے اور تقویٰ اختیار کرو گے تو تمہارے لئے اجر عظیم ہے۔



شہدائے اسلام اور مقتولین قریش

شہدائے اسلام مہاجرین | ۱۔ قبیلہ قریش کی شاخ بنی ہاشم میں سے حضرت حمزہ بن عبدالمطلب
بن ہاشم شہید ہوئے۔ وحشی جبر بن مطعم کے غلام نے آپ
کو قتل کیا تھا۔

۲۔ اور بنی امیہ بن عبدشمس میں سے عبداللہ بن جحش ان کے حلیف جو بنی اسد بن خزیمہ میں
سے تھے۔

۳۔ اور بنی عبدالدار بن قصی سے مصعب بن عمیر شہید ہوئے۔ ان کو ابن قیس نے قتل کیا تھا۔
۴۔ اور بنی مخزوم بن یقظہ میں سے شماس بن عثمان شہید ہوئے۔ یہ چار شخص مہاجرین
میں سے تھے۔

انصار شہداء | ۱۔ بنی عبدالاشہل میں سے :-
۵۔ عمرو بن معاذ بن نعمان۔

۶۔ اور حرث بن انس بن رافع۔

۷۔ اور عمارہ بن زیاد بن سکن۔

۸۔ اور سلمہ بن ثابت بن وقش۔

۹۔ اور عمرو بن ثابت بن وقش۔

ابن اسحاق کہتے ہیں مجھ سے عامر بن عمرو بن قتادہ نے بیان کیا ہے کہ

۱۰۔ سلمہ اور عمرو کے والد ثابت بھی اس جنگ میں شہید ہوئے تھے۔

۱۱۔ اور رفاع بن وقش۔

۱۲۔ اور ابوذرغیفہ بن میمان کے باپ حسیل بن جابر۔ ان کو میمان کہتے تھے یہ بھی شہید ہوئے۔

ان کو مسلمانوں نے دھوکہ میں قتل کر دیا تھا اور ابوذرغیفہ نے ان کا خون بہا مسلمانوں

کو معاف کر دیا تھا۔

۱۳۔ اور صفی بن قینلی

۱۴۔ اور جناب بن قینلی

۱۵۔ اور عماد بن سہل

۱۶۔ اور حرث بن اوس بن معاویہ۔ یہ سب بارہ شخص تھے۔

اور اہل راجح میں سے یہ لوگ شہید ہوئے۔

۱۷۔ ایاس بن اوس بن علیک بن عمرو بن عبدالعلم بن زعورا بن جشم بن عبدالاسہل

۱۸۔ اور عبید بن تیمان

۱۹۔ اور حبیب بن زید بن تیم۔ یہ تین شخص شہید ہوئے۔

۲۰۔ اور بنی ظفر میں سے زید بن حاطب بن امیہ بن رافع ایک شخص شہید ہوئے۔

اور بنی عمرو بن عوف کی شاخ بنی ضبیعہ بن زید سے۔

۲۱۔ ابوسفیان بن حرث بن قیس بن زید۔

۲۲۔ اور حنظلہ بن ابی عامر بن صفی بن نعمان بن مالک بن امیہ۔ ان کو شداد بن شعوب لیشی نے

شہید کیا تھا اور یہی غیل ملائکہ ہیں۔ یہ دو شخص تھے۔

۲۳۔ اور بنی عبید بن زید میں سے انیس بن قتادہ ایک شخص شہید ہوئے۔

۲۴۔ اور بنی ثعلبہ بن عمرو بن عوف میں سے ابو حنیہ جو سعد بن خثیمہ کے ماں شریک بھائی تھے۔

ابن ہشام کہتے ہیں ابو حنیہ بن عمرو بن ثابت ہیں۔

۲۵۔ اور عبداللہ بن جبیر بن نعمان جو تیر اندازوں کے سردار تھے یہ دو شخص شہید ہوئے۔

۲۶۔ اور بنی سلم بن امرئ القیس بن مالک بن اوس میں سے خثیمہ بن خثیمہ ابو سعد ایک شخص

شہید ہوئے۔

۲۷۔ اور ان کے حلفاء میں سے جو بنی عجلان میں سے تھے عبداللہ بن سلمہ ایک شخص شہید ہوئے۔

۲۸۔ اور بنی معاویہ بن مالک میں سے سلح بن حاطب بن حرث بن قیس بن ہبشہ ایک شخص تھے۔

اور بنی نجار کی شاخ بنی سواد بن مالک بن غنم سے :

۲۹۔ عمرو بن قیس

۳۰۔ اور ان کے بیٹے قیس بن عمرو۔

- ۳۱۔ اور ثابت بن عمرو بن زید
- ۳۲۔ اور عامر بن مخلد۔ چار شخص
اور بنی مہذول میں سے :-
- ۳۳۔ ابو ہریرہ بن حرث بن علقمہ بن عمرو بن ثقف بن مالک بن مہذول۔
- ۳۴۔ اور عمرو بن مطرف بن علقمہ بن عمرو یہ دو شخص شہید ہوئے۔
- ۳۵۔ اور بنی عمرو بن مالک میں سے اوس بن ثابت بن منذر ایک شخص شہید ہوئے۔ اوس حضرت
حسان بن ثابت کے بھائی ہیں۔
- اور بنی عدی بن نجار میں سے :-
- ۳۶۔ انس بن نصر بن ضمیم بن زید بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار ایک شخص شہید
ہوئے۔ یہ انس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم انس بن مالک کے چچا تھے۔
- اور بنی مازن بن نجار میں سے :-
- ۳۷۔ قیس بن مخلد اور
- ۳۸۔ کیسان، قیس بن مخلد کا غلام۔ یہ دو شخص تھے۔
اور بنی دینار بن نجار میں سے :-
- ۳۹۔ سلیم بن حرث اور
- ۴۰۔ نعمان بن عبد عمرو۔ یہ دو شخص تھے۔
- اور بنی حرث بن خزرج میں سے :-
- ۴۱۔ خارجہ بن زید بن ابی نہیر
- ۴۲۔ اور سعد بن ربیع بن عمرو بن ابی نہیر۔ یہ دونوں ایک قبر میں دفن ہوئے۔
- ۴۳۔ اور اوس بن ارقم بن زید بن قیس بن نعمان بن مالک بن ثعلبہ بن کعب۔ یہ تین شخص
شہید ہوئے۔
- اور بنی ابجر میں سے جن کو بنی خدرہ کہتے ہیں۔
- ۴۴۔ مالک بن سنان بن عبید بن ثعلبہ بن عبد بن الہجر یہ ابو سعید خدری کے والد تھے اور
ابو سعید خدری کا نام سنان تھا اور بعض کہتے ہیں سعد تھا۔
- ۴۵۔ اور سعید بن سوید بن قیس بن عامر بن عباد بن الہجر۔

- ۴۶۔ اور عقبہ بن ربیع بن رافع بن معاویہ بن عبید بن ثعلبہ بن عبد بن ابجر۔ یہ تین شخص شہید ہوئے۔
اور بنی ساعدہ بن کعب بن خزرج میں سے۔
- ۴۷۔ ثعلبہ بن سعد بن مالک بن خالد بن ثعلبہ بن حارثہ بن عمرو بن خزرج بن ساعدہ۔
۴۸۔ اور ثقف بن فردہ بن عدی۔ یہ دو شخص شہید ہوئے۔
اور بنی ظریف میں سے :-
- ۴۹۔ عبد اللہ بن عمرو بن وہب بن ثعلبہ بن دقش بن ثعلبہ بن ظریف۔
۵۰۔ اور بنی ہذیل میں سے ان کے حلیف صمرہ۔ یہ دو شخص شہید ہوئے۔
اور عوف بن خزرج کی شاخ بنی سالم میں سے اور پھر ان کی شاخ بنی مالک بن عجلان بن زید
بن غنم بن سالم میں سے :-
- ۵۱۔ نوفل بن عبد اللہ۔
- ۵۲۔ اور عباس بن عبادہ بن نضله بن مالک بن عجلان۔
- ۵۳۔ اور نعمان بن مالک بن ثعلبہ بن فہر بن غنم بن سالم۔
- ۵۴۔ اور مجذہ بن زیاد ان کے حلیف قبیلہ بلی سے۔
- ۵۵۔ اور عبادہ بن حساس یہ پانچ شخص شہید ہوئے اور نعمان بن مالک اور مجذہ اور عبادہ ایک
قبر میں مدفون ہوئے۔
- ۵۶۔ اور بنی جلی میں سے رفاعہ بن عمرو ایک شخص شہید ہوئے۔
اور بنی سلمہ کی شاخ بنی حرام سے :-
- ۵۷۔ عبد اللہ بن عمرو بن حرام بن ثعلبہ بن حرام۔
- ۵۸۔ اور عمرو بن جموح بن زید بن حرام۔ یہ دونوں ایک قبر میں دفن ہوئے۔
- ۵۹۔ اور غلام بن عمرو بن جموح بن زید بن حرام۔
- ۶۰۔ اور ابویمن (عمرو بن جموح کے آزاد غلام) چار شخص شہید ہوئے۔
اور بنی سواد بن غنم سے :-
- ۶۱۔ سلیم بن عمرو بن جدیدہ۔
- ۶۲۔ اور ان کے آزاد غلام عنترہ
- ۶۳۔ اور اسہل بن قیس بن ابی بن کعب بن قیس۔ یہ تین شخص شہید ہوئے۔

اور بنی رزین بن عامر سے :-

۶۴۔ ذکوان بن عبد قیس

۶۵۔ اور عبید بن معالی بن لؤذان۔ یہ دو شخص شہید ہوئے۔

ابن ہشام کہتے ہیں عبید بن معالی بن حبیب میں سے تھے۔

۶۵۔ ابن اسحاق کہتے ہیں چنانچہ کل مہاجرین اور انصار میں سے جو لوگ اُحد میں شہید ہوئے کل پینسٹھ شخص تھے۔

ابن ہشام کہتے ہیں ستر آدمیوں میں سے جو لوگ ابن اسحاق نے ذکر نہیں کئے وہ یہ ہیں :-

اوس کی شاخ بنی معاویہ بن مالک سے مالک بن نمیلہ (ان کے حلیف مزینہ سے)

اور بنی خطیبہ میں سے حرث بن عدی بن فرث بن امیہ بن عامر بن خطیبہ شہید ہوئے اور خطیبہ کا

نام عبداللہ بن حشم بن مالک بن اوس ہے۔

اور بنی خزرج کی شاخ بنی سواد بن مالک سے مالک بن ایاس شہید ہوئے۔

اور بنی عمرو بن مالک بن بخار سے ایاس بن عدی شہید ہوئے۔

اور بنی سالم بن عوف سے عمرو بن ایاس شہید ہوئے۔

مقتولین قریش | ابن اسحاق کہتے ہیں اُحد کی جنگ میں قریش کی شاخ بنی عبدالدار سے جو مشرکین کے علمبردار تھے یہ لوگ قتل ہوئے۔

۱۔ طلحہ بن ابی طلحہ اور ابی طلحہ کا نام عبدالعزیٰ بن عثمان بن عبدالدار ہے۔ اس کو حضرت علیؓ بن ابی طالب نے قتل کیا۔

۲۔ اور ابوسعد بن ابی طلحہ کو سعد بن ابی وقاص نے قتل کیا۔ اور بعض کہتے ہیں حضرت علیؓ نے اس کو بھی قتل کیا۔

۳۔ اور عثمان بن ابی طلحہ کو حضرت حمزہؓ نے قتل کیا۔

۴۔ اور سافح بن طلحہ

۵۔ اور جلاس بن طلحہ

ان دونوں کو عاصم بن ثابت بن ابی افلح نے قتل کیا۔

۶۔ اور کلاب بن طلحہ

۷۔ اور حرث بن طلحہ کو بنی نضر کے حلیف قزمان نے قتل کیا۔ اور بعض کہتے ہیں ان کو عبدالرحمن

بن عوف نے قتل کیا ہے۔

۸۔ اور اطاعت بن عبد شمس جلیل بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار کو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا۔

۹۔ اور ابو یزید بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار کو اور

۱۰۔ اس کے ایک جہشی غلام صواب کو قرمان نے قتل کیا۔ اور بعض کہتے ہیں اس کو حضرت علیؑ نے اور بعض کہتے ہیں سعد بن ابی وقاص نے۔ اور بعض کہتے ہیں ابو ذہانہ نے قتل کیا ہے۔

۱۱۔ اور قاسط بن شریح بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار کو قرمان نے قتل کیا۔ یہ سب گیارہ آدمی قتل ہوئے۔

اور نبی اسد بن عبدالعزیٰ بن قعی میں سے :-

۱۲۔ عبداللہ بن حمید بن زبیر بن عرث بن اسد کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا۔

اور بنی زہرہ بن کلاب سے ان کے حلیف :-

۱۳۔ ابوالحکم بن انیس بن شریح بن عمرو بن وہب ثقفی کو بھی حضرت علیؑ نے قتل کیا۔

۱۴۔ اور سباع بن عبدالعزیٰ۔ عبدالعزیٰ کا نام عمرو بن نعلند ہے اس کو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا۔ اس قبیلہ کے یہ دو شخص قتل ہوئے۔

اور بنی مخزوم بن یقطہ میں سے :-

۱۵۔ ہشام بن امیہ بن مغیرہ کو قرمان نے قتل کیا۔

۱۶۔ اور ولید بن عامر بن ہشام بن مغیرہ کو قرمان نے قتل کیا۔

۱۷۔ اور ابوالامیہ بن ابی حذیفہ بن مغیرہ کو حضرت علیؑ نے قتل کیا۔

۱۸۔ اور خالد بن اعلم ان کے حلیف کو قرمان نے قتل کیا۔ یہ چار شخص اس قبیلہ سے قتل ہوئے۔

اور بنی جمح بن عمرو میں سے

۱۹۔ عمرو بن عبداللہ بن عمیر بن وہب بن حذافہ بن جمح جس کو ابو عزرہ کہتے تھے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بحالت گمفاری قتل فرمایا۔

۲۰۔ اور ابی بن خلف بن وہب بن حذافہ بن جمح جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے قتل فرمایا۔ اس قبیلہ کے یہ دو شخص قتل ہوئے۔

۲۱۔ اور بنی عامر بن لوفی میں سے :-

۲۱- عبیدہ بن جابر

۲۲- اور شیبہ بن مالک بن مغرب۔ ان دونوں کو قرمان نے قتل کیا اور بعض کہتے ہیں عبیدہ بن جابر کو عبداللہ بن مسعود نے قتل کیا۔ مشرکین میں سے یہ بائیس آدمی قتل ہوئے۔
جنگ اُحد کے متعلق جو اشعار اور قصائد شعراء عرب نے کہے ہیں ان میں سے چند اشعار ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔

اشعار حضرت حسان بن ثابت

سَقَمْتُ لَنَا نَتَدَ جَهْلًا مِنْ سَفَاهَتِكُمْ إِلَى الرَّسُولِ فَعَنْدًا اللَّهُ تَحْنِزُ يَهَا
ترجمہ:- اے قریش بنی کنانہ کو تم اپنی جھالت اور کوتاہی سے رسولِ خدا کے مقابلے پر لائے تو خدا کا لشکر ان کو ذلیل کرنے والا ہے۔

أَوْتَرَدُكُمْ وَهَاهُنَا الْمَوْتِ فَاجِيَةً فَالْتَأَمَّ مَوْعِدًا هَا وَالْقَتْلُ لَوَقِيهَا
موت کے گھلے ہوئے اور ظاہر مقاموں پر تم نے ان کو لا کر کھڑا کر دیا لہذا آگ ان کی وعدہ گاہ ہے اور قتل ان سے ملنے والا ہے۔

جَمَعْتُمْ وَاهُمْ آهَابِشٍ بِلَا حَسَبٍ أَيْتَةَ الْكُفْرِ عَنَّا نَكَدُّ طَوَاغِيهَا
تم نے بے حسب اور ذلیل و عاجز کو جمع کیا۔ کفر کے پشوؤں میں متکبر لوگوں نے تمہیں دھوکے میں ڈال دیا۔

أَلَا أَعْتَبَرْتُمْ لَمْ يَجْمَلِ اللَّهُ إِذْ قَتَلْتُمْ أَهْلَ الْقَلِيْبِ وَمَنْ أَلْقَيْنَهُ فِيهَا
کیا تم نے خدا کے لشکر سے عبرت حاصل نہیں کی جبکہ اس لشکر نے ان لوگوں کو قتل کیا جو بدر کے گڑھے میں ڈال دیئے گئے تھے۔

كَمْ مِنْ أَسِيرٍ فَأَمَلْنَا كَمَا بَدَا لِمَنْ وَجَزَّ نَاحِيَةَ كُنَّا مَوَالِيهَا
تمہارے بہت سے قیدی ہم نے بغیر فدیہ لئے اور پیشانی کے بال کترے چھوڑ دیئے جن کے ہم آقا اور وہ ہمارے غلام تھے

کعب بن مالک کے اشعار

أَبْلَغُ قَرِيْشًا عَلَيَّ نَائِيهَا أَلْفَحَمَّ مَنَّا بِمَالِمْ تَلِيَّ

ترجمہ: قریش ہم سے دُور ہیں مگر ان کو یہ بات پہنچا دو کہ کیا تم ہم سے اس بات میں فخر کرتے ہو جو تمہیں تیسر نہیں ہوتی۔

فَخَزَلْنَا أَمْصَابَتَهُمْ ! فَوَاضِلٌ مِنَ نِعْمِ الْمُفَضَّلِ
 تم نے ہمارے اُن لوگوں کی شہادت پر فخر کیا ہے جنہیں صاحب فضل و کرم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے بہترین نعمتیں ملی ہیں۔

فَحَلَّوْا حِنَانًا وَآلَيْقُوا لَكُمْ مُسَوِّدًا تَحَارَى عَيْنِ الْوَسْبِيلِ
 یہ شہداء جنت میں پہنچ گئے اور تمہارے لئے ایسے شھیروں کو چھوڑ گئے ہیں جو اپنے بچوں کی پوری حفاظت کر سکتے ہیں۔

تَقَاتِلْ عَنْ دِينِهَا وَسَطَهَا نَبِيٌّ عَنِ الْحَقِّ لَمْ يَنْكُلْ
 یہ اپنے دین کے لئے لڑ رہے ہیں۔ اُن کے درمیان وہ نبی موجود ہیں جو حق کے راستے میں ایک قدم پیچھے نہیں ہٹے۔“

رجیع کا المناک واقعہ

معلم کے لئے درخواست | ابن اسحاق کہتے ہیں کہ احد کی جنگ کے بعد نبی عقیل اور نبی قارہ کا ایک گروہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ابن ہشام کہتے ہیں یہ دونوں قبیلے ہون بن خزیمہ بن مدرکہ کی شاخ ہیں۔

اس گروہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم لوگوں میں اسلام کی رغبت ہو رہی ہے۔ آپ ہمارے ساتھ اپنے اصحاب میں سے چند لوگ روانہ کریں تاکہ وہ ہماری قوم کو دین کی تعلیم کریں اور قرآن پڑھائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھ صحابی ان لوگوں کے ساتھ بھیجے جن کے نام یہ ہیں :-

- ۱۔ مرثد بن ابی مرثد مخزومی حضرت حمزہؓ کے حلیف -
 - ۲۔ اور خالد بن بکیر لیشی، بنی عدی بن کعب کے حلیف -
 - ۳۔ عامر بن ثابت بن ابی افلح قبیلہ بنی عمرو بن عوف بن مالک بن اوس میں سے -
 - ۴۔ اور حبیب بن عدی قبیلہ بنی جحبی بن کلفہ بن عمرو بن عوف میں سے -
 - ۵۔ اور بنی بیاضہ میں سے زید بن وثنہ بن معاویہ -
 - ۶۔ عبداللہ بن طارق بنی ظفر بن خزرج کے حلیف -
- ان سب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرثد بن ابی مرثد کو سردار مقرر کیا۔

دھوکے بازی اور غداری | جب قبیلہ عقیل اور قارہ کے لوگ ان صحابہ کو لے کر مقام رجیع میں پہنچے جو قبیلہ ہذیل کے ایک چشمہ کا نام ہے اور حجاز کے کنارے پر واقع ہے، تو ان لوگوں نے صحابہ کے ساتھ غداری کی اور قبیلہ ہذیل کو ان کے خلاف بھڑکادیا۔ صحابہ اُس وقت اپنے خیمہ ہی میں تھے کہ انہوں نے دیکھا چاروں طرف سے لوگ تلواریں لئے چلے آ رہے ہیں۔ یہ بھی مردانہ اور دلیرانہ جنگ کے لئے تیار ہو گئے۔ ان لوگوں نے کہا واللہ! ہم تم کو قتل نہیں کرتے ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ تم کو پکڑ کر مکہ والوں کے پاس لے جائیں اور ان سے

تمہارے معاوضہ میں کچھ لے لیں۔ مرثد بن ابی مرثد اور عاصم بن ثابت اور خالد بن بکیر نے کہا۔ خدا کی قسم! ہم مشرک کے عہد میں داخل نہیں ہوتے۔ اور عاصم کی کنیت ابو سلیمان تھی۔ آخر یہ تینوں شخص اس قدر لڑے کہ شہید ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے نعرش کی حفاظت | عاصم کے شہید ہونے کے بعد ہذیل کے لوگوں نے یہ ارادہ کیا کہ عاصم کے سر کو مکہ میں لے جا کر

سلاطین بنت سعد کے ہاتھ فروخت کریں۔ کیونکہ جب عاصم نے اس کے دونوں بیٹوں کو اہل قتل کیا تھا تو اس نے نذر مانی تھی کہ اگر مجھے موقع ملا تو میں عاصم کی کھوپڑی میں شراب پیوں گی۔ جبکہ عاصم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ کوئی مشرک مجھے ہاتھ نہ لگائے اور نہ میں کسی مشرک کو ہاتھ لگاؤں۔ وہ انہیں ناپاک سمجھتے تھے۔ جب ہذیل نے ایسا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس نذر کی بادش برساتی کہ وہ لوگ ان کے سر کو نہ لے سکے۔ پھر اسی بادش کی رو میں ان کی نعرش بہ گئی۔ اور کسی کو اس کا پتہ نہ چلا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب عاصم کا یہ واقعہ سنا تو فرمایا کہ یہ اسی دعا کا سبب تھا جو عاصم نے اپنی زندگی میں اللہ تعالیٰ سے کی تھی کہ مرنے کے بعد بھی اللہ تعالیٰ نے ان کی لاش کو مشرکین کے ہاتھ لگانے سے محفوظ کر دیا۔

ابن طارق کی شہادت | زید بن دغنه اور خبیث بن عدی اور عبد اللہ بن طارق یہ تینوں نرم ہو گئے اور انہوں نے اپنے آپ کو بنی ہذیل کے حوالہ کر دیا۔

بنی ہذیل ان کو گرفتار کر کے مکہ کی طرف لے چلے جب مقام نظران میں پہنچے تو عبد اللہ بن طارق نے اپنا ہاتھ بند سے نکال کر تلوار پر قبضہ کیا۔ بنی ہذیل نے ان کے ارادہ سے آگاہ ہو کر ان کو اس قدر پتھر مارے کہ یہ شہید ہو گئے اور وہیں ان کو دفن کر دیا۔ خبیث بن عدی اور زید بن دغنه کو مکہ میں لا کر بنی ہذیل نے اپنے قیدیوں کے بدلہ میں جو مکہ میں قید تھے فروخت کر دیا۔ خبیث کو تو مجیر بن ابی وہاب تیمی بنی نوفل کے حلیف نے خرید لیا۔ عتیبہ بن حرث بن عامر بن توقار کے لئے کیونکہ ابو وہاب حرث بن عامر کا ماں شریک بھائی تھا۔ اور اس کے باپ کو خبیث نے قتل کیا تھا۔ اب اس نے اپنے باپ کے عوض میں قتل کرنے کے لئے خریدا۔

زید بن دغنه کی شہادت | زید بن دغنه کو صفوان بن امیہ نے اپنے باپ امیہ کے عوض میں قتل کرنے کے لئے خریدا اور اپنے غلام نسطاس کو ان کے ساتھ

کر کے حکم دیا کہ مقام تنعیم میں لے جا کر ان کو قتل کر دے۔ اس وقت تمام قریش ان کے قتل کا تماشا

دیکھنے جمع ہوئے اور حرم سے ان کو باہر لے گئے۔

ابوسفیان نے کہا اے زید تم یہ بات پسند کرتے ہو کہ تم اپنے گھر میں خوشی کے ساتھ بیٹھے ہو اور بجائے تمہارے ہم محمد کی اس جگہ گردن ماریں۔ زید نے کہا میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ میں اپنے گھر میں چین سے بیٹھا ہوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کانٹا بھی چبھے۔ ابوسفیان نے اس جواب کو سن کر کہا کہ جیسا میں نے محمد کے اصحاب کو محمد کا دوست دیکھا ہے ایسا کسی کو کسی کا دوست نہیں دیکھا۔ اس کے بعد نسطاس نے حضرت زیدین و شہ کو شہید کر دیا۔

حضرت خبیث کی شہادت | جمیر بن ابی اہب کی لونڈی ماویہ کہتی ہے کہ خبیث میرے گھر میں قید کئے گئے تھے۔ میں نے ایک روز دیکھا کہ ان کے ہاتھ میں اتنا بڑا انگور کا خوشہ ہے جیسے آدمی کا سر ہوتا ہے اور وہ اس میں سے انگور کھا رہے ہیں۔ مجھ کو تعجب ہوا کہ ان دنوں میں انگور کا موسم بھی نہ تھا اور دوسرے وہ قید میں تھے۔ پھر ماویہ کہتی ہے کہ قتل کے روز خبیث نے مجھ سے کہا کہ اُسترہ مجھے دیدو تاکہ تین شہادت کے لئے پاک ہو جاؤں۔ ماویہ کہتی ہے۔ میں نے اپنے لڑکے کو اُسترہ دیا اور کہا کہ یہ خبیث کو دیدے۔ پھر مجھ کو خوف ہوا کہ خبیث کہیں اس لڑکے کو اُسترے سے قتل نہ کر دے اور اپنے خون کا بدلہ لے لے۔ میں نے اپنے آپ کو بہت ملامت کی۔ لڑکا خبیث کو اُسترہ دے آیا۔ خبیث نے اس سے کہا۔ تیری ماں کو خیال ہوا ہے کہ کہیں میں تجھے قتل نہ کر دوں۔ پھر خبیث نے اس کو جانے دیا اور کچھ نہ کہا۔ پھر لوگ خبیث کو لے کر مقام تنعیم میں آئے تاکہ ان کو قتل کریں۔ خبیث نے کہا اگر تم مناسب سمجھو تو مجھے اتنی تہمت دو کہ میں دو رکعت پڑھ لوں۔ مشرکین نے قبول کیا۔ خبیث نے اچھی طرح سے دو رکعتیں ادا کیں اور کہا اگر تم لوگ یہ نہ کہتے کہ میں قتل میں دیر ہونے کے لئے پڑھتا ہوں تو میں بہت دیر تک نماز پڑھتا۔ پس خبیث نے ہی اہل اسلام کے لئے قتل کے وقت دو رکعتوں کے پڑھنے کا طریقہ قائم کیا۔

داوی کہتا ہے پھر مشرکین نے خبیث کو ایک لکڑی سے باندھا۔ خبیث نے اس وقت کہا اے اللہ ہم نے تیرے رسول کی رسالت کی تبلیغ کر دی تو بھی اپنے رسول کو ہماری اس حالت کی خبر پہنچا دے اور اے اللہ! ان سب مشرکین کو قتل کر ایک کو بھی ان میں سے باقی نہ چھوڑ۔ اس کے بعد قریش نے ان کو شہید کیا۔

ابوسفیان کے بیٹے معاویہ کہتے ہیں میں اس وقت موجود تھا۔ جب خبیث نے قریش کو یہ

بددعا دی اور میں اُس کو سنتے ہی زمین پر لیٹ گیا۔ کیونکہ میں نے لوگوں سے سنا تھا کہ اگر کوئی کسی پر بددعا کرے اور وہ لیٹ جائے تو اس بددعا کا اثر نہیں ہوتا۔

عباد کہتے ہیں میں نے عقبہ بن حریث سے سنا ہے کہ تھے کہ میں نے خبیث کو قتل نہیں کیا ہے کیونکہ میں چھوٹا تھا مگر ابو مسیرہ نے جو بنی عبدالدار میں سے ایک شخص تھا اُس نے میرے ہاتھ میں حربہ دیا اور پھر میرے ہاتھ کو پکڑ کر اُس حربہ کے ساتھ خبیث کو قتل کیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں حضرت عمر بن خطاب نے سعید بن عامر بن خدیم حمیمی کو شام کے کسی شہر کا حاکم بنایا تھا اور ان کو یکا یک بیٹھے بیٹھے غشی ہو جایا کرتی تھی۔ اس بات کا حضرت عمر رضی عنہ سے ذکر کیا گیا۔ حضرت عمر رضی عنہ نے اُن سے سوال کیا کہ تمہیں کیا تکلیف ہے؟ اُس نے کہا اے امیر المؤمنین مجھ کو کچھ بیماری نہیں ہے۔ میں اُس وقت موجود تھا جب خبیث کو قتل کیا گیا ہے اور اُن کی بددعا میں نے سنی تھی۔ واللہ جس وقت وہ واقعہ مجھ کو یاد آتا ہے مجھ پر غشی ہو جاتی ہے۔

ابن ہشام کہتے ہیں قریش نے حرام مہینہ میں خبیث کو قید رکھا پھر اُس کے گزرنے کے بعد اُن کو شہید کیا۔

واقعے کے بارے میں قرآنی آیات | ابن اسحاق کہتے ہیں ابن عباس سے روایت ہے کہ جب یہ لوگ اس طرح شہید ہوئے تو بعض منافقوں نے یہ

کہا کہ یہ لوگ دیوانے تھے جو اس طرح سے ہلاک ہو گئے نہ تو اپنے گھر میں بیٹھے رہے اور نہ وہاں پر جا کر اپنے رسول کی رسالت کو پہنچا یا۔ اللہ تعالیٰ نے ان منافقوں کے کلام کی تردید اور ان لوگوں کی تعریف میں یہ آیات نازل فرمائیں۔

وَمِنَ النَّاسِ مَن يُعْجِبُ قَوْلَهُ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيُشْهَدُ اللَّهُ عَلَى مَا فِي قَلْبِهِ وَهُوَ أَلَدُّ الْخِصَامِ وَإِذَا تَوَلَّى سَعَىٰ فِي الْأَمْرِ لِيُفْسِدَ فِيهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْمَ وَالنَّسْلَ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْفٰسٰدِ وَإِذَا قِيلَ لَهُ اتَّقِ اللَّهَ أَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِأَنَّهٗ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ وَكَذٰلِكَ تُدۡرِكُ الْاۡنۡفُسَ الۡاۡلۡمٰهَادِۃُ وَمِنَ النَّاسِ مَن يُشْرِيۡ نَفْسَهُۥۤ اِتۡبَاعًا بۡرَۡهًاۙ وَاللَّهُ سَۡوۡفَۙ بِالۡعٰبِدِۃِ (۲۰۰: ۲)

اور (اے رسول) ایک وہ شخص ہے جس کا قول تم کو دنیا کی زندگی میں اچھا معلوم ہوتا ہے اور وہ خدا کو اپنے دل کی بات پر گواہ کرتا ہے حالانکہ وہ سخت جھگڑا لوہے اور جب تمہارے پاس سے جاتا ہے تو زمین میں فساد کرنے کے لئے کوشش کرتا ہے اور کھیتی اور نسل کو ہلاک کرتا ہے اور

خدا فساد کو پسند نہیں کرتا ہے اور جب اُس سے کہا جاتا ہے کہ خدا سے نفرت کر تو اُس کو گناہ کے ساتھ عزت پکڑ لیتی ہے (یعنی گناہ سے زیادہ باذہنہ کو وہ اپنی بے عزتی سمجھتا ہے) پس کافی ہے اُس کو جہنم اور بُرا ٹھکانا ہے۔ اور لوگوں میں سے بعض ایسے ہیں جو اپنے نفس کو خدا کی رضامندی میں فروخت کرتے ہیں اور خدا بندوں پر مہربان ہے۔

خلیبیٹ کے اشعار | ابن اسحاق کہتے ہیں غلیب رضی اللہ عنہ نے اپنی شہادت کے موقع پر یہ اشعار پڑھے۔

لَقَدْ جَمَعَ الْحِزَابَ حَوْلِي وَكَأَلْتُوا قَبَائِلَهُمْ وَاسْتَجْمَعُوا كُلَّ مَجْمَعٍ
ترجمہ: دیکھو تو ان گروہوں نے اپنے اپنے قبائل کو میرے چاروں طرف اکٹھا کر لیا اور دعوت دے دیکر مجمع فراہم کیا۔

وَكَطَّهُمْ مَبْدَى الْعَدَاةِ جَاهِدْ عَلَى لَدُنِّي وَثَاقٍ تَلْصِيعِ
یہ سب کے سب مجھ سے اپنی عداوت بر ملا بیان کر رہے ہیں اور مجھی پر زور آزمائی کر رہے ہیں کیونکہ میں زیوں میں بندھا ہوا اپنے مقتل میں بے بس ہوں۔

وَقَدْ جَمَعُوا ابْنَاءَهُمْ وَنِسَاءَهُمْ وَقُرْبَتٍ مِنْ جَذَعٍ طَوِيلٍ مَمْنَعِ
انہوں نے اپنے بیٹوں اور اپنی عورتوں کو بلا کر اکٹھا کر لیا اور مجھے ایک تنے کے قریب کر دیا گیا ہے۔

إِلَى اللَّهِ أَشْكُو غَيْرَ بَعِيٍّ لَقَدْ كُرَّ بَعِيٌّ وَمَا أَسْرَ صَدْرُ الْحَيِّ ابْنِ عَبْدِ مَنْرٍ
میں خدا کے حضور اپنی غربت اور جاکا ہی کی شکایت کرتا ہوں اور اُس بند و بست کی جو شکروں نے میرے قتل کے لئے کیا۔

هَذَا الْعَرْشِ صَبْرِي عَلَى مَا يَرَاؤُنِي فَقَدْ بَضَعُوا الْحَمِيَّ وَقَدْ يَأْسُ مَطْمَعِي
پس عرش والے ہی نے مجھ کو اُس مصیبت پر صابر بنا دیا ہے جس کا میرے ساتھ ارادہ کیا جاتا ہے۔ انہوں نے میرے گوشت کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالنے کا ارادہ کیا ہے اور مجھ کو ناامیدی ہو گئی ہے۔

وَذَا لَيْتَ فِي ذَاتِ الْكَلْبِ وَإِنْ يَشَاءَ يَبَارِكُ عَلَيَّ أَوْ صَالِي سِلْوٍ مَمْرَعِ
اور یہ قتل مجھ کو خاص خدا کے معاملہ میں نصیب ہوا ہے۔ اگر وہ چاہے تو جسم کے پریشان ہونے کے جھوٹوں پر برکت عنایت کرے۔

وَقَدْ خَيَّرُونِي الْكُفْرَ وَالْمَوْتَ دُونَهُ وَقَدْ هَمَمْتُ عَيْنَا لِي مِنْ غَيْرِ فُجْرٍ ع
ترجمہ:- انہوں نے مجھ کو کفر یا موت کے قبول کرنے میں اختیار دیا۔ میری آنکھوں سے آنسو جاری
ہیں مگر یہ بے مبرہی کے آنسو نہیں ہیں۔

وَمَا بِي حِذَا الْمَوْتِ إِتَى مَيْتٌ وَالْكَفْرُ حِذَا امْرَأِي حُجْرٌ نَأْسٍ مُفْلِحٍ
مجھ کو مرنے کا کچھ ڈر نہیں ہے بے شک میں مرنے والا ہوں۔ لیکن مجھ کو جہنم کی شعلہ زن
آگ کا خوف ہے۔

فَلَسْتُ أَبَا بِي حَيْثُ أَمَاتَ مُسْلِمًا عَلَى آتِي حَيْثُ كَانَ فِي اللَّهِ مَهْمٌ عِي
میں جبکہ میں اسلام کی حالت میں قتل کیا جاتا ہوں تو مجھ کو کچھ پروا نہیں ہے کہ مجھے کس پہلو
پر پھانسی مارا جاتا ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں قریش میں سے جن لوگوں نے خبیث بن عدی کے قتل میں کوشش کی
وہ یہ ہیں :-

حکرم بن ابی جہل اور سعید بن عبداللہ بن ابی قیس بن عبدوۃ اور احنس بن ثمریق ثقفی بنی زہرہ
کاحلیف اور عبیدہ بن حکیم بن اُمیہ بن حارثہ بن الاوقس سلمی بنی اُمیہ بن عبدمنس کاحلیف اور اُمیہ بن
ابن عقبہ اور غزنی کے بیٹے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ان صحابہ کا
اشعار حسان بن ثابت

مَرثِيَهُ كَمَا جِوَأَسِ وَقَعَهُ فِي شَهِيدٍ هُوَ نَسَى
مَرثِيَهُ
صَلَّى الْإِلَٰهَ عَلَى الَّذِينَ تَنَا بَعُوا
يَوْمَ الرَّجِيعِ فَكُومُوا وَأَتَيْبُوا
ترجمہ:- خدا ان لوگوں پر رحمت نازل کرے جو یوم الرجیع کی جنگ میں یکے بعد دیگرے شہید
ہو گئے اور ثواب کو پہنچے۔

وَأَبْنُ الشَّرِيَّةِ مَرْتَدًا وَأَمِيرُهُمْ
وَأَبْنُ الْكَبِيرِ إِمَامُهُمْ وَخَبِيْبُهُ
اور مرثد جو لشکر کے سردار اور امیر تھے اور ابن الکبیر جو لشکر کے امام تھے
اور خبیث رضی اللہ عنہ

وَأَبْنُ الطَّارِقِ وَأَبْنُ دَثَنَةَ مِنْهُمْ
وَأَقَاكُمُ حِمَامَةُ الْمَكْتُوبِ
اور طارِق کے فرزند اور ابن دثنہ بھی انہی میں سے تھے وہیں ان کی موت ان کو پہنچی
اور آقاؤں کی حمامہ المکتوبہ

جو ان کے لئے لکھی ہوئی تھی۔

وَالْعَامَّةُ الْمَقْتُولُ عِنْدَ رَاجِيحِهِمْ كَسْبُ الْمَعَالِي إِنَّهُ لَكَسُوبٌ
ترجمہ :- اور عاصم جو رجیح کے پاس شہید ہوئے۔ بلند مرتبوں کو انہوں نے حاصل کیا اور یہ بڑے
حامل کرنے والے تھے۔

مَنْعَ السَّقَادَةِ أَنْ يَبْنَؤَ ظَهْرَهُ حَتَّى يَجَالِدَ إِنَّهُ لَنَجِيْبٌ
لوگوں کو انہوں نے اپنی پشت کے قریب نہ آنے دیا۔ یہاں تک کہ خود انہوں نے تلوار
سے جنگ کی۔ بے شک یہ بڑے جوانمرد تھے۔



بیر معونہ کا واقعہ

ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شوال کا باقی مہینہ اور ذی قعد اور ذی الحجہ اور محرم مدینہ میں رہے اور مشرکوں ہی نے حج کا انتظام کیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ اُحد کے پورے چار مہینے کے بعد اپنے اصحاب کا لشکر مقام بیر معونہ کی طرف روانہ فرمایا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں ابو براء عامر بن مالک بن جعفر، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معلمین کی روانگی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے اس کو اسلام کی دعوت کی۔ اس نے نہ

اسلام قبول کیا اور نہ انکار کیا اور یہ عرض کیا کہ آپ اپنے اصحاب میں سے چند لوگوں کو نجد کی طرف روانہ فرمائیں تو مجھ کو امید ہے کہ وہاں اسلام کی اشاعت ہوگی۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ کو اندیشہ ہے کہ وہاں کے لوگ دھوکہ بازی نہ کریں۔ ابو براء نے کہا میں اس بات کا ذمہ دار ہوں۔ آپ نے اس کے کہنے سے چالیس صحابہ کو نجد کی طرف روانہ کر دیا جن میں یہ لوگ بھی تھے۔ منذر بن عمرو، حارث بن صمہ، حرام بن ملحان، بنی بنجام میں سے اور عروہ بن اسامہ بن صلت سلمی، نافع بن بدیل بن ورقاء خزاعی اور عامر بن فہیرہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا غلام اور ان کے علاوہ سب چالیس شخص تھے۔

مدینہ سے روانہ ہو کر جب یہ لوگ مقام بیر معونہ پر پہنچے یہ مقام بنی عامر عامر بن طفیل کا قریب اور بنی سلیم کے شہروں کے درمیان تھا۔ بلکہ بنی سلیم کے شہر سے زیادہ

قریب تھا۔ جب صحابہ یہاں آ کر ٹھہرے تو حرام بن ملحان کو انہوں نے ایچی بنا کر دشمن خدا عامر بن طفیل کے پاس بھیجا۔ جس وقت یہ عامر کے پاس پہنچے اُس نے خط کو بھی نہ دیکھا اور فوراً حرام بن ملحان کو شہید کر دیا۔ اور پھر بنی عامر کو صحابہ کے قتل کرنے کا حکم دیا۔

بنی عامر نے اس کے حکم سے انکار کیا اور کہنے لگے ہم ابو براء کے عہد کو نہیں توڑتے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اُن کے لئے ضامن ہوئے ہیں تب عامر بن طفیل نے بنی سلیم اور بنی رز

اور ذکوان کے قبیلوں کو صحابہؓ کے قتل کرنے کا حکم دیا۔ انہوں نے قبول کیا اور صحابہ کی طرف روانہ ہوئے اور چاروں طرف سے صحابہؓ کو گھیر لیا۔ صحابہ بھی تلواریں کھینچ کر ان پر جا پڑے اور سب صحابہؓ شہید ہوئے سوا کعب بن زید کے کہ ان میں ایک رقی جان باقی تھی۔ اس حالت میں مقتولین کے درمیان سے انہیں لایا گیا اور پھر بالکل تندہست ہو کر خندق کی جنگ میں شہید ہوئے۔

عمر بن اُمیہ اور منذر کی مروانگی | اور انصاریں سے ایک شخص تھے۔ ابن ہشام کہتے ہیں یہ شخص منذر بن محمد بن عقبہ بن اصمہ بن صلاح تھے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں ان دونوں کو صحابہ کے اس واقعہ کی خبر ایک پرندہ سے معلوم ہوئی۔ ان دونوں نے دیکھا کہ ایک پرندہ لشکر کے سروں پر چکر کھا رہا ہے اس کو دیکھ کر یہ دونوں کہنے لگے کہ واللہ! اس پرندہ کی کوئی خاص حالت ضرور معلوم ہوتی ہے۔ پھر یہ دونوں لشکر کی طرف روانہ ہوئے اور دیکھا کہ صحابہ کرامؓ خون میں ڈوبے ہوئے پڑے ہیں اور ان کے گھوڑے کھڑے ہیں۔ انصاری شخص نے عمرو بن اُمیہ ضمیری سے کہا اب تمہاری کیا رائے ہے؟ عمرو نے کہا میں یہ خیال کرتا ہوں کہ ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلیں اور اس واقعہ کی خبر کریں۔ انصاری نے کہا میری رائے یہ ہے کہ میں اُس جگہ سے واپس نہ جاؤں جہاں منذر بن عمرو شہید ہوا ہو۔ اور ہمارا خبر دوسرے لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گوش گزار کر دیں گے۔

پھر انصاری نے دشمنوں کو اس قدر قتل کیا کہ آخر خود بھی شہید ہوئے اور عمرو بن اُمیہ کو دشمنوں نے گرفتار کر لیا۔ پھر جب دشمنوں کو یہ معلوم ہوا کہ عمرو قبیلہ مہز سے ہیں تب انہوں نے ان کو چھوڑ دیا اور عامر بن طفیل نے عمرو بن اُمیہ کی پیشانی کے بال کتر کے اپنی ماں کی نذر پوری کرنے کے خیال سے اُن کو آزاد کر دیا۔ کیونکہ اس کی ماں کے ذمہ میں ایک غلام آزاد کرنا تھا۔

دو عامریوں کا قتل | عمرو بن اُمیہ یہاں سے روانہ ہو کر جب مقام قرقرہ میں پہنچے تو وہاں بنی عامر میں سے دو شخص اور بھی آکر ٹھہرے۔

ابن ہشام کہتے ہیں یہ شخص بنی کلاب میں سے تھے اور ابو عمرو مدنی کہتے ہیں کہ یہ دونوں بنی سلیم میں سے تھے اور یہ دونوں شخص عمرو بن اُمیہ کے پاس ایک درخت کے سایہ میں سو رہے۔ عمرو بن اُمیہ نے ان دونوں کو قتل کر دیا اور عمرو کو یہ حال معلوم نہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُن سے

صلح ہوئی ہے۔ جب یہ دونوں آئے تھے۔ تو عمر نے ان سے دریافت کیا تھا کہ تم کس قبیلہ سے ہو؟ انہوں نے کہا ہم بنی عامر سے ہیں۔ پھر جب وہ سو گئے تو عمر نے ان کو قتل کر دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلال | پھر جب عمرو بن أمیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور یہ سارا واقعہ عرض کیا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے ایسے لوگوں کو قتل کیا ہے جن کا خون بہا مجھ کو دینا پڑے گا۔ میں پہلے ہی ابو براء کے کہنے سے اپنے صحابیوں کے بھیجنے پر راضی نہ تھا۔ جب ابو براء کو صحابیوں کے اس طرح شہید ہونے کی خبر پہنچی تو ان کو بہت رنج ہوا۔ اور یہ واقعہ ان پر نہایت شاق گزرا۔ کیونکہ وہ صحابہ کرام کی خیریت کے ضامن ہوئے تھے۔

ان شہیدوں میں عامر بن نعیمر بھی تھے جن کے بارے میں عامر بن طفیل کہا کرتا رہتا تھا کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ جب وہ قتل ہوا تو آسمان و زمین کے درمیان معلق ہو گیا۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے؟ لوگوں نے کہا عامر بن نعیمر ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب ابن سہمی بن مالک بن جعفر جو عامر بن طفیل کے ساتھ اس جنگ میں شریک تھا اور پھر مسلمان ہو گیا تھا بیان کرتا ہے کہ میرے اسلام لانے کی یہ وجہ ہوئی کہ میں نے ایک شخص کے دونوں شانوں کے بیچ میں نیزہ مارا۔ اور میرا نیزہ اُس کے سینہ سے پار ہو گیا اور اُس نے کہا۔ "قوت واللہ" خدا کی قسم میں اپنی مراد کو پہنچ گیا۔ جب اہل کتابتہا ہے میں اُس کی اس بات کو سن کر حیران ہوا کہ یہ کیا کہتا ہے کیا میں نے اس کو قتل نہیں کیا ہے؟ پھر میں نے لوگوں سے اس کے اس قول کا مطلب پوچھا۔ لوگوں نے کہا اس کا مطلب شہادت پر فائز ہونا تھا جو اُس کو نصیب ہوئی۔

عامر بن طفیل پر حملہ | پھر ریحہ بن عامر بن مالک نے عامر بن طفیل پر حملہ کیا اور اُس کے ایک نیزہ مارا۔ جو عامر کی ران میں لگا اور وہ اپنے گھوڑے پر سے

نیچے گر پڑا۔ پھر کہنے لگا۔ یہ ابو براء کی کارروائی ہے۔ اگر میں مر گیا تو میرا خون میرے چچا کے لئے ہے اُس کے پیچھے نہ لگنا۔ اور اگر میں زندہ رہا تو جیسی میری رائے ہوگی اُس کے موافق عمل کروں گا۔



یہود بنی نضیر کی جلا وطنی

یہود کی ناپاک سازش | ابن اسحاق کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دونوں مقتولوں کے خون بہا کے متعلق گفتگو کرنے کے لئے بنی نضیر میں تشریف لے گئے جن کو عمرو بن امیہ ضمری نے قتل کیا تھا۔ کیونکہ وہ مقتول بنی عامر سے تھے اور بنی عامر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اطلاع دے دی تھی اور بنی نضیر بنی عامر کے حلیف تھے اس سبب سے آپ نے ان سے گفتگو کی۔ انہوں نے کہا ہاں اے ابوالقاسم بہت بہتر ہے جس طرح آپ چاہتے ہیں ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ پھر بنی نضیر کے لوگوں نے یہ پوشیدہ مشورہ کیا کہ ایسا موقعہ پھر کبھی ہاتھ نہ لگے گا محمدؐ کو زندہ نہ چھوڑو۔ اور ایک شخص عمرو بن جماش بن کعب کو انہوں نے اس کام پر آمادہ کیا کہ جب دیوار کے نیچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے تھے وہ دوسری طرف سے اُس کے اوپر چڑھ کر ایک بہت بڑا پتھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر گرا دے تاکہ آپ شہید ہو جائیں۔ آنحضرتؐ کو جراثیل نے اس واقعہ کی خبر کی اور اسی وقت رسول اللہ بغیر کسی سے کہے تھے مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔ صحابہ آپ کو تلاش کرنے لگے۔ پھر ایک شخص کو انہوں نے مدینہ کی طرف سے آتے ہوئے دیکھا اور اُس نے کہا کہ میں نے رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ میں داخل ہوتے دیکھا ہے۔ صحابہ بھی یہ سن کر مدینہ چلے آئے۔

بنی نضیر کا محاصرہ | پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے بنی نضیر کے اس نکر و فریب کا حال بیان کیا اور بنی نضیر سے جنگ و حرب کی تیاری کا حکم دیا۔ اور مدینہ میں ابن ام مکتوم کو حاکم مقرر کر کے آنحضرتؐ کو روانہ ہوئے اور ربیع الاول کے مہینہ میں ان کا محاصرہ کیا اور اسی وقت شراب کی حرمت کا حکم نازل ہوا۔

جب یہ لوگ بنی نضیر قلعہ بند ہوئے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے محاصرے میں چھ شب و روز گزار گئے تب آپ نے حکم دیا کہ ان کے اثاثات کاٹ دیئے جائیں اور کھیتوں میں آگ

لگا دی جائے۔ اُس وقت بنی نضیر نے شور مچایا کہ اے محمد تم تو فساد کرنے سے منع کرتے ہو اور فساد ہی کو بُرا کہتے ہو۔ اب کیا وجہ ہے کہ تم ہمارے باغوں کو کٹواتے ہو اور جلو اتے ہو۔

منافقین کی فتنہ پر دازی | بنی عوف بن خزرج میں سے بعض منافقین نے جن میں عبداللہ بن ابی بن سلول اور ودیعہ بن مالک بن ابی قوئل اور دُعاؤ اور

سوید وغیرہ لوگ تھے۔ انہوں نے بنی نضیر کو کہلا بھیجا کہ اگر تم مسلمانوں سے جنگ کرو گے تو ہم بھی تمہارے ساتھ جنگ میں شریک ہوں گے۔ اور اگر تم یہاں سے اپنا گھر بار چھوڑ کر کہیں اور چلے جاؤ گے تو ہم بھی تمہارے ساتھ چلیں گے۔ چنانچہ اس مجبور سے بنی نضیر کئی دن قلعہ بند رہے۔ آخر جب ان منافقوں نے اُن کی کچھ مدد نہ کی اور وہ لاچار ہوئے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے انہوں نے کہلا بھیجا کہ اگر آپ ہماری جان بخشی کریں اور یہ اجازت دیں کہ جس قدر مال ہم سے اُونٹوں پر لے جایا جاسکے ہم لے جائیں تو ہم یہاں سے چلے جائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی اس بات کو منظور فرمایا اور وہ اپنا تمام مال و اسباب اُونٹوں پر لاد کر لے گئے۔ یہاں تک کہ اپنے مکانوں کے کواڑ اور چوکھٹ بھی لے گئے اور مکانوں کو اپنے ہاتھوں سے توڑ چھوڑ گئے۔ اور بعض لوگ تو اُن میں سے ملک شام میں چلے گئے اور بعض خیبر میں جا بسے۔ جو خیبر میں گئے اُن میں سردار یہ لوگ تھے۔ سلام بن ابی الحقیق اور کنانہ بن ربیع بن ابی الحقیق اور حنی بن اخطب۔

یہود کے اموال کی تقسیم | ابن اسحاق کہتے ہیں بنی نضیر اپنے مال اور اولاد اور عورتوں کو لے کر روانہ ہوئے اور اُن کی عورتیں گیت گاتی اور دف بجاتی

جاتی تھیں اور ان میں ایک عورت عروہ بن وردعیسیٰ کی بیوی نہایت صاحب جمال عورت تھی۔ کہ اپنی نظیر زمانہ میں نہ رکھتی تھی۔ بنی نضیر اپنا باقی مال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے چھوڑ گئے۔ اور یہ مال خاص نبی کریم کا تھا جہاں آپ چاہتے اس کو خرچ کر سکتے تھے۔ اور اُن مہاجرین پر آپ نے اس مال کو تقسیم کیا جنہوں نے پہلے ہجرت کی تھی۔ انصار کو اس میں سے رسول اللہ نے کچھ نہیں دیا۔ سوا ایک سہل بن حنیف اور ابودجانہ کے کہ جب انہوں نے آپ سے اپنی تنگ دستی بیان کی تو آپ نے ان کو بھی مرحمت کیا۔ بنی نضیر میں سے صرف دو آدمیوں نے اسلام قبول کیا۔ ایک یابن بن عمیر بن کعب بن عمرو بن جماش نے اور دوسرے ابوسعید بن وہاب نے۔ اور رسول اکرم نے اُن کے مالوں پر اُن کو برقرار رکھا۔

یامین کی اولاد میں سے ایک شخص کا بیان ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یامین سے کہا کہ تم نے نہیں دیکھا کہ تمہارے بھائی عمرو بن جحاش نے میرے ساتھ کیا ارادہ کیا تھا؟ یامین نے ایک شخص کو کچھ دے کر عمرو بن جحاش کو قتل کر دیا۔

بنی نضیر کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے سورہ حشر نازل فرمائی ہے اور اس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن پر غالب و مستط کرنے اور پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اُن کے مالوں کو تقسیم کرنے کا بیان فرمایا ہے :-

چنانچہ فرماتا ہے :-

آیات قرآنی **هُوَ الَّذِي أَخْرَجَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِأَوَّلِ الْحَشْرِ مَا ظَنَنْتُمْ أَنْ يَخْرُجُوا وَظَلَمْتُمْ آلَهُمْ مَا نِعْتَهُمْ حُصُونَهُمْ مِنْ اللَّهِ فَآتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوا وَقَدْ فِي قُلُوبِهِمُ التَّرَهُّبُ يَخْرِبُونَ بُيُوتَهُمْ بِأَيْدِيهِمْ وَأَيْدِي الْمُؤْمِنِينَ فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِيَ الْأَبْصَارِ (۲: ۱۷۵)**

ترجمہ :- وہی خدا ہے جس نے ذلت کے ساتھ بنی نضیر کے کافروں کو جو اہل کتاب سے تھے اُن کے گھروں سے نکالا۔ اے مسلمانو! تم یہ خیال نہ کرتے تھے کہ یہ نکلیں گے کیونکہ اُن کی قوت و حشمت بہت تھی، اور وہ بنی نضیر خیال کرتے تھے کہ اُن کے قلعے اُن کو خدا سے بچانے والے ہیں۔ تو خدا کا عذاب اُن پر اُس جگہ سے آیا جہاں سے اُن کو گمان بھی نہ تھا اور اُن کے دلوں میں رعب ڈال دیا۔ اپنے گھروں کو خراب کرتے ہیں۔ اپنے ہاتھوں اور مسلمانوں کے ہاتھوں سے۔ پس اے آنکھوں والو! ان کے حال سے عبرت پکڑو۔

وَلَوْ لَا أَنْ كَتَبَ اللَّهُ عَلَيْهِمُ الْجَدَّ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي
الْآخِرَةِ عَذَابٌ النَّاسِرَةُ

اور اگر خدا ان کے واسطے جلا وطنی نہ لکھتا تو ضرور ان کو دنیا میں عذاب کرتا اور آخرت میں ان کے لئے آگ کا عذاب ہے۔

مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لَيْسَةٍ أَوْ نَرَكْتُمْ هَا قَائِمَةً عَلَى أُمُودٍ لَهَا فَيْدٌ مِنَ اللَّهِ وَ
لِيُخْرِجَنَّكَ الْفَاسِقِينَ

جو کھجور کے درخت تم نے قطع کئے وہ خدا کے حکم سے کئے اور جن کو تم نے اُن کی جڑوں پر کھڑا ہوا پھوڑا وہ بھی خدا کے حکم سے تاکہ فاسقوں کو ذلیل کرے۔

فَمَا أَوْجَفْتَهُ عَلَيْهِ مِنْ نَجِيلٍ وَلَا مِرْكَابٍ وَآلِكَتِ اللَّهُ يَسْلُطُ سُرْسُلَهُ عَلَى مَنْ
يَشَاءُ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

ترجمہ: تو اس کے لئے نہ تم نے گھوڑے دوڑائے نہ اونٹ۔ لیکن خدا اپنے رسول کو جس پر چاہتا ہے
مسلط کر دیتا ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

مَا أَذَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ مِنْ أَهْلِ الْقُرْبَىٰ فَلِلَّهِ دَلِيلٌ وَلِلَّهِ السُّوَالُ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ
الْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ كَيْفَ يَكُونُ دُلَّةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنْكُمْ
وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا

جو کچھ دولت اور مال بستی والوں کا خدا نے اپنے رسول کو دیا تو وہ خدا و رسول اور ان کے
قربت والوں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لئے ہے تاکہ وہ مال و دولت تمہارے
تو ننگروں کے ہاتھوں میں پھرنے والی نہ ہو۔ اور جو کچھ رسول تم کو دیں اس کو لو اور جو نہ
دیں اس سے باز رہو۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ نَافَقُوا يَقُولُونَ لِإِخْوَانِهِمُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ
أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَى قَوْلِهِ وَذَلِكَ جِزَاءُ الظَّالِمِينَ ط -

غزوة ذات الرقاع

ابن ہشام کہتے ہیں پھر بنی نصیر کے غزوہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی مصطلق کی مہم پر تشریف لے گئے۔ مگر میں اس کو اسی جگہ بیان کروں گا جہاں ابن اسحاق نے بیان کیا ہے۔

ذات الرقاع کی وجہ تسمیہ | ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی نصیر کے غزوہ سے فارغ ہو کر ریح الآخرا اور کچھ مہینہ جمادی الاول کا مدینہ میں رہے اور پھر آپ نے نجد کی طرف بنی محارب اور بنی ثعلبہ پر جہاد کا ارادہ کیا۔ یہ دونوں قبیلے غطفان سے تھے اور مدینہ میں ابو ذر غفاری اور قبول بعض حضرت عثمانؓ کو حاکم مقرر کیا۔ اور اس غزوہ کا نام ذات الرقاع اس سبب سے ہوا کہ اس جنگ میں کفاروں نے اپنے نشانوں پر کچھ لکھا تھا۔ اور بعض کہتے ہیں اس جگہ ذات الرقاع نامی ایک درخت تھا۔

صلوة نخوف | جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقام ذات الرقاع میں آکر فرودکش ہوئے تو قبیلہ غطفان کے لوگ کثیر لشکر لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل آئے اور ہر ایک لشکر دوسرے سے خوف زدہ ہوا۔ چنانچہ آنحضرتؐ نے نمازِ نخوف پڑھائی۔

جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو صلوة الخوف پڑھائی۔ اور پھر لشکر کو لے کر واپس ہوئے۔ اور یہ نماز اس صورت میں ہوئی کہ نصف آدمی آپ کے ساتھ نماز میں شریک ہوئے اور نصف دشمن کے مقابلے میں صفت بستہ کھڑے رہے جب آپ ایک رکعت پڑھ چکے تو یہ لوگ ہوا آنحضرتؐ کے ساتھ تھے دشمن کے مقابل چلے گئے۔ اور ان لوگوں نے جو نبی کریمؐ کے ساتھ پہلی رکعت پڑھ گئے تھے واپس آکر اپنی دوسری رکعت پوری کی۔ یعنی لشکر کے دونوں حصوں نے ایک ایک رکعت حضور کے ساتھ پڑھی اور ایک ایک رکعت علیحدہ پڑھی۔

غورث کا واقعہ | بنی محارب میں سے ایک شخص غورث نے اپنی قوم سے کہا کہ اگر تم کہو تو میں محمد کو قتل کر آؤں۔ قوم نے کہا اس سے بہتر کیا ہے؟ مگر تو یہ کام کیوں کر کر سکیگا اُس نے کہا دیکھو میں جاتا ہوں۔ پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ آپ اُس وقت تشریف فرما تھے اور تلوار آپ کے آگے رکھی تھی۔ غورث نے کہا اے محمد! میں ذرا آپ کی تلوار دیکھ لوں۔ آپ نے فرمایا دیکھ لے۔ راوی کہتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار پر چاندی کا کام تھا۔ غورث نے اُس کو اٹھا لیا اور میان سے نکال کر ہلانے لگا اور کہا اے محمد تم مجھ سے ڈرتے نہیں ہو۔ میرے ہاتھ میں شمشیر برہنہ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرا خدا میرا محافظ ہے میں تجھ سے کچھ نہیں ڈرتا۔ اس کے بعد غورث نے تلوار کو میان میں کر کے حضور کے آگے دکھ دیا۔

اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی :-

آیات قرآنی | يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ هُمْ قَوْمٌ

أَنْ يَنْبُسُوا إِلَيْكُمْ أَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَعَلَى اللَّهِ

فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ۝ (۵: ۱۱)

یعنی اے ایمان والو! خدا کی نعمت کو یاد کرو جبکہ ایک قوم نے تمہاری طرف اپنے ہاتھ دراز کرنے کا قصد کیا۔ پس خدا نے اُن کے ہاتھ تم سے روک دیئے اور خدا سے ڈرتے رہو اور لازم ہے کہ مومن خدا ہی پر بھروسہ کریں۔ بعض لوگ کہتے ہیں یہ آیت بنی نضیر کے موقع پر نازل ہوئی ہے جب کہ انہوں نے آپ کے قتل کرنے کے لئے مکر کیا تھا۔

حضرت جابر کے اونٹ کا واقعہ | جابر بن عبد اللہ کہتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ غزوہ ذات الرقاع میں گیا تھا۔ جب وہاں سے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس ہوئے تو میری سواری کا اونٹ بہت ہی ضعیف اور کمزور تھا۔ اس سبب سے میں سارے لشکر سے پیچھے رہ جاتا تھا۔ رسول کریم نے مجھ سے فرمایا۔ اے جابر! کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرا اونٹ نہیں چلتا۔ رسول کریم نے فرمایا اس کو بٹھا دو۔ میں نے اونٹ کو بٹھایا۔ آپ نے فرمایا ایک لکڑی مجھ کو دیدو یا کسی درخت میں سے توڑ لاؤ۔ میں نے ایک لکڑی لاکر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو دی۔ آپ نے مجھ سے فرمایا تم اونٹ پر سوار ہو جاؤ میں سوار ہو گیا۔ اور پھر آپ نے وہ لکڑی تین چار دفعہ اُس اونٹ کو ماری۔ اب جو چلے تو

اُونٹ آپ کے ناتے کے برابر چل رہا تھا۔ اور میں حضور سے باتیں کرتا ہوا ادوانہ ہوا۔ آنحضرتؐ نے مجھ سے فرمایا اے جابر یہ اُونٹ ہمارے ہاتھ فروخت کرتے ہو۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں آپ کو ہبہ کرتا ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یوں نہیں فروخت کرو۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ہی اس کی قیمت لگائیے۔ فرمایا میں نے اسے ایک درم کے عوض لے لیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ تو بہت تھوڑی قیمت ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اچھا دو قدم لے لو۔ میں نے عرض کیا یہ بھی کم ہے۔ یہاں تک کہ رسول کریمؐ بڑھاتے بڑھاتے ایک اوقیہ پر پہنچے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ایک اوقیہ پر آپ راضی ہیں۔ فرمایا ہاں میں راضی ہوں۔ میں نے عرض کیا بس تو یہ اُونٹ آپ کا ہو چکا۔ رسول کریمؐ نے فرمایا ہاں میں نے لے لیا۔ پھر آپ نے مجھ سے فرمایا کہ اے جابر! تو نے شادی کی ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ! فرمایا باکرہ عورت سے یا ثیبہ سے۔ میں نے عرض کیا ثیبہ سے۔ فرمایا باکرہ سے شادی کیوں نہ کی؟ وہ تم سے خوش ہوتی اور تم اس سے خوش ہوتے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے والد اُحد کی جنگ میں شہید ہو گئے اور انہوں نے کئی لڑکیاں چھوڑی ہیں۔ میں نے یہ خیال کیا کہ ایسی عورت سے شادی کروں جو ان کی دیکھ بھال کر سکے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم نے اچھا کیا انشاء اللہ برکت ہوگی۔

اور اے جابر اگر ہم کسی ٹیلہ پر پہنچے تو اونٹوں کے ذبح کئے جانے کا حکم دیں گے اور آج کا دن وہیں گزاریں گے۔ اے جابر تمہاری بیوی اپنے تئیں کیوں کو صاف کرے گی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمارے پاس تئیں کہاں ہیں۔ فرمایا عنقریب ہوں گے اور تم کو اس وقت بہت مضبوطی سے عمل کرنا چاہیئے۔

جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب ہم ٹیلہ کے پاس پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا اور اونٹ ذبح ہوئے اور دن بھر ہم سب وہیں رہے۔ پھر شام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں تشریف لے گئے۔ ہم بھی اپنے گھر گئے۔ جابر کہتے ہیں صبح کو وہ اونٹ لے کر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر

ہوا اور اونٹ کو مسجد کے دروازے پر باندھ کر خود مسجد کے اندر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور بیٹھ گیا۔ آنحضرتؐ مسجد کے باہر تشریف لائے اور دریافت کیا۔ یہ اونٹ کیسا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا یہ اونٹ جابر لائے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جابر کہاں ہیں؟ میں بلا یا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اے میرے بھائی کے بیٹے! اپنے اونٹ کو لے جاؤ۔ یہ تمہارا ہی ہے اور پھر بلالؓ کو حکم دیا کہ جابر کو لے جا کر ایک اوقیہ دے دو۔ چنانچہ بلال رضی اللہ عنہ نے مجھ کو ایک اوقیہ سے کچھ زیادہ دیا۔ جابر کہتے ہیں پس وہ مال میرے پاس روز بروز بڑھتا رہا۔ یہاں تک کہ حترہ کی جنگ جب ہوئی تو ضائع ہو گیا۔

عبادت کا ذوق و شوق | جابر کہتے ہیں جب ہم غزوہ ذات الرقاع سے واپس ہوئے تو ایک شخص نے کسی مشرک کی عورت کو قتل کیا تھا اور اُس کا خاوند موجود نہ تھا۔ جب اُس کو خبر ہوئی تو اُس نے قسم کھائی کہ جب تک میں اصحابِ محمد کا خون نہ بہا لوں گا واپس نہ ہوں گا۔

پھر یہ شخص رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر کے پیچھے روانہ ہوا۔ نبی کریمؐ منزل پر پہنچ کر فروکش ہوئے اور فرمایا کون شخص ہے جو آج کی رات ہمارے پاس بانی کرے گا؟ عثمان بن یاسر اور عباد بن بشر نے کہا یا رسول اللہ! ہم حفاظت اور پاس بانی کریں گے۔ ان میں ایک مہاجر اور ایک انصاری تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تم میدان کے دہانے پر جا کر رات کو رہو۔

چنانچہ یہ دونوں اُس جگہ چلے گئے اور انصاری نے مہاجر سے کہا کہ تم اول شب جاگو گے یا آخر شب۔ مہاجر نے کہا میں آخر رات جاگوں گا۔ تم اول رات تک جاگ لو۔ پھر مہاجر سورہے اور انصاری نے نماز پڑھنی شروع کی۔ ان کا بیان ہے کہ ایک شخص آیا اور اُس نے انصاری کو کھڑے ہوئے دیکھ کر سمجھا کہ یہ لشکر کا پاس بان ہے۔ تو انصاری کے ایک تیر مارا۔ انصاری نے تیر کو اپنے بدن سے نکال کر پھینک دیا اور نماز کو موقوف نہ کیا۔ اُس شخص نے ایک تیر اور مارا۔ انصاری نے جب بھی نماز موقوف نہ کی۔ اُس نے تیسرا تیر مارا۔ تب انصاری نے رکوع و مسجد سے فارغ ہو کر سلام پھیرا اور اپنے ساتھی مہاجر کو جگایا۔

جب اُس شخص نے ان دونوں کو دیکھا تو وہ بھاگ گیا۔ اور مہاجرین نے انصاری کے بدن پر خون دیکھ کر کہا کہ تم نے مجھ کو پہلے سے کیوں نہ جگایا؟
انصاری نے کہا میں اس وقت ایسی سورت نماز میں پڑھ رہا تھا جس کا موقوف کرنا میں نے پسند نہ کیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں غزوہ ذات الرقاع کے بعد رسول اللہ ﷺ واپسی پر مدینہ میں قیام | صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں جمادی الاول کا باقی مہینہ اور جمادی الآخر اور رجب کے آخر تک رہے۔
پھر ۱۰ ہجری میں شعبان کے اندر آپ نے ابوسفیان سے وعدے کے مطابق بدر کا ارادہ کیا۔



غزوة بدر الآخرة اور دومتہ الجندل

ابوسفیان کا گریز | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کا لشکر لے کر بدر میں جا پہنچے اور مدینہ میں عبداللہ بن عبداللہ بن ابی بن سلول انصاری کو حاکم مقرر کیا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں بدر میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ روز ابوسفیان کا انتظار کیا مگر ابوسفیان اہل مکہ کو لے کر جب مقام ظہران یا عسفان میں پہنچا تو اس کی راسٹے واپس مکہ چلے جانے کی ہوئی اور اس نے قریش سے کہا کہ اے قریش تمہارے سفر کے لئے ایسا موسم ہونا چاہیے جس میں تم اپنے جانوروں کو چرا بھی سکو اور دودھ بھی پٹو اور یہ موسم خشکی کا ہے اس لئے میری یہ راسٹے ہے کہ تم واپس مکہ کو چلے جاؤ۔ چنانچہ تمام اہل مکہ واپس ہو گئے۔ اس لشکر کا نام اہل مکہ نے حبشہ بنوین رکھا تھا۔ کیونکہ انہوں نے اس سفر میں شکوہت پٹے تھے۔

مخشی بن عمرو زمری | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر میں ٹھہرے ہوئے ابوسفیان کا انتظار فرما رہے تھے کہ مخشی بن عمرو زمری کا آپ کے پاس سے گزر ہوا۔ یہ وہ شخص ہے جس سے غزوة ودان میں آنحضرت نے بنی عمرو کی بابت عہد لیا تھا۔ اس نے کہا اے محمد کیا تم اس چٹھہ پر قریش سے جنگ کرنے آئے ہو؟ آپ نے فرمایا ہاں اے زمری اگر تیرا جی چاہتا ہے تو ہم تیری تلخ کو تجھے واپس کر کے تجھ سے جنگ کرنے کو موجود ہیں۔ یہاں تک کہ جیسا کچھ خدا کو منظور ہو گا وہ ہمارے تہلے درمیان میں کر دیا۔ مخشی نے کہا اے محمد! واللہ ہم کو تم سے جنگ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ پھر آپ ابوسفیان کا انتظار کر کے مدینہ میں واپس تشریف لے آئے۔

غزوة دومتہ الجندل | ابن اسحاق کہتے ہیں۔ بدر سے واپس آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کئی مہینے تک مدینہ میں رہے اور ربیع الاول ۳ھ میں آپ غزوة دومتہ الجندل کی طرف متوجہ ہوئے اور مدینہ میں سابع بن عرفطہ غفاری کو آپ نے حاکم مقرر کیا۔ اور پھر بغیر کسی جنگ کے آپ مدینہ میں واپس چلے آئے اور باقی تمام سال مدینہ ہی میں رہے۔

غزوہ خندق (۱)

یہود اور قریش کا گٹھ جوڑ | ابن اسحاق کہتے ہیں خندق کا غزوہ سوال سہ ماہ میں درپیش ہوا اور اس کی ابتداء اس طرح ہوئی کہ یہودیوں کا ایک گروہ جس میں سلام بن ابی العقیق النضری، حمی بن اخطب النضری اور کنانہ بن ربیع بن ابی العقیق النضری، ہوزہ بن قیس وائل اور ابو عمار وائل وغیرہ لوگ بنی نضیر میں سے اور بنی وائل میں سے تھے۔ یہ لوگ مکہ میں قریش کے پاس پہنچے اور ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ پر آمادہ کیا اور کہا ہم تمہارے ساتھ ہیں تم محمد سے جنگ کرو۔ ہم ان کی بیخ و بنیاد کھیر کر پھینک دیں گے۔ قریش نے ان سے کہا اے گروہ یہود تم قدیم اہل کتاب ہو اور تمہارے پاس علم ہے۔ تم یہ بتلاؤ کہ ہمارا مذہب درست اور صحیح ہے یا محمد کا؟ یہودیوں نے کہا تمہارا مذہب بہت سچا ہے اور تم بہ نسبت محمد کے حق پر ہو۔ اس بات کو سن کر قریش بہت خوش ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان یہودیوں کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی :-

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أَوْتُوا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتَابِ يُؤْمِنُونَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوتِ (۱۳۰:۲) سے

آخر تک اس کا مفصل بیان اور پرگزرا چکا ہے۔

یہود اور غطفان | قریش فوراً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کے لئے تیار ہو گئے۔ یہ یہودی سے ہو کر قبائل غطفان کے پاس پہنچے اور ان کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ پر آمادہ کیا اور قریش کے تیار ہونے کی بھی خبر دی۔ غطفان کے لوگ بھی انکے ساتھ ہو گئے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اس لشکر کے قریش کا سردار ابوسفیان بن حرب تھا۔ اور غطفان میں بنی فزارة کا سردار عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر تھا اور بنی مرہ کا سردار حرث بن عوف بن ابی حارثہ مری تھا اور بنی اشجیح کا سردار سمر بن اخیلہ بن نویرہ بن طریف بن سحہ بن عبداللہ بن ہلال بن خلاوہ بن اشجیح بن ریث بن غطفان تھا۔

خندق کی کھدائی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر سنی تب آپ نے مدینہ کے گرد خندق کا حکم دیا اور مسلمانوں کو رغبت دلانے کی خاطر سے آنحضرتؐ بھی خود اس کے کھودنے میں مصروف ہوئے۔ مسلمان نہایت مستعدی سے اس کام کو کرتے تھے اور منافقوں کا یہ قاعدہ تھا کہ رسول پاکؐ کی غفلت میں اپنے گھروں کو بغیر اجازت کے بھاگ جاتے تھے اور مسلمانوں کا یہ قاعدہ تھا کہ جب کسی کو سخت ضرورت ہوتی جس کے بغیر اس کو چارہ نہ ہو تا تب وہ رسول اللہ سے اجازت لے کر اپنے کام کو جاتا۔

آیات قرآنی اللہ تعالیٰ نے ان مومنوں کی شان میں یہ آیت نازل فرمائی :-

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِذَا كَانُوا
مَعَهُ عَلَىٰ أَمْرٍ جَامِعٍ لَمُؤْتًا هَبُوا حَتَّىٰ يَسْتَأْذِنُوا فَاذِنَا لَنَلْبَسُنَّ
أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ فَاذِنَا لَنَلْبَسُنَّ
فَاذِنَا لَنَلْبَسُنَّ مِنْهُمْ وَأَسْتَغْفِرُ لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ (۲۴: ۶۲)

ترجمہ: بے شک مومن وہی لوگ ہیں جو خدا و رسول پر ایمان رکھتے ہیں اور جب رسول کے ساتھ کسی امر جامع پر ہوتے ہیں تو رسول کی بغیر اجازت کے کہیں نہیں جاتے۔ اے رسول جو لوگ تم سے اجازت لیتے ہیں وہی خدا و رسول پر ایمان رکھتے ہیں۔ توجیب تم سے اپنی کسی ضرورت کے لئے اجازت لیں تم ان میں سے جس کو چاہو اجازت دو اور خدا سے ان کے لئے مغفرت مانگو۔ بیشک خدا بخشنے والا مہربان ہے۔

اور منافقوں کے بارے میں جو چپکے چپکے کھسک کر جایا کرتے تھے یہ آیت نازل ہوئی۔

لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ
الَّذِينَ يَسْتَلْثَمُونَ مِنْكُمْ لَوْ آذَنُوا لَيَسْتَلْثَمُونَ عَنَّا أَمْرًا
لَيُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبُهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ إِنَّ اللَّهَ مَا فِي السَّمَوَاتِ
وَإَرْضٍ قَدْ يَعْلَمُ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ وَيَوْمَ يُزْجَعُونَ إِلَيْهِ فَيَلْبَسُهُمْ فَمَا عَمِلُوا
وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝

ترجمہ :- رسول کے بلانے کو ایسا نہ سمجھو جیسے تم میں سے ایک دوسرے کو بلاتا ہے۔ بے شک خدا ان لوگوں کو نوب جانتا ہے جو تم میں چپکے چپکے کھسک جاتے ہیں۔ پس جو لوگ رسول کے حکم سے مخالفت کرتے ہیں ان کو اس بات سے خوف کرنا چاہیے کہ ان کو فتنہ یا دردناک عذاب نہ پہنچے۔ خبردار بے شک خدا ہی کے لئے ہے جو کچھ آسمان و زمین میں ہے بیشک جانتا ہے وہ اس

بات کو جس پر تم ہو اور جس روز وہ اُس کی حضور میں حاضر کئے جائیں گے۔ پس جو اعمال انہوں نے کئے ہیں۔ اُن سے اُن کو خبردار کر دے گا اور اللہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔

معجزات نبوی ص | متعدد معجزے ظاہر ہوئے جن کے بیان کرنے اور سننے سے ایمان والوں کا ایمان اور حضور کی تصدیق زیادہ ہوتی ہے۔ مسلمانوں نے ان معجزات کو بچشم خود دیکھا ہے۔

سخت زمین کا نرم ہونا | جابر بن عبد اللہ کہتے ہیں۔ خندق کے کھودنے میں ایک جگہ نہایت سخت زمین کا نرم ہونا۔ زمین نکلی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا گیا کہ یا رسول اللہ! اس میں کدال (پھاڑہ) کا رگڑ نہیں ہوتا۔ اس کو کیونکر کھودیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھوڑا پانی لاؤ۔ پانی حاضر کیا گیا۔ آپ نے اُس میں اپنا لعاب دہن ڈال دیا اور پھر اُس پانی کو اُس سخت جگہ پر چھڑک دیا۔ وہ لوگ بیان کرتے ہیں جو اُس جگہ موجود تھے کہ قسم ہے اُس ذات پاک کی جس نے حق کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا کہ پانی کے ڈالتے ہی وہ زمین ایسی نرم ہو گئی جیسے ریت ہوتی ہے اور بہت جلد ہی اُس کو اٹھا کر پھینک دیا۔

کھجوروں میں برکت | نعمان بن بشیر کی بہن کہتی ہیں میری ماں عمرہ بنت رواحہ نے میرے کپڑے میں تھوڑی سی کھجوریں دے کر کہا کہ بیٹی یہ اپنے باپ اور ماموں کو دے آؤ۔ اور کہنا کہ یہ تمہارا صبح کا کھانا ہے یہ لڑکی کہتی ہیں میں اُن کھجوروں کو لے کر چلی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزری اور اپنے باپ اور ماموں کو میں ٹھونڈھ رہی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لڑکی یہ تیرے پاس کیا چیز ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ کھجوریں میری ماں نے میرے باپ بشیر بن سعد اور میرے ماموں عبد اللہ بن رواحہ کے لئے بھیجی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا محذور دے۔ میں نے وہ کھجوریں آپ کے دونوں ہاتھوں میں رکھ دیں۔ آنحضرت نے اُن کھجوروں کو ایک کپڑے پر ڈال دیا اور پھر اُن کے اوپر ایک کپڑا ڈھک دیا اور ایک شخص سے فرمایا۔ کہ لوگوں کو کھانے کے لئے بلاؤ۔ چنانچہ تمام خندق کے کھودنے والے جمع ہو گئے اور ان کھجوروں کو کھانے لگے۔ اور وہ کھجوریں زیادہ ہوتی گئیں یہاں تک کہ جب سب لوگ کھا چکے تو کھجوریں کپڑے کے کنارہ پر سے نیچے گر رہی تھیں۔

کھانے میں برکت | حضرت جابر بن عبد اللہ کہتے ہیں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خندق کے کھودنے میں معروف تھے اور میرے پاس ایک چھوٹی سی بکری تھی۔ میں نے خیال کیا کہ اگر اس بکری کو ذبح کر کے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کروں تو بہتر ہے پھر میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ گھر میں جس قدر جو ہوں ان کو پیش لو۔ اور بکری کا گوشت پکا لو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کروں گا۔

جب شام ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مع تمام لوگوں کے گھروں کی طرف واپس ہوئے۔ کیونکہ یہی قاعدہ تھا کہ دن بھر خندق کھودتے تھے اور شام کو گھر چلے آتے تھے۔ میں نے آپ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں نے ایک بکری ذبح کر کے پکائی ہے اور آپ کی دعوت کرتا ہوں۔ آپ میرے گھر تشریف لے چلیں۔

جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں یہ چاہتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تنہا میرے ساتھ تشریف لے آئیں مگر آنحضرت نے میری یہ بات سننے ہی ایک شخص کو حکم دیا کہ لپکا کر آواز دے دو کہ سب لوگ جابر کے مکان پر چلے آئیں کیونکہ جابر نے دعوت کی ہے۔

جابر کہتے ہیں میں نے اس بات کو سن کر کہا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاٰجِعُوْنَ اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مع لوگوں کے میرے گھر تشریف لائے۔ ہم نے کھانا نکال کر آپ کے سامنے دکھا۔ آنحضرت نے نوش فرمایا۔ اور پھر آپ کے بعد سب لوگوں نے کھانا نوش کیا۔ کھاتے جاتے تھے اور چلتے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ تمام اہل خندق کھا کر فارغ ہو گئے۔

مہجرا نہ پیش گوئیاں | سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں خندق کے کھودنے میں معروف تھا کہ ایک عظیم الشان پتھر نکل آیا۔ ہر چند میں نے اس کے اکھاڑنے کی کوشش کی۔ مگر اس کو جنبش تک نہ ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری اس شدت کو دیکھ کر کدال میرے ہاتھ سے لے لی اور اس پتھر پر ضرب لگائی۔ میں نے دیکھا کہ اس کدال میں سے ایک چمک نکلی۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری مرتبہ کدال ماری جب بھی وہ چمک پیدا ہوئی۔ پھر تیسری مرتبہ بھی ایسا ہی ہوا۔

میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میرے ماں باپ حضور پر قربان ہوں۔ یہ چمکنے والی

چیز کیا تھی؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کیا تم نے بھی دیکھی ہے؟ میں نے عرض کیا۔ ہاں! فرمایا پہلی مرتبہ جو چمک ظاہر ہوئی اللہ تعالیٰ نے مین کو مجھ پر فتح کیا اور دوسری بار ملک شام اور مغرب کو فتح کیا اور تیسری بار مشرق کو فتح کیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب یہ ممالک حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں فتح ہوئے تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مجاہدین سے کہا کہ تے تے تھے کہ جہاں تک تمہارا جی چاہے ملکوں کو فتح کرو۔ قسم ہے اُس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں ابوہریرہ کی جان ہے قیامت تک جس قدر ملک تم فتح کرو گے اُن سب کی کنجیاں پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عنایت فرما دی ہیں۔



غزوہ خندق (۲)

ابن اسحاق کہتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خندق کے تیار کرنے سے کفار کی آمد کا رخ ہوئے تو قریش بھی دس ہزار لشکر لے کر مقام مجتمع الایالی میں ان پہنچے۔ یہ مقام زمین رومہ میں جرت اور زغالہ کے درمیان واقع ہے اور قریش کے اس لشکر میں بنی کنانہ اور اہل تہامہ وغیرہ مختلف قبائل کے لوگ تھے۔

اور قبیلہ غطفان بھی اہل نجد کو اپنے ساتھ لے کر آمد کی ایک جانب مقام ذنب نعیمی میں آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تین ہزار مسلمانوں کا لشکر تھا۔ آپ ان کو لے کر خندق کے اس طرف صفت آراء ہوئے اور خندق دونوں لشکروں کے درمیان میں تھی۔

ابن ہشام کہتے ہیں مدینہ میں اس موقع پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابن ابی عمیر کو حاکم مقرر کیا تھا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا **حیی بن اخطب اور کعب بن اسد** تھا کہ بال بچے اور عورتیں گھائیوں اور ٹیلیوں پر پہنچا دی جائیں۔ راوی کہتا ہے دشمن خدا حیی بن اخطب بنی قریظہ کے سردار کعب بن اسد قرظی کے پاس پہنچا۔ اور کعب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد اور صلح کر لی تھی۔ حیی بن اخطب اس کے پاس آیا تو اس نے اپنے قلعہ کا دروازہ بند کر لیا اور اسے اپنے پاس نہ آنے دیا۔ حیی بن اخطب نے شور مچایا کہ اے کعب مجھ کو تجھ سے کچھ ضروری بات کرنی ہے تو دروازہ کھول دے۔ کعب نے کہا۔ تو ایک منخوس شخص ہے تجھ کو میں اپنے مکان میں بلانا نہیں چاہتا۔ اور اس کے علاوہ میرا محمد سے عہد ہو چکا ہے اور میں نے محمد کو با وفا اور عہد کا پورا پایا ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ ان کے عہد کو شکستہ کروں۔ حیی بن اخطب نے کہا تیرا بڑا ہوا! دروازہ تو کھول۔ کعب نے کہا ہرگز نہیں کھولوں گا۔ غرضیکہ جب حیی بن اخطب نے بہت اصرار کیا تب کعب نے دروازہ کھول کر اس کو

بلایا۔ اُس نے کہا اے کعب میں تیرے پاس دُنیا بھر کی عزت اور خوبی کو لے کر آیا ہوں۔ تمام قریش
 مع اپنے مرداروں اور رئیسوں کے میرے ساتھ ہیں۔ اور تمام غطفان کے قبائل میری امداد کو
 آئے ہیں۔ چنانچہ یہ سب اُحد کے پاس ذنبِ نعمی میں ٹھہرے ہوئے ہیں اور مجھ سے عہد اور اقرار کر لیا ہے
 کہ ہم محمدؐ کا استیصال کئے بغیر واپس نہ ہوں گے۔ کعب نے جواب دیا کہ اے حتی بنِ اخطب تو دُنیا
 بھر کی ذلت و خواری لے کر میرے پاس آیا ہے۔ اے حتی بنِ اخطب تیرا بڑا ہوا ہو مجھے میری
 حالت پر تھوڑو۔ کیونکہ میں نے محمدؐ کو نہایت با وفا اور عہد کا پورا اور سچا پایا ہے۔

کعب بنِ اسد کی عہد شکنی | الغرض حتی بنِ اخطب کعب کو بہکاتا رہا یہاں تک کہ اس
 کے لوگ محمدؐ سے مغلوب ہو کر بھاگے تو تمہارے قلعہ میں آکر پناہ گزین ہو جائیں۔ کعب نے اس بات کو
 منظور کر کے حتی بنِ اخطب سے اس بات پر عہد کر لیا اور رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 کے عہد کو توڑ ڈالا۔

عہد شکنی کی تفتیش | جب یہ خبر مسلمانوں کو پہنچی کہ کعب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عہد
 شکستہ کر کے حتی بنِ اخطب سے نیا عہد باندھا ہے تب آنحضرتؐ نے
 سعد بنِ نمان کو جو اس کے سردار تھے اور سعد بنِ عبادہ کو جو بنی ساعدہ بن کعب بنِ خزرج میں
 سے خزرج کے سردار تھے اور عبداللہ بنِ رواحہ اور نحات بنِ جبیر کو کعب کے پاس بنی قریظہ میں
 بھیجا تاکہ یہ لوگ اس خبر کی تصدیق کریں اور ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا۔ کہ
 اگر یہ خبر سچ ہو تب تم اس کو اشارہ سے مجھ سے بیان کرنا اور اگر جھوٹ ہو تب اس کا
 اعلان کر دینا۔ جب یہ لوگ کعب کے پاس پہنچے اور اُس کی حالت اُس سے بھی بدتر پائی جو سنی تھی
 اور دیکھا کہ واقعی اس نے رسول کریمؐ کا عہد توڑ دیا ہے۔ تب انہوں نے کہا کہ تو نے رسولِ خدا
 کا عہد کس سبب سے توڑا؟ کعب نے کہا میں نہیں جانتا رسول اللہ کون ہے؟ اور محمدؐ سے
 میرا کوئی عہد و پیمانہ نہیں تھا۔

اور سعد بنِ عبادہ سے بنی قریظہ بدکلامی کرنے لگے۔ سعد نے کہا تم سے بدکلامی کرنے
 کی ہم کو کچھ ضرورت نہیں ہے۔ پھر سعد اور ان کے ساتھیوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
 کی خدمت میں حاضر ہو کر اس واقعہ کو عرض کیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اے مسلمانو! اللہ بہت
 بڑا ہے تم خوش ہو جاؤ۔

کڑی آزمائش اور منافقین | اس وقت مسلمان نہایت نازک حالت میں تھے چاروں

منافقین اپنا نفاق طرح طرح سے ظاہر کر رہے تھے۔ چنانچہ معتب بن قشیر نے جو نبی عمرو بن عوف سے تھا کہا کہ محمدؐ ہم سے کہتے ہیں کہ تم قیصر اور کسریٰ کے خزانے اپنے تصرف میں لاؤ گے اور اب ہمارے یہ حالت ہے کہ کوئی ہم میں سے اطمینان کے ساتھ بیت الخلاء میں بھی نہیں جاسکتا۔

بعض اہل علم کا بیان ہے کہ معتب منافقین سے نہیں تھا۔ کیونکہ یہ بدر کی جنگ میں شریک ہوا تھا اور اس بن قیس نے حضور سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہم کو گھر جانے کی اجازت دیجئے کیونکہ ہمارے گھر خالی ہیں اور شہر مدینہ سے باہر ہیں۔ غرضیکہ منافقین اسی قسم کی باتیں کرتے تھے۔ کوئی کچھ کہتا تھا اور کوئی کچھ کہتا تھا۔

داوی کہتا ہے مسلمان اور مشرکین اسی طرح بیس راتوں سے کچھ زائد پڑے رہے سوا قیراندازی کے اور جنگ نہیں ہوئی۔

سعد بن معاذ کا جذبہ ایمانی | مسلمان اس حالت میں بہت تنگ ہوئے۔ کیونکہ مشرکوں نے

علیہ وسلم نے عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر اور حرث بن عوف بن ابی حارثہ کی طرف کہ یہ دونوں قبیلہ غطفان کے سردار تھے پیغام بھیجا کہ تم یہاں سے چلے جاؤ اور ایک تہائی مدینہ کی پیداوار لے لو۔ یہ دونوں اس بات پر راضی ہو گئے اور ایک عہد نامہ لکھا گیا مگر دستخطوں اور گواہیوں سے ابھی مکمل نہ ہوا تھا۔ جب حضورؐ کے اس کو مکمل کرنا چاہا تو سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ سے اس کے متعلق مشورہ کیا۔

ان دونوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا اس بات کا اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم کیا ہے یا آپ اپنی رائے سے اس کو کرنا چاہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا نے تو مجھ کو حکم نہیں فرمایا ہے۔ مگر میں خود تم لوگوں کی تنگی اور شدت کو دیکھ کر یہ بات کرنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ تمام عرب تمہارے دشمن ہو گئے ہیں اور اس حکمت سے تمہارے دشمنوں کی تعداد کم ہو جائیگی۔ سعد بن معاذ نے عرض کیا یا رسول اللہ! پہلے ہم اور یہ لوگ ایک حالت پر تھے یعنی سب مشرک تھے جن کو پوجتے تھے اور خدا کو نہ پہچانتے تھے۔ اور اس وقت یہ لوگ ہماری ایک کھجور بھی سوائے مہمانی یا

خرید کے نہ کھا سکتے تھے اب خدا نے ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بدولت ہدایت کی اور ہم نے اسلام قبول کیا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعے ہم کو عزت دی ہے اب ہم ان سے دب کر کس طرح اپنا مال ان کو دیدیں۔ واللہ: ہم کو اس بات کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔ ہم بجز تلوار کے اور کچھ ان کو نہ دیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے جب چاہے گا ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ کر دے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا تم کو اختیار ہے۔ پھر سعد نے اس کاغذ کو لے کر ٹھادیا اور کہا جو کچھ ان سے ہو سکے وہ کر لیں۔

چند مشرکین | اسی طرح جب بہت روز گزر گئے کہ مشرکین چاروں طرف سے مسلمانوں کا محاصرہ رکھے ہوئے تھے اور بجز تیر اندازی کے جنگ نہ ہوتی تھی تو قریش میں سے چند سوار جنگ کے لئے تیار ہوئے۔ ان سواروں میں قریش کے مشہور لوگ یہ تھے :-

۱۔ عمرو بن عبدود ابن ابی قیس بن عامر بن لوئی میں سے۔ اور

۲۔ عکرمہ بن ابی جہل اور

۳۔ ہبیرہ بن ابی وہب اور

۴۔ مزاحم بن غنبل شاعر وغیرہ۔

یہ لوگ تیار ہو کر بنی کنانہ کے پاس آئے اور کہنے لگے اے بنی کنانہ جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ۔ آج تم کو معلوم ہو گا کہ کون سا سوار اور مرد میدان ہے۔ اور پھر یہ قریش کے سوار مسلمانوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ جب خندق پر پہنچے تو اس کو دیکھ کر حیران ہوئے اور ایک نے دوسرے سے کہا یہ ہم نے نئی تدبیر دیکھی ہے ایسا طریقہ عرب میں کوئی نہیں جانتا۔

سلمان فارسی کا اعزاز | ابن ہشام کہتے ہیں خندق کی ترکیب سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے انصار کہتے تھے کہ سلمان ہم میں سے ہیں اور مہاجرین کہتے تھے ہم میں سے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ قصد فرمایا۔ سلمان ہمارے اہل بیت میں سے ہے۔

قریش کے یہ سوار خندق کے کنارے کھارے پھرتے ہوئے ایک جگہ آئے جہاں خندق تنگ یعنی زیادہ چوڑی نہ تھی اور اس جگہ خندق سے انہوں نے پار ہونا چاہا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب چند مسلمانوں کو ساتھ لے کر ان قریشیوں کے مقابلے کو نکلے۔ قریشیوں میں سے ایک شخص عمرو بن عبدود نامی تھا بدر کی جنگ میں یہ شخص بہت زخمی ہو گیا تھا اور احد میں مشرکوں کے ساتھ نہ آیا تھا پھر اس

موقع پر آیا اور مسلمانوں سے کہا کہ میرے مقابل کون آتا ہے؟ حضرت علیؓ اس کے مقابل گئے اور اس سے کہا اے عمرو کیا تو نے خدا سے عہد نہیں کیا تھا کہ جو شخص قریش میں سے تجھ کو دو خصلتوں میں سے اچھی خصلت کی طرف بلائے گا تو اس خصلت کو قبول کرے گا۔ عمرو نے کہا۔ ہاں میں نے عہد کیا تھا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا بس میں تجھ کو خدا اور رسول اور اسلام کی طرف بلاتا ہوں۔

عمرو نے کہا۔ تجھ کو اس کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ پھر میرے مقابل آئیں تجھ کو جنگ کی طرف بلاتا ہوں۔ عمرو نے کہا کیوں اے میرے بھتیجے میں تجھ کو قتل کرنا نہیں چاہتا۔

حضرت علیؓ نے فرمایا واللہ! میں تجھ کو قتل کرنا چاہتا ہوں۔ اس جواب سے عمرو بہت خفا ہوا اور اپنے گھوڑے سے اتر کر پہلے گھوڑے کی کونچیں کاٹ کر ہلاک کیا۔ پھر حضرت علیؓ پر تلوار مار دی حضرت علیؓ بن ابی طالب نے اس کا وار رد کر کے ایسا ہاتھ مارا کہ صاف دو ٹکڑے کر دیا اور باقی قریشیوں کو بھی خندق سے باہر نکال کر بھاگادیا۔ عکرمہ بن ابی جہل ایسا بدحواس ہو کر بھاگا کہ اپنا نیزہ بھی پھینک گیا۔

خندق کی جنگ میں مسلمانوں کی نشانی جس کو شعار کہتے ہیں یہ
 مسلمانوں کا شعار | معنی کہ ہر ایک مسلمان حصہ لے کر یُنْفِرُونَ لے کتا تھا تاکہ اپنا
 اور بیگانہ معلوم ہو جائے۔



غزوہ خندق (۳)

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہما فرماتا ہے کہ میں تشریف لے گئی تھیں جو تمام مدینہ کے قلعوں میں سب سے زیادہ مقبوط اور مستحکم تھا اور سعد بن معاذ کی والدہ بھی آپ کے ساتھ اسی قلعہ میں تھیں۔ اس وقت تک عورتوں کے لئے پردے کا حکم نہ ہوا تھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں ہمارے قلعہ کے نیچے سے سعد بن معاذ گزرے اور میں نے اُن کی زہرہ کو دیکھا کہ بہت بوسیدہ اور پھٹی ہوئی تھی اور اُس میں سے سعد کی کلا میاں باہر نکلی ہوئی تھیں۔ عائشہ فرماتی ہیں۔ میں نے سعد کی ماں سے کہا کہ اگر سعد کی زہرہ درست ہوتی تو بہتر تھا۔ اور میں نے یہ اس خیال سے کہا کہ کہیں سعد کے تیرہ لگ جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کہ سعد کی اکل رگ میں ایک تیرہ لگا۔ یہ تیرہ بنی عامر کے ایک شخص جہان بن قیس بن عرقہ نے مارا تھا اور ماتے وقت کہا تھا کہ میرا یہ تیرہ نوش کر اور میں ابن عرقہ ہوں۔ سعد نے کہا۔ خدا تیرے چہرے کو جہنم میں عرق آلود کرے۔ پھر اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے خدا! اگر ابھی قریش کی جنگ باقی ہے تو مجھ کو زندہ رکھنا۔ کیونکہ مجھ کو قریش سے زیادہ کسی سے جنگ کرنے کی خواہش نہیں ہے۔ کیونکہ انہوں نے تیرے رسول کو تکلیفیں پہنچائی ہیں اور اُن کو اُن کے گھر سے نکالا ہے اور اگر تو نے قریش کی جنگ کا خاتمہ کر دیا ہے تو مجھ کو اس وقت تک زندہ رکھ کہ میں اپنی آنکھ سے بنی قرینہ کی ہلاکی دیکھ لوں۔

بعض لوگوں کا بیان ہے کہ سعد بن معاذ کو بنی مخزوم کے حلیف ابوسامہ حبشی نے تیرا مارا تھا اور بعض کہتے ہیں خنساء بن حاتم نے تیرا مارا تھا۔

حضرت صفیہ کی شجاعت | اس جنگ میں رسول اکرم کی چھوٹی حسان بن ثابت کے قلعہ میں

اور پتھوں کی حفاظت کے لئے موجود تھے۔ حضرت صفیہ فرماتی ہیں۔ میں نے ایک یہودی کو دیکھا کہ ہمارے قلعہ کے گرد پھر رہا ہے اور میں جانتی تھی کہ بنی قریظہ نے رسول اللہ کے عہد کو توڑ دیا ہے۔ اور ہمارے دشمن ہو گئے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت مع مسلمانوں کے دشمنوں کے مقابل ہیں اگر ادھر سے کوئی دشمن آگیا تو سخت مشکل ہوگی۔ اس خیال سے میں نے حسان سے کہا کہ یہ یہودی ہمارے قلعہ کے گرد پھر کر ضرور موقع محل دیکھ رہا ہے۔ یہ یہودیوں کا مخبر معلوم ہوتا ہے۔ تم اس کو جا کر قتل کرو۔ حسان نے کہا اے صفیہ تم جانتی ہو کہ میں تو اس کام کا آدمی نہیں ہوں۔ صفیہ کہتی ہیں جب حسان کا میں نے یہ جواب سنا اور سمجھی کہ ان میں ہمت نہیں ہے تو میں خود ایک لٹھ لے کر قلعہ سے باہر نکلی اور اس یہودی کو میں نے لٹھ مار مار کر قتل کر دیا۔ پھر حسان سے آکر کہا کہ اے حسان میں اس کو قتل کراٹی ہوں تم جا کر اس کے کپڑے اور ہتھیار لے آؤ۔ میں چونکہ عورت ہوں اس سبب سے میں نے اس کے کپڑے نہیں اتارے۔ حسان نے کہا اے صفیہ مجھ کو اس کے کپڑوں کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔

نعیم کا کارنامہ | ابن اسحاق کہتے ہیں جب مسلمان اس شدت اور تنگی میں تھے کہ چاروں طرف سے دشمنوں نے ان کو گھیر رکھا تھا۔ نعیم بن مسعود بن عامر بن انیس بن ثعلبہ بن قنفذ بن ہلال بن خلاوہ بن اشجع بن ریث بن غطفان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے اسلام قبول کر لیا ہے اور میری قوم کو میرے مسلمان ہونے کی خبر نہیں ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اکیلے آدمی ہو تم سے جو کچھ مسلمانوں کی خیر خواہی ہو سکے کرو اور چونکہ لڑائی مکر ہے لہذا ایسی ترکیب کرو جس سے دشمنوں میں پھوٹ پڑ جائے۔

نعیم نے عرض کیا بہت بہتر ہے۔ پھر نعیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے بنی قریظہ کے پاس آئے اور پہلے یہ ان کے بڑے دوست تھے۔ انہوں نے بنی قریظہ سے کہا کہ تم جانتے ہو کہ میں تمہارا ایکسا دوست ہوں۔ بنی قریظہ نے کہا بے شک تم ہمارے بڑے سچے دوست ہو۔ نعیم نے کہا قریش اور غطفان کے کہنے سے جو تم نے محمد سے عہد شکنی کی ہے، یہ اچھا نہیں کیا۔ قریش اور غطفان اپنے اپنے گھروں کو چلے جائیں گے۔ پھر محمد تم پر حملہ کریں گے اس وقت تم کیا کرو گے؟ اور تم میں

محمد کے مقابلہ کی طاقت نہیں ہے۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ تم قریش اور غطفان سے چند آدمی بطور
لہن کے اپنے پاس مقید رکھو تاکہ اگر محمد تم پر حملہ کریں تو قریش اور غطفان تمہاری مدد کو آجائیں۔ بنی قریظہ
نے کہا اے نعیم! واقعی یہ بہت اچھی رائے تم نے بتلائی ہے ہم ایسا ہی کریں گے اور بغیر اس کے
ہرگز قریش کا ساتھ نہ دیں گے۔

نعیم قریظہ کو یہ سبق پڑھا کہ قریش کے پاس آئے اور کہا تم لوگ مجھ کو کیسا خیال کرتے ہو؟
قریش نے کہا ہم تم کو نہایت سچا اور نیک سمجھتے ہیں۔ نعیم نے کہا میں تم سے ایک لڑائی کی بات کہنے
آیا ہوں کیونکہ مجھ کو تم لوگوں سے محبت ہے۔ اس سبب سے تم پر ظاہر کرتا ہوں کہ قریظہ محمد سے
عہد توڑ کر بہت نادم ہوئے ہیں اور محمد سے انہوں نے کہا کہ بھیجا ہے کہ ہم لوگ آتے سے بہت
شرمندہ ہیں اور اس عہد شکنی کے بدلہ ہم چاہتے ہیں کہ قریش اور غطفان کے چند مرد اوروں کو گرفتار کر کے
آپ کی خدمت میں لائیں۔ آپ ان کی گردنیں مار دیں اور محمد نے اس بات کو منظور کر لیا ہے۔
پس اب قریظہ نے یہ مشورہ کیا ہے کہ تم سے چند آدمی بطور لہن کے مانگیں اور پھر ان کو محمد کے
پاس بھیج دیں اور محمد ان کو قتل کر دیں۔ لہذا میں تم سے کہتا ہوں کہ تم ہرگز اپنا ایک آدمی بھی قریظہ
کو نہ دینا ورنہ تم پچھتاؤ گے۔

پھر نعیم قریش کے پاس سے ہو کر غطفان کے پاس آئے اور کہنے لگے اے غطفان تم میری قوم
اور قبیلہ ہو۔ اور سب سے زیادہ مجھ کو پیارے ہو۔ مجھ کو یقین ہے کہ تم مجھ کو جو ٹٹانہ مانو گے۔
غطفان نے کہا بے شک تم سچ کہتے ہو۔ ہم تم کو سچا ہی جانتے ہیں۔ نعیم نے کہا میں تم سے
ایک لڑائی کہتا ہوں۔ اگر تم کسی سے ظاہر نہ کرو۔ اور پھر جو کچھ قریش سے کہا تھا وہ غطفان
سے بھی کہا۔

مشرکین میں چھوٹ | راوی کہتا ہے ہفتہ کی رات ۳۰ میں ابوسفیان بن حرب اور غطفان
کے مرد اوروں نے بنی قریظہ کے پاس عکرمہ بن ابی جہل کو چند آدمیوں
کے ساتھ بھیجا اور یہ کہا کہ کل محمد پر حملہ کے لئے تیار ہو جاؤ۔ کیونکہ ہم یہاں پڑے پڑے سخت
پریشان ہو گئے ہیں۔ بنی قریظہ نے ان کو یہ جواب دیا کہ کل ہفتہ کا روز ہے ہم اس میں نہیں لڑ
سکتے۔ اور دو مری بات یہ بھی ہے کہ جب تک تم اپنے چند آدمی ہمارے پاس لہن نہ رکھو گے ہم
تمہارے ساتھ ہو کر ہرگز محمد سے جنگ نہ کریں گے۔ کیونکہ ہم کو یہ خوف ہے کہ جب تم میاں سے
چلے جاؤ گے تو محمد ہم کو زندہ نہ چھوڑیں گے اس لئے کہ ہم ان کے مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتے۔ اگر

تمہارے آدمی ہمارے پاس ہوں گے تو ہم کو یقین ہو گا کہ ضرورتاً ہماری مدد کو آ جاؤ گے۔

بنی قریظہ کے اس جواب سے قریش اور غطفان کو یقین ہو گیا کہ واقعی نعیم بن مسعود سچ کہتا تھا۔ انہوں نے کہا واللہ ہم ہرگز ان کو اپنے آدمی نہ دیں گے اور بنی قریظہ سے کہا کہ ہم تمہارے اس جیل حوالہ کو نہیں سنبھالیں گے۔ اگر تم کو ہمارا ساتھ دینا ہے تو ہمارے ساتھ نکل کر جنگ کرو۔ بنی قریظہ نے کہا جب تک تم اپنے آدمی ہمارے پاس رہن نہ رکھو گے ہم ہرگز محمد سے جنگ نہ کریں گے۔ قریش نے اپنے آدمیوں کے دینے سے صاف انکار کر دیا۔ اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان میں آپس میں پھوٹ ڈال دی۔

ادوی کتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف ان مشرکین پر یہ قہر نازل ہوا کہ اُس مردی سخت آندھی کے موسم میں ایسی سخت آندھی چلی کہ تمام ہنڈیاں اور برتن مشرکوں کے اٹک گئے اور ان کا کھانے پینے کا سارا سامان خراب ہو گیا اور مارے مردی کے پریشان ہو گئے۔

ادوی کتا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرکین کی اس خرابی کی خبر پہنچی۔ آپ نے حذیفہ بن میمان رضی اللہ عنہ کو ان کی خبر لانے کے لئے روانہ کیا تاکہ دیکھا میں کہ رات کو ان کی کیا حالت گزری۔

ان اسحاق کہتے ہیں اہل کوفہ میں سے ایک شخص نے حذیفہ بن میمان سے کہا کہ کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے؟ اور ان کی صحبت میں رہے ہیں؟ حذیفہ نے کہا ہاں۔ اُس شخص نے کہا۔ آپ کس طرح کام کرتے تھے؟ حذیفہ نے کہا ہم بڑی محنت کرتے تھے۔ اُس شخص نے کہا اے حذیفہ اگر ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہوتے تو آنحضرتؐ کو کبھی زمین پر نہ چلنے دیتے اپنی گردنوں پر سوار رکھتے۔

حذیفہ نے کہا اے میرے بھائی کے فرزند میں خندق کی جنگ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ آپ نے نماز کے بعد صحابہ سے فرمایا کہ ایسا کون شخص ہے کہ جو ہم کو مشرکین کی خبر لادے اور میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اُس شخص کو جنت میں میرا رفیق کرے۔

حذیفہ کہتے ہیں خوف اور جھوک اور مردی کی شدت سے کوئی شخص کھڑا نہ ہوا تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو طلب کیا۔ میں کھڑا ہوا۔ آنحضرتؐ نے مجھ سے فرمایا کہ اے حذیفہ تم جا کر دیکھو کہ مشرک کیا کر رہے ہیں؟ اور کسی سے کچھ نہ کہنا سیدھے ہمارے پاس چلے آنا۔ حذیفہ کہتے ہیں۔ میں جب مشرکوں میں پہنچا تو میں نے دیکھا کہ آندھی نے سب کو پریشان کر رکھا ہے

نہ آگ جلتی ہے نہ خیمہ کھڑا ہوتا ہے۔

پھر اسی وقت ابوسفیان کھڑا ہوا اور کہنے لگا اے قریش واللہ! تم ایسی جگہ اٹھ رہے ہو کہ
جہاں جوتیاں تک ٹوٹ گئیں۔ بنو قریظہ نے ہم سے عہد خلائی کی اور ایسی باتیں کہیں جو ہم کو بہت ناگوار
گزدیں اور ہوانے ہم کو ایسا پریشان کیا ہے کہ ہم کو کسی طرح کا اطمینان نہیں ہے نہ آگ جلتی ہے نہ
خیمہ قائم رہتا ہے۔ پس میں تو یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ اب تم مکہ کو واپس چلے چلو۔ پھر ابوسفیان اپنے
اُونٹ کے پاس آیا۔ اُس کے رتی بندھی ہوئی تھی۔ ابوسفیان بدحواسی میں اُونٹ پر سوار ہو کر اُس کو
مارنے لگا۔ تب ایک اور شخص نے اُس کا بند کھول دیا اور ابوسفیان روانہ ہوا۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ
کہتے ہیں کہ اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو منع نہ فرماتے تو ضرور میں ابوسفیان کو ایک
تیرا کو قتل کر دیتا۔

حذیفہ کہتے ہیں پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ اُس وقت
کھڑے ہوئے ایک چادر اوڑھے نماز پڑھ رہے تھے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو دیکھا
اپنے پیروں میں مجھ کو داخل کر لیا اور چادر مجھ پر ڈال دی۔ پھر رکوع اور سجدہ کر کے سلام پھیرا۔
میں نے سارا وقتہ عرض کیا۔
قریش کے واپس جانے کی خبر سنتے ہی غطفان بھی واپس اپنے ملک کو چلے گئے۔



غزوة بنی قریظہ

یہود سے جنگ کا حکم | ابن اسحاق کہتے ہیں ششہ ہجری میں جبکہ مسلمان اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوة خندق سے واپس ہو کر مدینہ میں داخل ہوئے اور مسلمانوں نے اپنے ہتھیار اُتار کر رکھے۔ ظہر کے وقت جبرائیل استبرق کا سفید عمامہ سر پر باندھے نجر پر سوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور کہا یا رسول اللہ کیا آپ نے ہتھیار رکھ دیئے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ جبرائیل نے کہا۔ فرشتوں نے تو ابھی ہتھیار نہیں رکھے اور نہ ابھی تک وہ قریش کے تعاقب سے واپس ہوئے ہیں۔ اور آپ کو خدا نے حکم فرمایا ہے کہ ابھی بنی قریظہ کی مہم پر تشریف لے جائیے اور میں بھی انہی کی طرف جا رہا ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت ایک شخص کو حکم دیا کہ لوگوں میں آواز دو کہ جو شخص سُننے اور اطاعت کرنے والا ہے وہ عمر کی نماز بنی قریظہ میں پڑھے اور مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن ام مکتوم کو حاکم مقرر کیا۔

ہراول دستہ | پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی بن ابی طالب کو لشکر کا نشان عینت کر کے آگے روانہ کیا اور بہت سے مسلمان بھی اُن کے ساتھ ہو لئے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ بنی قریظہ کے قلعوں کے پاس پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں اُن کے گستاخانہ کلمات سُن کر آپ کی خدمت میں واپس آئے اور راستہ میں آپ سے طاقات کی اور عرض کیا اگر آپ بذاتِ خاص ان خبیثوں کی طرف تشریف نہ لائیں تو کچھ حرج نہیں ہے۔ رسول مقبول نے فرمایا میں سمجھتا ہوں کہ تم نے اُن کو مجھے بُرا بھلا کہتے سنا ہے۔ علیؑ نے عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا اگر وہ مجھے دیکھ لیں گے تب پھر مجھ نہ کہیں گے۔ پھر جب آپ اُن کے قلعوں کے پاس پہنچے فرمایا اے بندوں کے بھائیو!

تہ نے دیکھا کہ خدا نے تم کو کس طرح ذلیل کیا اور کیسا عذاب تم پر نازل کیا۔ بنی قریظہ نے کہا۔
آپ تو ناواقف نہیں۔

جبرائیل علیہ السلام | بنی قریظہ کے پاس پہنچنے سے پہلے رسول اللہ علیہ وسلم کا مع صحابہ کے
چند لوگوں کے پاس سے گزر ہوا۔ آپ نے ان سے دریافت کیا کہ
یہاں سے کوئی شخص گزرا ہے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! حبیہ بن خلیفہ کلبی سفید خنجر پر
سوار جس کا زین پوش دیباچ کا تھا یہاں سے گزرے ہیں۔ حضور نے فرمایا وہ جبرائیل تھے۔
اللہ تعالیٰ نے ان کو اس لئے بھیجا تاکہ بنی قریظہ کے قلعوں کی بنیادیں متزلزل کر دیں اور ان کے دلوں
پر خوف اور رعب غالب کریں۔

نماز کی ادائیگی | الغرض جب رسول اللہ بنی قریظہ کے پاس پہنچے۔ ان کے ایک کنوئیں پر جس کو
بیرانا کہتے ہیں آپ نے قیام کیا اور مسلمان آپ کی خدمت میں آکر جمع ہونے
شروع ہوئے۔ یہاں تک کہ بعض لوگ عشاء کے بعد تک آئے اور عمر کی نماز ان لوگوں نے نہ پڑھی
تھی۔ کیونکہ آپ نے حکم دیا تھا کہ سب بنی قریظہ میں پہنچ کر عصر پڑھیں۔ پس یہ لوگ سلمان جنگ
کی تیاری کرنے میں معروف ہو گئے اور آنحضرت کے پاس آنے شروع ہوئے اور یہیں آپ کے
پاس عشاء کی نماز کے بعد ان لوگوں نے عمر کی نماز پڑھی۔ آپ نے ان لوگوں کو کچھ نہ کہا اور نہ ہی
اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ان کی برائی بیان کی۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پچیس لاکھ بنی قریظہ کا محاصرہ لکھا یہاں تک کہ یہ
سخت تنگی میں گرفتار ہوئے اور خداوند تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا۔

داؤدی کہتا ہے قریش اور غطفان کے جانے کے بعد حسی بن اخطب بنی نضیر کا سردار بنی
قریظہ میں کعب بن اسد کے پاس عہد کے مطابق آ گیا تھا جس کا ذکر ہو چکا ہے۔

بنی قریظہ کا محاصرہ | جب بنی قریظہ کو یقین ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بغیر ان کو
مطیع کئے واپس نہ ہوں گے۔ تب کعب بن اسد نے اپنی قوم سے

مخاطب ہو کر کہا کہ اے یہودیو! جس حالت اور مصیبت میں تم مبتلا ہو اُس کو تم خود دیکھ رہے ہو۔ اب
میں تم سے تین باتیں کہتا ہوں ان میں سے جو بات تم کو پسند ہو اُس کو قبول کرو۔ یہودیوں نے
کہا وہ کیا باتیں ہیں ان کو بیان کرو۔ کعب بن اسد نے کہا پہلی بات تو یہ ہے کہ ہم ان شخص کا اتباع
کریں اور ان کی تصدیق بجا لائیں۔ کیونکہ اللہ یہ بات تم پر ظاہر ہو گئی ہے کہ یہ سچے نبی ہیں اور

وہی رسول ہیں جن کو تم اپنی کتابوں میں لکھا ہوا پاتے ہو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو اپنی جان و مال اور اولاد اور عورتوں کو محفوظ رکھو گے۔ یہودیوں نے جواب دیا کہ ہم تو لڑاتے کے مذہب کو چھوڑنا نہیں چاہتے اور نہ دوسرا مذہب اختیار کرتے ہیں۔

کعب نے کہا جب تم اس بات کو قبول نہیں کرتے تو اپنی تلواریں کھینچ کر محمدؐ اور ان کے اصحاب پر جا پڑو اور پہلے اپنے بچوں اور عورتوں کو اپنے ہاتھ سے قتل کرو۔ پھر خود لڑ کر قتل ہو جاؤ۔ یا جیسا خدا فیصلہ کرے۔ اگر تم محمدؐ پر غالب ہوئے تو پھر تمہارے بچے اور بہت سی عورتیں اور اولاد مہتیا ہو جائے گی۔ اور اگر تم قتل ہوئے تب تمہیں اپنے اہل و عیال کی طرف سے کچھ کھٹکا نہ رہے گا۔ یہودیوں نے کہا ہم اپنی اولاد اور عورتوں کو کیسے بے گناہ قتل کر دیں۔ پھر ہم کو ان کے بعد اپنی زندگی کا کیا لطف رہے گا۔ کعب بن اسد نے کہا اچھا پھر یہ کام کرو کہ آج ہفتہ کی رات ہے اور مسلمان نہما رہی طرف سے بے فکر ہیں۔ تم راتوں رات ان پر شیخون مارو۔ شاید اس ترکیب سے تم کامیاب ہو جاؤ۔ یہودیوں نے کہا ہم ہفتہ کے روز کیسے جنگ کر سکتے ہیں کیونکہ اسی ہی بے اعتدالیوں سے ہمارے پہلے لوگ مسخ ہو گئے۔

ابولبابہ کی توبہ پھر ان سب لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں درخواست بھیجی کہ ابولبابہ بن منذر کو ہمارے پاس بھیج دیجئے۔ ہم ان سے مشورہ کریں گے۔ ابولبابہ بنی عمرو بن عوف میں سے تھے اور بنی قریظہ ان کے حلیف تھے۔ آپ نے ابولبابہ کو بنی قریظہ کے پاس بھیج دیا۔ جب ابولبابہ ان کے پاس پہنچے تو بنی قریظہ کے بہت سے مرد و عورت ان کے سامنے روئے اور چیخنے لگے۔ ابولبابہ کو ان کی حالت پر رحم آ گیا اور انہوں نے کہا اے ابولبابہ کیا تم یہ مشورہ دیتے ہو کہ ہم محمدؐ کے حکم پر اتر آئیں۔ ابولبابہ نے کہا ہاں اور اپنے ہاتھ سے اپنے حلق کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ فرج ہونا ہے۔

ابولبابہ کہتے ہیں وہاں سے میں ہلنے نہ پایا تھا کہ اسی وقت مجھ کو خیال ہوا کہ میں نے خدا و رسول کی خیانت کی۔ اسی وقت وہاں سے واپس ہو کر میں مسجد میں آیا اور ایک ستون سے اپنے آپ کو باندھ دیا اور رونے لگا۔ اور دل میں عہد کیا کہ جب تک اللہ تعالیٰ میری توبہ قبول نہ فرمائے گا۔ میں ہرگز اس ستون سے جدا نہ ہوں گا اور بنی قریظہ میں جہاں میں نے خدا و رسول کی خیانت کی ہے ہرگز کبھی نہ جاؤں گا۔

آیت قرآنی ابن ہشام کہتے ہیں ابولبابہ ہی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے :-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ وَتَحُودُوا أَمَا تَتَّقُونَ
وَإِنَّكُمْ تَعْلَمُونَ ۝ (۸: ۲۴)

اے مومنو! تم خدا اور رسول کی خیانت نہ کرو اور نہ اپنی امانتوں میں خیانت کرو۔ حالانکہ تم خیانت کی خرابی کو جانتے ہو۔

جب ابولبابہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے میں دیر ہوئی اور آنحضرتؐ کو یہ سارا واقعہ معلوم ہوا۔ فرمایا اگر ابولبابہ میرے پاس حاضر ہوتا میں اس کے لئے دُعائے مغفرت کرتا۔ اب جو خود اس نے ایسی حرکت کی ہے میں بھی اس کو رہا نہیں کرتا۔ جب تک کہ اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول نہ فرمائے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام سلمہ کے مکان میں تھے کہ توبہ کی قبولیت سحر کے وقت ابولبابہ کی توبہ قبول ہونے کا حکم آنحضرتؐ پر نازل ہوا اور آپ ہنس پڑے۔ ام سلمہ نے عرض کیا آپ کس بات پر ہنستے ہیں؟ اللہ آپ کو ہمیشہ بہت رکھے۔ فرمایا ابولبابہ کی توبہ قبول ہوگئی۔ ام سلمہ فرماتی ہیں میں نے عرض کیا میں جا کر ابولبابہ کو نیکو شجرہ پہنچا دوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں اختیار ہے۔

پس ام سلمہ نے اپنے حجرہ کے دروازہ پر کھڑے ہو کر آواز دی اور یہ اس وقت کی بات ہے جب عورتوں پر پردہ عائد نہیں ہوا تھا، کہ اے ابولبابہ تم کو خوشخبری ہو کہ تمہاری توبہ اللہ نے قبول کی۔ لوگ دوڑے کہ ابولبابہ کو ستون سے کھول دیں۔ ابولبابہ نے لوگوں کو منع کیا کہ کوئی مجھ کو ہاتھ نہ لگائے۔ جب رسول اللہؐ مجھ کو خود اپنے دست مبارک سے کھولیں گے جب میں کھلون گا۔ چنانچہ جب رسول اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح کی نماز کے لئے باہر تشریف لائے تب آپ نے ابولبابہ کو کھولا۔

ابن ہشام کہتے ہیں چھ مدت ابولبابہ ستون سے بندھے رہے۔ جب نماز کا وقت ہوتا ان کی بیوی ان کو کھول دیتی تھیں اور نماز کے بعد پھر ان کو باندھ دیتی تھیں اور ان کی توبہ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی :-

وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا فَلْيُوْجِبُوْا أَلْفَ مِائَةٍ مِّنْهُنَّ لِيْ تَذَكَّرُوْا وَآخَرُ مِنْهُنَّ أَسْفَىٰ مِّنْ أَوَّلِهَا وَإِنَّكُمْ لَعِندَ رَبِّكُمْ لَكَاثِبُونَ
أَن تَتُوبَ عَلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ عَفُوٌّ رَّحِيمٌ (۹: ۱۰۱)

اور دوسرے لوگ ایسے ہیں جنہوں نے اپنے گناہوں کا اقرار کیا اور اچھے اور بُرے دونوں

طرح کے اعمال کے مرتکب ہوئے۔ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول فرمائے۔ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔“

چند لوگوں کا قبول اسلام | ابن اسحاق کہتے ہیں جب بنی قرینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر آئے تب ثعلبہ بن مسعیہ اور سعید بن مسعیہ اور اسد بن

علیہ جو بنی ہدل میں سے تھے یعنی نہ قرینہ میں سے اور نہ نضیر میں سے بلکہ قرینہ کے چچا زاد بھائی تھے اسی رات اسلام لائے جس رات بنی قرینہ حضور کے حکم پر آئے۔

اسی رات کو عمرو بن سعد قرظی بنی قرینہ میں سے نکل کر آپ کے پہریدار محمد بن مسلمہ کے پاس گزرے۔ جب محمد بن مسلمہ نے ان کو دیکھا پوچھا کون ہے؟ انہوں نے کہا میں عمرو بن سعد ہوں۔ او یہ وہ شخص تھے جنہوں نے بنی قرینہ کا اُس وقت ساتھ نہ دیا تھا جب کہ انہوں نے آنحضرتؐ کا عہد توڑا۔ اور عمرو نے اس وقت کہہ دیا تھا کہ میں محمد سے کبھی عذر نہ کروں گا۔ اب اس وقت جو محمد بن مسلمہ نے اُن کو پہچانا تو اُن کو کچھ نہ کہا اور جانے دیا۔

عمرو بن سعد وہاں سے مسجد نبوی کے دروازے پر آئے اور پھر اُن کا پتہ نہ چلا کہ کہاں گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب یہ ذکر کیا گیا آپ نے فرمایا وہ ایسا شخص تھا کہ اُس کے عہد کو پورا رکھنے کے سبب خدا نے اُسے نجات دی۔

روزِ جمعہ صبح کو بنی قرینہ آنحضرت کے حکم سے آئے۔ قبیلہ اوس نے سعد بن معاذ کی ناشکی | آپ سے گفتگو کی کہ یا رسول اللہ! بنی قرینہ ہمارے موالی ہیں بنی خزرج

کے نہیں ہیں۔ اور آپ نے ہمارے خزر جی بھائیوں کے حق میں کل ہی وہ فیصلہ فرمایا ہے جس کو آپ جانتے ہیں۔ یعنی بنی قرینہ سے پہلے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی قینقاع کا محاصرہ کیا تھا اور وہ بنی خزرج کے حلیف تھے اور رسول کریم کے حکم پر آئے تب آپ نے ان کو عہد اللہ بن ابی بن سلول کو بخش دیا تھا۔ یہی درخواست اب قبیلہ اوس نے کی۔ رسول اکرم نے فرمایا اسے اوس کے لوگو! کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ تمہارے ہی قبیلہ کا سردار بنی قرینہ کے متعلق فیصلہ کرے۔ اوس نے عرض کیا ہاں اس بات سے ہم راضی ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا پس تو سعد بن معاذ کو اختیار ہے وہ جو چاہے فیصلہ کریں۔

خندق کی جنگ میں سعد بن معاذ تیر کے لگنے سے زخمی ہو گئے تھے اور آپ نے ان کو ایک عورت رفیدہ نامی کے خیمہ میں بھیج دیا تھا۔ یہ عورت ثواب سمجھ کر زخمیوں کا علاج اچھی طرح کیا کرتی

تھی اور بڑی تجربہ کار تھی اور حضور نے سعد بن معاذ سے فرمایا تھا کہ جب تک بنی قریظہ کی مہم سے واپس نہ آؤں تم نہیں رہو۔

جب آپ نے سعد بن معاذ کو اس فیصلہ کا حکم بنایا تو انصار فوراً دوڑتے ہوئے سعد بن معاذ کے پاس گئے اور ایک گدھے پر خوب نرم کپڑا ڈال کر ان کو سوار کیا۔ راوی کہتا ہے سعد جسیم اور زبیر کے شخص تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر آئے اور راستہ میں ان سے کہنے لگے کہ اے سعد تم اپنے موالی یعنی قریظہ پر احسان کرنا۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو اسی واسطے اس فیصلے کا حکم بنایا ہے تاکہ تم احسان کرو۔ سعد نے کہا سعد ایسا شخص نہیں ہے جس کو خدا کے معاملہ میں کسی کی ملامت کا ڈر ہو۔ یہ جواب سن کر بہت سے لوگ تو اسی وقت سعد کے پاس سے چلے گئے اور سعد کے فیصلہ کرنے سے پہلے ہی فقط اسی بات کو سن کر بنی عبدالاشہل میں جا کر بنی قریظہ کے قتل کی خبر مشہور کر دی۔ سعد بن معاذ جس وقت رسول اکرم کے سامنے پہنچے تو آپ نے لوگوں سے فرمایا کہ اپنے سردار کے لئے کھڑے ہو۔ مہاجرین جو قریش میں تھے ان کا تو یہ بیان ہے کہ یہ خطاب آپ نے انصار سے کیا اور انصار یہ کہتے ہیں کہ حضور کا یہ خطاب عام طور پر سب کا تھا۔

انصار نے جب سعد بن معاذ کو دیکھا کہا اے سعد رسول خدا نے تم کو تمہارے موالی کے متعلق فیصلہ کرنے کے لئے حکم بنایا ہے۔ سعد بن معاذ نے کہا کیا تم خدا کے عہد اور میثاق پر قائم رہو گے اور جو حکم میں کروں اس کو تسلیم کرو گے۔ انصار نے کہا بیشک ہم تسلیم کرتے ہیں۔

راوی کہتا ہے سعد بن معاذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کے سبب سے آپ کی طرف سے منہ پھیرے ہوئے تھے۔ سعد نے کہا تو میں یہ حکم کرتا ہوں کہ بنی قریظہ کے جوان مردوں کو قتل کیا جائے اور عورتوں اور بچوں کو قید کیا جائے۔ نبی کریم نے سعد کے اس فیصلہ کو سن کر فرمایا اے سعد تم نے اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا۔

یہود کا قتل | اہل علم کا بیان ہے کہ حضرت علیؑ اور زبیر بن عوام لشکر کے ساتھ بنی قریظہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ آج یا تو میں بھی حنزہ کی طرح شہید ہوں گا یا ان کے قلعہ کو فتح کر کے چھوڑوں گا۔ بنی قریظہ نے کہا اے محمد! ہم سعد بن معاذ کے حکم پر اترتے ہیں۔ چنانچہ ان سب کو گرفتار کر لیا گیا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں لا کر ان کو بنی نجر میں سے ایک عورت بنت حرث کے مکان میں مقید کیا۔ پھر آنحضرتؐ مدینہ کے بازار میں تشریف لائے اور وہاں ایک طرف چند گڑھے کھدوائے۔ پھر یہود بنی قریظہ کو بلا کر قتل کرنا شروع کیا۔ تھوڑے

تھوڑے تھوڑے آتے تھے اور قتل کئے جاتے تھے۔ یہ سب یہودی چھ سو یا سات سو تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ آٹھ سو اور نو سو کے درمیان تھے۔

جب ان لوگوں کو لاکر قتل کیا جا رہا تھا تو انہوں نے کعب سے کہا کہ اے کعب یہ ہمارے لوگوں کو کہاں لے جا رہے ہیں، کعب نے کہا کیا تم کسی جگہ بھی نہیں سمجھتے، کیا تم نہیں دیکھتے کہ جو تم میں سے جاتا ہے وہ واپس نہیں آتا۔ واللہ! یہ لوگ ضرور قتل کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب کے قتل سے فارغ ہوئے۔

حجی بن اخطب کا قتل | اسی وقت دشمن خدا حی بن اخطب بھی بندھا ہوا حضور کی خدمت میں پیش کیا گیا اور آپ کو دیکھتے ہی اُس نے کہا کہ تمہاری عداوت کرنے میں میں نے اپنے نفس کو ملامت نہیں کی مگر خدا جس کو شکست دے وہ شکست ہی کھاتا ہے۔ پھر اُس نے لوگوں کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ اے لوگو! خدا کا حکم اور اُس کی تقدیر اسی طرح سے جاری ہوئی تھی اور اس خون ریزی کو اُس نے بنی اسرائیل کے لئے لکھ دیا تھا۔ پھر اس کی بھی گردن مار دی گئی۔

ایک عورت سے قصاص | حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں بنی قریظہ کی عورتوں میں سے ایک عورت کے سوا اور کوئی عورت قتل نہیں کی گئی اور اُسے لٹے قتل کیا گیا کہ اس نے غلام بن سوید کے سر پر چکی کا پاٹ گر کر ان کو شہید کیا تھا۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں مجھ کو اس بات کا تعجب ہے کہ عورت بالکل اطمینان کے ساتھ منہس بول رہی تھی حالانکہ اس کو اپنے قتل کئے جانے کی خبر تھی اور قتل ہونے کے وقت تک میرے پاس ہنستی رہی کہ اتنے میں ایک شخص نے آواز دی فلاں عورت کہاں ہے؟ اُس نے جواب دیا میں یہاں ہوں۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں نے کہا تجھ کو خرابی ہو کیا بات ہے؟ اُس نے کہا میں قتل کی جاؤں گی۔ چنانچہ لوگ اس کو لے گئے اور اُس کی گردن مار دی۔

ذہیر بن باطا قرظی کا واقعہ | بنی قریظہ میں ایک شخص ذہیر بن باطا قرظی نامی تھا، اس نے جاہلیت کے زمانہ میں ثابت بن قیس بن شماس پر احسان کیا تھا یعنی بھاٹ کی جنگ میں جبکہ ثابت گرفتار ہو گئے تھے۔ تب ذہیر بن باطانے ان کی پیشانی کے بال کتر کر ان کو آزاد کر دیا۔ اب اس موقع پر ذہیر بن ثابت کے پاس آیا اور کہا اے ثابت مجھ کو پہچانتے ہو

ثابت نے کہا ہاں مجھ جیسا آدمی تجھ جیسے شخص کو کیوں نہ پہچانے گا۔ زبیر نے کہا اب میں یہ چاہتا ہوں کہ تم مجھ کو پناہ دلاؤ۔ ثابت نے کہا اچھی بات ہے نیک آدمی نیکی کا بدلہ دیتا ہے۔ پھر ثابتؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! زبیر کا مجھ پر احسان ہے میں چاہتا ہوں کہ اُس کے احسان کا بدلہ اُس کو دوں۔ آپؐ نے فرمایا ہم نے اُس کو تجھے بخشا۔ ثابتؓ نے زبیر سے اکر کہا کہ حضورؐ نے تجھ کو پناہ دیدی اور تیرا خون بخش دیا۔ زبیر نے کہا میں ایک بوڑھا شخص ہوں۔ جب میرے بال بچے زندہ نہ ہوں گے تب میں زندہ رہ کر کیا کروں گا۔

ثابتؓ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ قربان ہوں اس کی بیوی اور اولاد کو بھی مجھے عنایت فرمائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کو بھی تمہیں بخشا۔ ثابتؓ پھر اس کے پاس آئے اور کہا تیری بیوی بچوں کا خون بھی رسول کریمؐ نے بخش دیا۔ اس نے کہا جہاں میں ایسے گھر کے لوگ جن کے پاس کچھ نہ ہو کیونکہ زندہ رہیں گے۔ ثابتؓ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! اس کا مال بھی مجھ کو بخش دیجئے۔ آپؐ نے فرمایا وہ بھی تم کو بخشا۔ ثابتؓ نے زبیر سے اکر کہا تیرا مال بھی اکر تم نے بخشا ہے۔ زبیر نے کہا اے ثابتؓ ہماری قوم کا سردار کعب بن اسد کیا ہوا؟ ثابتؓ نے کہا وہ قتل ہو گیا۔ زبیر نے کہا اور ہر غائب و حاضر کا سردار حمی بن اخطب کیا ہوا۔ ثابتؓ نے کہا وہ بھی قتل ہوا۔ زبیر نے کہا اور عزال بن سمال جو ہمارا اہلشت پناہ تھا وہ کیا ہوا؟ ثابتؓ نے کہا وہ بھی قتل ہوا۔ زبیر نے کہا بنی کعب بن قریظہ اور بنی عمرو بن قریظہ کیا ہوئے؟ ثابتؓ نے کہا سب قتل کئے گئے۔ زبیر نے کہا اے ثابتؓ بس تو مجھ کو بھی میری قوم کے پاس پہنچا دے۔ میں اُن کے بعد زندگی کو بہتر نہیں سمجھتا اور ان سے ملنا چاہتا ہوں۔ ثابتؓ نے لے جا کر اُس کی گردن مار دی۔

راوی کہتا ہے جب حضرت ابو بکرؓ نے اس کی یہ بات سنی کہ میں اپنی قوم سے ملنا چاہتا ہوں تو فرمایا واللہ! وہ دوزخ میں ہمیشہ اُن سے ملتا رہے گا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں بنی قریظہ میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن عظیمیہ اور رفاعہ کو لوگوں کے قتل کرنے کا حکم دیا تھا جو بائع ہو چکے تھے۔ عظیمیہ قرظی کہتے ہیں۔ مجھ کو بھی دیکھا گیا مگر میرے زبیر نات بال نہ تھے۔ چنانچہ مجھ کو بچہ خیال کر کے چھوڑ دیا۔

سلفی بنت قیس منذر کی ماں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خالہ بنی عدی بن سجاد میں سے تھیں اور جنہوں نے دونوں قبیلوں کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی تھی اور آپؐ سے

بیعت کی تھی۔ انہوں نے آپ سے رفاع بن سموال قرظی کی جان بخشی کا سوال کیا اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ رفاع کو مجھے بخش دیجئے۔ وہ کہتا ہے میں نماز پڑھوں گا اور اونٹ کا گوشت کھاؤں گا۔ رسول اکرم نے اُسے اُن کو بخش دیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی قریظہ کی عورتوں اور انہوں کی تقسیم | بچوں اور مالوں کو مسلمانوں پر تقسیم کیا۔ معلوم ہو کہ رسول اللہ نے اس مال میں سے نھیں نکال کر دو حصے گھوڑے کے مقرر کئے اور ایک حصہ سوار کا اور ایک حصہ پیدل کا یعنی سوار کے تین حصے اور پیدل جس کے پاس گھوڑا نہ تھا اُس کے لئے ایک حصہ مقرر کیا۔ بنی قریظہ کی جنگ میں مسلمانوں کے پاس چھتیس گھوڑے تھے۔

راوی کہتا ہے مال غنیمت کی تقسیم کا یہی طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جاری ہوا۔ پھر آنحضرت نے بنی قریظہ کی عورتوں میں سے ایک عورت ریحانہ بنت عمرو بن خنظلہ اپنے لئے منتخب فرمائیں اور یہ عورت رسول اللہ ہی کے پاس رہیں۔ یہاں تک کہ اُن کا انتقال ہوا۔

آنحضرت نے ان سے ارشاد کیا تھا کہ تم مجھ سے شادی کر لو اور پردہ میں داخل ہو جاؤ۔ انہوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! مجھ کو آپ اپنی ملکیت میں رہنے دیجئے۔ یہ میرے لئے زیادہ آسان ہے۔

آنحضرت نے اُن کو اسی حالت پر رہنے دیا۔ جب آنحضرت نے ریحانہ سے اسلام کی بات کی۔ تو ریحانہ نے انکار کیا۔ آپ کو یہ انکار ناگوار گزرا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز اپنے صحابہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ کو جو توتوں کی آہٹ آئی۔ فرمایا یہ ثعلبہ بن سعید ریحانہ کے اسلام لانے کی خوشخبری لے کر آ رہے ہیں کہ اتنے میں ثعلبہ آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ریحانہ نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ حضور اس بات سے بہت خوش ہوئے۔



ارشادات قرآن مجید

آیات قرآنی | ابن اسحاق کہتے ہیں غزوہ خندق اور بنی قریظہ کے متعلق سورہ احزاب میں یہ آیات نازل فرمائی ہیں جن میں مسلمانوں پر اپنی نعمت اور دشمنوں کو دفع کرنے اور منافقوں کی گفتگو کا ذکر فرمایا ہے :-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ هَاجَأَكُمْ تَحْتَهُمْ خِيَرُوا فَمَا سَلَلْنَا
عَلَيْهِمْ مِائِحًا وَجُنُودًا كَذَرْتُمْهَا وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا (۱۳: ۲۳)

ترجمہ :- اے ایمان والو! خدا کی نعمت کو یاد کرو جو اُس نے تم پر کی جس وقت کہ تم پر چاروں طرف سے لشکر آئے۔ پس ہم نے اُن پر اندھی اور ایسے لشکر بھیجے جن کو تم نہ دیکھتے تھے (یعنی فرشتوں کو بھیجا) اور اللہ تمہارے کاموں کو دیکھنے والا ہے “

إِذْ جَاءُوكُم مِّن فَوْقِكُمْ وَمِنْ أَسْفَلَ مِنكُمْ وَإِذْ تَرَأْتُمُ الْكَفَّارِينَ كَمَا يَكْفُرُ الْكَافِرُ
الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرُ وَالظَّالِمُونَ بِاللَّهِ الظَّالِمُونَ

جبکہ انہوں نے تم پر اوپر کی جانب اور نیچے کی جانب سے حملہ کیا اور جبکہ تمہاری آنکھیں حیرت سے پھر گئیں اور تمہارے دل تمہارے حلق کو آگئے تھے اور تم خدا کے ساتھ طرح طرح کے گمان کرتے تھے “

هَذَا لِكَيْ أُبَيِّنَ لِي الْعَوَّامُونَ وَتُرَى لَوْ أَنَّ لَنَا شِدَادًا ۖ وَإِذْ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ
وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ تَمَوَّعْتُمَا اللَّهُ وَتَمَّ سَوْلُهُ بِالْآخِرَةِ وَتَمَّ آه (۱۳: ۲۳)

وہاں مسلمانوں کی خوب آزمائش کی گئی اور دل کے خوف سے خوب ہلائے اور لرزش دینے لگے اور جبکہ منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں مرض تھا کہتے تھے کہ اللہ اور اُس کے رسول نے محض فریب دینے کے لئے ہم سے وعدہ کر رکھا تھا۔

وَإِذْ قَالَتْ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ يَا أَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَاسْرِعُوا وَيَسْتَأْذِنُ

فَرِيقٌ مِنْهُمْ النَّبِيُّ يَقُولُونَ إِنَّ بُيُوتَنَا عَوْرَةٌ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ إِذْ
يُرِيدُونَ إِتْرَافًا ۝

ترجمہ :- اور جب انہی میں سے ایک گروہ نے کہا اے اہل مدینہ اس لشکر میں تمہارا ٹھکانا نہیں ہے اس لئے
تم واپس چلے جاؤ۔ اور ایک فریق منافقوں میں سے نبی سے اجازت لیتا تھا کہتے تھے ہمارے

گھر خالی ہیں حالانکہ وہ خالی نہ تھے۔ یہ منافق صرف لڑائی سے بھاگنا چاہتے تھے “
وَلَوْ دَخَلَتْ عَلَيْهِمْ مِنْ آفَاطِيرِ هَائِلَةٍ سَأَلُوا الْفِتْنَةَ لَأَنزَلْنَا مَا تَلَبَّثُوا فِيهَا
إِنَّ لَيْسُوا بِهِ وَكَفَى كَانُوزًا عَاهِدًا وَاللَّهُ مِنْ قَبْلُ لَا يُؤْتُونَكَ إِذْ بَادَ وَكَانَ
عَهْدُ اللَّهِ مَسْتُورًا ۝

اور اگر منافقوں پر چاروں طرف سے مدینہ کے دشمن گھس آئیں اور ان سے مسلمانوں کا مقابلہ کرنے
کو کہیں تو یہ فوراً انہیں اور دیر نہ کریں مگر تھوڑی سی۔ اور بے شک پہلے انہوں نے خدا سے عہد کیا تھا کہ
پشت نہ پھیریں گے جہاد سے اور خدا کے عہد کی بابت ضرور سوال کیا جائے گا۔

قُلْ لَنْ يُفْعَلَ الْفِرَارُ إِنْ فَرَرْتُمْ مِنَ الْمَوْتِ أَوِ الْقَتْلِ وَإِذْ أَنْتُمْ تَمْتَعُونَ إِنَّ
قَلِيلًا قَلِيلًا قُلْ مَنْ قَالَ لِي يَعِصْكُمْ مِنَ اللَّهِ إِنْ أَرَادَ بِكُمْ سُوءًا أَوْ أَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً
وَلَا يَعِدُوكُمْ لَهُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَيْسَ ذَلِكَ لَكُمْ ۝

کہدو اے منافقو! تم کو موت یا قتل سے بھاگنا نفع نہ دے گا اور اُس وقت تم فائدہ نہ دینے
جاؤ گے مگر تھوڑا سا۔ کہدو کون شخص ہے جو تم کو خدا سے محفوظ رکھ سکتا ہے۔ اگر وہ تمہارے
ساتھ لڑائی یا بھلائی کا ارادہ کرے اور وہ خدا کے سوا اپنے لئے مددگار اور حمایتی نہ
پائیں گے “

قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الْمُعَوِّظِينَ مِنْكُمْ وَ الْقَائِلِينَ لِإِخْوَانِهِمْ لَا يَأْتُونَ الْبَاسَ
إِنَّ قَلِيلًا ۝ (۲۳-۱۸)

بے شک خدا جانتا ہے ان لوگوں کو تم میں سے جو لوگوں کو جہاد میں جانے سے روکتے ہیں اور
بھائیوں کو بھاتے ہیں اور خود جنگ میں نہیں جاتے مگر تھوڑا سا (یعنی کبھی کبھی)

أَشِحَّةً عَلَيْكُمْ فَإِذَا جَاءَ الْخَوْفُ أَرَأَيْتُمْ يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ تَدُورُ أَعْيُنُهُمْ
كَالَّذِي لَيْغَتْ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ فَإِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ لَقَوْا كَرِهَ الْبَاسَةَ
هَذَا أَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ ۝

ترجمہ :- اور تمہارے حق میں بخیلی کرتے ہیں۔ ان کی آنکھیں اس طرح پھرتی ہیں۔
 جیسے موت کی غشی والے کی آنکھیں پھرتی ہیں۔ پھر جب خوف جاتا رہتا ہے تب تم سے
 تیز زبانی کے ساتھ گفتگو کرتے ہیں مالِ غنیمت میں بخیلی کرنے والے -
 وَإِن يَأْتِ الْخَزَابَ يُوذُّوْا لَوْ أَنَّهُمْ بَادَوْنَ فِي الْأَخْرَابِ يُسْئَلُونَ عَنَ أَنْبَاءِ كُودٍ
 قَالُوا كَانُوا فِيكُمْ مَا قَاتَلُوا إِلَّا وَاكِلِيَّةً ۝

اور اگر پھر لشکر موجود ہوں تو یہ منافق یہی چاہیں کہ کاش یہ دیہات میں کہیں نکل جائیں اور
 تمہاری خبر میں دریافت کہتے رہیں اور اگر تمہارے ساتھ جنگ میں شریک بھی ہوں تو نہ لڑیں گے
 یہ لوگ مگر تھوڑے سا۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ
 وَالْيَوْمَ الْآخِرَ ۝ (۲۱: ۳۳)

بے شک تمہارے واسطے اے مسلمانو (یعنی) ان لوگوں کے لئے جو خدا اور روزِ آخرت کے
 عذاب سے ڈرتے اور کثرت سے یادِ الٰہی کیا کرتے تھے (پیروی کرنے کو) رسولِ اللہ کا عمدہ
 نمونہ موجود ہے۔

وَلَمَّا رَأَى الْمُؤْمِنُونَ الْأَخْرَابَ قَالُوا هَذَا مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ
 وَصَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَمَا زَادَهُمْ إِيمَانًا وَتَسْلِيمًا ۝
 اور جب سچے مسلمانوں نے (دشمنوں کے) گروہوں کو دیکھا تو کہنے لگے کہ یہ تو وہی (موقع) ہے
 جس کا خدا اور رسول نے ہم سے وعدہ کیا تھا اور خدا اور اس کے رسول نے سچ فرمایا تھا اور اس
 موقع کے پیش آنے سے ان کا ایمان اور فرمانبرداری کا شیوہ زیادہ ہوا۔

مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَن قَتَلَ
 نَفْسَهُ وَمِنْهُمْ مَن يَتُنَظَّرُ وَمَا يَدْعُوا بِدِينِهِ لِيُجْزَى اللَّهُ الصَّادِقِينَ
 بِمِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبُ الْمُنَافِقِينَ إِن شَاءَ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ
 كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا ۝

مؤمنوں میں سے بعض تو ایسے ہیں کہ خدا کے ساتھ جنہوں نے (جہاں نثاری) کا عہد کیا تھا اس میں
 سچے اترے سوا بعض تو ان میں سے اپنی منبت پوری کر گئے (یعنی شہید ہوئے) اور بغضِ ان
 میں سے (شہادت) کے منتظر ہیں اور انہوں نے اپنی (بات میں) کچھ دُوبدل نہیں کیا (یہ جنگ

اسی لئے پیش آئی، کہ خدا سچے مسلمانوں کو ان کے سچ کا عوض دے اور منافقوں کو چاہے سزا دے یا (چاہے) توبہ کی توفیق دے کہ ان کی توبہ قبول فرمائے بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے“

وَرَدَّ اللَّهُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِعَيْطِهِمْ لَمَّا بَيْنَا لَهُمْ خَيْرًا لَّكَفَى اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ
الْقِتَالَ وَكَانَ اللَّهُ قَوِيًّا عَزِيزًا وَأَنْزَلَ الَّذِينَ ظَاهَرُوا لَهُمْ مِنْ أَهْلِ
الْكِتَابِ مِنْ صَيِّصِيهِمْ وَقَذَفَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيقًا تَقْتُلُونَ وَ
فَرِيقًا قَرَّبُوا قَدْ أَذْهَبْنَا أَدْهَمَهُمْ وَذِيَادَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ وَارْتَضَاءَهُمْ
لَأَلْبَسْنَاهَا وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرًا ۝

ترجمہ :- اور خدا نے کافروں کو مدینے سے، ہٹا دیا (اور وہ) اپنے غصہ میں (بھرے ہوئے ہٹ گئے) ان کو (اس مہم سے) کچھ بھی فائدہ نہ پہنچا اور خدا نے (اپنی مدد سے) مسلمانوں کو لوٹنے کی نوبت نہ آنے دی اور اللہ زبردست اور غالب ہے۔ اور اہل کتاب میں سے جو لوگ (یعنی بنی قریظہ کے یہودی) مشرکین کے مددگار ہوتے تھے خدا ان کو ان کے قلعوں سے نیچے اتار لایا اور ان کے دلوں میں (تم مسلمانوں کا ایسا) رعب بٹھا دیا کہ تم بے دھڑک (بعض کو ان میں سے قتل اور بعض کو تہید کرنے لگے اور ان کی زمین اور ان کے گھروں اور ان کے مالوں کا اور زمینیں) اُس زمین (خیبر) کا جس میں تم نے قدم تک نہ رکھا تھا تم (ہی) کو مالک بنا دیا۔



غزوہ قریظہ کے بعد کے واقعات

حضرت سعد بن معاذ کی شہادت | ابن اسحاق کہتے ہیں جب بنی قریظہ کی مہم سے فراغت ہو گئی تو حضرت سعد بن معاذ کا زخم بننے لگا اور اسی کے سبب سے وہ شہید ہوئے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جس وقت سعد بن معاذ کا انتقال ہوا ہے تو رات کا وقت تھا۔ اسی وقت جبرائیل استبرق کا عمامہ باندھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ! یہ ایسا کون بزرگ شخص فوت ہوا ہے جس کے لئے آسمان کے دروازے کھولے گئے ہیں اور عرش ہل گیا ہے۔ رسول کریم اسی وقت اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے سعد کے پاس آئے اور دیکھا تو ان کا انتقال ہو گیا تھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جب مکہ سے واپس آ رہی تھیں تو اسید بن حضیر ان کے ساتھ تھے۔ فرماتی ہیں راستہ میں ایک عورت کے مرنے کی خبر پہنچی۔ اسید رضی اللہ عنہ اس سے بہت رنجیدہ ہوئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اے اسید تم ایک عورت کے مرنے پر اس قدر رنج کرتے ہو حالانکہ تمہارے چچا زاد بھائی کا بھی انتقال ہوا ہے جن کی وفات سے عرش ہل گیا۔

حضرت حسن بھری سے روایت ہے کہ سعد بن معاذ ایک جسیم آدمی تھے۔ جب لوگوں نے ان کا جنازہ اٹھایا تو اُس کو بہت ہلکا پایا۔ مسلمان کہنے لگا واللہ! ایسے جسیم شخص کا جنازہ اور اس قدر ہلکا کہ ایسا ہلکا جنازہ ہم نے کوئی نہیں دیکھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب لوگوں کی گفتگو سنی تو فرمایا اس جنازہ کے اٹھانے والے تمہارے علاوہ اور لوگ (یعنی فرشتے) بھی ہیں اور قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ ملائکہ سعد کی روح سے بشارت حاصل کر رہے ہیں اور عرش ہل گیا ہے۔

جائزہ کہتے ہیں جس وقت سعد کو دفن کیا گیا ہے تو ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود

تھے۔ تو آپ نے تسبیح پڑھی اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ تسبیح پڑھی۔ اس کے بعد تکبیر کہی۔ ہم نے بھی تکبیر کہی۔ پھر صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! تسبیح اور تکبیر آپ نے کس لئے پڑھی ہے؟ فرمایا اس نیک بندے کی قبر تنگ ہو رہی تھی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو کشادہ کر دیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قبر شخص پر تنگ ہوتی ہے۔ اگر اس سے کوئی نجات پانے والا تھا تو سعد بن معاذ تھا۔ انصار میں سے ایک شخص نے سعد بن معاذ کی وفات پر یہ شعر کہا

وَمَا اهْتَوَعَرَّشُ اللَّهُ مِنْ مَوْتِ هَالِكٍ سَمِعْنَا بِهِ إِلَّا الْعَوْتِ سَعْدِ ابْنِ عَمْرٍو
ترجمہ :- کسی مرنے والے کی موت سے ہم نے اللہ تعالیٰ کے عرش کو ہلکتے نہیں سنا سوا سعد بن معاذ ابی عمرو کے۔

غزوہ خندق میں شہدائے اسلام | ابن اسحاق کہتے ہیں خندق کی جنگ میں مسلمانوں سے چھ آدمی شہید ہوئے :-

- ۱۔ بنی عبدالاشہل میں سے سعد بن معاذ اور
 - ۲۔ انس بن عوف بن عتیک بن عمرو
 - ۳۔ عبداللہ بن سہل۔ تین شخص
 - ۴۔ خزرج کی شاخ بنی سلمہ میں سے فضیل بن نعان
 - ۵۔ ثعلبہ بن غنمہ دو شخص
 - ۶۔ اور بنی بنجار کی شاخ بنی دینار میں سے کعب بن زید ایک تیر کی ضرب سے شہید ہوئے جس کا ماہ نے والا معلوم نہ ہوا کہ کون شخص تھا۔
- کفار کے مقتولین | اور مشرکین میں سے اس جنگ میں تین شخص قتل ہوئے۔ بنی عبدالدار بن اقصیٰ میں سے منبہ بن عثمان بن عبید بن سباق بن عبدالدار ایک تیر سے زخمی ہوا اور مکہ میں جا کر مر گیا۔

اور بنی مخزوم بن یقظہ میں سے نوفل بن عبداللہ بن مغیرہ قتل ہوا اس نے خندق پر حملہ کیا تھا اور وہیں قتل ہوا۔ مسلمانوں نے اس کی لاش اپنے قبضہ میں کر لی۔ مشرکوں نے کہا اس کی لاش ہمارے ہاتھ فروخت کر دو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم کو اس کی لاش کی یا اس کی قیمت کی کچھ

ضرورت نہیں ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ لاش مشرکین کو واپس کر دی۔ اور زہری کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ مشرکین اس لاش کے معاوضہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دس ہزار درہم دینا چاہتے تھے۔

معتبر روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے اس جنگ میں عمرو بن عبدودؓ اور اس کے بیٹے حمل بن عمر کو قتل کیا۔

غزوہ قرینہ کے شہید | بنی قرینہ کی جنگ میں مسلمانوں میں سے بنی حوث بن خزرج سے خلد بن سؤید بن ثعلبہ شہید ہوئے۔ ان پر ایک یہودی عورت نے چچی کا پاٹ گرا دیا تھا۔ اس کی ضرب سے ان کا سر پھٹ گیا اور یہ شہید ہو گئے۔ رسول اللہ نے فرمایا ان کے لئے دو شہیدوں کا ثواب ہے۔

اور بنی قرینہ کے صحابہ کے وقت ابوسنان بن محسن نے انتقال کیا اور بنی قرینہ کے مقبرہ میں مدفون ہوئے۔ اسی مقبرے میں اب بھی ان کے مردے دفن کئے جاتے ہیں۔

جب صحابہ خندق کی جنگ سے واپس ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آج سے قریش تم پر چڑھ کر نہ آئیں گے بلکہ اب تم ان پر چڑھ کر جاؤ گے۔ چنانچہ اس کے بعد آپ ہی نے لشکر کشی کی اور مکہ فتح ہوا۔

اسحاق کہتے ہیں جب خندق اور بنی قرینہ کی مہم سے فراغت ہوئی تو بنی خزرج نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سلام بن

ابن ابی الحقیق کا قتل | کیونکہ اس سے پہلے کعب بن اشرف کو قتل کر چکے تھے۔ اب خزرج نے چاہا کہ ہم سلام بن ابی الحقیق کو قتل کر کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عنایت اور ثواب کے مستحق ہوں۔ یہ سلام بن ابی الحقیق ابو رافع وہ شخص ہے جو قبائل عرب کو آنحضرت کی عدالت اور لڑائی پر آمادہ کیا کرتا تھا اور خود خیبر میں رہتا تھا۔ آنحضرت نے بنی خزرج کو اس کے قتل کی اجازت دیدی۔

ابن اسحاق کہتے ہیں خداوند کریم کی اپنے رسول پر عنایت اور نوازش کی ایک بات یہ تھی کہ انصار کے دونوں قبیلے اس کوشش میں رہتے تھے کہ ہم دوسرے سے نیک کام میں پیچھے نہ رہیں۔ جب اس کوئی کام کرتے تو خزرج بھی چاہتے کہ ہم بھی کوئی ایسا کام کریں اور جب خزرج کوئی کام کرتے تو اس کا یہی حال ہوتا۔

جب اوس نے کعب بن اشرف یہودی کو قتل کیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سخت عداوت رکھتا تھا۔ خزر ج نے کہا یہ نہیں ہو سکتا کہ ہم اوس سے پیچھے رہ جائیں اور یہ ہم پر فضیلت لے جائیں۔ تب انہوں نے مشورہ کیا کہ اب ایسا کون شخص ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سخت عداوت رکھتا ہو جیسے کہ ابن اشرف تھا۔ تو یہ بات طے ہوئی تھی کہ ابن ابی الحقیق کو جو خیبر میں رہتا ہے قتل کرو۔ پھر انہوں نے آکر حضور سے اجازت چاہی۔ آپ نے ان کو اجازت دی۔ پس خزر ج کے قبیلہ بنی سلمہ میں سے پانچ آدمی اس کام پر مستعد ہوئے۔ عبداللہ بن عتیک، مسعود بن سنان، عبداللہ بن اُمیس، ابو قتادہ حمرث بن ربیع اور خزاعی بن اسودان کے حلیف جو بنی اسلم سے تھے ان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن عتیک کو سردار مقرر کیا اور اس بات سے منع کر دیا کہ کسی بچے یا عورت کو قتل نہ کرنا۔

خیبر میں ورود | یہ پانچوں شخص خیبر میں آئے اور رات کے وقت ابن ابی الحقیق کے مکان میں پہنچے اور اس مکان میں جس قدر گھر تھے سب کے دروازوں کی گٹھیاں لگا گئے تاکہ ان میں سے کوئی شخص باہر نہ نکلنے پائے۔ پھر سلام بن ابی الحقیق کے گھر میں پہنچے اور اُس کو آواز دی اُس کی عورت نے کہا تم کون لوگ ہو؟ ہم نے کہا ہم عرب ہیں اور میثروہ کی تلاش میں یہاں آئے ہیں۔ عورت نے کہا یہاں آؤ جن کو تم پوچھتے ہو وہ یہ ہیں:

انصار کا بیان ہے کہ ہم اندر آ گئے اور اندر سے اُس کو ٹھٹھی کی بھی گٹھیاں لگا دی تاکہ او کوئی اندر آ کر اُس کے قتل میں مانع نہ ہو۔ مگر اس کی بیوی یہ دیکھ کر شور مچانے لگی اور ہم لوگ ابن ابی الحقیق کی طرف دوڑے وہ اپنے بچھونے پر لیٹا ہوا تھا اور رات کے اندھیرے میں اُس کے جسم کی سفیدی سے ہم نے اُس کو پہچان کر اپنی تلواروں پر لہ لہا کر لیا۔ جب اُس عورت نے شور مچایا تو ہم میں سے ایک شخص نے اپنی تلوار اُس پر بلند کی۔ مگر پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ممانعت کا خیال کر کے ہاتھ روک لیا۔ ورنہ ایک ہاتھ میں اُسی وقت اُس کا فیصلہ ہو جاتا۔

کہتے ہیں جب ہم نے اُس پر تلواریں ماریں تو عبداللہ بن اُمیس نے اپنی تلوار اُس کے پیٹے میں گھسا کر ایسا زور کیا کہ تلوار پیٹ کے پار ہو گئی۔ اور وہ کہنے لگا بس مجھ کو یہ کافی ہے انصار کہتے ہیں اُس کو قتل کر کے ہم واپس ہوئے اور جب اوپر کے درجہ سے نیچے اترنے لگے تو عبداللہ بن عتیک بسبب ضعف بے عادت کے میٹھی پر سے گر پڑے اور اُن کا ہاتھ اور

بقول بعض پیر اتر گیا۔ ہم اُن کو اٹھا کر خیبر کے ایک چشمہ پر آئے اور وہاں دم لیا۔ یہودیوں نے چراغ روشن کر کے ہم کو چاروں طرف ڈھونڈنا شروع کیا۔ جب کہیں ہم کو نہ پایا تو واپس چلے گئے۔ اور ہم نے یہ خیال کیا کہ ہم کو کوئی نہ معلوم ہو کہ واقعی دشمنین خدا قتل ہو گیا۔ یہ معلوم کرنے کے لئے ہم میں سے ایک آدمی تیار ہوا۔ اُس نے کہیں جاتا ہوں اور معلوم کر کے تمہیں بتاتا ہوں۔ وہ گیا اور لوگوں میں گھس گیا اور اُس نے دیکھا کہ سلام بن ابی الحقیق کی بیوی ہاتھ میں چراغ لئے ہوئے اُس کے منہ کو دیکھ رہی ہے اور لوگوں سے اس قصبہ کو بیان کر رہی ہے اور کہہ رہی ہے کہ واللہ میں نے ابن عتیک کی آواز سنی تھی۔ پھر میں نے خیال کیا کہ یہاں اس وقت ابن عتیک کہاں۔ پھر اُس نے چراغ سے ابن ابی الحقیق کا چہرہ دیکھا اور کہا قسم ہے یہود کے معبود کی اس کا انتقال ہو گیا۔

انصاری کہتے ہیں اُس کی اس بات سے میں بہت خوش ہوا۔ اور پھر میں نے ساتھیوں کو یہ خبر پہنچائی اور اپنے ساتھی کو اپنی پٹی پر لاد کر رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دشمن خدا کے قتل ہونے کی خبر بیان کی۔ پھر آپ کے سامنے ہی ہم نے اس بات میں اختلاف کیا کہ کس کی تلوار نے اُس کو قتل کیا ہے؟ ہر ایک یہی کہتا تھا کہ میں نے قتل کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سب اپنی اپنی تلواں مجھ کو دکھاؤ۔ ہم نے آپ کو تلواں دکھائیں۔ آنحضرتؐ نے عبد اللہ بن انیس کی تلوار دیکھ کر فرمایا کہ اس تلوار سے وہ قتل ہوا ہے۔ کیونکہ اس پر میں نے کھانے کا نشان دیکھا ہے۔



۱۔ جب عبد اللہ بن انیس نے اُس کے پیٹ میں تلوار اتاری تھی تو اُس پر پیٹ کی کچھ آلائش لگ

سرگردہ افراد کا قبول اسلام

عمر بن العاص اور خالد بن ولید کا قبول اسلام | ابن اسحاق کہتے ہیں خود عمرو بن عاص کی
کی جنگ سے مع لشکر کے مکہ واپس گیا، تو میں نے قریش کے چند لوگوں کو جمع کیا جو اکثر میری رائے سے
متفق ہوا کرتے تھے اور میری بات سنا کرتے تھے۔ پھر میں نے ان لوگوں سے کہا تمہارا میں ایسا دیکھتا
ہوں کہ روز بروز محمدؐ کا کام بلند ہوتا جائے گا اور اسی کو غلبہ اور فتح ہوگی۔ میں نے اس میں
ایک رائے نکالی ہے تم بتاؤ کہ تمہاری کیا رائے ہے؟ ان لوگوں نے کہا پہلے تم بیان کرو کہ
تمہاری رائے کیا ہے۔

بخاشی کے دربار میں | میں نے کہا میری رائے یہ ہے کہ ہم کچھ تحفہ اور ہدیہ لے کر بخاشی بادشاہ
جسٹش کے پاس چلیں اور وہیں رہنا اختیار کریں، کیونکہ اس کے ماتحت
ہو کر رہنا میرے نزدیک محمدؐ کے تابع دار ہو کر رہنے سے بہتر ہے۔ پھر اگر یہاں ہماری قوم محمدؐ پر
غالب ہوئی تب تو ہمارے لئے بہت ہی بہتر ہوگا اور اگر محمدؐ غالب ہوئے تب بھی ہمارا کچھ حرج
نہ ہوگا۔ عمرو بن عاص کہتے ہیں میرے دوستوں نے اس بات کو پسند کیا اور عمدہ عمدہ چمڑے جو
ہمارے ہاں کا تحفہ تھا جمع کر کے ہم بخاشی کے پاس حبش کو روانہ ہوئے۔ پھر ہم اس کے پاس پہنچے
ہی تھے کہ ہم نے دیکھا عمرو بن أمیہ عمری کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جعفر اور ان کے ساتھیوں
کے لئے بھیجا تھا۔ جس وقت ہم بخاشی کے پاس جا رہے تھے اس وقت عمرو بن أمیہ بخاشی کے پاس
سے آ رہے تھے۔ میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا دیکھو عمرو بن أمیہ جا رہا ہے۔ میں بخاشی سے اس
کو مانگ لوں گا اور قتل کروں گا۔ پھر قریش اگر محمدؐ کو قتل کریں گے تو میں ان کے برابر ہو جاؤں
گا۔ عمرو بن عاص کہتے ہیں۔ میں بخاشی کے سامنے گیا اور میں نے اس کو سجدہ کیا جیسی کہ عادت
تھی۔ بخاشی نے کہا۔ اؤ میرے دوست اؤ خوب آئے۔ کیا میرے لئے کوئی تحفہ بھی اپنے شہر سے

لائے ہو۔ میں نے عرض کیا اے بادشاہ میں بہت سی کھالیں اور چمڑہ آپ کے نذرانہ کے لئے لایا ہوں۔ پھر وہ ہدیہ بخشاؤں کے سامنے میں نے پیش کیا۔ بخشاؤں بہت خوش ہوا اور اس کو قبول کیا۔ پھر میں نے کہا اے بادشاہ میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ آپ کے پاس سے ابھی نکل کر گیا ہے اور وہ ہمارے دشمن کا بھیجا ہوا آپ کے ہاں آیا ہے۔ اس کو آپ مجھے دے دیجئے۔ تاکہ میں اس کو قتل کر دوں۔

عمر بن عاص کہتے ہیں بخشاؤں میری اس بات کو سن کر سخت خفا ہوا۔ اور اس زور سے اپنا ہاتھ اپنی ناک پر مارا کہ مجھ کو یقین ہو گیا کہ ناک ضرور ٹوٹ گئی ہوگی۔

عمر بن عاص کہتے ہیں اس بات کو کہہ کر میں اس قدر شرمندہ ہوا کہ کاش اس وقت زمین پھٹ جاتی اور میں اس میں سما جاتا۔ اور میں نے کہا اے بادشاہ اگر میں سمجھتا کہ آپ خفا ہوں گے تو میں ہرگز ایسی بات نہ کہتا۔

بخشاؤں نے کہا اے عمر کیا تو مجھ سے ایسے شخص کو مانگ رہا ہے جو اس شخص کا بھیجا ہوا ہے جس کے پاس وہ فرشتہ آتا ہے جو توستی کے پاس آتا تھا تاکہ تو اس کو قتل کر دے۔ میں نے کہا اے بادشاہ کیا یہ بات ہے۔ بخشاؤں نے کہا اے عمر و سچ کو خرابی ہو اور میری اطاعت کر اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت کر لے۔ بے شک وہ حق پر ہیں اور عنقریب وہ اپنے تمام مخالفین پر غالب ہو جائیں گے جیسے کہ موسیٰ فرعون اور اس کے لشکر پر غالب ہوئے تھے۔ میں نے کہا اے بادشاہ! کیا آپ مجھ سے اسلام پر بیعت لیتے ہیں۔ بخشاؤں نے کہا ہاں! میں بیعت لیتا ہوں۔

عمر بن عاص کہتے ہیں میں نے بخشاؤں سے بیعت کی اور اپنے ساتھیوں کے قبول اسلام | پاس آیا۔ مگر ان سے اپنے اسلام کا حال بیان نہ کیا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ پر اسلام لانے کی خاطر مدینہ کی طرف روانہ ہوا۔ راستہ میں مجھ کو خالد بن ولید مکہ سے آتے ہوئے ملے اور یہ فتح مکہ سے پہلے کا واقعہ ہے۔ میں نے کہا اے ابوسلمان کہاں جاتے ہو؟

خالد نے کہا اب کہاں تک ہم مخالفت کریں گے۔ واللہ بے شک وہ سچے نبی ہیں۔ میں تو اسلام قبول کرنے ان کے پاس جا رہا ہوں۔ میں نے کہا۔ میں بھی اسلام لانے

جا رہا ہوں۔

پھر ہم مدینہ میں رسول اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ خالد بن ولید نے اُٹھے بڑھ کر آنحضرت کی بیعت کی اور مسلمان ہوئے۔ عمرو بن عاص کہتے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں اس شرط پر بیعت کرتا ہوں کہ میرے سب گناہ معاف ہو جائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے عمرو بیعت کرو اسلام اپنے سے پہلے سب گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور ہجرت بھی سب گناہوں کو دور کرتی ہے۔ عمرو بن عاص کہتے ہیں پھر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کی۔

عثمان بن طلحہ کا قبول اسلام | ابن اسحاق کہتے ہیں بعض معتبر لوگوں کا بیان ہے کہ عثمان بن طلحہ بن ابی طلحہ نے بھی ان دونوں کے ساتھ ہی

اسلام قبول کیا تھا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں قرینہ کی جنگ ماہ ذی الحجہ میں ہوئی۔ اور یہ حج بھی مشرکوں ہی کے قبضہ میں رہا۔



دیگر غزوات

غزوہ بنی لحيان | ابن اسحاق کہتے ہیں بنی قریظہ کی جنگ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں ذی الحجہ، محرم، صفر، ربیع الاول اور ربیع الثانی پانچ مہینے رہے۔ پھر چھ مہینے میں بنی لحيان کی جنگ کے لئے تشریف لے چلے اور اصحاب جمیع یعنی خبیب بن عدی اور اس کے ساتھیوں کے بدلے کے لئے جنگ کا ارادہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظاہر یہ کیا کہ ملک شام جانے کا ارادہ رکھتے ہیں تاکہ یکبارگی دشمنوں پر جاڑیں اور مدینہ میں آپ نے ابن ام مکتوم کو حاکم مقرر کیا۔

منازل سفر | پھر مدینہ سے باہر نکل کر جبل غراب پر سے گزرے۔ یہ پہاڑ مدینہ کے ایک طرف شام کے راستے پر ہے۔ پھر اس پہاڑ پر سے آپ مقام بشراء پر آئے اور وہاں سے صفت ذات الیہا میں آئے۔ پھر یہاں سے پتھر یلے میدان سے گزر کر سید سے راستہ پر آگئے اور یہاں سے آپ نے تیز رفتاری اختیار کی۔ یہاں تک کہ مقام غران میں جہاں بنی لحيان رہتے تھے پہنچے۔ غران ایک جنگل ہے اچ اور عسفان کے درمیان میں اور اس کے قریب شہر ساہج ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں پہنچنے سے پہلے ہی بنی لحيان پہاڑیوں کی چوٹیوں اور قلعوں کے اندر بھاگ گئے تھے۔ آنحضرت کو جب یہ حال معلوم ہوا تب آپ نے فرمایا۔ اگر ہم عسفان کی طرف اتر جائیں تو مکہ کے لوگ یہ خیال کریں گے کہ ہم مکہ کی طرف آ رہے ہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۴۰ سواروں کو لے کر عسفان کی طرف اتر گئے۔ اور پھر دو سواروں کو آپ نے کراع النعیم کی طرف روانہ کیا اور پھر خود مدینہ کی طرف واپس ہوئے۔

جابر کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا جس وقت آپ مدینہ کی طرف واپس ہوئے فرماتے تھے :-

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفِيرِ وَكَابْتِهِ الْمُنْقَلَبِ وَسُوءِ الْمُنْظَرِ

فِي الْأَهْلِ وَالْمَالِ -

ترجمہ: میں سفر کی مشقت بڑے انجام، واپسی کے اندر وہ غم اور مال و اسباب کی بد حالی دیکھنے سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں۔“

اُونٹوں پر چھاپہ | ابنی لحيان کے غزوہ سے آکر مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو تین ہی رات رہے تھے کہ عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر فزاری غطفان کے چند سواروں کو لے کر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اُونٹوں پر آ پڑا اور ان کو لوٹ کر لے گیا ایک چرواہے کو جو بنی غفار میں سے تھا قتل کر گیا اور اس کی عورت کو گرفتار کر کے لے گیا۔

غزوہ ذی قرد | ابن اسحاق کہتے ہیں پہلے جس شخص نے عیینہ کو اُونٹ لے جاتے ہوئے دیکھا وہ سلمہ بن عمرو بن اکوع السلمی تھے۔ صبح کے وقت یہ اپنی تیر کمان لگائے ہوئے کسی ضرورت کو جا رہے تھے اور طلحہ بن عبید اللہ کا غلام ایک گھوڑے کو ہزکاتا ہوا ان کے ساتھ جا رہا تھا۔ جب یہ دونوں ثنیۃ الوداع کے اوپر پہنچے۔ وہاں سے انہوں نے دشمنوں کے گھوڑے دیکھے اور چیخ کر آواز دی کہ دشمن کو دیکھ لیا ہے آ جاؤ۔ اور پھر سلمہ بن اکوع شیر کی طرح دشمنوں پر جا پڑے اور تیروں سے ان کے دُخ پھیرنے شروع کر دیئے۔ اور جب تیر لڑتے تھے کہتے تھے:

بُحْدًا هَاؤْنَا ابْنُ الْأَكُوْعِ وَالْيَوْمُ يَوْمُ الْمَرْهَعِ -

ترجمہ: اس تیر کو لو۔ میں اکوع کا بیٹا ہوں آج کا دن کمینوں کی ہلاکت کا دن ہے۔“
اور سلمہ یہ کہتے کہ جب دشمن ان کی طرف کو دوڑتے تو یہ پیچھے بھاگ آتے اور پھر ان کے تیر مارنے شروع کرتے۔

مسلمان شہسوار | ادوی کہتا ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمہ بن اکوع کی پکار سنی تو تمام مدینہ میں اعلان کر دیا کہ دشمن کے مقابل چلو۔ فوراً سواراً حضرت کی خدمت میں آنے شروع ہوئے۔ سب سے پہلے جو سوار آئے وہ مقداد بن عمرو تھے۔ انہی کو مقداد بن اسود بھی کہتے ہیں۔ پھر مقداد کے بعد عباد بن بشر بن قوش بن زعینہ بن زغوراء بنی عبد شہل میں سے اور سعد بن زید بنی کعب بن عبد شہل میں سے اور اسید بن ظہیر بنی حارثہ میں سے اور حکاشہ بن محسن بنی اسد بن خزیمہ میں سے اور ابو قتادہ ثمرث بن زبعی بن سلمہ میں سے اور ابو عیاش بن عبید بن زید بن حامت بنی نذیق میں سے آکر آپ کی خدمت میں جمع ہوئے۔ آپ نے سعد بن زید کو ان کا سردار مقرر کیا اور حکم دیا کہ لٹیروں کی تلاش میں جاؤ۔ میں بھی تم سے آملتا ہوں۔

رسول اللہ کی نصیحت | راوی کہتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو عیاش سے فرمایا۔
اگر تم اپنا گھوڑا کسی اچھے سوار کو دے دو تو بہتر ہے وہ تم سے
پہلے لٹیروں سے جا ملے گا۔

ابو عیاش کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں بھی اچھا سوار ہوں۔ پھر میں نے
گھوڑے کو ایڑ لگائی۔ بندھاپی اس قدم بھی میرا گھوڑا نہ چلا کہ اُس نے مجھ کو پھینک دیا۔ تب مجھ
کو اپنے قول پر تعجب ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ تم اپنے گھوڑے کو کسی
اچھے سوار کو دے دو اور میں یہ کہتا ہوں کہ میں اچھا سوار ہوں۔ بنی زریق میں سے بعض لوگوں
کا بیان ہے کہ ابو عیاش کا گھوڑا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معاذ بن معص بن
قیس بن غلہ کو عنایت کیا تھا۔

سلمہ بن اکوع پیدل ہی لٹیروں کے عقب میں گئے تھے پھر ان کے بعد یہ سوار جا پہنچے۔

محرز کی سبقت اور شہادت | ابن اسحاق کہتے ہیں پہلا جو سوار لٹیروں کے پاس پہنچا یہ محرز
بن نضله تھے جس کو انزم بھی کہتے ہیں اور بعض قہمیر کہتے
ہیں۔ جب مدینہ سے سواد ہو کر روانہ ہونے لگے تو محمود بن مسلمہ کے باغ میں ایک گھوڑا راستی
سے بندھا ہوا تھا وہ گھوڑا دوسرے گھوڑوں کی آواز سن کر ہنہانے اور جولانی کرنے لگا۔
بنی عبدالاشہل کی بعض عورتوں نے اُس گھوڑے کو باغ میں دوڑتے ہوئے دیکھ کر قہمیر سے
کہا کہ اے قہمیر تم اس گھوڑے پر سواد ہو جاؤ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملو قہمیر نے
کہا بہت اچھا اور پھر اُس پر سواد ہو کر بہت جلدی قوم سے جا ملے اور اُن کو قتل کرنا شروع کیا
اور اُن سے کہا کہ اے بد معاشو! ذرا ٹھہر جاؤ تاکہ چاروں طرف سے مہاجرین اور انصار
تمہاری سرکوبی کو آجائیں۔

لٹیروں میں سے ایک شخص نے قہمیر پر حملہ کر کے ان کو شہید کر دیا اور ان کا گھوڑا بھاگ کر اپنے
مقام پر آ گیا اور کسی دشمن کے ہاتھ نہ آیا۔ اس جنگ میں مسلمانوں میں سے سوا قہمیر کے
کوئی شہید نہیں ہوا۔

ابن ہشام کہتے ہیں قہمیر کے ساتھ وقاص بن محرز مدجی بھی شہید ہوئے۔

مسلمانوں کے گھوڑوں کے نام | ابن اسحاق کہتے ہیں محمود کے گھوڑے کا نام ”ذولحجہ“ تھا
سعد بن زید کے گھوڑے کا نام ”لاحق“ تھا۔ بقداہ کے

گھوڑے کا نام ”بجزبہ“ تھا اور بعض کہتے ہیں ”سبحہ“ تھا۔ عکاشہ بن محسن کے گھوڑے کا نام ”ذولہ“ تھا۔ اور ابو قتادہ کے گھوڑے کا نام ”خروہ“ تھا۔ عباد بن بشر کے گھوڑے کا نام ”لماع“ تھا۔ اسید بن ظہیر کے گھوڑے کا نام ”مسنون“ تھا۔ ابو عیاش کے گھوڑے کا نام ”جلوہ“ تھا۔ عبد اللہ بن کعب بن مالک سے روایت ہے کہ محرز عکاشہ بن محسن کے گھوڑے پر سوار تھے اور اس گھوڑے کا نام جنح تھا۔ پس محرز کو شہید کر کے لیٹے ان کے گھوڑے جنح کو لے گئے۔

لیٹیوں کے مقتول | ابو قتادہ نے حبیب بن عیینہ بن حصن کو قتل کر کے جو لیٹیوں میں سے تھا اپنی چادر اُس پر اوڑھا دی اور پھر لیٹیوں کے مقابلے پر چلے گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں ابن ام مکتوم کو حاکم بنا کر مسلمانوں کے ساتھ معرکہ میں تشریف لائے۔ مسلمانوں نے حبیب کو ابو قتادہ کی چادر اوڑھے ہوئے پڑا دیکھ کر اتالیق پڑھی اور سمجھے کہ ابو قتادہ شہید ہو گئے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ابو قتادہ نہیں ہے بلکہ ابو قتادہ کا قتل کیا ہوا آدمی ہے۔ ابو قتادہ نے اس لڑائی میں چادر اُس کو اوڑھا دی ہے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ ابو قتادہ کا قتل ہے۔

اور عکاشہ بن محسن نے ادبار اور اُس کے بیٹے عمرو بن ادبار کو ایک اونٹ پر بیٹھے دیکھ کر ایک نیزہ ایسا مارا کہ دونوں کے پاؤں ہو گیا اور دونوں قتل ہوئے اور مسلمانوں نے کچھ اونٹ لیٹیوں سے چھڑا لئے پھر رسول اکرمؐ مسلمانوں کے ساتھ مقام ذی قرون جا کر اترے اور ایک دن رات وہاں قیام کیا۔

اسی مقام پر سلمہ بن اکوع نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اگر تو آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ساتھ روانہ فرمائیں تو باقی اونٹ بھی میں لیٹیوں سے چھڑا کر لاؤں اور لیٹیوں کو بھی گرفتار کر کے حاضر کروں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ لیٹے قبیلہ غطفان میں آج شام کو جا پہنچیں گے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کے اندر تلو تلو آدمیوں میں ایک ایک اونٹ تقسیم فرمایا اور مدینے میں واپس تشریف لے آئے۔

غفاری کی بیوی آنحضرت صلی اللہ علیہ السلام کے اڈٹوں میں سے ایک اڈٹنی پر سوار ہو کر آپ کے پاس آئی اور سارا

واقعہ ابتداء سے آپ کی خدمت میں عرض کیا۔ پھر کہنے لگی یا رسول اللہ! میں نے نذر مانی تھی۔ کہ اگر خدا مجھ کو اس اڈٹنی پر بجات دے گا تو میں اس کی قربانی کروں گی۔ عورت کی اس بات سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا۔ اور فرمائیے لگے۔ تو نے اس اڈٹنی کے لئے بُرا بدلہ تجویز کیا۔ ایک تو خدا تجھ کو اس پر بجات دے۔ پھر تو اس کی قربانی کرے۔ یہ گناہ کی بات ہے اور گناہ میں نذر نہیں ہوتی۔ اور نہ اس چیز میں نذر ہوتی ہے جس کی تو مالک نہ ہو۔ یہ اڈٹنی تو میرے اڈٹوں میں سے ہے۔ تیری ملکیت نہیں ہے اس لئے تو خدا کی برکت کے ساتھ اپنے گھر جا۔



غزوہ بنی مصطلق

غزوہ ذی قرد کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں جہادی لائحہ عمل اور رجب کا مہینہ گزار کر شعبان ۶ ہجری میں غزاعہ کی شاخ بنی مصطلق پر جہاد کی تیاری کی اور مدینہ میں ابوذر غفاری اور بقول بعض نمیلہ بن عبد اللہ لیشی کو حاکم مقرر فرمایا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی کہ بنی مصطلق آپ سے جنگ کے لئے تیاری کر رہے ہیں اور ان کا سردار حرث بن ابی ضراد ہے جو آنحضرت کی زوہرہ محترمہ المومنین حضرت جویریہ کا باپ تھا۔

آنحضرت اس خبر کے سنتے ہی صحابہ کا لشکر لے کر ان کی طرف روانہ ہوئے اور مقام مرسیعہ میں جو ان کے ایک چشمہ کا نام تھا دونوں لشکروں کی ملاقات ہوئی۔ یہ مقام ساحل سمندر کے قریب قدید کے کنارہ پر ہے۔

دونوں لشکروں میں خوب جنگ ہوئی اور قتل و قتال کے بعد اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو غالب کیا۔ بہت سے مشرکین قتل ہوئے اور مسلمانوں نے ان کی عورتوں اور بچوں کو گرفتار کر لیا۔

راوی کہتا ہے بنی کلب بن عوف بن عامر بن لیث بن بکر میں سے ایک مسلمان ہشام بن صباہ کو انصار میں سے عبادہ بن صامت کے گروہ کے ایک شخص نے دشمن سمجھ کر انجان میں قتل کر دیا۔

راوی کا بیان ہے کہ چشمہ پر پانی پلانے کچھ لوگ آئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا پناہ دیا ہوا بنی غفاریں سے ایک شخص جبجہ بن مسعود تھا۔ یہ بھی اپنے گھوڑے کو پانی پلانے لایا اور سنان بن دیرح بن عوف بن خزرج کا حلیف بھی چشمہ پر آیا۔ اور ان دونوں یعنی سنان اور جبجہ میں لڑائی ہو گئی

پھر ان دونوں نے اپنی اپنی حمایت کے لئے لوگوں کو پکڑا۔ جبہا نے مہاجرین کو آواز دی اور سنان نے انصار کو آواز دی۔ عبداللہ بن ابی بن سلول منافق کو غصہ آیا۔ اُس نے انصار کو حضورؐ اور مہاجرین کے خلاف اُجھالنے کے لئے کہا کہ تم لوگوں نے ان مہاجرین کو اپنے شہر میں اور اپنے گھروں میں جگہ دی اور ان کو پرویش کیا۔ واللہ اب جو ہم مدینہ میں واپس جائیں گے تو ضرور عزت والا ذلت والے کو مدینہ سے نکال دے گا۔ پھر انصار سے مخاطب ہو کر کہا کہ یہ سارا تمہارا قصور ہے۔ تم نے اپنے مالوں میں سے ان کو حصہ دیا اور اپنے گھروں میں رکھا۔ اگر تم اپنے ہاتھ ان لوگوں سے روک لیتے تو یہ کیسے اور چلے جاتے۔

رسول اللہ کو خبر | جس وقت عبداللہ بن ابی یہ گفتگو کر رہا تھا ایک نو عمر شخص زید بن ارقم نام کا وہاں کھڑا ہوا یہ گفتگو سن رہے تھے جب عبداللہ بن ابی کہہ چکا۔ زید بن ارقم نے ساری خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا کر بیان کی۔ یہ اُس وقت کا ذکر ہے جب رسول اللہؐ دشمن کی مہم سے فارغ ہو چکے تھے اور عمر بن خطاب بھی حضورؐ کی خدمت میں بیٹھے تھے۔ عمر بن خطاب نے عرض کیا یا رسول اللہ! عباد بن بشر کو حکم فرمائیں تاکہ وہ فوراً جا کر عبداللہ بن ابی کو قتل کر دیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے عمر! لوگ یہ کہیں گے کہ محمدؐ اپنے اصحاب کو قتل کرتے ہیں۔ مگر میں اس وقت یہاں سے کوچ کرنے کا حکم دیتا ہوں۔ پھر حضورؐ نے اسی وقت لشکر کے وہاں سے کوچ کرنے کا حکم دیا۔ حالانکہ وہ وقت آپؐ کے کوچ کرنے کا نہ تھا۔ آنحضرتؐ کے حکم فرماتے ہی لشکر نے کوچ کیا۔ عبداللہ بن ابی کو خبر پہنچی کہ حضورؐ کو میری گفتگو کی خبر ہو گئی ہے اور زید بن ارقم نے حضورؐ سے کہہ دیا ہے وہ اسی وقت دوڑا ہوا آنحضرتؐ کی خدمت میں آیا اور قسم کھائی کہ میں نے ایک حرف نہیں کہا ہے۔ انصار میں سے جو لوگ اُس وقت آنحضرتؐ کی خدمت میں موجود تھے انہوں نے عبداللہ بن ابی کی طرف سے ذبح الوقتی کے لئے آپؐ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ زید بن ارقم بچہ ہے ضرور اس سے بیان کرنے میں غلطی ہو گئی ہوگی۔

اسید بن حصیر سے | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو | اس مقام سے روانہ ہوئے تو اسید بن حصیر نے حاضر ہو کر آپؐ کو سلام کیا اور عرض کیا یا نبی اللہؐ آپؐ نے آج ایسے وقت میں کوچ فرمایا ہے کہ اس وقت آپؐ بھی روانہ نہ ہوتے تھے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کیا تم نے اپنے ساتھی کی بات

نہیں سنی کہ اُس نے کیا کہا ہے؟ اُسید نے عرض کیا یا رسول اللہ کس ساعتی کی؟ فرمایا عبداللہ بن ابی کی۔ اُسید نے عرض کیا وہ کیا کہتا ہے؟ فرمایا اُس نے کہا ہے کہ جب وہ مدینہ میں پہنچے گا تو عزت والا ذلت والے کو نکال دے گا۔ اُسید نے کہا یا رسول اللہ! بس تو آپ ہی اُس کو مدینہ سے نکالیں گے۔ اگر آپ چاہیں گے۔ خدا کی قسم! آپ ہی عزت والے ہیں اور وہ ذلیل ہے۔ پھر اُسید نے عرض کیا یا رسول اللہ عبداللہ بن ابی کے لئے لوگوں نے تاج بنایا تھا کہ اس کو بادشاہ بناؤ گئے۔ مگر آپ کے تشریف لانے سے وہ بات ختم ہو گئی۔ اس سبب سے وہ خیال کرتا ہے کہ آپ نے اُس کی بادشاہت چھین لی۔ آپ اُس کی بات پر توجہ نہ فرمائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس وقت کوچ فرمانے کا سبب یہی تھا کہ لوگ اس گفتگو سے دک جائیں۔ پھر رسول اللہ اُس دن بھر چلے اور رات بھر چلے جب صبح ہوئی تو دھوپ نے لوگوں کو ستایا۔ آخر نبی کریم ایک جگہ اترے اور سب لوگ سو گئے۔ پھر آپ جہاز کے راستہ پر تشریف لائے اور ایک چشمہ پر جس کو بقعاء کہتے تھے فروکش ہوئے۔

پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مقام سے روانہ ہوئے

رفاعہ بن زید کی ہلاکت

تو ایک ایسے زور کی آندھی چلی جس سے لوگ بہت پریشان ہوئے۔ آنحضرت نے فرمایا تم لوگ پریشان نہ ہو یہ آندھی ایک بڑے کافر کی موت کی وجہ سے چلی ہے۔ چنانچہ جب مدینہ میں پہنچے تو معلوم ہوا کہ رفاعہ بن زید بن تابوت مر گیا تھا یہ منافقوں کا سردار اُن کا سرگروہ تھا۔

ادوی کہتا ہے پھر قرآن شریف میں عبداللہ بن ابی کے

ابن ابی کے بارے میں آیات قرآنی

متعلق آیات نازل ہوئیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن ارقم کا کان پکڑ کر فرمایا کہ اس نے اپنے کان سے سن کر اللہ تعالیٰ کی محبت کے سبب سے مجھ سے بیان کیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں عبداللہ بن عبداللہ بن ابی نے بھی اپنے باپ کے اس قول کو سنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مجھ کو یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ میرے باپ عبداللہ بن ابی کو قتل کرانا چاہتے ہیں اُس بات کی وجہ سے جو آپ نے اُس کی سنی ہے۔ اگر آپ ضرور ہی اس کام کو کرنا چاہتے ہیں تو مجھ کو حکم دیجئے کہ میں اُس کا سر آپ کی خدمت میں حاضر کروں۔ واللہ غرض اس بات کو جانتے ہیں کہ مجھ سے زیادہ کوئی شخص اپنے باپ کے ساتھ

نیکی کرنے والا نہیں ہے۔ اور مجھ کو یہ خوف ہے کہ اگر میرے سوا کسی اور شخص کو آپ نے اُس کے قتل کا حکم دیا اور اُس نے قتل کیا تو مجھ کو ہرگز گوارا نہ ہوگا کہ میں اُس کو زندہ زمین پر چھوڑ دوں۔ پھر میں اُس مومن کو کافر کے بدلہ میں قتل کرنے سے دوزخ میں جاؤں گا۔ اس سے بہتر یہی ہے کہ میں خود ہی اُس کو قتل کر دوں۔ نبی کریمؐ نے فرمایا نہیں ہم اُس کو قتل نہیں کرتے بلکہ اس کی محبت کو اپنے ساتھ اچھا رکھنا چاہتے ہیں۔

پھر اس کے بعد عبداللہ بن ابی جب کوئی ایسی فتنہ انگیزی کرتا تو اسی کی قوم اُس کو سخت و سست کہتی تھی۔ اس وقت آنحضرتؐ نے عمر بن خطاب سے فرمایا کہ اے عمر جس دن تم نے مجھ سے اِس کے قتل کرانے کے لئے کہا تھا۔ اگر میں اس کو قتل کر دیتا تو لوگ مجھ سے بدظن ہو جاتے اور اب اگر انہیں لوگوں کو میں اس کے قتل کا حکم کروں تو وہ خود اس کو قتل کر دیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں واللہ میں نے جان لیا کہ بے شک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے میری رائے سے افضل و بہتر ہے۔

مقیس کی جیلہ جوئی | ابن اسحاق کہتے ہیں مقیس بن صباہ مکہ سے بظاہر مسلمان ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں مسلمان ہو کر آیا ہوں اور اپنے بھائی کا خون بہا چاہتا ہوں یعنی ہشام بن صباہ کا جو کہ مسلمانوں نے خطا سے قتل کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو خون بہا دے دیا۔ یہ چند روز تو مسلمان رہا پھر اپنے بھائی کے قاتل کو غفلت میں موقع پا کر قتل کر کے مکہ روانہ ہو گیا اور اسلام سے بھی پھر گیا۔

مقتولین بنی مصطلق | ابن ہشام کہتے ہیں بنی مصطلق کی جنگ میں مسلمانوں کا یہ شعار تھا یا منصور اُمیت اُمیت۔

ابن اسحاق کہتے ہیں بنی مصطلق میں سے اس جنگ میں چند لوگ قتل ہوئے۔ چنانچہ حضرت علیؑ نے مالک اور اُس کے بیٹے کو قتل کیا اور عبدالرحمن بن عوف نے ایک شہ سوار کو جس کا نام احمر یا اُحیم تھا قتل کیا۔

اس جنگ میں مسلمانوں کے ہاتھ ہمت سے قیدی آئے جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں میں تقسیم کیا۔ ام المؤمنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا بنت حرت بن ابی صراہ بھی انہی قیدیوں میں سے تھیں۔

امم المؤمنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیدیوں کو تقسیم فرمایا تو جویریہ بنت حرث ثابت بن قیس بن شماس کے حصہ میں آئیں یا اُس کے چچا زاد بھائی کے حصے میں آئی تھی۔ غرضیکہ جویریہ نے کتابت کر لی اور جویریہ نہایت خوب صورت ملاحمت والی تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جویریہ کو میں نے اپنے حجرہ کے دروازے پر آتے ہوئے دیکھا اور اُن کا آنا مجھے ناگوار گزارا۔ کیونکہ مجھے خیال ہوا کہ جو شہنشاہ کا میں نے دیکھا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی دیکھیں گے۔ پھر جویریہ آنحضرت کی خدمت میں آئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں حرث کی بیٹی جویریہ ہوں جو اپنی قوم کا سردار تھا۔ اور جو مصیبت مجھ کو پہنچی ہے وہ آپ پر پوشیدہ نہیں ہے۔ میں ثابت بن قیس یا اُس کے چچا زاد بھائی کے حصہ میں آئی تھی۔ میں نے اُس سے کتابت کر لی ہے اور اب میں آپ کی خدمت میں اس لئے آئی ہوں کہ آپ میرے مال کتابت کے ادا کرنے میں امداد فرمائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جویریہ کیا اس سے بہتر بات کی بھی تمہیں ضرورت ہے؟ جویریہ نے عرض کیا وہ کیا بات ہے؟ فرمایا وہ بات یہ ہے کہ میں تمہارا مال کتابت ادا کر دیتا ہوں تم مجھ سے شادی کر لو۔ جویریہ نے کہا یا رسول اللہ مجھے قبول ہے۔

جب یہ خبر لوگوں میں پھیل گئی کہ آنحضرت نے جویریہ بنت حرث سے شادی فرمائی ہے تو لوگوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس رشتہ کے سبب سے بنی مصطلق کے قیدیوں کو چھوڑ دیا۔ اور آپ کے شادی فرمانے سے اسی روز ایک سو قیدی، قید سے آزاد ہو گئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میرے نزدیک جویریہ سے بڑھ کر کوئی عورت اپنی قوم کے لئے بابرکت نہیں تھی۔

حادثہ کا قصہ | ابن ہشام کہتے ہیں ایک روایت یہ ہے کہ جب رسول اللہ غزوہ بنی مصطلق سے واپس تشریف لارہے تھے اور ساتھ جویریہ بنت حارث بھی تھیں۔ آپ لشکر کے انتظام میں بھی معروف تھے تو آپ نے جویریہ کو بطور ودیعت ایک انصاری کے ہاں رہنے دیا۔ اور انہیں حفاظت سے رکھنے کا حکم دیا۔ پھر جب آپ مدینہ تشریف لے آئے تو حارث بن ابوصراہ اپنی بیٹی کا فدیہ لے کر آیا۔ جب وہ عقیق کے مقام پر پہنچا تو اُس نے لپٹے

لے آنا کی رضامندی سے کینز یا غلام لے کر وہ رقم ادا کر کے رہائی حاصل کر لیتا ہے جسے کتابت کہتے ہیں۔ (ترتیب)

ان اونٹوں پر ایک نظر ڈالی جو فریے کے لئے لایا تھا ان میں سے دو اونٹوں کا اُسے لالچ آیا۔ اُس نے انہیں عقیق کی ایک گھاٹی میں چھپا دیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا اے محمد! تم میری بیٹی کو لے آئے ہو۔ یہ اُس کا فریہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :-

www.KitaboSunnat.com

”وہ دو اونٹ کہاں ہیں جنہیں تم نے عقیق کی فلاں گھاٹی میں چھپا دیا ہے“
 حادثہ یہ سن کر بولا - اَللّٰهُمَّ اِنَّ نَالَهٖ اِنَّ اِلٰهَ اِنَّ اَللّٰهُ وَاَنْتَ مُحَقَّقٌ تَرَسُوْلُ اَللّٰهِ
 ”کہیں اس کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ آپ محمد اللہ کے رسول ہیں“

واللہ اس معاملے سے اللہ کے سوا کوئی مطلع نہیں ہو سکتا تھا۔ چنانچہ حادثہ اُس کے دو بیٹوں اور اُس کی قوم کے چند افراد نے اسلام قبول کر لیا۔

وہ دونوں اونٹ آدمی بھیج کر منگوائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیئے۔ ان کی بیٹی جو یریزہ انہیں واپس کر دی گئیں۔ یہ بھی اسلام لے آئیں اور اس پر نچتہ ہوئیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے والد کو نکاح کا پیغام دیا۔ انہوں نے نکاح کر دیا اور چار سو درہم مہر مقرر ہو گیا۔

زکوٰۃ کی وصولی اور بنی مصطلق | ابن اسحاق کہتے ہیں جب یہ لوگ مسلمان ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی طرف ولید بن عقبہ بن ابی معیط کو زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے بھیجا۔ جب ولید ان کے پاس پہنچا تو ان لوگوں کو خبر ہوئی اور یہ استقبال کے لئے سوار ہوئے۔ ولید ان کی جماعت کو دیکھ کر یہ سمجھا کہ یہ لوگ میرے قتل کو آئے ہیں اور بغیر تحقیق کے بھاگ کر آنحضرت کی خدمت میں چلا آیا اور یہ بیان کیا کہ یا رسول اللہ! وہ لوگ میرے قتل پر آمادہ ہو گئے اور زکوٰۃ نہیں دی۔

مسلمانوں کو اس بیان سے بہت غصہ آیا اور اُن پر جہاد کا ارادہ کیا۔ یہاں تک کہ آنحضرت نے بھی جہاد کا قصد فرمایا۔ مسلمان اسی ارادہ میں تھے کہ بنی مصطلق کا وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں چلا آیا اور بیان کیا کہ یا رسول اللہ! ہم نے سنا ہے کہ جب آپ کا پیغامبر ہمارے پاس آیا تو ہم اُس کے استقبال کے لئے نکلے اور ہم اُسے زکوٰۃ بھی دینا چاہتے تھے۔ مگر وہ خود بخود بھاگ آیا اور اُس نے آپ سے کہا کہ ہم اُس کو قتل کرنا چاہتے تھے۔ واللہ! ہم

اس لئے نہیں نکلے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں یہ آیت نازل فرمائی :-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا
قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصَدِّحُوا عَلَيَّ مَا فَعَلْتُمْ نَادِرٌ مِّنْهُ وَاعْلَمُوا أَنَّ
فِيكُمْ رَسُولَ اللَّهِ لَوْ يُطِيعُكُمْ فِي كَثِيرٍ مِّنَ الْأُمُورِ لَعَنَتُهُ الْخ

ترجمہ :- اے مسلمانو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو اچھی طرح اس کی تحقیق کر لو۔
ایسا نہ ہو کہ تم نادانی سے کسی قوم پر جا بڑھو۔ پھر اپنے کٹے سے پشیمان ہو۔ اور جان لو کہ تم
میں رسول خدا موجود ہیں۔ اگر وہ بہت سے معاملات میں تمہارا کہا مانیں تو تم مشکل میں
پڑ جاؤ گے۔“

اور حضورؐ اس سفر سے واپس چلے آئے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ کے
قریب پہنچے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی آپ کے ساتھ تھیں اور اسی سفر میں
انک کا واقعہ ہوا۔



واقعہ افک

حضرت عائشہؓ کی روایت حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سفر کا ارادہ فرماتے تھے تو اپنی اذواج مطہرات کو ساتھ

لے جانے کے معاملے میں قرعہ ڈالتے تھے۔ جس کا قرعہ نکل آتا اُس کے ساتھ سفر کرتے۔ جب بنی مصطلق کا غزوہ ہوا تب بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرعہ ڈالا اور حضرت عائشہؓ کا قرعہ نکلا۔ فرماتی ہیں آپ مجھ کو لے کر تشریف لے گئے۔ فرماتی ہیں اور عورتیں بدن کی بھاری تھیں اور میں ہلکی تھی۔ میں ہودج میں بیٹھ جاتی تھی اور لوگ میرے ہودج کو اٹھا کر کس دیتے تھے۔ پھر اونٹ لے کر چلے جاتے تھے۔ فرماتی ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ کو واپس ہوئے اور مدینہ کے قریب پہنچے تو ایک منزل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیام فرمایا۔ اور رات کا کچھ حصہ وہیں گزارا۔ پھر رات ہی میں کوچ کا حکم دیا اور لوگ روانہ ہونے لگے میں دفع ضرورت کے لئے رگٹی ہوئی تھی۔ وہاں میری گردن سے ایک ہار کھل پڑا۔ میں اُس کو ڈھونڈنے لگی مگر وہ مجھ کو نہ ملا۔ پھر جو میں اپنے مقام پر آئی تو میں نے دیکھا کہ لوگ کوچ کر رہے تھے۔ میں پھر اس ہار کو ڈھونڈنے چلی آئی اور وہ مجھ کو مل گیا۔ پھر جب میں واپس آئی تو میں نے دیکھا کہ وہ لوگ چلے گئے تھے اور مجھ کو ہودج میں بیٹھا ہوا سمجھ کر میرا ہودج اونٹ پر کس کر لے گئے تھے۔

صفوان بن معطل پھر میں نے لشکر کے لوگوں کو تلاش کیا۔ وہاں ایک بھی آدمی نہ تھا۔ مجھ کو نہایت قلق اور بے چینی ہوئی اور میں اسی جگہ لیٹ رہی تاکہ جو

کوئی مجھ کو ڈھونڈنے آئے وہیں دیکھ لے۔ پھر صفوان بن معطل سلمیٰ میرے پاس سے گزرے۔ اور میں لیٹی ہوئی تھی۔ صفوان لشکر سے کسی ضرورت کے سبب سے پیچھے رہ گئے تھے۔ صفوان نے میری سیاہی دیکھی اور میرے قریب آئے اور صفوان نے پردہ کا حکم ہونے سے پہلے مجھے

دیکھا تھا۔ اب جو انہوں نے مجھ کو دیکھا کہنے لگے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ اور میں اپنے کپڑے لپیٹے ہوئے تھی۔ صفوان نے مجھ سے کہا کیا حال ہے خدا آپ پر رحم کرے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ میں نے صفوان کو جواب نہ دیا۔ پھر صفوان نے اپنا اونٹ میرے قریب کیا اور خود پیچھے ہٹ گئے۔ میں اُس پر سوار ہوئی اور صفوان اُس کی نیکیل پکڑ کر اُگے ہوئے اور لشکر کی تلاش میں تیزی کے ساتھ روانہ ہوئے۔ یہاں تک کہ جب صبح ہو گئی اور لشکر ٹھہرا تو صفوان مجھ کو لے کر پہنچے اور تہمت لگانے والوں کو جو کچھ کہنا تھا انہوں نے کہا مجھ کو اس کی کچھ خبر نہ تھی۔

تہمت کے اثرات | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گوش زد ہوئی اور میرے والدین کو بھی پہنچی۔ مگر کسی نے مجھ سے ذکر تک نہیں کیا۔ صرف اتنی بات ہوئی کہ اس سے پہلے جب ہیں بیمار ہوتی تھی تو آنحضرت میری دلجوئی ادا فرمایا کرتے تھے۔ اس مرتبہ میں نے آپ کی وہ توجہ اپنے حال پر نہ دیکھی۔ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں آتے تو میری والدہ ام رومان سے جو بیماری میں میرے پاس تھیں فقط اتنا فرماتے کہ اب کیسی ہیں۔ بس اس سے زیادہ اور کچھ نہ فرماتے۔

حضرت عائشہ کو اصل واقعہ کا علم | حضرت عائشہ فرماتی ہیں جب میں نے یہ حالت دیکھی تو میں اپنے ماں باپ کے ہاں اس بیماری کے دنوں میں رہ آؤں۔ حضور نے فرمایا تمہیں اختیار ہے۔ پس اپنے والدین کے پاس گئی اور اس وقت تک مجھ کو اس تہمت کی کچھ خبر نہ تھی اور رد کی تکلیف سے میں بہت کمزور اور ناتواں ہو گئی تھی۔ اور ہم لوگوں کے گھروں میں اس طرح کے بیت الخلاء نہ تھے جیسے عجم کے لوگوں میں رسم ہے کہ گھر میں بیت الخلاء بناتے ہیں۔ ہم لوگ جنگل میں شہر کے باہر قضاء حاجت کو جایا کرتے تھے اور عورتیں رات کو جاتی تھیں۔ فرماتی ہیں کچھ اُوپر ہیں راتوں کے بعد میں قضاء حاجت کو اُمّ سلمہ بنت ابی رہم بن مطلب بن عبد مناف کے ساتھ چلی۔ اُمّ سلمہ کی ماں صحیح بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم کی بیٹی ابو کعب بن عوف تھا، حضرت عائشہ فرماتی ہیں اُمّ سلمہ نے راستہ میں مجھ سے کہا کہ مسطح کو خدا غراب کرے (مسطح کا نام عوف تھا) عائشہ فرماتی ہیں میں نے کہا تم ایسے شخص کو اس طرح کہتی ہو جس نے ہجرت کی ہے اور بدر میں شریک ہوا ہے۔ اُمّ سلمہ نے کہا اے ابو بکر کی بیٹی کیا تجھ کو خبر نہیں ہے کہ مسطح نے کسی بات کہی ہے؟ میں نے کہا مجھے کچھ خبر نہیں ہے۔ اُمّ سلمہ نے تہمت کا سارا واقعہ مجھ سے بیان کیا۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں اس خبر کو سن کر میں ایسی بد حال ہوئی کہ قضاء حاجت سے پوری طرح فراغت بھی حاصل نہ کر سکی۔ پھر واپس گھر آگئی اور اس قدر روئی کہ رونے کے صدمہ سے قریب تھا کہ میرا جگر ٹھٹھ جائے اور میں نے اپنی ماں سے کہا کہ لوگ میرے بارے میں کیا کیا باتیں کہہ رہے ہیں اور تم نے مجھ سے ایک بات نہ کہی۔ میری والدہ نے کہا اے بیٹی! تم کچھ رنج نہ کرو۔ خدا کی قسم جس شخص کے پاس خوب صورت بیوی ہوتی ہے اور وہ اس کو چاہتا ہے اور سوکنیں بھی ہوتی ہیں تو اس پر ضرور لوگ تہمت لگاتے ہیں۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھنے کے کھڑے ہوئے اور مجھ کو اس کی کچھ خبر نہ تھی کہ آپؐ کیا بیان فرمائیں گے۔ تو آپؐ نے خدا کی حمد و ثنا بیان کی۔ پھر فرمایا اے لوگو! کیا بات ہے کہ بعض آدمی میرے گھر کے لوگوں کے بارے میں مجھ کو تکلیفیں پہنچاتے ہیں اور حق کے خلاف کہتے ہیں۔ واللہ میں نے اپنے گھر کے لوگوں میں بجز بھلائی کے اور کچھ نہیں دیکھا اور ایسے شخص کے بارے میں کہتے ہیں جس کو میں بہت نیک جانتا ہوں اور میرے گھروں میں سے کسی گھر میں صرف میرے ساتھ ہی داخل ہوتا ہے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں اس تہمت کا بانی عبداللہ بن ابی بن سلول تھا اور خزر ج کے چند لوگ جن میں مسطح اور حنظل بن جحش بھی تھے اس کے ساتھ شریک تھے اور حنظل کے شریک ہونے کا یہ سبب تھا کہ حنظل کی بہن زینبؓ رسول اللہ کی زوجہ تھیں اور آپؐ کو جو التفات میری جانب تھا وہ الزواج میں سے کسی اور سے نہ تھا۔ زینبؓ کو تو خدا نے ان کی دینداری کے سبب رشک و حسد سے محفوظ رکھا۔ مگر حنظل کی خاطر مجھ سے ضد رکھتی تھی اور اسی سبب اس تہمت میں شریک ہوئی۔ جب رسول اللہ نے صحابہ میں یہ تقریر کی تو اُسید بن حضیر نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر یہ تہمت اٹھانے والے لوگ اوس میں سے ہیں تو میں ان کی سزا دہی کے لئے کافی ہوں۔ اور اگر وہ ہمارے بھائی خزر جیوں میں سے ہیں تو آپؐ مجھ کو حکم فرمائیں۔ واللہ وہ اس لائق ہیں کہ ان کی گردنیں ماری جائیں۔

عائشہؓ فرماتی ہیں اُسید کا یہ کلام سن کر سعد بن عبادہ کھڑے ہوئے اور کہا واللہ تو کشیدگی جھوٹا ہے۔ تو نے یہ بات اس سبب سے کہی ہے کہ تو جانتا ہے کہ وہ لوگ خزر ج میں سے ہیں اگر وہ تیری قوم میں سے ہوتے تو ہرگز تو یہ بات نہ کہتا۔ تو ہرگز ان کی گردنیں نہیں مار سکتا۔ اُسید نے کہا خدا کی قسم! تو جھوٹا ہے اور تو منافق ہے جو منافقوں کی حمایت کرتا ہے اور

یہاں تک کہ ان دونوں میں بدزبانی ہوئی۔ قریب تھا کہ اوس اور خزرج میں جنگ ہو جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس وقت منبر پر سے اتر کر گھر میں تشریف لے آئے اور علی بن ابی طالب اور اُسائے بن زید کو بلا کر مشورہ کیا۔ اُسائے نے تو میرے حق میں اچھی باتیں کیں اور کہا یا رسول اللہ! یہ خبر بالکل جھوٹ ہے میں آپ کے اہل کی نسبت بجز بھلائی کے اور کچھ نہیں جانتا۔ اور علی نے عرض کیا یا رسول اللہ عورتوں کی کچھ کمی نہیں ہے۔ آپ بہت سی شادیاں کر سکتے ہیں۔ آپ اس لڑکی سے دریافت فرمائیں۔ یقین ہے وہ آپ سے سچ سچ کہہ دے گی۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بریرہ کو دریافت کرنے کے لئے بلا لیا۔ اور علی نے بریرہ کو خوب مارا اور کہا رسول اللہ سے سچ سچ بیان کرنا۔ بریرہ نے کہا میں نے کچھ بُرائی نہیں دیکھی اور میں عائشہؓ میں کوئی عیب نہیں پاتی۔ میں اٹھا گوندھ کر رکھتی ہوں اور عائشہؓ سے کہتی ہوں اس کو دیکھتی رہنا۔ مگر وہ سو جاتی ہے اور اٹھا بکری کھا لیتی ہے (اس کے سوا اور کچھ عیب نہیں)۔

حضرت عائشہؓ کا رنج و ملال | عائشہؓ فرماتی ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے۔ میرے ماں باپ اور انصار کی ایک عورت میرے پاس بیٹھے تھے میں بھی رو رہی تھی اور وہ عورت بھی رو رہی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آکر بیٹھے اور خدا کی حمد و ثنا بیان کر کے فرمایا اے عائشہ! جو خیر لوگوں میں تمہاری نسبت مشہور ہو رہی ہے تم نے بھی سنی ہے۔ اگر وہ سچ ہے تب تم خدا سے توبہ کر لو۔ خدا بندے کی توبہ کو قبول فرماتا ہے۔ فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے میری آنکھوں میں آنسو ابل پڑے۔ اور میں نے انتظار کیا کہ میرے ماں باپ آپ کو کچھ جواب دیں گے مگر وہ پُپ بیٹھے رہے اور میں اپنے آپ کو اس مرتبہ کا سمجھتی نہ تھی کہ میری بریت خداوند تعالیٰ قرآن شریف میں نازل فرمائے گا جو مسجودوں میں اور نماز میں پڑھی جائے گی۔ ہاں یہ خیال کرتی تھی کہ شاید اللہ تعالیٰ کوئی خواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس طرح کا دکھادے جس میں میری بریت آپ کو معلوم ہو جائے یا خدا خبر دیدے۔

فرماتی ہیں میں نے اپنے والدین سے کہا تم آنحضرت کو میری طرف سے جواب کیوں نہیں دیتے؟ انہوں نے کہا ہم کیا جواب دیں کوئی جواب ہماری سمجھ میں نہیں آتا۔

صبر جمیل | ابو بکرؓ کے گھر پر نازل ہو رہی تھی۔ فرماتی ہیں جب میرے ماں باپ نے کچھ جواب

نہ دیا تو میں زیادہ رونے لگی اور میں نے کہا میں خدا سے کس بات کی توبہ کروں۔ اگر میں انکار کرتی ہوں تو کسی کو یقین نہ آئے گا اور اگر اقرار کرتی ہوں تو خواہ مخواہ کی بُرائی اور بدنامی جس سے میں بالکل بری ہوں اپنے ذمے لے لوں۔

پھر میں نے حضرت یعقوب کا نام یاد کیا تو ان کا نام مجھے یاد نہ آیا تب میں نے کہا یوسف کے باپ کی طرح میں کہتی ہوں :

فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ ۝

”پس صبر و شکر بہتر ہے اور خدا ہی مددگار ہے اُس بات کے آشکارا کرنے پر جو تم بیان کرتے ہو“
نزول وحی اور برأت کی خوشخبری | فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی وہیں بیٹھے ہی تھے کہ وحی کی آمد ہوئی اور آپ کے سر کے نیچے چڑے

کا تکیہ رکھ دیا گیا اور چادر اوڑھادی گئی۔ جب میں نے یہ دیکھا تو میں کچھ نہ گھبراتی کیونکہ میں جانتی تھی کہ میں پاک و صاف ہوں خدا مجھ پر ظلم نہ کرے گا بلکہ ضرور میری بریت ظاہر فرمائے گا۔ مگر میرے والدین کو ایسا صدمہ تھا کہ قریب تھا اُن کی رُوح پرواز کر جائے۔ اس خوف سے کہ کہیں اللہ تعالیٰ لوگوں کی تمہمت کے مطابق آیت نازل نہ فرمائے۔ پھر جب وحی تمام ہو چکی حضورؐ بیٹھ کر پیشانی پر سے پسینہ صاف کرنے لگے اور فرمایا اے عائشہ! خوش ہو جاؤ کہ اللہ نے تمہاری بریت نازل فرمائی۔ میں نے کہا الحمد للہ۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لائے اور جو آیات نازل ہوئی تھیں اُن کو لوگوں کے سامنے پڑھ کر سنایا۔ پھر مطح بن اثاثہ اور حسان بن ثابت اور عذہ بنت حبشہ کو حدِ قذف لگانے کا حکم فرمایا۔ کیونکہ یہی لوگ اس تمہمت کی اشاعت کا باعث تھے۔ پس حد اُن پر لگائی گئی یعنی ہر ایک کو اتنی اتنی کوڑے لگے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں حضرت ابو ایوبؓ خالد بن زید انصاری کی
ابو ایوبؓ اور اُن کی اہلیہ | بیوی اُم ایوب نے ان سے کہا۔ ابو ایوب تم سلتے ہو کہ لوگ

عائشہؓ کے حق میں کیا کہہ رہے ہیں؟ ابو ایوبؓ نے کہا ہاں میں سنتا ہوں۔ یہ سب جھوٹ ہے۔ اے اُم ایوب کیا تم ایسا فعل کر سکتی ہو؟ اُم ایوب نے کہا خدا کی قسم میں ایسے فعل کی مرتکب نہیں ہو سکتی جس کی تمہمت لوگ عائشہؓ پر لگا رہے ہیں۔ ابو ایوب نے کہا پھر عائشہؓ جو تم سے افضل و بہتر ہیں وہ کب ایسے فعل کی مرتکب ہو سکتی ہیں۔

آیات قرآنی | اور اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں اہل انک کا اس طرح ذکر فرمایا ہے:-

إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ لَا تَحْسَبُوا شَرًّا لَّكُم بَلْ هُوَ خَيْرٌ
لَّكُمْ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَا كُتِبَ مِنْهُ إِنَّ تَعْدَا لَذِي عَذَابٍ لَّيِّنًا
مِّنْهُدَلَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ ط

ترجمہ:- بے شک جن لوگوں نے یہ طوفان اٹھایا ہے وہ تم ہی میں کا ایک گروہ ہے اس کو تم اپنے
حق میں بڑا نہ سمجھو بلکہ یہ تمہارے لئے بہتر ہے ان بہتان والوں میں سے ہر شخص نے جتنا گناہ
سمیٹا ہے اُس کی سزا پائے گا اور جس نے اس بہتان کا بڑا حصہ ان لوگوں میں سے لیا ہے
اُس کے لئے بڑا (سخت) عذاب ہے -

لَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنفُسِهِمْ خَيْرًا ه
مسلمانو جب تم نے ایسی بات سنی تو مومن مردوں اور عورتوں نے اپنے مومن بھائی بہنوں کے
حق میں نیک گمان کیوں نہ کیا -

إِذْ تَلَقَوْا فَرًّا بِالْمَنِينِ وَ تَقُولُونَ يَا قَوْمِ هَذَا مَا لَيْسَ لَكُم بِهِ عِلْمٌ
وَ تَحْسَبُونَهُ هَيِّنًا وَ هُوَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمٌ ه

جبکہ تم اُس بات کی اپنی زبانوں سے نقل در نقل کرنے لگے اور اپنے مُنہ سے ایسی بات
کہتے تھے جس کا تم کو علم نہ تھا اور تم نے اُس کو ایسی ہلکی بات سمجھا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک
یہ بات بہت بڑی ہے “

عفو و درگزر کا حکم | جب حضرت عائشہؓ کی بریت ان آیات سے ظاہر ہو گئی تب حضرت

ابوبکرؓ نے قسم کھائی کہ میں اب مسلح کے ساتھ کوئی سلوک نہ کروں گا اور
نہ کچھ اُس کو نفع پہنچاؤں گا۔ اور حضرت ابوبکرؓ مسلح کے ساتھ بسبب قرابت اور اس کے غریب
ہونے کے بہت سلوک کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی:

وَلَا يَأْتِلُ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَ السَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالسَّائِلِينَ
وَ أَلْمَهَارِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَ لِيَعْفُوا وَ لِيَعْفُوا وَ لِيَصْفَحُوا وَ لِيَعْفُوا وَ لِيَعْفُوا
لَكُمْ وَ اللَّهُ عَفُوٌّ رَّحِيمٌ ه

ترجمہ:- تم میں سے فضل اور کثافت والوں کو قرابت داروں اور مسکینوں اور راہِ خدا میں ہجرت کرنے والوں کے ساتھ
سلوک نہ کرنے پر قسم نہ کھانی چاہیے بلکہ اُن کو معاف اور درگزر کرنا چاہیے۔ اِسے مسلمانو کیا تم یہ بات
میں چاہتے ہو کہ خدا تمہاری بخشش فرمائے اور خدا بخشنے والا مہربان ہے “

حضرت ابو بکرؓ نے جس وقت یہ آیت سنی فرمایا بے شک میں چاہتا ہوں کہ اللہ میری بخشش فرمائے اور میں ہرگز مسلح کو جو کچھ دیتا تھا اس کو منقطع نہ کروں گا۔

صفوان اور حسان ابن اسحاق کہتے ہیں جب صفوان بن معطل کو اس بات کی خبر ہوئی جو حسان نے ان کی نسبت تهمت کی تھی اور ان کی ہجو میں شعر بھی کہے تو صفوان

تلوار لے کر حسان کے سامنے آئے اور ایک ضرب حسان کے لگائی۔ ثابت بن قیس نے کہا اس نے حسان کے ایسی تلوار ماری ہے کہ میرے خیال میں اس کو قتل کر دیا۔

عبداللہ بن رواحہ نے کہا اس واقعہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی خبر ہے یا نہیں؟

صفوان نے کہا آنحضرتؐ کو خبر نہیں ہے۔ عبداللہ بن رواحہ نے صفوان کو رہا کر دیا۔ اور پھر

سب آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا قصہ بیان کیا۔ رسول اللہ نے حسان کو بھی طلب

فرمایا۔ صفوان نے عرض کیا یا رسول اللہ اس نے میری ہجو میں شعر کہے ہیں۔ مجھ کو غصہ آگیا میں

نے اس کے تلوار مار دی۔ آنحضرتؐ نے حسان سے فرمایا اسے حسان تم کو ایسی باتیں نہ کرنی چاہئیں۔

کیا تم کو یہ بات ناگوار گزری کہ صفوان کی قوم کو خدا نے اسلام کی ہدایت فرمائی۔ پھر فرمایا لے

حسان یہ ذمہ جو تجھ کو لگے ہے یہ معاف کر دے۔ حسان نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو اختیار ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اس ذمہ کے بدلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسان کو بیرحاء جو

بنی حدلیہ کا اہل مدینہ میں محل ہے عنایت کیا۔ اور یہ ابی طلحہ بن سہل نے آپؐ کی نذر کیا تھا اور ایک

قبیلہ لونڈی سیر بن بھی عنایت کی جس سے حسان کا بیٹا عبدالرحمن پیدا ہوا۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ پھر لوگوں نے دیکھا کہ صفوان پاک دامن اور پارسا تھے اور آخر کسی

جنگ میں شہید ہوئے۔



حدیبیہ کا واقعہ

عمر کے ارادے سے روانگی | ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں رمضان اور شوال کے مہینے رہے پھر ذیقعد میں آپ عمر کرنے کے ارادہ سے تشریف لے چلے۔ جنگ کا ارادہ بالکل نہ تھا اور مدینہ میں آپ نے میلہ بن عبد اللہ لہثی کو حاکم مقرر کیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں چاروں طرف سے عرب کے لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارادہ کو سن کر عمرہ کی شرکت کے لئے آنے شروع ہوئے اور آپ کو یہ اندیشہ تھا کہ کہیں قریش آپ سے جنگ پر آمادہ نہ ہو جائیں اور خانہ کعبہ میں جانے سے نہ روک دیں۔ الغرض آپ مہاجرین و انصار اور گرد و نواح کے عربوں کے ساتھ احرام باندھ کر ہدی کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے تاکہ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ آپ کا جنگ کا ارادہ ہے۔ بلکہ یہ جانیں کہ آنحضرت صرف زیارت کے لئے جا رہے ہیں۔

مسلمانوں کی تعداد | ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شراونٹ ہدی یعنی قربانی کے لئے لے گئے تھے اور ہر اونٹ دس آدمیوں کی طرف تھا۔ جا بڑ کہتے ہیں حدیبیہ کے سفر میں ہم چودہ سو آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ جب آپ مقام عسفان میں پہنچے تو بشر بن سفیان کبھی آپ سے آکر ملا اور اس نے کہا رسول اللہ! قریش آپ کی روانگی کی خبر سن کر درندوں کی کھالیں پہن کر بڑی تیاری سے آپ کے مقابلے کو آئے ہیں اور مقام ذی طوی میں ٹھہرے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے انہوں نے عہد کیا ہے کہ آپ کو آنے

نہ دیں گے۔ آنحضرت کی گفتگو | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خبر کو سن کر فرمایا قریش کو کیا ہو گیا ہے ان

یہ خبر پائی ہو لڑائی ان کو کھا گئی ہے پھر بھی یہ باز نہیں آتے۔ اگر یہ مجھ کو تمام عرب کے مقابل چھوڑ دیں اور خود الگ ہو جائیں تو بہتر ہے۔ اگر مجھ کو خدا نے عرب پر غالب کیا تب یہ بھی اسلام اختیار کر لیں یا جنگ کریں۔ اور اگر میں عرب سے مغلوب ہو گیا تب ان کا مطلب ہفت حاصل ہو گا۔ پھر قریش کیا خیال کرتے ہیں۔ واللہ! میں اُس دین کی اشاعت کے لئے ہمیشہ جہاد کروں گا۔ جس کے لئے خدا نے مجھ کو بھیجا ہے یہاں تک کہ خدا اس دین کو غالب کر دے۔

پھر فرمایا ایسا کون شخص ہے جو ہم کو ایسا راستہ بتائے جو قریش کے راستہ سے جدا گانہ ہو۔ بنی اسلم میں سے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! ایسا راستہ میں جانتا ہوں۔ چنانچہ شخص سارے قافلے کو لے کر پہاڑیوں کی گھاٹیوں میں سے گزرتا ہوا ایک نرم زمین کی طرف آیا اور مسلمانوں پر یہ راستہ بہت شاق گزرا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے مسلمانو! کہو کہ ہم خدا سے مغفرت مانگتے ہیں اور توبہ کرتے ہیں۔ مسلمانوں نے یہ لفظ کہے۔ آپ نے فرمایا یہ تمہارا کتنا ایسا ہے کہ جیسے بنی اسرائیل سے کہا گیا تھا کہ لفظ حطّہ کو مگر انہوں نے نہیں کہا تھا۔

حدیبیہ میں ورود پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ دائیں طرف سے مقام حمن کی پشت پر ہو کر نینۃ المرء کے راستہ سے مکہ کے نیچے کی طرف حدیبیہ میں اتر چلو۔ چنانچہ تمام لشکر اسی راستہ سے مقام حدیبیہ میں آ گیا۔ قریش کے سواروں نے جب رسول اللہ کے لشکر کو اس طرف سے آتے ہوئے دیکھا تو فوراً انہوں نے قریش کو خبر کی اور آپ اس وقت نینۃ المرء میں جا رہے تھے۔ یہاں پہنچتے ہی آپ کی اونٹنی بیٹھ گئی۔ لوگ کہنے لگے اونٹنی تھک گئی۔ آنحضرت نے فرمایا یہ تھکی نہیں ہے اور نہ اس طرح بیٹھ جانا اس کی عادت ہے۔ بلکہ اس کو اُس نے روکا ہے جس نے اصحابِ نبیل کو روکا تھا۔ آج قریش صلہ رحمی کے جو حقوق مجھ سے طلب کریں گے میں اُن کو دوں گا۔

پھر لوگوں سے فرمایا کہ اسی جگہ اتر پڑو۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس جگہ میں پانی نہیں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ترکش میں سے ایک تیر نکال کر ناجیہ بن حذاف بن عمرو بن عیمر بن دارم بن عمرو بن وائلہ بن سہم بن ناذر بن سلمان بن اسلم بن اقصی بن ابی حارثہ کو عنایت کیا۔ یہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹ ہنکا یا کرتا تھا اور فرمایا ان گڑھوں میں سے ایک گڑھے میں اس تیر کو گاڑ دے۔ تیر کا گاڑنا تھا کہ پانی کا فوارہ بڑے زور کے ساتھ وہاں سے جاری ہوا۔ یہاں تک کہ سب لوگ سیراب ہو گئے اور سب نے مشکیں بھر لیں۔ بعض اہل علم کا بیان ہے کہ براء بن عازب

کہتے ہیں۔ میں نے نبی اکرمؐ کا تیر گڑھے میں گاڑا تھا۔

بَدیل اور خزاعہ | ٹھہرے تو بدیل بن ورقاء خزاعی بنی خزاعہ کے چند لوگوں کے ساتھ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ آپؐ کس کام کے لئے تشریف لائے ہیں؟ حضورؐ نے بیان کیا کہ ہم صرف کعبہ کی زیارت کو آئے ہیں جنگ و حرب کو نہیں آئے۔ یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب سن کر قریش کے پاس گئے اور کہا اے گروہ قریش تم ناحق محمدؐ کے لئے جنگ کی تیاری میں جلدی کر رہے ہو حالانکہ محمدؐ جنگ کے لئے نہیں آئے وہ تو صرف زیارت کے لئے آئے ہیں۔ قریش نے ان لوگوں کی بات کا یقین نہ کیا اور کہا ایسا کبھی نہ ہو گا کہ محمدؐ زیارت کا دعوہ کر دے کہ ہمارے شہر کو فتح کر لیں اور پھر تمام عرب میں ہماری اس بے وقوفی اور دعوہ کے میں آجانے کا چرچا پھیلے۔

مکرزہ اور حلیس | راوی کہتا ہے بنی خزاعہ کے مسلمان اور مشرک سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خیر خواہ تھے مکہ کی کوئی بات آپؐ سے پوشیدہ نہ رکھتے تھے۔ پھر مشرکوں نے آنحضرتؐ کی خدمت میں مکرزہ بن حصص بن اخیف عامری کو بھیجا۔ جس وقت آپؐ نے اس کو آتے ہوئے دیکھا۔ فرمایا یہ شخص غدار کرنے والا ہے۔ جب یہ آپؐ کے پاس پہنچا تو اس سے آنحضرتؐ نے یہی فرمایا کہ ہم زیارت کو آئے ہیں جیسا کہ بدیل سے فرمایا تھا۔ اس نے قریش سے آکر یہ بیان کیا۔ قریش نے پھر حلیس بن علقمہ یا ابن زبان کو جو مختلف قبیلوں کی فوج کا سردار تھا آپؐ کے پاس بھیجا۔ یہ شخص بنی حریث بن عبدمنافہ کے قبیلہ سے تھا۔ جب اس کو آنحضرتؐ نے آتے ہوئے دیکھا۔ فرمایا یہ ان لوگوں میں سے ہے جو خدا کے ماننے والے ہیں۔ اس کو قربانی کے اونٹ دکھا دو تاکہ اس کو ہماری بات کا زیادہ اعتبار ہو۔ جب اس نے قربانی کے اونٹ دیکھے تو وہیں سے قریش کے پاس آگیا چلا گیا آپؐ کی خدمت میں بھی نہیں آیا اور قریش سے جا کر سارا قصہ بیان کیا۔ قریش نے اس سے کہا تو ایک دیہاتی آدمی ہے تجھ کو ان باتوں کی کیا خبر جا تو اپنی جگہ پر بیٹھ جا۔

راوی کہتا ہے حلیس اس بات کو قریش سے سن کر بہت خفا ہوا اور کہا اے قریش! اللہ! اس بات پر ہم نے تم سے عہد نہیں کیا ہے اور نہ ہم نے قسم کھانی ہے کہ جو شخص خانہ کعبہ کی زیارت کو آئے ہم اس کو روک دیں۔ قسم ہے خدا کی جس کے قبضہ میں حلیس کی جان ہے یا تو تم محمدؐ کو زیارت کرنے دو ورنہ میں اپنے تمام لشکر کو لے کر آگ ہوتا ہوں۔ قریش نے معلومتِ وقت کو خیال کر کے کہا۔ اسے حلیس ذرا ٹھہرو ہم لوگ کوئی بات طے کر لیں۔

عروہ بن مسعود | راوی کہتا ہے پھر قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عروہ بن مسعود ثقفی کو روانہ کیا۔ عروہ نے کہا اے قریش میں ان لوگوں کو دیکھ چکا ہوں جن کو تم نے محمد کے پاس بھیجا اور پھر ان کے ساتھ سخت کلامی کی اور تم جانتے ہو کہ تم میرے والی کی بجا ہو اور میں تمہارے بیٹے کی طرح ہوں۔ عروہ سلیمہ بنت عبد شمس کے بیٹے تھے۔ پھر عروہ نے کہا میں نے اس ضرورت کو سن لیا ہے جو اس وقت تم کو لاحق ہے اور میں نے اپنی قوم میں سے ان لوگوں کو جمع کر لیا ہے جو میری لاشے سے متفق ہیں اور پھر میں خود تمہاری رفاقت کے لئے آیا ہوں۔ قریش نے کہا بیشک تم سچ کہتے ہو اور تم ہمارے نزدیک معتبر آدمی ہو۔

جاں نثار صحابہ | پھر عروہ بن مسعود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا میں نے مختلف اقسام کے لوگوں کو جمع کر لیا ہے۔ اور پھر آپ اپنے قبیلے کی طرف آئے ہیں تاکہ اُسے شکست دیں۔ یہ قریش لوگ ہیں انہوں نے بڑی بڑی تیاریاں کی ہیں اور دندوں کی کھالیں پہنی ہیں اور عہد کیا ہے کہ آپ کو مکہ میں داخل نہ ہونے دیں گے۔ اور واللہ وہ آپ سے بہت نزدیک ہیں۔ کل آپ کے مقابل آجائیں گے اور آپ کو بھگا دیں گے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پس پشت بیٹھے تھے۔ انہوں نے بتوں کو برا بھلا کہتے ہوئے فرمایا کیا ہم لوگ آنحضرت کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے۔

عروہ نے عرض کیا اے محمد یہ کون شخص ہے؟ فرمایا یہ ابن ابی قحافہ ہیں۔ عروہ نے کہا کہ اگر آپ کا لحاظ مجھ کو نہ ہوتا تو میں اس کو بتا دیتا۔ پھر عروہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ریش مبارک کو ہاتھ لگانے لگا اور آپ سے بات کرتا جاتا تھا۔ مغیرہ بن شعبہ آپ کے سر لٹنے ہتھیار لگائے ہوئے کھڑے تھے۔ انہوں نے اُس کے ہاتھ پر جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بڑھاتا مارنا شروع کیا۔ عروہ نے کہا یہ کون شخص ہے؟ آپ نے فرمایا یہ تیرا بھتیجا مغیرہ بن شعبہ ہے۔ عروہ نے مغیرہ کی طرف مخاطب ہو کر کہا اے احسان فراموش ابھی کل کا ذکر ہے کہ میں نے تیری بُرائی کو کس طرح مٹایا تھا

راوی کہتا ہے مغیرہ نے اسلام لانے سے پہلے ثقیف میں سے تیرہ آدمیوں کو قتل کر دیا تھا اور ثقیف اس بات پر بہت برہم ہوئے۔ تب عروہ نے مغیرہ کی طرف سے ان تیرہ آدمیوں کا خونہا دے کر اس قہقہہ کو طے کیا۔

راوی کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عروہ سے بھی وہی گفتگو کی جو اور لوگوں سے کی تھی۔ اور عروہ نے دیکھا کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وضو کرتے ہیں تو صحابہؓ آپ کے وضو کے پانی کی ایک بوند زمین پر نہیں گرنے دیتے۔ تبر کا سب ہاتھوں ہاتھ لے لیتے ہیں۔ ایسے ہی آپ کا تھوک بھی تبرک سمجھتے ہیں۔ ان باتوں کو دیکھ کر عروہ حیران ہو گیا اور قریش کے پاس جا کر کہا اے قریش! میں نے کسریٰ اور قیس اور سجاشی وغیرہ بادشاہوں کو دیکھا ہے۔ مگر ایسی سلطنت کسی کی نہیں دیکھی جیسی محمد کی دیکھی ہے۔ پس اب جو تمہاری رائے ہو اس کو قائم کرو۔

خراش بن امیہ | راوی کہتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خراش بن امیہ خزاعی کو اونٹ پر سوار کر کے جس کا نام ثعلب تھا قریش کے پاس قاصد بنا کر بھیجا قریش نے اس کے اونٹ کی کونچیں کاٹ دیں اور اس کو قتل کر دینا چاہا مگر اور لوگوں کے منع کرنے سے اس کو چھوڑ دیا۔ یہاں تک کہ وہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا۔

قریش کے آدمی | راوی کہتا ہے قریش نے چالیس یا پچاس آدمی اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لشکر کی طرف روانہ کئے کہ اگر آپ کے صحابیوں میں سے کوئی شخص ان کے ہاتھ لگ جائے تو اس کو پکڑ کر لے آئیں۔ مگر ان احمقوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ کے لشکر پر تیر اور پتھر پھینکنے شروع کئے۔ صحابہ کرامؓ نے ان کو گرفتار کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ آنحضرتؐ نے معاف فرمایا اور ان کو چھوڑ دیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی روانگی | پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمر بن خطاب کو بلایا تاکہ ان کو مکہ میں اشرف قریش کی طرف روانہ فرمائیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیارت کر لینے دیں۔ عمرؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! مجھ کو قریش سے اپنی جان کا خوف ہے۔ کیونکہ وہ میری ان سے عداوت کے حال سے واقف ہیں کہ میں جس قدر ان پر سختی کرتا ہوں اور میری قوم بنی عدی بن کعب میں سے بھی کوئی مکہ میں نہیں ہے جو مجھ کو بچالے گا۔ میں آپ کو ایک ایسا شخص بتاتا ہوں جو قریش کے نزدیک مجھ سے زیادہ بہتر اور عزیز تر ہے یعنی عثمان بن عفان۔ تب رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے عثمان رضی اللہ عنہ کو طلب کیا اور ابوسفیان وغیرہ اشرف قریش کے پاس بھیجا تا کہ عثمان ان کو خبر دے دیں کہ آپ جنگ کے لئے نہیں آئے ہیں بلکہ صرف زیارت کے لئے آئے ہیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی افواہ | راوی کہتا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف روانہ ہوئے۔ ابان بن سعید بن عاص مکہ میں داخل ہونے

سے پہلے یا اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ملا اور ان کے ساتھ ہو لیا۔ یہاں تک کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام قریش کو پہنچا دیا۔

ابوسفیان وغیرہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اگر تمہارا جی چاہے تو تم کعبہ کا طواف کر لو۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طواف نہ فرمائیں گے میں نہیں کر سکتا۔ پھر قریش نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو روک لیا اور مسلمانوں کو یہ خبر پہنچی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔



بیعت رضوان

جنگ کی بیعت | جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ خبر پہنچی کہ عثمان رضی اللہ عنہ قتل کئے گئے۔ فرمایا میں ہرگز یہاں سے نہ جاؤں گا۔ جب تک کہ مشرکوں سے بدلہ نہ لے لوں گا اُس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو بیعت کے لئے بلایا اور یہی بیعت بیعت رضوان ہے جو ایک درخت کے سایہ میں ہوئی۔

لوگوں کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے مرنے پر بیعت لی۔ اور جا بڑے کہتے ہیں کہ ہم سے مرنے پر رسول اللہ نے بیعت نہیں لی بلکہ اس پر بیعت لی کہ ہم جنگ سے نہ بھاگیں۔ سب مسلمانوں نے اس پر بیعت کی سوا ایک جَد بن قیس سلمیٰ کے۔ جا بڑے کہتے ہیں میں نے اُس کو دیکھا کہ اپنے اونٹ کے پیٹ سے لگ کر چھپ گیا تھا۔ پھر آنحضرت کے پاس خبر آئی کہ عثمان قتل نہیں ہوئے۔

ابن ہشام کہتے ہیں پہلے جس شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت کی وہ ابوسنان اسدی تھے۔

معتبر روایت سے ثابت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے آپ نے اپنے ہاتھ کو دو مہرے ہاتھ پر لکھ کر بیعت کی۔

صلح کی کوشش اور حضرت عمرؓ کا اضطراب | ابن اسحاق کہتے ہیں پھر قریش نے سہیل بن عمرو عامری کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں روانہ کیا اور کہا تو جا کر محمدؐ سے اس بات پر صلح کر کہ اس سال وہ واپس چلے جائیں ورنہ تمام عرب یہ کہیں گے کہ محمدؐ نے زبردستی عمرہ کر لیا اور قریش کچھ نہ کر سکے اور اس میں ہماری بڑی بدنامی ہوگی۔ سہیل بن عمرو آنحضرت کے پاس آیا۔ آپ نے جب اُس کو آتے ہوئے دیکھا تو فرمایا کہ اس کو صلح کے لئے بھیجا گیا ہے۔ پس جب سہیل رسول کریم کی خدمت میں حاضر

ہوا۔ بڑی لمبی چوڑی تقریر بیان کی۔ پھر صلح کی گفتگو ہونے لگی۔ جب سب باتیں طے ہو گئیں اور صرف لکھنا باقی رہ گیا تو حضرت عمرؓ تیزی سے حضرت ابو بکرؓ کے پاس آئے اور کہا اے ابو بکرؓ کیا ہمارے رسول، اللہ کے پیغمبر نہیں ہیں۔ ابو بکرؓ نے کہا بے شک ہیں۔ عمرؓ نے کہا پھر کیا ہم مسلمان نہیں ہیں؟ ابو بکرؓ نے کہا بے شک ہیں۔ عمرؓ نے کہا اور کیا وہ مشرک نہیں ہیں۔ ابو بکرؓ نے کہا بیشک ہیں۔ عمرؓ نے کہا پھر کیا وجہ ہے کہ ہم اپنے دین میں کمزوری اختیار کریں۔ ابو بکرؓ نے کہا اے عمر! میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک آپ خدا کے رسول ہیں۔ عمرؓ نے کہا یہ گواہی میں بھی دیتا ہوں۔ ابو بکرؓ نے کہا۔ پس تو جو کچھ حضورؐ کہیں تم اسی کو بہتر سمجھو۔ پھر عمرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور یہی گفتگو کی جو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کی تھی۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں خدا کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ میں اس کے حکم کی مخالفت نہیں کر سکتا۔ اور نہ وہ مجھ کو برباد اور ضائع کرے گا۔

عمرؓ کہتے ہیں۔ میں نے اس روز کی اپنی گفتگو کے خوف سے بہت سی نمازیں پڑھیں اور بہت صدقہ دیا۔ یہاں تک کہ مجھ کو اطمینان ہو گیا کہ اب یہ اس گفتگو کا کفارہ ہو گیا ہوگا۔

صلح حدیبیہ اور صلح نامہ | ہادی کہتا ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ لکھو بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سہیل نے کہا میں اس کو نہیں جانتا، میں یہ لکھو یا سمک اللهم انخفضت نے فرمایا اچھا یہی لکھو۔ چنانچہ حضرت علیؓ نے یہی لکھا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ یہ لکھو کہ یہ وہ صلح نامہ ہے جو محمد رسول خدا اور سہیل بن عمرو کے مابین طے ہوا۔ سہیل نے کہا اگر میں آپ کو رسول خدا جانتا تو آپ سے کیوں لڑتا بلکہ آپ اپنا اور اپنے والد کا نام لکھتے۔ تب آپ نے فرمایا کہ یوں لکھو۔ یہ وہ صلح نامہ ہے جو محمد بن عبد اللہ اور سہیل بن عمرو کے مابین طے ہوا۔ یہ کہ دس برس تک جنگ نہ ہو اور ایک دوسرے سے ڈرے رہیں اور جو شخص قریش میں سے اپنے ولی کی بغیر اجازت کے محمد کے پاس آئے گا محمد اس کو واپس کر دیں گے اور اگر محمد کا کوئی شخص قریش کے پاس چلا جائے گا قریش اس کو واپس نہ کریں گے اور کسی کو روکنا اور قید کرنا نہ ہوگا۔ اور جو شخص یہ چاہے کہ محمد کے عہد میں داخل ہو وہ محمد کے عہد میں داخل ہو جائے اور جو قریش کے عہد میں داخل ہونا چاہے وہ قریش کے عہد میں داخل ہو۔

بہی خزاہ نے اس بات کے سنتے ہی کہا کہ ہم تو محمد کے عہد میں داخل ہیں اور ابو بکر نے کہا

ہم قریش کے عہد میں ہیں۔ اور اس بات پر عہد ہوا کہ اس سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے جائیں اور آئندہ سال اپنے اصحاب کے ساتھ آئیں اور تلواروں کو میان میں کٹے ہوئے تین روز مکہ میں رہیں اور بغیر تلواروں کے نہ رہیں۔

ابوجندل کا واقعہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایفائے عہد | راوی کہتا ہے کہ ہنوز یہ صلح نامہ لکھا ہی جا رہا تھا کہ ابوجندل بن سہیل بن عمرو

ذبحیوں سے بندھے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور مسلمانوں کی یہ حالت تھی کہ پہلے تو بڑے شوق و ذوق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب کی خبر سن کر مکہ کی زیارت اور فتح کی امید سے آئے تھے اور اب جو آپ کو اس طرح صلح کر کے واپس ہوتے دیکھے تو مسلمان بہت ہی افسردہ دل ہو گئے تھے۔ قریب تھا کہ اس رنج سے ہلاک ہو جائیں۔

سہیل بن عمرو نے جو اپنے بیٹے ابوجندل کو کھڑا دیکھا تو ان کے منہ پر ایک طمانچہ مارا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا اے محمد! میرے تمہارے درمیان قضیہ اس کے آنے سے پہلے فیصل ہو چکا ہے یعنی ابوجندل کو تمہارے ساتھ جانے نہ دوں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو سچ کہتا ہے۔ سہیل نے ابوجندل کو کھینچ کر پیچھے کرنا چاہا تاکہ قریش میں پہنچا دے۔ ابوجندل نے چیخنا شروع کر دیا کہ یا رسول اللہ اور اے مسلمانو! کیا میں کفار میں واپس کر دیا گیا تاکہ وہ مجھ کو تکلیفیں پہنچائیں۔

مسلمانوں کو اس بات سے بہت قلق ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوجندل تم اور چند روز صبر کرو۔ عنقریب اللہ تعالیٰ تمہارے لئے کشا دگی کہ دے گا۔ میں مجبور ہوں کہ میں نے عہد کر لیا اور عہد کے خلاف نہیں کر سکتا۔

راوی کہتا ہے عمر بن خطاب آٹھ کر ابوجندل کے پاس آئے اور کہا اے ابوجندل تم چند روز اور صبر کرو۔ یہ لوگ مشرک ہیں اور ان میں سے ہر ایک کا خون ایسا ہے جیساکے کانخون۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھ کو یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں ابوجندل اپنے باپ کو قتل نہ کر دے اور پھر قضیہ زیادہ پھیل جائے۔

صلح نامہ پر گواہیاں | راوی کہتا ہے جب صلح نامہ کے لکھنے سے فارغ ہوئے اس پر چند مسلمانوں اور چند مشرکوں کی گواہیاں ہوئیں۔ مسلمانوں میں سے یہ لوگ گواہ تھے۔ ابوبکر صدیق، عمر بن خطاب، عبدالرحمن بن عوف، عبداللہ بن سہیل بن عمرو

سعد بن ابی وقاص، محمود بن سلمہ مکرز بن حفص جو اُس وقت مشرک تھا اور حضرت علیؓ جو کاتب بھی تھے۔

قربانی اور حلق | ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام حلیٰ میں بے چین تھے اور حرم میں نماز پڑھتے تھے۔ جب صلح سے آپ فارغ ہوئے تب کھڑے ہو کر آپ نے اپنے اونٹ کو قربانی کیا اور خراش بن اُمیہ خزاعی سے سرمنڈوایا۔ لوگوں نے جب آنحضرتؐ کو دیکھا تب تو سب نے قربانیاں کر کے سرمنڈوائے اور بعضوں نے فقط بال ہی کتروائے۔ آپ نے فرمایا۔ خدا سرمنڈانے والوں پر رحم کرے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اور بال کتروانے والوں پر۔ فرمایا سرمنڈانے والوں پر خدا رحم کرے۔ لوگوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! اور بال کتروانے والوں پر۔ فرمایا اور بال کتروانے والوں پر بھی عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے سرمنڈانیوں کے لئے تو رحم کو ظاہر فرمایا اور کتروانے والوں کے لئے رحم کو ظاہر کیوں نہ فرمایا۔ فرمایا اس لئے کہ انہوں نے شک نہیں کیا۔

ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ قربانی کے اونٹوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابو جہل کا اونٹ بھی ساتھ لائے تھے اور اس اونٹ کی نکیل چاندی کی تھی۔

سورہ فتح کا نزول | نہری کہتے ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ سے واپس ہو کر مدینہ کو آ رہے تھے کہ جب آپ مکہ اور مدینہ کے درمیان پہنچے تو سورہ فتح نازل ہوئی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِیْنًا لِّیَغْفِرَ لَكَ
- اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ وَیُدْخِلْکَ عَلَیْمَتَهُ عَدِیْبًا
صِرَاطًا مُسْتَقِیْمًا (۴۸، ۵۱)

ترجمہ:- بے شک اے رسول! ہم نے تم کو اس صلح کے ہونے سے کھلی ہوئی فتح دی تاکہ تجھے خدا تمہارے اگلے پچھلے سب گناہ اور اپنی نعمت تم پر پوری کرے اور سیدھے راستے کی تم کو ہدایت فرمائے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَا یِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَا یِعُوْنَکَ اِنَّ اللّٰهَ یَدُ اللّٰهُ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ فَمَنْ نَبَذَ
فَاِنَّمَا یُنْبِذُ عَلٰی نَفْسِہٖ وَمَنْ اَوْفٰ بِمَا عَاہَدَ عَلَیْہِ اللّٰهُ فَسَیُؤْتِیْہِمْ
اَجْرًا عَظِیْمًا

۱۔ حرم مکہ کی حد (مرتب)

بے شک جن لوگوں نے تم سے بیعت کی انہوں نے خدا سے بیعت کی۔ خدا کا ہاتھ اُن کے ہاتھوں کے اوپر ہے۔ پھر جو اس بیعت کو توڑے گا تو اس کا وبال اُس کے اوپر ہے اور جو اُس عہد کو جو اللہ تعالیٰ سے اُس نے کیا ہے پورا کرے گا تو عنقریب اللہ تعالیٰ اُس کو اجرِ عظیم عنایت فرمائے گا۔“

پھر اللہ تعالیٰ نے ان دیہاتی لوگوں کا ذکر کیا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہیں لڑے تھے اور آنحضرتؐ نے اُن کو ساتھ چلنے کا حکم دیا تھا۔

سَيَقُولُ لَكَ الْمُخَلَّفُونَ مِنَ الْأَعْرَابِ شَغَلَتْنَا أَمْوَالُنَا وَأَهْلُونَا فَاسْتَغْفِرْنَا۔
ترجمہ: اے رسول! عنقریب آپ سے وہ دیہاتی جو جنگ میں شرکت سے پیچھے رہ گئے کہیں گے ہمارے مال اور اولاد نے ہم کو شرکت سے باز رکھا پس آپ ہمارے لئے مغفرت مانگئے۔“
پھر اس کے بعد فرمایا ہے :-

سَيَقُولُ الْمُخَلَّفُونَ إِذِ انطَلَقْتُمْ إِلَى مَغَائِرِنَا خَذُوا هَذَا مِمَّا تَتَّبِعُونَ
مِيرِيدُونَ أَنْ يُبَدِّلُوا كَلِمَ اللَّهِ قُلْ لَنْ تَتَّبِعُوا كَذِبَكُمْ قَالَ اللَّهُ مِنْ قَبْلُ هُوَ
عنقریب جنگ میں نہ جانے والے تم سے کہیں گے۔ جب تم مالِ غنیمت کو لوٹنے جاؤ گے کہ ہم کو منع نہ کرو تو ہم بھی تمہارے پیچھے چلیں۔ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کے کلام کو بدل دیں۔ کہہ دو تم ہرگز ہمارے ساتھ نہ چلو گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ پہلے ہی فرما چکا ہے۔“

پھر اس کے آگے خداوند تعالیٰ نے ایک سخت قوم پر جہاد کرنے کو فرمایا ہے۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں یہ قوم فارس ہے اور زہری کہتے ہیں یہ قوم مسلمہ کذاب اور بنو حنیفہ ہیں۔
پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا
فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا وَمَغَانِمَ
كَثِيرَةً يَأْخُذُونَ وَنَهَاهُمْ أَنْ يَكْفُرُوا بِاللَّهِ عَصِيانًا إِذْ يُبَايِعُونَكَ
لِكَيْتُوبَةٍ وَأَنْ يَتَّبِعُونَ أَمْرًا مِمَّا نَهَى اللَّهُ عَنْهُ لِيَكُونَ مِنَ الَّذِينَ
وَلِتَكُونَ آيَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا هُوَ وَآخِرُ مَا
لَقَدِمُوا وَعَلَيْهَا قَدْ أَحَاطَ اللَّهُ بِمَا وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا
تَسْبِيحٌ قَدِيرًا ه (۲۱۳۱۸-۲۸)

ترجمہ: بے شک خدا مومنوں سے راضی ہوا جبکہ وہ آپ سے درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے۔ پس جان لی اُس نے وہ بات جو اُن کے دلوں میں تھی۔ پھر اُن پر اُس نے چین اور اطمینان نازل کیا اور جلد فتح (یعنی خیبر کی) اُن کو پہنچائی اور اُس فتح میں بہت سامان و مال حاصل کرے گی۔ اور اللہ ہے غالب حکمت والا۔ وعدہ کیا ہے خدا نے تم سے بہت سے مالِ غنیمت کا جس کو تم لوگے۔ پس یہ مال تم کو جلدی سے دیا اور دشمنوں کی دست درازی کو تم سے دُور رکھا یعنی خیبر کے لوگوں کو کسی کی مدد اور کمک نہ پہنچ سکی) تاکہ یہ فتح ایک نشانی ہو مومنوں کے لئے اور خدا تم کو سیدھے راستہ کی ہدایت فرمائے اور دوسری فتح کا اور مال کا خدا نے تم سے وعدہ کیا ہے۔ علاوہ فتح خیبر کے جس پر تمہیں اختیار نہیں۔ یعنی تمہاری قدرت سے وہ فتوحات باہر ہیں بے شک خدا نے اُن کا احاطہ کر رکھا ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے (یہ فتوحات فارس اور شام وغیرہ ممالک کی ہیں)“

هُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنَّا وَأَيْدِيَهُمْ عَنْهُمْ بَيْنَ يَدَيْهِمْ مِنَّا وَمِنَّا بَعْدَ أَنْ أَظْفَرُوا عَلَيْهِمْ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا هُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا كَمَا صَدَّ اللَّهُ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالنَّهْدِيِّ مَعَكُوا فَأَنَّ يَبْلُغَ مَحِلَّهُ هُوَ أَوْ ذُرِّيَّتَهُ جَاءَ الْمُؤْمِنُونَ وَنِسَاءَهُمْ يُؤْمِنُونَ لَهُمْ لَعَلَّوْهُمُ أَنْ تَطَّوَّفُوا فَصِيبَكُمْ مِنْهُم مَّعْرَفَةٌ بِغَيْرِ عَلِيمٍ ه

خدا کی وہی ذات ہے جس نے مکہ کے میدان میں تم کو مشرکوں پر غالب کرنے کے بعد اُن کی دست درازی کو تم سے روکا اور تمہاری دست درازی کو اُن سے روکا اور اللہ تمہارے اعمال کا دیکھنے والا ہے۔ یہ مشرکین وہی لوگ ہیں جنہوں نے خدا کے ساتھ کفر کیا اور تم کو مسجد حرام میں جانے سے روکا اور قربانی کو اُس کے مقام پر ذبح نہ ہونے دیا۔ اور اگر مکہ میں مسلمان مرد اور عورتیں (جو مشرک کی تعداد میں تھے) نہ ہوتے اور تم ان کو نہ جانتے تھے کہ وہ پوشیدہ مسلمان ہیں اگر تم لڑتے تو وہ لوگ مارے جاتے پھر تم کو اُن کے قتل کے سبب غم پہنچتا بہ سبب بے خبری کے“

إِذْ جَعَلَ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْحَمِيَّةَ الْحَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةَ طَفَا نَزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَى رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوَى وَكَانُوا أَحَقَّ بِهَا وَأَهْلَهَا ه

جبکہ کافروں نے اپنے دلوں میں جاہلیت اور احمق پنپنے کی غیرت بھر رکھی تھی۔ پس خدا نے اپنا پجین اور آرام اپنے رسول اور مومنوں پر نازل کیا اور قائم رکھا خدا نے مسلمانوں کو پرہیز اور اب کی بات پر اور مسلمان اس بات کے بڑے حقدار اور اہل ہیں۔

لَقَدْ صَدَقَ اللَّهُ سَوْءَلَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلَنَّ الْمَسْجِدَ الْمَحْرَمَ إِذْ
شَاءَ اللَّهُ مِنْكُمْ مَخْلِقِينَ مُوَسَّكَةً وَمُقْتَصِرِينَ لَا يُخَافُونَ فَعِلَهُ مَا لَدُ
تَعَلَّمُوا فَيَجْعَلْ مِنْ دُونِ ذَلِكَ فِتْنًا قَرِيبًا ۝

ترجمہ:- یعنی بے شک خدا نے اپنے رسول کے خواب کو حق کے ساتھ سچا کیا کہ تم انشاء اللہ تعالیٰ حزور مسجد حرام میں امن کے ساتھ سر منڈائے اور بال کتروائے بے خوفی اور اطمینان کے ساتھ داخل ہو گے۔ خدا وہ بات جانتا ہے جو تم نہیں جانتے ہو (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا خواب میں دیکھنا کہ ہم امن کے ساتھ مسجد حرام میں آگے ہیں (پس اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے اس کے علاوہ قریب فتنہ رکھی ہے)“

اصحیح کے فوائد | لہری کہتے ہیں حدیبیہ کی صلح سے بڑھ کر اس سے پہلے اسلام میں کوئی فتح نہیں ہوئی۔ کیونکہ جنگ موفوف ہو گئی تھی اور لوگ گفتگو اور مباحثہ میں مشغول ہوتے تھے۔ تو جس میں کچھ بھی عقل کا حصہ تھا وہ اسلام قبول کر لیتا تھا۔

لہری کے اس قول کی دلیل یہ بات ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیبیہ میں آئے ہیں تو آپ کے ساتھ چودہ سو آدمی تھے جیسا کہ جابر نے بیان کیا ہے اور اس کے دو ہی برس کے بعد جب آپ فتح مکہ کے لئے آئے ہیں تب آپ کے ساتھ دس ہزار آدمی تھے۔



مکہ کے مظلوم مسلمان

ابوبصیر کا واقعہ | جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس صلح سے فارغ ہو کر مدینہ میں رونق افروز ہوئے تو ابوبصیر بن اسید بن جاریہ جو مکہ میں قید تھے آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہر بن عبد مناف بن عبدالمحرت بن زہرہ اور احنس بن ثریق بن عمرو بن وہب ثقفی نے ان کی بابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خط لکھا اور بنی عامر بن لؤئی میں سے ایک شخص کو یہ خط دے کر ابوبصیر کے لانے کے لئے آنحضرت کی خدمت میں روانہ کیا اور اپنا ایک غلام بھی اُس کے ساتھ کیا۔ یہ دونوں شخص انہر اور احنس کا خط لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبصیر سے فرمایا کہ اے ابوبصیر ہم نے ان لوگوں سے عہد کر لیا ہے جو تم کو معلوم ہے ہم اُس کے خلاف نہیں کر سکتے اور خدا تمہارے اور تمہارے غریب ساتھیوں کے لئے ضرور کشاہدی پیدا کرنے والا ہے۔ تم اپنی قوم کے پاس چلے جاؤ۔ ابوبصیر نے کہا یا رسول اللہ! کیا آپ مجھ کو مشرکین کی طرف واپس کرتے ہیں جو میرے دین سے مجھ کو فتنہ میں ڈالتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر فرمایا اے ابوبصیر تم چلے جاؤ۔ عنقریب خدا تمہارے لئے کشاہدی اور مفر کی صورت پیدا کرے گا۔

عامری کا قتل | ابوبصیر یہ سن کر اُن دونوں کے ساتھ مکہ کو روانہ ہوئے یہاں تک کہ جب مقام ذی الحلیفہ میں پہنچے تو ابوبصیر ایک دیوار کے سایہ میں بیٹھ گئے۔ یہ دونوں شخص بھی بیٹھ گئے۔ ابوبصیر نے کہا اے عامری بھائی یہ تلوار تمہاری ہے۔ اُس نے کہا ہاں! کہا میں اس کو ذرا دیکھ لوں۔ اُس نے کہا دیکھ لو۔ ابوبصیر نے اُس تلوار کو میان سے نکال کر دیکھا۔ اور اُسے سونت کر عامری کو قتل کر ڈالا۔ غلام یہ حالت دیکھ کر ایسا بھاگا کہ سیدھا آنحضرت کی خدمت میں آیا۔ آپ نے جو اُس کو آتے ہوئے دیکھا تو فرمایا۔ ضرور یہ گھبرایا ہوا ہے۔ فرمایا تجھ کو خرابی ہو کیا ہوا؟ غلام نے کہا تمہارے ساتھی نے میرا ساتھی کو قتل کر دیا۔ اُسی وقت

ابو بصیر بھی تلوار لگائے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے آپ کے عہد کو پورا کر دیا، آپ نے مجھ کو ایسی قوم کے حوالہ کیا تھا جو ہرگز مجھ کو میرے دین پر قائم نہ رہنے دیتے۔ میں نے اپنے دین کو بچا لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو بڑا لڑاکا اور لڑائی کی آگ کو بھڑکانے والا ہے۔ پھر فرمایا کاش اس کے ساتھ اور آدمی ہوتے۔

ابو بصیر کا گروہ | پھر اس کے بعد ابو بصیر سمندر کے کنارہ پر مقام عیص میں جو ذی مروہ کے پاس ہے جا رہا ہے۔ یہاں اسے قریش کے شام سے آنے جانے کا تھا۔ جب ابو بصیر کے یہاں رہنے کی خبر مکہ میں ان مسلمانوں کو پہنچی جو قریش کے ہاتھوں میں مجبور اور گرفتار تھے اور آنحضرت کے اس عہد و پیمان سے جو قریش کے ساتھ ہوا تھا مجبور اور ناامید ہو گئے تھے جب انہوں نے یہ خبر سنی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بھی سنا کہ آپ نے ابو بصیر کے حق میں فرمایا کہ کاش اس کے ساتھ اور آدمی ہوتے تو یہ لوگ نکل نکل کر ابو بصیر کے پاس پہنچنے شروع ہوتے۔ یہاں تک کہ ستر آدمیوں کے قریب ابو بصیر کے پاس جمع ہو گئے اور قریش کو انہوں نے تنگ کر دیا۔ جو آدمی قریش کا ان کے ہاتھ لگتا تو اس کو قتل کر ڈالتے اور جو قافلہ دوسرے گزرتا اس کو لوٹ لیتے۔

قریش کی درخواست | جب قریش ان لوگوں سے بے حد مجبور ہوئے تب انہوں نے آپ کو رحم اور رشتہ داری کا واسطہ دلا کر لکھا کہ ہم کو ان لوگوں کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔ آپ باشوق ان لوگوں کو اپنے پاس بلا لیجئے تب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب لوگوں کو مدینہ میں بلا کر رکھا۔

عامری کا خون بہا | ابن اسحاق کہتے ہیں جب سہیل بن عمرو کو ابو بصیر کے عامری کو قتل کرنے کا خون بہانہ دیا جائے گا میں اپنی پشت کعبہ سے نہ ہٹاؤں گا۔ ابوسفیان نے کہا واللہ! یہ تیری جہالت ہے اس کا خون بہانہ دیا جائے گا۔ تین مرتبہ ابوسفیان نے یہی کہا۔

ام کلثوم کی ہجرت | انہی ایام میں ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط نے آنحضرت کی خدمت میں ہجرت کی۔ ام کلثوم کے دونوں بھائی عمادہ اور ولید عقبہ کے بیٹے آپ کی خدمت میں اپنی بہن کے لینے کے لئے اسی عہد کے سبب آئے۔ مگر آپ کو اللہ تعالیٰ نے منع کر دیا اس لئے آپ نے ام کلثوم کے بھیجنے سے صاف انکار کر دیا۔

عورتوں کی ہجرت کا سوال | ابن اسحاق کہتے ہیں عبدالملک بن مروان کے صوبہ دار ابن ابی ہندہ نے عروہ بن زبیر کے پاس ایک خط بھیجا اور اس

میں اس آیت کے بارے میں سوال کیا تھا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مِمَّا جَرَّاتٍ فَأَمْتَحِنُوهُنَّ اللَّهُ
أَعْلَمَ بِإِيمَانِهِنَّ فَإِنْ عَلِمْتُمُوهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلَا تَرْجِعُوهُنَّ إِلَى الْكُفَّارِ
لَا هُنَّ حِلٌّ لَهُمْ وَرَدَّ هُوَ يَحِلُّونَ لَهُنَّ وَآتُوهُنَّ مَا آتَفَقُوا وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ أَنْ
تَنْكِحُواهُنَّ إِذَا آتَيْتُمُوهُنَّ أَجُورَهُنَّ وَلَا تُمْسِكُوا بِعِصَمِ الْكُلُوفِ إِنْ دَرَأْتُمْ
مَا أَنْفَقْتُمْ وَلَيْسَلُوا مَا أَنْفَقُوا إِذْ لَكُمْ حُكْمُ اللَّهِ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ

ترجمہ :- اے ایمان والو جب مسلمان عورتیں ہجرت کر کے تمہارے پاس آئیں تم ان کے ایمان کا امتحان کرو۔ خدا ان کے ایمان کی حالت سے خوب واقف ہے۔ تو اگر تم ان کو پکا مسلمان جانو تو پھر ان کو کفار کی طرف واپس نہ کرو۔ نہ یہ عورتیں کفار کے لئے حلال ہیں نہ کفار ان کے لئے حلال ہیں اور جو مہر کفار نے ان کو دیا ہے وہ تم ان کو دے دو اور تم پر کچھ گناہ نہیں کہ تم مہر دے کر ان عورتوں سے شادی کر لو اور کافر عورت کو تم بکڑ کر نہ رکھو جو کچھ تم نے ان پر خرچ کیا ہے وہ ان سے مانگ لو اور جو کفار کا خرچ ہوا ہے وہ مانگ لیں۔ یہ خدا کا فیصلہ ہے جو اس نے تمہارے درمیان کیا ہے اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔

عروہ کا جواب | عروہ بن زبیر نے اس کو جواب لکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیث میں قریش سے اس بات پر صلح کی تھی کہ قریش کا جو شخص آپ کے پاس بلا اجازت اپنے ولی کی آئے گا آپ اس کو قریش کے پاس واپس کر دیں گے مگر جب قریش کی عورتیں اسلام لاکر اور ہجرت کر کے آنحضرت کے پاس آئیں تو آپ نے ان کو واپس نہ کیا اور ان کا مہر دینا اس شرط سے مقرر کیا کہ اگر مشرک ان عورتوں کا مہر مسلمانوں کو دے دیں۔ جو مسلمانوں کی بیویاں ہیں اور مشرکوں نے ان کو قید کر رکھا ہے تب مسلمان ان عورتوں کا بھی مہر دیدیں گے جو مسلمانوں کے پاس مسلمان ہو کر آئی ہیں اور مشرکوں کی بیویاں ہیں۔

مردوں کو رسول اللہ نے واپس کر دیا تھا مگر عورتوں کو واپس نہیں کیا اور یہ حدیث کی صلح نہ ہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان نو مسلم عورتوں کا مہر بھی نہ دیتے جیسے کہ اس صلح سے پہلے آنے والی عورتوں کا مہر آپ نے نہیں دیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں میں نے امام زہری سے اس آیت کا مطلب دریافت
امام زہری کی تشریح کیا: **وَإِنْ قَاتَلْتُمُوهُمْ يُبَاتِلُ الْكُفْرَ الَّذِي كَفَرْتُمْ بِهٖ فَكُلُّ مَنۢ بَدَّلَ دِينَهُ فَهُوَ مُشْرِكٌ كَفَرًا يٰۤاُولَٔىۤئِن**

ذَهَبَتْ اٰذْوَابُهُمْ مِثْلَ مَا اَنۢفَقُوۡا وَاَنۢفَقُوۡا لَلَّذِيۡنَ اَنۢفَقُوۡا بِهٖ مُمۡوِنُوۡنٌ ط اور اسے
 مسلمانو! اگر تمہاری کچھ عورتیں مرتد ہو کر کفار کے پاس چلی گئیں اور کفار سے تمہیں اس کا مہر نہ ملا۔ پس
 اس مال میں سے اُن لوگوں کو جن کی بیویاں مرتد ہو کر بھاگ گئیں ہیں وہ رقم دے دو جو انہوں نے
 اُن پر خرچ کی تھی اور اُس خدا سے ڈرو جس پر تم ایمان لائے ہو۔

زہری نے کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر مسلمان کی بیوی کفار میں ہو اور کفار کی کوئی عورت
 مسلمانوں کے پاس نہ ہو جس کے سبب سے وہ بدلہ لیں تو خدا فرماتا ہے کہ اُس مسلمان کو مال غنیمت
 میں سے وہ رقم دیدی جائے جو اُس نے اپنی بیوی پر مہر وغیرہ میں خرچ کی ہے۔

ادوی کہتا ہے جب یہ آیت نازل ہوئی: **يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۤنَ اٰمَنُوۡا**
مُشْرِكٌ عٰوِلٰتُوۡنَ سَے عَلِيٍّ مَحَدِيٍّ اِذَا جَاءَكَ مِنَ الْمُوۡمِنٰتِ مِمَّا جَهَرَ بِهِنَّ اِلٰحَ تَوَضَّعَتْ عَرۡصُ

نے اپنی بیوی قریبہ بنت ابی امیہ بن مغیرہ کو طلاق دے دی۔ پھر اُس عورت سے معاویہ بن
 ابی سفیان نے شادی کی اور یہ دونوں مرد و عورت اُس وقت مشرک تھے اور مکہ میں رہتے
 تھے اور اتم کلثوم بنت ہرول سے جو بنی خزاعہ میں سے عبید اللہ بن عمر کی ماں تھی۔ ابو جہم بن
 حذیفہ بن غانم نے شادی کی یہ دونوں بھی مشرک تھے۔

ابن ہشام کہتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ کے واقعہ کے بعد
فتح مکہ کی خوشخبری مدینہ میں آئے تو ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ نے تو یہ

فرمایا تھا کہ ہم امن کے ساتھ کعبہ میں داخل ہوں گے۔ آنحضرت نے فرمایا کیا میں نے یہ بھی کہا تھا
 کہ اسی سال داخل ہوں گے اُس نے کہا یہ تو آپ نے نہیں فرمایا تھا۔ فرمایا بس یہ اُسی کے مطابق ہے
 جو جبرائیل نے مجھ سے کہا ہے۔



غزوة خيبر (۱)

خیبر کی طرف روانگی | ابن اسحاق کہتے ہیں حدیبیہ سے واپس آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں ذی الحجہ اور کچھ مہینہ محرم کا رہے۔ پھر محرم کے آفرینوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر کے جہاد کا قصد فرمایا اور مدینہ میں نمیلہ بن عبد اللہ لیبثی کو حاکم مقرر کر کے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو سفید نشان عنایت فرما کر آگے روانہ کیا۔

عامر بن اکوع کی حدی | ابن اسحاق کہتے ہیں کہ خیبر کے سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اکوع کا نام سنان تھا کہ اے اکوع کے بیٹے تم کوئی رجز یعنی بہادری کا شعر سناؤ۔

عامر بن اکوع نے یہ شعر کہے۔

وَاللّٰهُ نَوَّكَ اللهُ مَا اهْتَدَيْنَا
وَاِنَّا لَآ اِذَا قَوْمٌ بَغَوْا عَلَيْنَا
وَقَدْ تَلَيْتِ اَنْتَ قَدْ اَمَّ اِنْ لَدَيْنَا
وَاِنَّا لَآ اِذَا قَوْمٌ بَغَوْا عَلَيْنَا

”خدا کی قسم! اگر ہم پر خدا کا فضل نہ ہوتا تو ہدایت نہ پاتے اور نہ صدقہ دیتے اور نہ نماز پڑھتے۔ بے شک ہم پر جب کفار نے بغاوت کی یا فتنہ کا ہم سے ارادہ کیا تو ہم نے انکار کیا۔ پس تو ہم پر اپنا سکون اور اطمینان نازل فرمایا۔ اور اگر ہمارا کفار سے مقابلہ ہو تو ہم کو ثابت قدم رکھ“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خدا تم پر رحمت کرے اور عمر بن خطاب عامر کی شہادت | نے کہا یا رسول اللہ حجت ان کے لئے واجب ہو گئی۔ راوی کہتا ہے پھر خیبر کی جنگ میں عامر بن اکوع شہید ہوئے اور ان کی شہادت اس طرح ہوئی کہ خود ان ہی کی تلوار جنگ

میں ان کو پلٹ کر اس زور سے لگی کہ یہ سخت زخمی ہو کر شہید ہوئے۔ بعض مسلمانوں کو ان کی شہادت میں شک ہوا۔ اور وہ کہنے لگے کہ یہ تو اپنے ہی ہتھیار سے شہید ہوئے ہیں اور یہاں تک یہ گفتگو ہوئی کہ ان کے بھتیجے سلمہ بن عمرو بن اکوع نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی شہادت کی نسبت دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا بے شک یہ شہید ہیں۔ اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور سب مسلمانوں نے ان کے جنازہ کی نماز پڑھی۔ ابی معتب بن عمرو کہتے ہیں جب آپ خیمہ کے پاس پہنچے تو صحابہ سے فرمایا اور میں بھی انہی میں تھا کہ ٹھہر جاؤ اور پھر آپ نے یہ دعا پڑھی :

اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ وَمَا اَظْلَمْنَ وَرَبَّ اَرْضِنَا وَمَا اَقْلَمْنَ وَرَبَّ الشَّيْطٰنِ وَمَا اَظْلَمْنَ وَرَبَّ الرِّيَّاحِ وَمَا اَذْوَيْنَ فَاِنَّا نَسْتَلِكَ خَيْرَ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ وَخَيْرِ اَهْلِهَا وَخَيْرِ مَلِكِيْهَا وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ كَسْرِهَا وَكَسْرِ اَهْلِهَا وَكَسْرِ مَا فِيْهَا۔

ترجمہ :- اے اللہ پروردگار آسمانوں کے اور ان چیزوں کے جن پر یہ سایہ افکن ہیں اور پروردگار زمینوں کے اور جن کو انہوں نے اپنے اوپر جگہ دی ہے اور پروردگار شیطانوں کے اور جن کو انہوں نے گمراہ کیا اور پروردگار ہواؤں کے اور جن چیزوں کو انہوں نے پریشان کیا۔ پس ہم تجھ سے خیریت اس شہر کی اور خیریت اُس کے اہل کی اور خیریت ان چیزوں کی جو اُس کے اندر ہیں مانگتے ہیں اور پناہ مانگتے ہیں تجھ سے اس کے شتر کی اور اُس کے لوگوں کے شر سے اور ان چیزوں کے شتر سے جو اس کے اندر ہیں۔“

پھر فرمایا آیت بسم اللہ کہ کے اُسے بڑھو۔ راوی کہتا ہے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم جن شہر میں جاتے تھے یہی دعا پڑھتے تھے۔

حضرت انس بن مالک روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اہل خیبر کو اطلاع اور فرار

جس قوم پر لشکر کشی کرتے تھے ان پر صبح کے وقت حملہ فرماتے تھے۔ اسی طرح اب جو خیبر پر لشکر کشی کی تو رات کے وقت وہاں پہنچے۔ رات آپ نے آرام کے ساتھ بسر کی اور صبح ہوتے ہی حملہ فرمایا۔ جس وقت خیبر کے نیچے پہنچے تو دیکھا کہ کار وباری لوگ اپنے ہل وغیرہ سامانِ ذراعت کو لے کر باہر آ رہے ہیں۔ آنحضرت کے لشکر کو دیکھ کر وہ کہنے لگے کہ واللہ محمد لشکر لے کر آگئے۔ پھر یہ لوگ اُلٹے پاؤں خیبر کے اندر بھاگ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَصُرَيْبَتْ خَيْبَرُ اِنَّا اِذَا اَنْزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَمَسَاءُ صَبَاحُ الْعُنْدَمِيْنَ

”اللہ بہت بڑا ہے خیر خراب ہوا بے شک ہم جب کسی قوم کے میدان میں نازل ہوئے تو مندرین کا دن بڑا ہوا اور مندرین وہ لوگ ہیں جن کو عذاب الہی سے ڈرایا گیا ہے یعنی کفار۔“

مقاماتِ سفر | ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے چل کر عصر میں آئے۔ میدان میں جس کو وجیح کہتے ہیں رونق افروز ہوئے۔ اور یہاں اترنے کی یہ وجہ تھی کہ غطفان نے خیر والوں کی مدد کا ارادہ کیا تھا اور اپنے شہر سے اہل خیر کی اعانت کے لئے آپ کے مقابل میں چلے تھے مگر پھر ان کو اپنے گھروں کی طرف سے کچھ کھٹکا معلوم ہوا۔ تب وہ آپ کو خیر والوں کے مقابل چھوڑ کر اپنے گھروں کو اُلٹے چلے گئے۔

قلعوں کی تسخیر | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیر کے قلعوں کو ایک ایک کر کے فتح کرنا شروع کیا۔ چنانچہ سب سے پہلے جو قلعہ فتح کیا اس کا نام حصن ناعم تھا۔ اسی قلعہ کے پاس محمود بن مسلمہ شہید ہوئے۔ کسی نے اوپر سے ان کے سر پر چنگی کا پاٹ گرا دیا تھا۔

پھر رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی ابی الحقیق کے قلعہ حصن القمص کو فتح کیا۔ اس قلعہ سے بہت سے قیدی آپ کے ہاتھ آئے جن میں ام المؤمنین حضرت صفیہ بھی تھیں اور پہلے یہ کنانہ بن ربیع بن ابی الحقیق کے پاس تھیں اور ان کی دو بچاڑا بہنیں بھی ان کے پاس تھیں آپ نے ان کو اپنے لئے پسند فرمایا۔

وحیہ بن خلیفہ بکلی نے صفیہ کے لئے درخواست کی مگر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صفیہ کو اپنے لئے منتخب فرمایا تب وحیہ کو ان کی دونوں چچاڑا بہنیں عنایت کر دیں اور باقی سب قیدیوں کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔

چند چیزوں کی ممانعت | مسلمانوں نے گھریلو گدھوں کے گوشت پکانے تو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے کھانے سے ممانعت کر دی۔

چنانچہ لوگوں نے ہنڈیوں کو فوراً اُلٹا دیا۔

مکحول کہتے ہیں آنحضرت نے اُس وقت چادراتوں سے منع فرمایا تھا ایک تو یہ کہ جو عورت قیدیوں میں سے حاملہ ہو اُس کے پاس نہ جائیں۔ دوسرے گھریلو گدھے کا گوشت نہ کھائیں۔ تیسرے کسی درندے کا گوشت نہ کھائیں۔ چوتھے مالِ غنیمت کے تقسیم ہونے سے پہلے اُس کو فروخت نہ کریں۔

جائز سے روایت ہے اور جائز خیبر کی جنگ میں شریک نہ تھے کہ جب خیبر میں رسول اکرمؐ نے گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا تو گھوڑوں کے کھانے کی اجازت دیدی۔

حنش صنعانی کہتے ہیں ہم روایع بن ثابت انصاری کے ساتھ ملک مغرب صنعانی کا بیان کی طرف فتوحات میں شریک تھے تو ہم نے جبرہ نامی ایک شہر فتح کیا اور

روایع بن ثابت انصاری خطیبہ پڑھنے کھڑے ہوئے اور کہا اے لوگو! میں تم سے وہی بات کہتا ہوں جو میں نے خاص رسول اللہ سے سنی ہے اور خیبر کی جنگ میں آپؐ نے ہم سے فرمائی تھی۔ رسول کریمؐ خطیبہ پڑھنے کھڑے ہوئے اور فرمایا کسی مسلمان کو یہ بات جائز نہیں ہے کہ اپنا پانی غیر کی کھیتی کو پلائے یعنی حاملہ عورت سے جو لونڈی پکڑی ہوئی آئی ہو صحبت کرے اور نہ مسلمان کے لئے یہ جائز ہے کہ بغیر استبراء کے لٹونڈی کو تصرف میں لائے اور نہ مسلمان کو یہ بات جائز ہے کہ مال غنیمت کے تقسیم ہونے سے پہلے سے فروخت کرے اور نہ مسلمانوں کے لئے یہ بات جائز ہے کہ مال غنیمت سے پہلے اپنے گاہیں لائے اور اگر کسی ضرورت سے اس پر سوا بھی ہو جائے تو پھر اسکو مال غنیمت میں واپس کرنے یا لے کر اس کو بیکار کر کے واپس کرے اور نہ مسلمان کو یہ چاہیئے کہ مال غنیمت کے کپڑے کو تقسیم سے پہلے پہننے اور پھر پیرانا کر کے اس کو واپس کرے۔

عبادۃ بن صامت کہتے ہیں ہم کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی جنگ میں منع فرمایا کہ ہم کچے سونے کو پکے سونے اور کچی چاندی کو پکی چاندی کے عوض خرید و فروخت کریں۔ بلکہ کچی چاندی کو پکے سونے اور کچے سونے کو پکی چاندی کے عوض خرید و فروخت کریں۔

ابن اسحاق کہتے ہیں پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قلعوں کو فتح کرنا بنی سہم کی حاضری شروع کیا اور اسلم کے قبیلہ بنی سہم کے لوگ آپؐ کی خدمت میں حاضر

ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! ہم بہت مشقت میں پڑے ہوئے ہیں اور ہمارے پاس کچھ کھانے پینے کو نہیں ہے۔ آپؐ کے پاس بھی اُس وقت کچھ نہ تھا جو ان کو دیتے۔ تب رسول اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی کہ اے خدا تو خوب جانتا ہے جو ان لوگوں کی حالت ہے اور میرے پاس کچھ نہیں ہے جو میں ان کو دوں۔ تو اپنے فضل و کرم سے سب بڑا قلعہ ان کے ہاتھوں پر فتح کرادے تاکہ ان کے مال غنیمت سے غنی ہو جائیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے ہاتھوں پر صعاب بن معاذ کا قلعہ جو خیبر کے تمام قلعوں سے زیادہ بڑا مال و اسباب تھا اور غلہ وغیرہ سامان بھی اُس میں بکثرت تھا فتح کرایا۔

آخری قلعے اور مرحب | راوی کہتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح کہتے ہوئے و طبع اور سلام آخری دو قلعوں پر پہنچے۔ ان کا آپ نے کچھ اوپر دس لڑائیں محاصرہ دکھا۔

ابن ہشام کہتے ہیں اس جنگ میں مسلمانوں کا شعاع یا منصور امت امت تھا۔
جابر بن عبد اللہ کہتے ہیں اسی جنگ میں مرحب یہودی سامان جنگ سے آراستہ ہتھیار لگائے ہوئے اپنے قلعے سے نکل کر میدان میں آیا اور اپنی تعریف کے اشعار پڑھنے لگا۔ آپ نے صحابہ سے فرمایا اس کے مقابلے میں کون جوانمرد جاتا ہے۔ محمد بن مسلمہ نے عرض کیا آپ مجھ کو اجازت دیجئے کل میرا بھائی شہید ہوا ہے آج میں اس کا قصاص لینا چاہتا ہوں۔ آنحضرت نے فرمایا بہتر ہے جاؤ خدا تمہاری مدد و اعانت فرمائے۔

محمد بن مسلمہ اس کافر کے مقابل گئے میدان میں ایک درخت تھا پہلے تو دونوں جوانوں نے اس کی آڈ میں ہو کر ایک دوسرے پر وار کئے۔ اور سپاہ گری کے ہنر دکھلانے۔ پھر آخر زور و مقابلہ ہوا۔ یہودی نے محمد بن مسلمہ پر تلوار ماری۔ محمد بن مسلمہ نے ڈھال سے بچاؤ کیا۔ تلوار سپر کو کاٹ کر اس میں پھنس گئی۔ ہر چند یہودی نے زور کیا مگر تلوار نہ نکلی۔ پھر محمد بن مسلمہ نے ایسی ضرب لگائی کہ یہودی جہنم رسید ہو گیا۔

یا مسر کی ہلاکت | ابن اسحاق کا بیان ہے کہ مرحب یہودی کے بعد اس کا بھائی یا مسر میدان میں آیا اور پکالنے لگا کہ میرا کون مقابل ہے۔ آنحضرت کے چھوٹی زاد بھائی زبیر بن عوام قرشی اس کے مقابل گئے۔ ان کی والدہ آنحضرت کی چھوٹی حضرت صفیہؓ نے کہا۔ یا رسول اللہ میرا بیٹا مانا جائے گا۔ آپ نے فرمایا انشاء اللہ تمہارا بیٹا قتل کرے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ زبیر یا مسر کے مقابل ہوئے اور اس کو دم لینے کی فرصت نہ دی اور یا مسر مارا گیا۔

حضرت علیؓ کا اعزاز | عمرو بن اکوع سے روایت ہے کہ آنحضرت نے خیبر کے ایک قلعے کی طرف بڑی کوشش کی اور بہت لڑے مگر قلعہ فتح نہ ہوا۔ آخر واپس آ گئے۔ پھر آپ نے اسی قلعے کی طرف یہی نشان دے کر عمر بن خطاب کو روانہ کیا۔ انہوں نے بھی بڑی محنت اور جانفشانی کی مگر آخر فتح حاصل کئے بغیر واپس چلے آئے۔ تب آپ نے فرمایا کل صبح کو میں ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جو خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہے اور اس کے ہاتھ پر خدا قلعہ کو فتح کرے گا اور وہ شخص

جہاد سے بھاگنے والا نہیں ہے۔ سلمہ کہتے ہیں پھر آپ نے حضرت علیؑ کو بلایا جبکہ حضرت علیؑ کی آنکھیں دکھ ہی تھیں تو آپ نے اپنا لب مبارک ان کی آنکھوں پر لگایا اور نشان ان کے ہاتھ میں دے کر فرمایا کہ خدا کی برکت کے ساتھ قلعہ پر حملہ کرو۔ خدا تمہارے ہی ہاتھ پر اس کو فتح کرے گا۔ حضرت علیؑ دوڑتے ہوئے نشان لے کر اس قلعہ کے نیچے پہنچے اور نشان کو پتھروں کے بیچ میں کھڑا کر دیا۔ سلمہ کہتے ہیں میں بھی حضرت علیؑ کے پیچھے پیچھے چلا آ رہا تھا۔ میں نے دیکھا کہ ایک یہودی قلعہ کے اوپر آیا اور اس نے پوچھا تم کون ہو؟ حضرت علیؑ نے فرمایا۔ میں علی بن ابی طالب ہوں۔ یہودی نے کہا قسم ہے اس کتاب کی جو موسیٰ پر نازل ہوئی بیشک تم غالب ہو گے۔ سلمہ کہتے ہیں چنانچہ حضرت علیؑ کے ہاتھ پر خدا نے اس قلعہ کو فتح کر دیا۔

رافع کی روایات | رسول اکرمؐ کے آزاد غلام ابورافع سے روایت ہے کہ جب آپ نے حضرت علیؑ کو خیبر کا قلعہ فتح کرنے بھیجا تو میں حضرت علیؑ کے ساتھ تھا جب حضرت علیؑ قلعہ کے پاس پہنچے۔ مقابلہ اور مقاتلہ شروع ہوا۔ ایک یہودی نے حضرت علیؑ پر وار کیا تو آپ کے ہاتھ سے سپر نکل کر دور جا پڑی۔ حضرت علیؑ نے قلعہ کے دروازہ کو اٹھالیا اور اسی سے کفار کے حربے ڈھال کے طور پر روکتے ہوئے آگے بڑھے یہاں تک کہ جب جنگ سے فاسخ ہو گئے اور قلعہ فتح ہو گیا تو اس کو اڑھائی گھنٹے پھینک دیا۔ ابورافع کہتے ہیں وہ دروازہ بڑا بھاری تھا کہ ہم اٹھ آدمیوں نے اس کو پلٹنا چاہا مگر نہ پلٹ سکے۔

کعب بن عمرو کا قصہ | ابوالیسر کعب بن عمرو سے روایت ہے کہ ہم خیبر کی جنگ میں آنحضرتؐ کے ساتھ تھے اور ہم نے ایک قلعہ کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ شام کو ہم نے دیکھا کہ بکریوں کا ایک ریوڑ قلعہ میں جا رہا ہے۔ آپ نے فرمایا کوئی ایسا شخص ہے جو ہم کو ان بکریوں کا گوشت کھلائے؟ ابوالیسر کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ میں جاتا ہوں فرمایا جاؤ۔ میں بکریوں کی طرف دوڑا۔ آپ نے جب سب کو دوڑتے ہوئے دیکھا تو فرمایا اے خدا ہم کو اس کے ساتھ نفع پہنچا۔ ابوالیسر کہتے ہیں آگے کی بکریاں تو قلعہ کے اندر پہنچ گئی تھیں پھلی بکریوں میں سے میں نے دو بکریاں پکڑیں اور ان کو بطن میں دبا کر بھاگا اور آپ کے آگے لاکر ان کو چھوڑ دیا۔ پھر لوگوں نے ان کو ذبح کر کے پکایا اور کھایا۔

داوی کہتا ہے ابوالیسر کا سب صحابہ کے بعد انتقال ہوا ہے اور جب یہ کوئی حدیث بیان کرتے تھے تو روایت کرتے اور کہتے تھے لوگو! میری عمر سے نفع حاصل کرو کیونکہ سب صحابہ کے پیچھے رہ گیا ہوں۔

غزوة خيبر (۲)

حضرت صفیہؓ کا خواب اور تعبیر | ابن اسحاق کہتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی ابی الحقیق کا قلعہ قحوص فتح کر لیا اور حضرت بلالؓ صفیہ بنت حنی بن اخطب کو اور ایک اور عورت کو لے کر آپؐ کی خدمت میں آئے تو راستہ میں یہود کے مقتولوں پر سے گزر ہوا۔ اُس عورت نے جب اپنے مقتولوں کو دیکھا چہینیں مار کر رونے لگی اور اپنے منہ پر اُس نے خوب طمانچے مارے اور سر میں خاک ڈالی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس کی یہ حالت دیکھی تو فرمایا اس شیطانہ کو میرے پاس سے دُور لے جاؤ اور حضرت صفیہ کو اپنے پس پشت بیٹھنے کا حکم دیا اور اپنی چادر اُن کو اوڑھادی۔ جس سے مسلمانوں نے جان لیا کہ آپؐ نے اُن کو اپنے لئے مخصوص فرمایا ہے۔

راوی کہتا ہے جب حضرت صفیہ کنانہ بن ربیع بن ابی الحقیق کے پاس تھیں انہوں نے خواب میں دیکھا کہ گویا ایک چاند میری گود میں آیا ہے۔ پھر انہوں نے یہ خواب اپنے خاوند کنانہ سے بیان کیا تو کنانہ نے کہا اس کی تعبیر اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ تُو جہاز کے بادشاہ محمدؐ کے پاس جانا چاہتی ہے اور پھر کنانہ نے ایک طمانچہ ان کے اس زور سے مارا کہ اُن کی آنکھ کو سخت صدمہ پہنچا اور اُس کا نشان بھی باقی رہا۔ چنانچہ اُسی نشان کو دیکھ کر آپؐ نے صفیہ سے اُس کا سبب دریافت فرمایا۔ تب انہوں نے اپنے خواب کا سارا واقعہ عرض کیا۔

کنانہ بن ربیع سے پوچھو کچھ | کنانہ بن ربیع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گرفتار سے خزانہ کا مقام دریافت کیا اس نے صاف انکار کیا۔ پھر ایک یہودی نے اُس کو بیان کیا کہ میں نے اُس کو فلاح جگہ اکثر آتے جاتے دیکھا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مزور وہاں خزانہ ہے۔ آپؐ نے کنانہ سے فرمایا کہ اگر اُس جگہ سے خزانہ مل گیا تو ہم تجھے قتل کر دیں گے۔ اس نے کہا بہتر ہے۔ پھر

آپ نے اُس مقام کو کھدایا تو وہاں سے کچھ خزانہ نکلا باقی خزانہ کو پھر کنانہ سے دریافت کیا۔ اس نے بتانے سے بالکل انکار کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زبیر بن عوام کو حکم فرمایا کہ اس کو تکلیف دے کر پوچھو۔ چنانچہ زبیر نے ہر چند تکلیف دے کر بھی اس سے دریافت کیا مگر اُس نے نہ بتایا۔ تب آپ نے کنانہ کو محمد بن مسلمہ کے سپرد کیا تاکہ اپنے بھائی محمود بن مسلمہ کے عوض اُس کو قتل کریں۔ چنانچہ محمد بن مسلمہ نے اس کی گردن مار دی۔

راوی کہتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر

یہود کی جان بخشی کی درخواست

کے آخری قلعوں وطیح اور سلام کا محاصرہ رکھا۔ جب ان قلعوں کے لوگوں کو اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا تب انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیغام بھیجا کہ ہم یہاں سے چلے جاتے ہیں۔ آپ ہماری جان بخشی کر دیں۔ آنحضرت نے اس بات کو منظور فرمایا۔ اور خیبر کا تمام مال و اسباب آنحضرت کے ہاتھ آیا سو ان دو قلعوں کے جب یہ خیبر فدک کے لوگوں کو پہنچی۔ انہوں نے بھی آپ کو یہی پیغام بھیجا کہ ہم اپنا تمام مال چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔ ہماری جان بخشی کر دی جائے۔ رسول پاک نے اس بات کو منظور کر لیا اور آپ کی طرف سے اس گفتگو کے کرنے والے محیصہ بن مسعود حاد ثی تھے۔

راوی کہتا ہے جب خیبر والوں کو اقرار کے ساتھ جان سے امن ملا تب انہوں نے آنحضرت کو پیغام بھیجا کہ آپ ہم کو ہمارے باغوں اور کھیتی باڑی پر برقرار رکھیں۔ ہم نصف پیداوار آپ کو خراج میں دیا کریں گے اور نصف اپنی محنت کا حق سمجھ کر لے لیں گے اور ہم کو اس کام کی بہت واقفیت ہے اور زمین کو درست کرنے اور قابلِ زراعت بنانے میں ہم بڑے تجربہ کار ہیں۔ آپ نے اس بات کو منظور کر لیا اور یہ شرط اُن سے کر لی کہ جس وقت ہم چاہیں گے تم کو یہاں سے نکال دیں گے۔ یہی اقرار فدک کے لوگوں سے بھی ہوا۔

راوی کہتا ہے خیبر تو کل مسلمانوں کے حصہ میں تھا اور فدک کو آپ نے خاص اپنے اخراجات کے لئے رکھا تھا۔ کیونکہ فدک بغیر مسلمانوں کی لشکر کشی کے فتح ہوا تھا۔

راوی کہتا ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتوحات سے فارغ ہوئے

زہر اُلود گوشت

تو زینب حرث کی بیٹی (سلام بن مشکم یہودی کی بیوی) نے ایک بکری کا گوشت بھون کر آنحضرت کی خدمت میں بھیجا اور لوگوں سے دریافت کیا کہ آپ کو کون سا گوشت پسند ہے؟ لوگوں نے کہا دستی کا۔ اُس نے دستی میں بہت سا اور باقی گوشت میں بھی خوب

زہر ملا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لاکر رکھ دیا اور آپ نے اُس میں سے ایک بوٹی اٹھا کر منہ میں رکھی اور اُس کو چبا یا مگر نیکلا نہیں بلکہ اُس کو ٹھوک دیا۔ بشر بن براء بن معرور بھی آپ کے پاس بیٹھے تھے۔ انہوں نے ایک بوٹی چبا کر نیکل لی اور آنحضرت نے فرمایا یہ ہڈی مجھ سے کہتی ہے کہ اس میں زہر ملا ہوا ہے۔ پھر آپ نے اُس عورت کو بلا کر دریافت کیا۔ اُس نے اقرار کیا کہ ہاں میں نے زہر ملا یا ہے۔ آنحضرت نے فرمایا تو نے یہ کام کیوں کیا۔ عورت نے کہا اس لئے کہ میری قوم کی جو حالت تم نے کی وہ تم جانتے ہو۔ میں نے یہ سوچا کہ اگر تم بادشاہ ہو تو میں تم کو زہر دے کر بجات پاؤں گی اور اگر تم نبی ہو تب تم کو ضرور اس زہر کی خبر ہو جائے گی۔

راوی کہتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس عورت سے درگزر کی۔ بشر بن براء نے اُس ایک نوالہ کے کھانے سے وفات پا گئے۔ راوی کہتا ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مرض وفات ہوا۔ اور بشر بن براء کی بہن آپ کی مزاج پُرسی کو آئیں تو آپ نے فرمایا اے بشر کی بہن یہ مرض جو مجھ کو ہے میں اس میں اپنی رگوں کو اسی نوالہ کے اثر سے ٹوٹے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ جو میں نے خیبر میں تمہارے بھائی بشر بن براء کے ساتھ کھایا تھا۔

راوی کہتا ہے اسی سبب سے مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں باوجود نبوت کی بزرگی کے شہادت کی فضیلت بھی سمجھتے ہیں۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کی فتح سے فارغ مدینہ کی طرف واپسی ہو کر واپس ہوئے تو راستہ میں آپ نے چند لائیں وادی القریٰ کے لوگوں کا سامرہ کیا اور پھر وہاں سے مدینہ کو واپس تشریف لائے۔

ابو ہریرہ کہتے ہیں جب ہم رسول کریم کے ساتھ خیبر سے فارغ ہو کر وادی القریٰ میں آئے تو غروب آفتاب کے قریب ہم نے وہاں قیام کیا۔ آپ کا ایک غلام تھا جو رفاعہ بن زید خزاعی ثم العنزی نے آپ کی نند کیا تھا۔ یہ غلام آپ کا کجاوہ اٹھا کر رکھ رہا تھا کہ ایک تیر کہیں سے اس غلام کے آگے اور معلوم نہ ہوا کہ کس نے مارا ہے؟ غلام تیر کے صدر سے مر گیا ہم لوگ کہنے لگے اسے جنت مبارک ہو۔ رسول اقدس نے ہمارے اس کلام کو سن کر فرمایا ہرگز نہیں۔ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اس کا شملہ آگ میں جل رہا ہے۔ یہ شملہ اُس غلام نے خیبر کے مالِ غنیمت میں سے چرایا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات سن کر ایک شخص آیا اور اُس نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجتہدوں کے دو قسمے تو میں نے بھی مالِ غنیمت میں سے لئے تھے۔ فرمایا ان کی برابر تجھ کو

دوزخ میں جلنا ہوگا۔

چربی کا برتن | عبداللہ بن مخفل مزنی کہتے ہیں خیبر کے مالِ غنیمت میں سے ایک کپا جس میں چربی بھری ہوئی تھی لے کر میں اپنے ڈیرے میں آ رہا تھا کہ مالِ غنیمت کے محافظ نے مجھے دیکھ لیا اور آ کر وہ کپا مجھ سے چھیننے لگا۔ میں نے کہا واللہ! یہ کپا میں تجھ کو نہ دوں گا اُس نے کہا تو اس کو چھوڑ دے یہ مال مسلمانوں میں تقسیم کیا جائے گا۔ اسی اثناء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور سنس کر فرمایا کہ اس کو لے جانے دو۔ عبداللہ کہتے ہیں میں اُس کو اپنے ڈیرے میں لایا اور میرے سب ساتھیوں نے اُسے کھایا۔

حضرت صفیہؓ سے نکاح | ابن اسحاق کہتے ہیں خیبر میں آیا تے ہوئے راستہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت صفیہؓ کے ساتھ نکاح فرمایا۔ اور حضرت انسؓ کی ماں اُم سلیم نے صفیہؓ کو دہن بنایا اور رات کو آنحضرتؐ ان کے ساتھ ایک خیمہ میں رہے اور ابو ایوبؓ انصاری تلوار لٹے ہوئے رات بھر آپ کے خیمہ کے گرد پہرہ دیتے رہے۔ جب صبح کو آپ نے اُن کو دیکھا تو فرمایا اے ابو ایوب تم نے کس لئے تکلیف کی؟ ابو ایوب نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھ کو اس عورت سے حضورؐ کے حق میں خوف تھا۔ کیونکہ اس عورت کا باپ اور خاندان ساری قوم قتل ہوئی ہے اور یہ عورت نو مسلم ہے۔ اس سبب مجھ کو اس کی طرف سے اندیشہ تھا۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابو ایوب کے حق میں دعا فرمائی کہ اے خدا جیسے ابو ایوبؓ نے رات بھر میری حفاظت کی ہے تو اس کی ہمیشہ حفاظت فرمائو۔

حضرت بلالؓ کی پہرہ پیداری | جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر سے واپس ہوئے تو راستہ میں ایک رات آپ نے فرمایا آج رات کو کون ایسا شخص ہے جو ہماری حفاظت کرے اور آخر رات کا وقت تھا۔ فرمایا شاید ہم سو جائیں تو صبح کے وقت جگانے کے لئے ایک آدمی ضرور چاہیے۔ بلالؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں جاگوں گا۔ چنانچہ رسول کریمؐ اور سب لوگ سو رہے اور بلالؓ نماز پڑھنے میں مشغول ہوئے۔ پھر بلال مشرق کی طرف منہ کر کے صبح کے انتظار میں اپنی کاٹھی سے سہارا لگا کر بیٹھ گئے اور نیند اُن پر غالب ہو گئی۔ پھر سورج کی حرارت سے سب لوگوں کی آنکھ کھلی۔ سب سے پہلے رسول اقدسؐ جاگے اور بلالؓ سے فرمایا کہ یہ تم نے کیا کیا۔ بلالؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ!

جس کے آپ کو سلا یا اسی نے مجھ کو بھی سلا دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو سچ کہتا ہے۔ پھر آنحضرت نے اپنے اونٹ کو تھوڑی دُور لے جا کر بٹھایا اور وہیں وضو کیا اور سب لوگوں نے بھی وضو کیا۔ پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے تکبیر کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو نماز پڑھائی اور اُس کے بعد فرمایا کہ جب تم نماز کو بھول جاؤ تو پھر جس وقت یاد آئے اسی وقت اُس کو پڑھ لو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **اقْرَأِ الْقُرْآنَ لِذِكْرِهِ**۔

ابن اسحاق کہتے ہیں خیبر کو فتح کر کے آپ نے وہاں کی مریغاں وغیرہ ابن لقیم عبسی کو عنایت فرمائی تھیں اور خیبر کا غزوہ ماہ صفر میں ہوا تھا۔

غزوہ خیبر اور مسلمان خواتین | خیبر کی جنگ میں مسلمانوں کی عورتیں بھی شریک تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مالِ غنیمت میں سے اُن کو بھی کچھ دیا تھا۔ مگر مردوں کے ساتھ اُن کا حصہ نہیں لگایا تھا۔

بنی غفار میں سے ایک عورت کا بیان ہے کہ جب آنحضرت نے خیبر کا قصد کیا تو میں چند عورتوں کے ساتھ آپ کی خدمت میں آئی اور عرض کیا یا رسول اللہ! ہم عورتیں چاہتی ہیں کہ آپ کے ساتھ ہم بھی جہاد میں چلیں۔ ہم زخمیوں کی تیمارداری کریں گی اور جہاں تک ہم سے ہوگا مسلمانوں کو مدد پہنچا کر ثواب کی مستحق ہوں گی۔ حضور نے فرمایا چلو خدا تمہارے ارادہ میں برکت دے۔ پناہ چھ ہم آپ کے ساتھ روانہ ہوئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اپنے اونٹ پر اپنے پیچھے بٹھالیا۔ اور میں اُس وقت کم سن لڑکی تھی۔

جب صبح کو رسول کریم منزل پر اترے اور میں بھی اونٹ پر سے اتری تو اُس کی کاٹھی اور اپنے کپڑے پر میں نے خون کا نشان دیکھا مجھ کو بہت شرم آئی اور یہ مجھ کو پہلا حیض تھا۔ جب آپ نے اُس خون کے نشان کو دیکھا تو مجھ سے فرمایا شاید تجھ کو خون آیا ہے۔ میں نے عرض کیا ہاں۔ فرمایا تو اپنے کپڑے دھو کر پانی میں تھوڑا نمک ملا کر اُس سے کاٹھی کو دھو ڈال اور پھر سوار ہو جا۔ کہتی ہیں جب خیبر فتح ہو گیا تو آپ نے ہم عورتوں کو بھی مالِ غنیمت میں سے عنایت کیا اور یہ ہمارے جو میرے گلے میں ہے خود آپ نے اپنے ہاتھ سے میرے گلے میں باندھا۔ میں اُس کو کبھی جدا نہیں کرتی۔

راوی کہتا ہے یہ ہمارے آخری وقت تک اُس خاتون کے گلے میں رہا اور پھر اُس کی وصیت کے مطابق اُس کے ساتھ دفن کیا گیا اور ہمیشہ یہ خاتون حیض سے پاک ہونے کے لئے پانی میں نمک ملا تھیں اور

وصیت کی تھی کہ میری لاش کو بھی نمک کے پانی سے غسل دینا۔

شہدائے خیبر | بنی اُمیہ کے حلیفوں میں سے ربیعہ بن سخرہ بن عمرو بن لکنیہ بن عامر بن غنم بن دودان بن اسد اور ثقف بن عمرو بن رفاعہ بن مسروح۔

اور بنی اسد بن عبدالعزیٰ میں سے عبداللہ بن ہبیب بن اہیب بن سحیم بن غبسرہ۔ یہ اصل میں بنی سعد بن لیث سے تھے مگر بنی اسد میں اس سبب سے شمار ہوئے کہ ان کے حلیف اور ان کے بھانجے تھے۔

اور انصار میں سے یہ لوگ شہید ہوئے۔ بنی سلمہ سے بشر بن براء بن معرور آپ کے ساتھ زہریلے گوشت کو کھا کر شہید ہوئے اور فضیل بن نعمان۔

اور بنی ذریقہ میں سے مسعود بن سعد بن قیس بن خلدہ بن عامر بن ذریقہ۔ اور اوس کی شاخ بنی عبدالاشہل سے محمود بن مسلمہ بن خالد بن عدی بن مجرمہ بن حارثہ بن مرث یہ بنی حارثہ میں سے ان کے حلیف تھے۔

اور بنی عمرو بن عوف سے ابو ضیاع بن ثابت بن نعمان بن اُمیہ بن امرئ القیس بن ثعلبہ بن عمرو بن عوف اور مرث بن حاطب اور عروہ بن مرہ بن سراقہ اور اوس بن فائدہ اور انیف بن حبیب اور ثابت بن اثلہ اور طلحہ۔

اور بنی غفار سے عمارہ بن عتبہ تیرے شہید ہوئے۔ اور بنی اسلم سے عامر بن اکوع اور اسود راعی جن کا نام اسلم تھا۔ یہ خیبر ہی کے رہنے والے تھے اور خیبر ہی کی جنگ میں شہید ہوئے۔

زہری نے شہدائے خیبر میں ان لوگوں کا بھی ذکر کیا ہے۔ بنی زہرہ میں سے مسعود بن ربیعہ جو بنی قارہ ہیں سے ان کے حلیف تھے اور بنی عمرو بن عوف سے اوس بن قتادہ شہید ہوئے۔

اسود راعی کی شہادت | ابن اسحاق کہتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کے کسی قلعہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھے تو اسود راعی بکریاں لئے ہوئے

آنحضرت کے پاس آئے اور یہ ایک یہودی کی بکریاں چرانے پر ملازم تھے انہوں نے آپ سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! مجھ کو مسلمان کیجئے۔ آپ نے ان کو مسلمان کیا اور آپ کسی شخص کے مسلمان ہونے میں یہ خیال نہ فرماتے تھے کہ یہ ادنیٰ آدمی ہے یا اعلیٰ بلکہ سب کو مسلمان کر سکتے تھے۔ اسود نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں ان بکریوں کو کیا کروں؟ فرمایا۔ ان کو مار کر ہنکاؤ۔

یہ اپنے مالک کے پاس چلی جائیں گی۔ اسود نے ایک مٹھی کنکر لے کر بکریوں پر مارے اور ان کو قلعہ کی طرف ہنکا دیا۔ بکریاں سیدھی قلعہ میں چلی گئیں۔ پھر اسود اسی قلعہ پر مسلمانوں کے ساتھ جہاد میں شریک ہوئے اور ایک پتھر قلعہ پر سے اسود کے سر پر ایسا لگا کہ اُس کے صدر سے شہید ہو گئے۔ لوگ ان کی لاش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے اور ایک کپڑا لاش پر اڑھا دیا۔ آپ چند صحابہ کے ساتھ ان کی لاش پر آئے۔ پھر آپ نے ان کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے اس کی طرف سے منہ کیوں پھیرا؟ فرمایا ایک خود جو ان کی بیوی ہے اُن کے پاس بیٹھی ہے۔

راوی کہتا ہے اسود نے ایک نماز بھی نہ پڑھی تھی۔

روایت ہے کہ جب شہید کرتے تھے خودوں میں سے اُس کی بیوی اُس کے چہرے سے خاک پونچھتی ہے اور کہتی ہے جس نے تجھ کو خاک آلود کیا ہے خدا اُس کو خاک آلود کرے اور جس نے تجھ کو قتل کیا ہے خدا اُس کو قتل کرے۔

حجاج بن علاط جب خیبر فتح ہو گیا تو حجاج بن علاط سلمی ثم البہری نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مکہ میں میرا بہت سا مال ہے اور بہت مال میرا میری بیوی ام شیبہ بنت ابی طلحہ کے پاس ہے اور اسود اُگروں کے پاس بھی متفرق مال بہت ہے۔ آپ مجھ کو اجازت دیں تاکہ میں اپنا مال لے آؤں اور وقت کی مناسبت سے جیسا چاہوں کہوں۔ آپ نے اجازت دی اور حجاج مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ جب مقام ثنیثۃ البیضاء میں آئے تو دیکھا کہ قریش کے چند لوگ بیٹھے ہیں۔ یہ لوگ مکہ سے نکل کر راستہ میں آنے جانے والوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خبر پوچھا کرتے تھے اور ان کو معلوم ہوا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر پر لشکر کشی کی ہے جب انہوں نے حجاج کو آتے ہوئے دیکھا تو کہنے لگے حجاج بن علاط آ رہے ہیں۔ ان کو ضرور کچھ خبر ہوگی۔ اور حجاج کے مسلمان ہونے کی قریش کو بالکل خبر نہ تھی۔ اور قریش یہ بھی جانتے تھے کہ خیبر حجاز میں سب سے سرسبز اور آباد شہر ہے۔ اُس کا فتح ہونا محمد سے دشوار ہے۔ غرض حجاج سے ان لوگوں نے کہا کہ اے حجاج ہم نے سنا ہے کہ قاطع نے خیبر پر لشکر کشی کی ہے

وہ یہودیوں کا نہایت آباد علاقہ ہے۔ حجاج نے کہا ہاں میں نے بھی یہ خبر سنی ہے اور میرے پاس ایک ایسی خبر ہے جس سے تم بہت خوش ہو گے۔ حجاج کہتے ہیں میرے اس کہنے سے سب لوگوں نے چاروں طرف سے میرے اُونٹ کو گھیر لیا اور کہا اے حجاج جلد اس خبر کو بیان کر دو۔ میں نے کہا محمدؐ کو ایسی شکست ہوئی کہ کبھی تم نے سنی نہ ہوگی۔ اُن کے تمام اصحاب قتل ہوئے اور وہ خود قید ہو گئے اور یہودیوں نے کہا کہ ہم محمدؐ کو قریش کے پاس مکہ میں بھیجیں گے تاکہ قریش اپنے لوگوں کے معاوضہ میں محمدؐ کو قتل کریں۔

حجاج کہتے ہیں یہ بات سُنتے ہی وہ لوگ مکہ میں شور و غل مچاتے ہوئے داخل ہوئے اور کہتے تھے اب محمدؐ تمہارے پاس آتے ہیں تم ان کو قتل کرنا۔ حجاج کہتے ہیں میں نے کہا اے قریش تم میرا مال جمع کر دو میں بہت جلد خیر کو جانے والا ہوں تاکہ سودا گروں کے ہنچنے سے پہلے سستی قیمت پر محمدؐ کا مال جو یہودیوں کے ہاتھ آیا ہے خرید لوں۔ چنانچہ قریش نے ایک دم میرا سارا مال جمع کر دیا اور میں نے اپنی بیوی سے بھی یہی کہا کہ میں خیر میں جا کر مال خریدوں گا تو سب مال مجھ کو دیدے۔ اُس نے بھی سب مال دیدیا۔ پھر یہ خبر حضرت عباسؓ کو ہوئی۔ وہ میرے پاس میرے خیمہ میں جو تاجرانہ وضع کا تھا آکر کھڑے ہوئے اور مجھ سے کہا اے حجاج یہ تو نے کیا خبر بیان کی ہے۔ میں نے کہا اس وقت تو تم مجھ کو مال اکٹھا کرنے دو جس وقت میں چلنے لگوں گا اُس وقت خلوت میں مجھ سے ملنا۔ چنانچہ جب میں رخصت ہونے لگا تو عباس میرے پاس آئے۔ میں نے کہا اے عباس جو بات میں تم سے کہوں تین دن تک تم اُس کو ہرگز کسی سے ظاہر نہ کرنا اور اس کے بعد تم کو اختیار ہے کہ شوق سے کہہ دینا میں تمہارے بھتیجے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خیر کے بادشاہ کی بیٹی صفیہ سے شادی کرتے ہوئے چھوڑ کر آیا ہوں۔ تمام خیر انہوں نے فتح کر لیا۔

عباس نے کہا اے حجاج یہ تو کیا کہہ رہا ہے؟ میں نے کہا واللہ! میں سچ کہہ رہا ہوں اور میں مسلمان ہو گیا ہوں۔ یہ حیلہ میں نے فقط اپنا مال جلد وصول کرنے کے لئے کیا تھا۔ تم ہرگز تین دن کے اندر اس بات کو ظاہر نہ کرنا۔ ورنہ قریش کے لوگ میرا پیچھا کریں گے اور تین دن کے بعد میں دُور نکل جاؤں گا پھر تم شوق سے کہہ دینا۔

راوی کہتا ہے جب حجاج کو مکہ سے گئے ہوئے تین روز گزر گئے۔ حضرت عباسؓ نے

اپنا محلہ پہننا اور عصا ہاتھ میں لے کر کعبہ میں آئے اور طواف کرنے لگے۔ قریش نے جو اس شان سے ان کو دیکھا تو کہا اے ابوالفضل (حضرت عباس کی کنیت ہے) یہ توجنگ کا سامان ہے۔ حضرت عباس نے فرمایا اُس خدا کی قسم ہے جس کی تم قسم کھاتے ہو کہ محمد نے خیبر کو فتح کر لیا اور وہاں کے تمام مال و اسباب پر قابض ہو گئے اور خیبر کے بادشاہ کی بیٹی کو اپنے تقرت میں لائے۔ اسی خوشی میں میں نے آج یہ لباس پہنا ہے۔

قریش نے کہا یہ خبر تم کو کس نے دی؟ حضرت عباس نے کہا اسی شخص نے جس نے تم سے وہ خبر بیان کی تھی۔ وہ مسلمان ہو گیا ہے اور اس حیلہ سے وہ تم سے اپنا مال لینے آیا تھا اور اب وہ محمد سے جا ملا ہے۔

قریش یہ بات سُن کر بہت خفا ہوئے اور حجاج کے بارے میں کہنے لگے کہ دشمن خدا اس طرح ہمارے پاس سے بھاگ گیا۔ اگر ہم کو اُس وقت خبر ہوتی تو ہم اُس کو ضرور اچھی طرح سے مزہ چکھاتے۔ پھر اس کے بعد اور لوگوں سے بھی قریش کو خیبر کے فتح ہونے کی خبر معلوم ہوئی۔



خیبر کے مالِ غنیمت کی تقسیم

ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مالِ غنیمت میں سے خمس خدا و رسول اور ذوی القربیٰ اور یتیموں اور مسکینوں کے حصّہ کا نکالا اور اسی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کا خرچ تھا اور ان لوگوں کو بھی آپ نے اس میں سے عنایت فرمایا جنہوں نے اہلِ فدک سے صلح کرائی تھی اور انہی لوگوں میں سے ایک محیصہ بن مسعود تھے ان کو آپ نے تینس و سق کھجوریں عنایت فرمائیں اور باقی مالِ غنیمت ان مسلمانوں پر تقسیم فرمایا جو حدیبیہ کے واقعہ میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ چنانچہ سب لوگ جو حدیبیہ میں تھے خیبر کی جنگ میں بھی تھے سوائے ایک جابر بن عبد اللہ کے کہ یہ خیبر کی جنگ میں شریک نہ تھے مگر آپ نے ان کا بھی حصّہ لگایا۔

ادوی کہتا ہے کہ خیبر کی جنگ میں چودہ سو آدمی تھے اور دو سو گھوڑے حصّہ داروں کی تعداد اس لئے رسول کریم نے کل مال کے اٹھارہ سو حصّے کئے۔ چودہ سو حصّے آدمیوں کے اور چار سو حصّے دو سو گھوڑوں کے اور سو سو آدمیوں کا ایک حصّہ قرار دے کر اٹھارہ حصّے کل مال کے کر دیئے۔

ابن ہشام کہتے ہیں خیبر کی جنگ میں عربی گھوڑے کو آنحضرت نے عربی اور اٹھارہ مجموعے ہجین گھوڑے کو ہجین ٹھہرایا تھا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں حضرت علیؑ اور زبیر بن عوام اور طلحہ بن عبید اللہ اور عمر بن خطاب اول

لے دستِ ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور ایک صاع ساڑھے تین سیر کا۔ ۱۲

لے ہجین وہ گھوڑا ہے جو عمدہ نسل کا نہ ہو۔

عبدالرحمن بن عوف اور عاصم بن عدی اور اسید بن حفصہ ایک ایک حصہ میں شریک تھے۔
 اور ایک حصہ بنی حرث بن خزرج کا اور ایک حصہ ناعم کا ایک حصہ بنی ثیاثہ کا اور ایک حصہ
 بنی عبید کا اور ایک حصہ بنی حرام کا جو بنی سلمہ میں سے تھے اور ایک حصہ عبید بن اوس
 کا۔ انہوں نے یہ حصہ خرید لیا تھا۔ اور ایک حصہ بنی ساعدہ کا اور ایک حصہ بنی عفار اور سلم
 اور ایک حصہ بنی نجار کا اور ایک حصہ بنی حارثہ کا اور ایک حصہ اوس کا تھا۔ چنانچہ سب
 پہلے جو حصہ خیبر سے نکالا گیا وہ خیبر وادی خاص سے ذبیر بن عوام کا حصہ تھا اور اسی
 وادی کو نطاة بھی کہتے ہیں۔ اس میں کل پانچ حصے تھے اور اس کے پاس دوسرا وادی سریر نام
 تھا اور اس کو شق بھی کہتے ہیں اس کے تیرہ حصے تھے کل اٹھارہ ہوئے اور ہر حصہ میں ستوا
 آدمی شریک تھے۔ چنانچہ نطاة میں سے ذبیر کا حصہ نکال کر دوسرا حصہ بنی بیاثہ کا اور تیسرا
 بنی اسید کا اور چوتھا بنی حرث بن خزرج کا اور پانچواں ناعم بن عوف بن خزرج اور
 مزینہ وغیرہ کا نکالا گیا۔

شق کی تقسیم | پھر شق میں سے پہلا حصہ عاصم بن عدی کا نکالا اور انہی کے ساتھ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی حصہ تھا۔ پھر عبدالرحمن بن عوف کا۔ پھر بنی ساعدہ کا
 پھر بنی نجار کا پھر حضرت علیؑ کا پھر طلحہ بن عبید اللہ کا۔ پھر بنی عفار اور اسلم کا۔ پھر حضرت عمرؓ
 بن خطاب کا۔ پھر بنی عبید کا پھر بنی حرام کا پھر بنی حارثہ کا پھر عبید کا پھر اوس کا پھر نصیف کا حصہ
 نکالا۔ اس میں جمینہ اور مختلف قبائل عرب کے لوگ تھے۔

کتیبہ کی تقسیم | پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتیبہ کو جو وادی خاص تھا اپنی
 ازواج اور اقرباء کے درمیان تقسیم فرمایا اور بعض مسلمانوں کو بھی اس
 میں سے عنایت کیا۔ چنانچہ اپنی صاحب زادی حضرت فاطمہؑ کو دو سو وسق دیئے اور حضرت
 علیؑ کو ایک سو وسق اور آسانہ بن زید کو دو سو وسق اور پچاس وسق کجور بن اور حضرت
 ام المؤمنین عائشہؑ کو دو سو وسق اور حضرت ابوبکرؓ کو سو وسق اور عقیل بن ابی طالب کو ایک سو
 چالیس وسق اور اولاد جعفر بن ابی طالب کو پچاس وسق اور ربیعہ بن حرث کو سو وسق اور
 صلث بن مخرمہ کو مہمہ ان کے دونوں بیٹوں کے سو وسق اس طرح کہ صلث کے چالیس اور ابی
 بنقہ کے پچاس اور قیس بن مخرمہ کے تیس وسق اور زکانه بن عبد زید کو پچاس وسق اور عبیدہ
 بن حرث کی بیٹیوں اور ان کے بیٹے حصین بن حرث کو سو وسق اور بنی عبید بن عبد زید کو ساٹھ وسق

اور اوس بن مخزوم کے بیٹے کو تیس وسق اور مسطح بن اثاثہ اور الیاس کے بیٹے کو پچاس وسق اور اُمّ بن مہدیہ کو چالیس وسق اور نعیم بن ہند کو تیس وسق اور بحینہ بنت حرث کو تیس وسق اور عجم بن عبد یزید کو تیس وسق اور اُمّ حکم کو تیس وسق اور جمانہ بنت ابی طالب کو تیس وسق اور ابن ارقم کو پچاس وسق اور عبد الرحمن بن ابی بکر کو چالیس وسق اور حمنہ بنت حشب کو تیس وسق اور زبیر کی والدہ کو چالیس وسق اور ابن ابی خنیس کو تیس وسق اور اُمّ طالب کو چالیس وسق اور ابی نصرہ کو بیس وسق اور نمیلہ کلبی کو پچاس وسق اور عبداللہ بن وہب کو مئیں اُن کے دونوں بیٹوں کے نوے وسق۔ جن میں سے بیٹوں کے چالیس اور اُمّ حبیب بنت حشب کو تیس وسق اور مرکز بن عبدہ کو تیس وسق اور اپنی کل اذواج کو نو سو وسق عنایت فرمائے۔

ابن ہشام کہتے ہیں یہ وسق گہیوں اور جو اور کھجور وغیرہ کے تھے جو ہر شخص کو اُس کی ضرورت کے مطابق ان اجناس سے دیئے گئے اور چونکہ بنی عبدالمطلب زیادہ ضرورت مند تھے اس سبب سے آپ نے اُن کو زیادہ مرحمت فرمایا۔ بنی عبدالمطلب کو ایک سو اسی وسق دیئے اور حضرت فاطمہؓ کو پچاس وسق اور اسماءؓ بن زید کو چالیس وسق اور مقداد بن اسود کو پندرہ وسق اور اُمّ مہدیہ کو پانچ وسق عنایت کئے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی وفات کے وقت چھ بابوں کی وصیت فرمائی تھی۔ قبیلہ رهاوہ زمین، کو خیبر سے سو وسق دیئے جائیں اور الداد بن ہامی کو سو وسق اور سبائین کو سو وسق دیئے جائیں اور اشعریوں کو سو وسق دیئے جائیں اور اسامہ بن زید کا لشکر بھیجا جائے اور ملک عرب میں دو دین نہ چھوڑے جائیں۔

فدک کا معاملہ | جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کی جنگ سے فارغ ہوئے تو اہل فدک کے دل میں بھی خدا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رعب ڈال دیا۔ اور انہوں نے اپنا ایلچی رسول کریمؐ کی خدمت میں بھیجا تاکہ آپ نعت پیداوار پر اُن سے صلح کر لیں۔ آنحضرتؐ نے منظور فرمایا اور آپ اُس وقت خیبر میں یا خیبر اور مدینہ کے درمیان میں یا مدینہ میں واپس آگئے تھے۔ اور چونکہ فدک بغیر جنگ اور لشکر کشی کے فتح ہوا۔ اس سبب سے یہ خاص آپ کا مال تھا۔

ابہ لوگ بنی دار بن ہانی بن حبیب بن نمازہ بن نخم کی اولاد بنو الدار کے نام و نسب | سے ہیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ملک شام

سے آئے تھے۔ تمیم بن اوس۔ نعیم بن اوس۔ یزید بن قیس۔ عرف بن مالک۔ ان کا نام رسول کریم نے عبدالرحمن رکھا تھا۔ مروان بن فاکہ عرفہ کے بھائی۔ فاکہ بن نعمان۔ جبہ بن مالک۔ ابو ہند بن بکر اور ان کے بھائی طیب بن بکر۔ ان کا نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ رکھا تھا۔

راوی کہتا ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن رواحہ کو اہل خیبر کے پاس بھیجا اور انہوں نے کھیتوں اور بھلوں کا تخمینہ کیا۔ یہود نے کہا تم نے اندازہ میں ہم پر زیادتی کی ہے۔ عبداللہ نے کہا تم چاہو تو تم لے لو اور تم چاہو تو ہم کو دے دو۔ یہود نے کہا اسی بات سے زمین و آسمان قائم ہیں۔ عبداللہ بن رواحہ نے ایک ہی سال تخمینہ کیا تھا کہ پھر غزوہ موتہ میں شہید ہوئے۔

ابن سہل کا قتل عبداللہ کے بعد جبار بن صخر بن امیت بن خنساء سلمی ہر فصل پر خیبر میں جا کر تخمینہ کیا کرتے تھے۔ یہود اسی طرح ایک مدت عہد پر قائم رہے اور مسلمان ان کی طرف سے مطمئن ہو گئے۔ پھر انہوں نے نبی کریم ہی کے زمانہ میں عبداللہ بن سہل حارثی کو شہید کر دیا اور مسلمانوں نے اس قتل کا ان پر دعویٰ کیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں عبداللہ بن سہل اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ کھجوریں دیکھنے خیبر میں گئے تھے پھر ساتھیوں سے الگ ہو گئے اور ان کی لاش ایک نالہ میں سے پڑی ہوئی ملی۔ راوی کہتا ہے یہود نے ان کو شہید کر کے ان کی لاش کو غائب کر دیا تھا۔ پھر ان کے ساتھی آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے اور یہ واقعہ عرض کیا۔ یہ خبر سن کر عبدالرحمن بن سہل عبداللہ بن سہل کے بھائی اور ان کے چچا زاد دونوں بھائی حویصہ اور محیصہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

آنحضرتؐ کا فیصلہ عبدالرحمن سب میں نوعمر تھے اور خون کے حقدار بھی یہی تھے۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرنی چاہی۔ آپ نے فرمایا بڑے کو بڑے کو۔ تب محیصہ اور حویصہ نے گفتگو کی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اگر تم اپنے قاتل کا نام بتلاؤ اور پھر اس پر پچاس قسمیں کھاؤ تو ہم اس کو تمہارے سپرد کر دیں گے۔ انہوں نے عرض کیا ہیں قاتل کی کیا خبر اور پھر ہم قسم کیا کھائیں۔ فرمایا۔ اچھا تم یہودیوں سے پچاس قسمیں لے لو اور جب وہ قسم کھالیں گے کہ ہم نے قتل نہیں کیا ہے تب وہ بری ہو جائیں گے۔ حویصہ وغیرہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم کو ان کی قسموں کا کیا اعتبار یہ کفر کرتے ہیں۔ پھر جھوٹی قسم کے کھانے میں

لے یعنی تم میں جو بڑا ہے پہلے اُسے بات کرنے دو۔

ان کو کیا تامل ہو گا۔

داوی کہتا ہے پھر رسول اقدس نے عبدالرحمن کو اس کے بھائی عبداللہ کا خون بہا یعنی سوا و نط اپنے پاس سے عنایت فرمائے۔

سہل بن ابی حاتمہ کہتے ہیں مجھ کو خوب یاد ہے کہ اُن اونٹوں میں ایک سُرخ اونٹنی تھی۔ جب میں اُس کو گھیر رہا تھا تو اُس نے مجھ کو مارا تھا۔

محمد بن ابراہیم کہتے ہیں سہل بن ابی حاتمہ کو اس واقعہ کا مجھ سے زیادہ علم نہیں ہے مگر وہ اُس وقت عمر میں مجھ سے بڑے تھے۔ آنحضرت نے حویصہ وغیرہ سے

قسم کھانے کو نہیں فرمایا تھا۔ کیونکہ حضور ایسے نہیں تھے کہ بغیر علم والے کو قسم دلواتے بلکہ آپ نے خیبر میں یہودیوں کو لکھا تھا کہ تمہارے مکانوں کے درمیان میں ہمارا ایک آدمی مقتول پایا گیا ہے اُس کا خون بہا تم ادا کرو۔ یہودیوں نے جواب میں قسم کھا کر لکھا کہ ہم کو نہیں معلوم کس نے اُس شخص کو قتل کیا ہے تب آپ نے اپنے پاس سے خون بہا ادا کیا۔

اور ایک روایت میں ہے کہ رسول کریم نے یہودیوں کو یہ لکھا تھا کہ یا تو خون بہا ادا کرو ورنہ جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ۔

ابن اسحاق کہتے ہیں میں نے ابن شہاب زہری سے دریافت کیا کہ آپ نے یہود کی جلا وطنی

خیبر کے باغات اور کجوریں کس شرط پر یہودیوں کو عنایت کی تھیں۔ زہری نے کہا خیبر کو فتح کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں میں تقسیم کر دیا اور جو لوگ مال و اسباب چھوڑ کر جلا وطنی پر آمادہ ہوئے آپ نے اُن سے فرمایا اگر تم کو ہم تمہارے باغوں اور مالوں پر قائم رکھیں اور پیداوار نصف تمہاری اور نصف ہماری ہو تو تمہیں منظور ہے یا نہیں؟

یہود نے عرض کیا ہمیں منظور ہے۔ آنحضرت نے یہ بھی شرط کر لی کہ جب ہمیں چاہیں گے تم کو یہاں سے نکال دیں گے یہود نے منظور کیا۔ تب آپ نے فصل پر عبداللہ بن رواحہ کو پھلوں کا ٹھیکہ

کرنے بھیجا اور جب وہ پھل وغیرہ حضور کی خدمت میں آئے آپ نے ان کو تقسیم فرمایا۔ پھر جب آپ کی وفات ہو گئی تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی یہود سے یہی معاملہ رکھا اور ابو بکر کے بعد عمر نے ابتدا خلافت میں یہی معاملہ رکھا۔ پھر ان کو معلوم ہوا کہ آنحضرت نے اپنے

مرضی وفات میں فرمایا تھا کہ دو دین ملک عرب میں نہ رہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کی تحقیق کی اور جب اُن کو ثابت ہو گئی تب انہوں

نے خیبر کے یہود کو لکھا کہ خدا نے تم کو جلا وطن ہونے کا حکم دیا ہے۔ مجھ کو یہ حدیث پہنچی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا تھا ملک عرب میں دو دین نہ چھوڑے جائیں، اس لئے جس یہودی کے پاس آپ کا کوئی عہد ہو وہ اُس کو لے کر میرے پاس آئے اور جس کے پاس کوئی عہد نہ ہو وہ بہت جلد شہر بدر ہونے کا سامان کرے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے اُن سب یہودیوں کو جن کے پاس کوئی عہد نہ تھا خیبر سے نکال دیا۔

عبداللہ بن عمر کہتے ہیں۔ میں اور مقداد بن اسود اور زبیر ہم تینوں خیبر میں اپنا مال دیکھنے گئے اور ہم تینوں متفرق ہو گئے۔ رات کا وقت تھا اور میں اپنے بچھونے پر سو رہا تھا کہ ایک شخص نے مجھ پر حملہ کیا اور اس کی ضرب سے میرا ہاتھ کٹنی کے چوڑے پر سے اتر گیا۔ جب صبح ہوئی تو میرے دونوں ساتھی میرے پاس آئے اور میرے ہاتھ کو دیکھ کر انہوں نے پوچھا کہ یہ کس نے تم کو مارا؟ میں نے کہا مجھے خبر نہیں۔ اُن ساتھیوں نے میرا ہاتھ باندھ کر درست کیا۔ پھر ہم حضرت عمرؓ کے پاس آئے اور سارا قصہ بیان کیا۔ انہوں نے کہا یہ یہودیوں کی شرارت ہے۔ پھر انہوں نے کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا اور فرمایا اے لوگو! رسول اللہ نے یہودیوں کو اس شرط پر خیبر میں رکھا تھا کہ جب ہم چاہیں گے اُن کو نکال دیں گے۔ اب یہود نے عبداللہ بن عمرؓ پر زیادتی کی اور اُس کے ہاتھ کو زخمی کیا جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو۔ اور اس سے پہلے انصاری کو بھی انہوں نے ہی شہید کیا تھا۔ ہم کو اس میں کچھ شک نہیں رہا۔ لہذا اب میں اُن کو خیبر سے نکالنا چاہتا ہوں۔ تم میں سے جن جن لوگوں کا مال وہاں ہے اپنے اپنے مال کو جا کر سنبھال لیں کیونکہ اب یہاں ہمارا بجز اُن یہود کے اور کوئی دشمن نہیں ہے۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں نکال دیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہود کو خیبر وادی القریٰ کی تقسیم

اور جبار بن صخر اُمیہ جو خیبر کی پیداوار کا تخمینہ کرنے جایا کرتے تھے اور یزید بن ثابت کو بھی ساتھ لیا اور ان دونوں آدمیوں نے اسی تقسیم کے مطابق جو پہلے سے تھی ہر ایک کا حقہ علیحدہ کر دیا۔

اور وادی قریٰ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس طرح تقسیم کیا کہ ایک حقہ حضرت عثمانؓ کا ایک حقہ عبدالرحمن بن عوفؓ کا۔ ایک حقہ عمر بن ابی سلمہؓ کا۔ ایک حقہ عامر بن ابی ربیعہؓ کا۔ ایک

حصہ عمرو بن سراقہ کا۔ ایک حصہ وشمیم کا۔ ایک حصہ اولاد جعفر کا۔ ایک حصہ معیقیت کا۔ ایک حصہ عبداللہ بن الرقم کا۔ ایک حصہ عبداللہ کا۔ ایک حصہ عبید اللہ کا۔ ایک حصہ عبداللہ بن محبت کے بیٹے کا۔ ایک حصہ بکیر کے فرزند کا۔ ایک حصہ محترم کا۔ ایک حصہ زید بن ثابت کو۔ ایک حصہ ابی بن کعب کا۔ ایک حصہ معاذ بن عفرہ کا۔ ایک حصہ ابولطحہ اور حسن کا۔ ایک حصہ جبار بن صخر کا۔ ایک حصہ جابر بن عبداللہ بن ربیع کا۔ ایک حصہ مالک بن صعصعہ کا۔ ایک حصہ جابر بن عبداللہ بن عمرو کا۔ ایک حصہ ابن حنیفہ کا۔ ایک حصہ سعد بن معاذ کے بیٹے کا۔ ایک حصہ سلامہ بن سلامہ کا۔ ایک حصہ عبدالرحمن بن ثابت اور ابی ثمریک کا۔ ایک حصہ ابی عبس بن جبیر کا۔ ایک حصہ محمد بن مسلمہ کا اور ایک حصہ عبادہ بن طارق کا۔

اور بعض کہتے ہیں قتادہ کا اور آدھا حصہ جبیر بن عتیک کا اور آدھا حصہ حرث بن قیس کے دونوں بیٹوں کا اور ایک حصہ ابن قزیمہ اور صخاک کا۔
ابن اسحاق کہتے ہیں خیبر کی جنگ اور اُس کے مالِ غنیمت کی تقسیم کا یہی واقعہ ہم کو پہنچا تھا جو ہم نے بیان کیا۔



مہاجرینِ حبشہ کی واپسی

رسول اللہ کی مسرت | ابن ہشام کہتے ہیں جس دن خیبر کی فتح ہوئی ہے اسی روز جعفر بن ابی طالب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھتے ہی گلے سے لگایا اور پیشانی پر بوسہ دے کر فرمایا میں نہیں جانتا کہ مجھ کو کس بات کی زیادہ خوشی ہے آیا خیبر کے فتح ہونے کی یا جعفر کے آنے کی۔ ابن اسحاق کہتے ہیں جن صحابہ نے ملک حبش کی طرف ہجرت کی تھی اور وہاں مقیم تھے۔ آپ نے ان کے بلانے کے لئے عمرو بن أمیہ ضمیری کو سخاشی بادشاہ حبش کے پاس بھیجا اور سخاشی نے ان مہاجرین کو دو جہانوں میں سوار کر کے آپ کی خدمت میں روانہ کیا اور یہ لوگ اُس روز رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے جن روز آنحضرت خیبر کی فتح سے فارغ ہوئے تھے اور وہ یہ لوگ ہیں :-

مہاجرینِ حبشہ کے نام | بنی ہاشم بن عبدمناف سے جعفر بن ابی طالب ان کے ساتھ ان کی بیوی اسماء بنت عیسٰی خنعمیہ بھی تھیں اور ان کے فرزند عبداللہ بن جعفر بھی تھے جو حبشہ ہی میں پیدا ہوئے تھے۔ حضرت جعفر جنگِ موتہ مضافاتِ ملک شام میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لشکر کے سردار کر گئے اور وہیں شہید ہوئے یہ ایک شخص تھے۔

اور بنی عبدشمس بن عبدمناف سے خالد بن سعید بن عاص بن أمیہ بن عبدشمس مع اپنی بیوی امینہ بنت خلف بن اسد کے اور ان کے دونوں بیٹے سعید بن خالد اور امیہ بنت خالد جو حبشہ ہی میں پیدا ہوئے تھے خالد ہرج العفر کی جنگ میں جو خلافتِ صدیق میں ملک شام میں ہوئی تھی شہید ہوئے اور خالد کے بھائی عمرو بن سعید بن عاص مع اپنی بیوی فاطمہ بنت صفوان بن أمیہ بن محرز کنانی کے ان خاتون کا انتقال حبشہ میں ہوا۔ اور عمرو بن سعید حضرت

صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اجنادین کی جنگ میں جو شام کا ایک شہر ہے شہید ہوئے۔
اور معیقیب بن ابی فاطمہ بن کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں بیت المال کا
خزائنچی بنایا تھا اور ابو موسیٰ اشعری عبداللہ بن قیس آل عتبہ بن ربیعہ کے حلیف۔ یہ چار
شخص جلسہ سے آئے۔

اور بنی اسد بن عبدالعزیٰ بن قسویٰ میں سے اسود بن نوفل بن خویلد ایک شخص۔
اور بنی عبدالدار بن قسویٰ سے جہم بن قیس بن عبد شمر جیل مع اپنی اولاد عمرو بن جہم اور خزیمہ
بنت جہم اور اپنی بیوی حرملہ بنت عبدالاسود کے جن کا جلسہ ہی میں انتقال ہوا تھا۔ ایک شخص۔
اور بنی زہرہ بن کلاب سے عامر بن ابی وقاص اور ہذیل سے ان کے حلیف عتبہ بن مسعود
یہ دو شخص تھے۔

اور بنی تیم بن مرہ بن کعب سے حرث بن خالد بن صخر مع اپنی بیوی ریطہ بنت حرث بن جبیلہ
کے جن کا انتقال جلسہ ہی میں ہوا۔ ایک شخص
اور بنی جمح بن عمرو بن ہبص بن کعب بن عثمان بن ربیعہ بن احبان۔ ایک شخص
اور بنی سہم بن عمرو بن ہبص سے محمد بن حزدان کے حلیف بنی زبید سے ان کو رسول کریم
نے مالی غنیمت کے خمس کا محافظ مقرر کیا تھا۔ ایک شخص
اور بنی عدی بن کعب بن لوئی سے عمر بن عبداللہ بن فضلہ۔ ایک شخص
اور بنی عامر بن لوئی سے ابو حاطب بن عمرو بن عبد شمس اور مالک بن ربیعہ بن قیس بن
عبد شمس مع اپنی بیوی عمرہ بنت سعدی بن وقدان بن عبد شمس کے۔ دو شخص
اور بنی حرث بن فہر بن مالک سے حرث بن عبد قیس بن لقیط۔ ایک شخص
جن مہاجرین کا ملک حبش میں انتقال ہو گیا تھا ان کی عورتوں کو بھی بخاشی نے کشتیوں میں
سوا کر کے ان لوگوں کے ساتھ روانہ کیا تھا۔ چنانچہ یہ سب لوگ جو اس وقت حبش سے آپ
کی خدمت میں آئے سولہ آدمی تھے۔

لاوی کہتا ہے اور جو مہاجرین بدر کی جنگ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
خدمت میں جلسہ سے آئے یا جنہوں نے جلسہ ہی میں انتقال کیا یا جو ان کشتیوں کے آنے کے
بعد آئے ان کے نام یہ ہیں :-

بنی اُمیہ بن عبد شمس سے عبید اللہ بن حبش بن رباب اسدی بنی خزیمہ میں سے بنی اُمیہ کے

حلیف مع اپنی بیوی ام حبیبہ بنت ابی سفیان اور اپنی بیٹی حبیبہ بنت عبد اللہ کے جلسہ میں ہجرت کر کے گیا۔ ام حبیبہ کا نام رملہ تھا۔ جب عبد اللہ حبش میں پہنچا تو اسلام کو چھوڑ کر نصرانی ہو گیا۔ اس کے بعد آنحضرت نے اس کی بیوی ام حبیبہ سے نکاح فرمایا۔

عروہ سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن حبش مسلمانوں کے ساتھ مسلمان ہو کر جلسہ میں گیا تھا۔ جب وہاں جا کر نصرانی ہو گیا تو مسلمانوں سے کہا کرتا تھا کہ ہم نے تو دیکھ لیا اور تم ابھی ڈھونڈتے پھرتے ہو یعنی تم دین کی تلاش میں ہو اور مجھ کو دین مل گیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اور قیس بن عبد اللہ بنی اسد بن خزیمہ میں سے ایک شخص تھا اور یہ امیہ بنت قیس کا باپ تھا اور اس کی بیٹی امیہ حضرت ام حبیبہ کے ساتھ تھی اور قیس کی بیوی برکتہ بنت یسارہ ابوسفیان کی آذاذ کی ہوئی لوٹدی تھی۔ جب عبد اللہ اور قیس حبشہ کو گئے تو ان دونوں عورتوں یعنی ام حبیبہ اور امیہ کو ساتھ لے گئے تھے۔

اور بنی اسد بن عبد العزیٰ سے یزید بن زعمہ بن اسود بن المطلب بن اسدیہ حنین کی جنگ میں شہید ہوئے اور عمرو بن امیہ بن حرث بن اسد۔ ان کا ملک حبش میں انتقال ہوا۔ یہ دو شخص تھے۔

اور بنی عبدالدار بن قصی سے ابوالروم بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار۔ اور فراس بن نصر بن حرث بن کلاب بن علقمہ بن عبد مناف بن عبدالدار۔ دو شخص۔

اور بنی زہرہ بن کلاب بن مرہ سے مطلب بن اذہر بن عبد عوف بن عبد الحرث بن زہرہ مع اپنی بیوی رملہ بنت ابی عوف بن صبیہ بن سعید بن سعد بن سہم کے حبش گئے اور وہیں ان کا بیٹا عبد اللہ بن مطلب پیدا ہوا اور وہیں مطلب کا انتقال ہوا۔ کہتے ہیں اسلام میں سب سے پہلے عبد اللہ ہی اپنے باپ کا وارث ہوا ہے۔ ایک شخص۔

اور بنی تیم بن مرہ بن کعب بن لوئی سے عمرو بن عثمان بن عمر بن کعب بن سعد بن تیم۔ یہ قادیسیہ کی جنگ میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے لشکر کے ساتھ شہید ہوئے۔ ایک شخص۔

اور بنی مخزوم بن یقظہ بن مرہ بن کعب سے ہبارہ بن سفیان بن عبدالاسد۔ یہ حضرت ابوبکرؓ کی خلافت میں اجنادین کی جنگ میں شہید ہوئے اور ان کے بھائی عبد اللہ بن سفیان، حضرت عمرؓ کی خلافت میں یرموک کی جنگ میں شہید ہوئے اور ان کی شہادت میں شک ہے کہ

قتل ہوئے یا نہیں؟ اور ہشام بن ابی حذیفہ بن مغیرہ تین شخص۔

اور بنی جمح بن عمرو بن ہبصیص بن کعب سے حاطب بن حرث بن معمر بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح مع اپنے دونوں بیٹوں حرث اور محمد اور اپنی بیوی فاطمہ بنت مجمل کے حبشہ کو گئے۔ حاطب نے تو وہیں حبشہ میں انتقال کیا اور ان کی بیوی دونوں بیٹوں کو لے کر انہی کشتیوں میں سے ایک کشتی میں سوار ہو کر مدینہ واپس آئیں اور حاطب کے بھائی خطاب بن حرث بھی اپنی بیوی فکیہہ بنت یسار کو لے کر حبشہ گئے اور وہیں انتقال کیا اور ان کی بیوی فکیہہ بنت یسار کشتی میں سوار ہو کر آپ کے پاس آئیں اور سفیان بن معمر بن حبیب اور ان کے دونوں بیٹے جنادہ اور جابر اور ان کی بیویاں حسینہ اور حسنہ کے ماں شریک بھائی شرجیل بن حسنہ، یہ سب حبشہ گئے اور سفیان اور ان کے بیٹوں جنادہ اور جابر نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں انتقال کیا۔ یہ چھ شخص تھے۔

اور بنی سہم بن عمرو بن ہبصیص بن کعب سے عبداللہ بن حرث بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم شاعر۔ ان کا حبش میں انتقال ہوا اور قیس بن حذافہ بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم۔ اور ابو قیس بن حرث بن قیس بن عدی۔ یہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں یمامہ کی جنگ میں شہید ہوئے۔ اور عبداللہ بن حذافہ بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم ان ہی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایلچی بنا کر کسریٰ بادشاہ ایران کے پاس بھیجا تھا اور حرث بن حرث بن قیس بن عدی اور بشر بن قیس بن حرث بن عدی اور ان کے ماں شریک بھائی سعید بن عمرو جو اجنادین کی جنگ میں شہید ہوئے۔ اور سعد بن حرث بن قیس جو یرموک میں شہید ہوئے اور سائب بن حرث بن قیس جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ طائف کی جنگ میں زخمی ہوئے اور حضرت عمرؓ کی خلافت میں جنگِ فحل میں شہید ہوئے اور بعض کہتے ہیں خیبر میں شہید ہوئے۔ گیارہ شخص

اور بنی عدی بن کعب بن لوئی سے عروہ بن عبدالعزیٰ بن حرثان بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب حبشہ میں فوت ہوئے اور عدی بن نضد بن عبدالعزیٰ بن حرثان حبشہ میں فوت ہوئے۔ دو شخص۔

عدی کے ساتھ ان کا بیٹا نعمان بن عدی بھی تھا جو اب مہاجرین کے ساتھ مدینہ میں آ گیا۔ اور حضرت عمرؓ نے اس کو علاقہ بصرہ میں شہر میسان کا حاکم بنایا تھا۔ یہ ایک شاعر شخص تھا اس نے

چند اشعار کے ادراں میں شراب اور محبوب کی تعریف کی جیسے کہ شاعروں کا دستور ہے۔ وہ اشعار حضرت عمرؓ نے سنے تو فوراً اُس کو معزول کر دیا۔ یہ حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے امیر المؤمنین میں ایک شاعر ہوں واللہ! میں اُن افعال کا مرتکب نہیں ہوا ہوں جو اشعار میں بیان کئے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا غیر جو تو نے کہا سو کہا مگر اب تو جب تک زندہ ہے ہرگز میری طرف سے کہیں کا حاکم نہ بنے گا۔

اور بنی عامر بن لوئی بن غالب بن فہر سے سلیط بن عمرو بن عبد شمس بن عبد ود بن نصر بن مالک بن حس بن عامر بنی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغامبر بنا کر ہو وہ بن علی حنفی کے پاس پیامہ میں بھیجا تھا۔ ایک شخص

اور بنی حرث بن فہر بن مالک سے عثمان بن عبد غنم بن زہیر بن ابی شداد۔ اور سعد بن عبد قیس بن لقیط بن عامر بن اُمیہ بن ظرب بن حرث بن فہر۔ اور عیاض بن زہیر بن ابی شداد۔ تین شخص

چنانچہ جو لوگ جلسہ کے مہاجرین میں سے بدر کی جنگ میں شریک نہ تھے اور نہ ہی مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس واپس آئے تھے اور جو لوگ اس کے بعد رسول کریمؐ کی خدمت میں آئے اور جن کو نجاشی نے ان دونوں جہازوں میں سوار نہیں کیا تھا یہ سب چونتیس آدمی تھے اور جو لوگ یا ان کی اولاد جلسہ میں فوت ہوئے اُن کے نام یہ ہیں :-

متوفی مہاجرین | بنی عبد شمس بن عبد مناف سے عبد اللہ بن ححش بن رماب نصرانی ہو کر جلسہ میں مر گیا اور بنی اسد بن عبد العزیٰ بن قعی سے عمرو بن اُمیہ بن حرث بن اسد۔ اور بنی عجم سے عاطب بن حرث اور ان کے بھائی خطاب بن حرث۔ اور بنی سہم بن عمرو بن ہبصہ بن کعب سے عبد اللہ بن حرث بن قیس۔

اور بنی عدی بن کعب بن لوئی سے عروہ بن عبد العزیٰ بن حرثان بن عوف۔ اور عدی بن نضله سات شخص۔ اور ان کی اولاد میں سے بنی تیم بن مرہ سے موسیٰ بن حرث بن خالد بن صخر بن عامر۔ ایک شخص۔

مہاجر نواتین | راوی کہتا ہے کل عورتیں جنہوں نے جلسہ کی طرف ہجرت کی سولہ تھیں علاوہ اُن لڑکیوں کے جو جلسہ میں پیدا ہوئیں۔ بنی ہاشم میں سے رسول اللہ کی صاحبزادی حضرت رقیہؓ۔

اور بنی اُمیہ سے اُم جلیبہ بنت ابی سفیان اور ان کی بیٹی جلیبہ بھی ان کے ساتھ تھیں اور ساتھ ہی آئیں اور بنی مخزوم سے اُم سلمہ بنت ابی اُمیہ اپنی بیٹی زینب بنت ابی سلمہ کو لے کر حبشہ سے آئیں یہ لڑکی حبشہ ہی میں پیدا ہوئی تھی۔

اور بنی تیم بن مُترہ سے ریطہ بنت حرث بن جبیلہ ان کا راستہ میں انتقال ہوا اور ان کے دو لڑکیاں حبشہ میں پیدا ہوئی تھیں۔ عائشہ بنت حرث اور زینب بنت حرث اور ان لڑکیوں کا بھائی موسیٰ بن حرث یہ سب راستہ میں ایک پانی کو پی کر ہلاک ہوئے اور ریطہ کی اولاد سے صرف ایک لڑکی فاطمہ نامی بچی تھی۔ وہ مدینہ میں آئی اور بنی سہم بن عمرو سے رملہ بنت ابی عوف بن صُبیرہ۔ اور بنی عدی بن کعب سے لیلیٰ بنت ابی جشمہ بن غانم۔

اور بنی عامر بن لوئی سے سوہہ بنت زمرہ بن قیس اور سلمہ بنت سہیل بن عمرو۔ اور مجمل کی بیٹی۔ اور عمرہ بنت سعد بن وقدان۔ اور اُم کلثوم بنت سہیل بن عمرو۔ اور مختلف قبائل عرب سے اسماء بنت عمیس بن نعمان خشعیہ۔ اور فاطمہ بنت صفوان بن اُمیہ بن محرث کِنانِیہ۔ اور فکیہ بنت یسار۔ حسنہ اور ام شرجیل بنت حسنہ۔

مہاجرین کی اولاد | عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب۔ بنی ہاشم سے۔ اور بنی عبد شمس سے محمد بن ابی حذیفہ۔ اور سعید بن خالد بن سعید اور ان کی بہن اُمّہ بنت خالد۔ اور بنی مخزوم سے زینب بنت ابی سلمہ بن عبدالاسدہ۔ اور بنی زہرہ سے عبداللہ بن مطلب بن الزہرہ۔

اور بنی تیم سے موسیٰ بن حرث بن خالد اور ان کی بہنیں عائشہ بنت حرث اور فاطمہ بنت حرث اور زینب بنت حرث۔ یہ پانچ لڑکے اور پانچ لڑکیاں ہیں۔ لڑکے عبداللہ بن جعفر اور محمد بن ابی حذیفہ اور سعید بن خالد اور عبداللہ بن مطلب اور موسیٰ بن حرث۔ اور لڑکیاں اُمّہ بنت خالد اور زینب بنت ابی سلمہ اور عائشہ اور زینب اور فاطمہ حرث بن خالد بن صخر کی بیٹیاں۔



عمرۃ القضاء

عمرہ کی تیاری اور روانگی | ابن اسحاق کہتے ہیں خیبر سے فارغ ہو کر آپ مدینہ میں ربیع الاول ربیع الآخر جمادی الاول جمادی الآخر رجب، شعبان، رمضان اور شوال اٹھ مہینہ رہے اور ان مہینوں میں رسول کریم نے جا بجا چھوٹے چھوٹے لشکر روانہ فرمائے۔ پھر ذی قعد کے مہینہ میں عمرۃ القضاء کی تیاری کی۔ یہ وہی مہینہ ہے جس میں پچھلے سال مشرکوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عمرہ نہ کرنے دیا تھا اور مقام حدیبیہ سے آپ واپس تشریف لے آئے تھے اب اس عمرہ کی قضاء کے لئے تشریف لے گئے۔ اسی سبب سے اس عمرہ کا نام عمرۃ القضاء رکھا گیا ہے اور بعض اس کو عمرۃ القصاص کہتے ہیں کیونکہ مشرکوں نے حضور کو مسجد حرام میں جانے سے روکا تھا۔ اس لئے اب رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اس کے قصاص میں تشریف لے گئے اور مسجد حرام میں ذی قعد کے مہینہ میں داخل ہوئے۔

ابن عباس کہتے ہیں اسی کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی ہے :- وَالْحُرِّمَاتُ قِصَاصٌ ط اور مدینہ میں آپ نے مخولین بن اصبطت دلی کو حاکم مقرر کیا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اس عمرہ میں وہ سب مسلمان آپ کے ساتھ تھے جو اس سے پہلے حدیبیہ میں روکے گئے تھے اور یہ عمرہ کا واقعہ ہے جب اہل مکہ نے رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کی خبر سنی۔ مسجد حرام سے نکل کر سب دارالندوہ میں جمع ہوئے تاکہ آنحضرت کے آنے کا منظر دیکھیں۔ اور آپس میں کہتے تھے کہ محمد کے اصحاب نہایت تنگ حال اور بھوکے بے طاقت لوگ ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی یہ سنا اور جب آپ مسجد حرام میں داخل ہوئے تو چادر میں سے داہنا شانہ باہر نکال لیا۔ جیسا کہ طواف میں قاعدہ مقرر ہے اور فرمایا خُذْ اِسْ شَخْصَ بِرِدْمِیْ فَرَمَاتُیْ جِرَاجِ اِسْ قُوْتِ اِنِّیْ مَشْرُکِیْنَ کُوْدِ کَھَا سَیْ اَوْرَ پھر مع اصحاب آپ نے

تین زلفااری اختیار فرماتے ہوئے تین طواف کئے اور رکن یمانی اور حجر اسود کو بوسہ دیا۔
 ابن عباس کہتے ہیں۔ لوگوں کا یہ خیال ہے کہ طواف میں دوڑنا اور شانہ کو کھلا رکھنا لازم
 نہیں ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فعل مشرکین کو دکھانے کے لئے کیا تھا۔
 مگر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں بھی ایسا ہی کیا تب یہ طریقہ جاری ہو گیا۔
 عبداللہ بن ابی بکر کہتے ہیں جب آپ مکہ میں داخل ہوئے تو عبداللہ بن رواحہ آپ کی اونٹنی کی
 مہار پکڑے ہوئے یہ اشعار پڑھ رہے تھے :-

اشعار

خَلُّوا بَنِي الْكُفَّارِ عَنْ سَبِيلِهِ خَلُّوا فَكُلَّ الْخَيْرِ فِي رَسُولِهِ
 ترجمہ :- ہٹ جاؤ اے کفار کی اولاد اُس کے راستہ سے ہٹ جاؤ۔ تمام خیر و فلاح اُس کے
 رسول کے ساتھ ہے۔“

يَا سَابِئِ اِنِّي مُؤْمِنٌ بِقَبِيلِهِ اَعْرِفْ حَقَّ اللّٰهِ فِي قَبُولِهِ
 اے رب میں رسول کی بات پر ایمان لایا ہوں اور میں نے اُس کو قبول کرنے میں اللہ کا

حق پہچانا ہے۔“

نَحْنُ قَتَلْنَا كُرْدَ عَلِيٍّ تَاوِيلِهِ كَمَا قَعَلْنَا كُرْدَ عَلِيٍّ تَتْمِيزِيْلِهِ
 اے کفار ہم نے تم کو اس کی تاویل پر قتل کیا ہے جیسا کہ اُس کی تَمِيزِیل پر تم کو قتل کیا ہے۔
 ضَرْبُ بَايُزِيْلٍ اَنْعَامٍ عَنْ مَقِيلِهِ وَتَمِيزِيْلٍ الْخَلِيْلِ عَنْ خَلِيْلِهِ
 ایسی ضرب لگائی ہے جو کھوپڑی کو اُس کی جگہ سے جدا کرتی ہے اور دوست کو دوست سے
 فراموش کر دیتی ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اسی سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 حضرت میمونہ سے نکاح | نے میمونہ بنت حارث سے بحالتِ احرام عقد فرمایا اور یہ نکاح

حضرت عباس نے کرایا تھا۔

ابن ہشام کہتے ہیں حضرت میمونہ نے اپنے نکاح کا اختیار اپنی بہن ام فضل کو جو حضرت
 عباس کی بیوی تھیں دیا تھا اور ام فضل نے وہ اختیار حضرت عباس کو دیا۔ حضرت عباس
 نے ان کی شادی رسول مقبول سے کر دی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میمونہ کے مہر کے
 چار سو درم عنایت فرمائے۔

حویطب کی گفتگو | راوی کثرتاً نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تکہ میں تین روز رہے جب تیسرا روز ہوا تو قریش نے حویطب بن عبد العزیٰ بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل کو چند قریش کے ساتھ آپ کی خدمت میں بھیجا کہ اب تمہاری مدتِ اقامت پوری ہو گئی۔ لہذا تم اب چلے جاؤ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا کچھ حرج نہیں ہے، ہم یہاں نکاح کر کے کھانے پر لوگوں کو بلا تے اور تم بھی اس میں شریک ہوتے۔

قریش نے کہا ہمیں تمہاری دعوت نہیں چاہیے تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود صحابہ کے روانہ ہو گئے اور ابورافع اپنے غلام کو حضرت میمونہ کے پاس چھوڑ دیا۔ چنانچہ ابورافع ان کو لے کر مقام ہرم میں رسول اکرم سے جا کر ملے اور وہیں آپ نے شادی کی تقریب فرمائی اور ذی الحجہ کے مہینہ میں واپس مدینہ تشریف لائے۔

آیاتِ قرآنی | ابن ہشام کہتے ہیں اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے :-

لَقَدْ صَدَقَ اللَّهُ رَسُولَهُ الرُّسُولَ يَا الْحَقِّ لَسَدُ تَصَلَّتِ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ إِن
شَاءَ اللَّهُ آمِنِينَ مَحَلِّقِينَ رُؤُوسَهُمْ وَمَقْصِرِينَ كَتَمَاتٍ فَهُمْ لَا يَخَوُّونَ فَعَلِمَ مَا لَعَنَ لَعَلُّو
فَجَعَلَ مِنْ دُونِ ذَلِكَ فَتْحًا قَرِيبًا ۝ (۲۷: ۲۸)

ترجمہ :- بے شک خدا نے اپنے رسول کے خواب کو سچا کر دکھایا کہ انشاء اللہ ضرور تم مسجدِ حرام میں امن کے ساتھ سر منڈائے اور بال کتروائے بے خوف و خطر اس میں داخل ہو گے۔ پھر جاتا ہے خدا وہ بات جو تم نہیں جانتے ہو۔ پھر اس غم کے بدلہ جو تم کو اس سال بسببِ عمرہ نہ کرنے کے ہوا تھا۔ اس نے فتحِ قریب (خیبر کی) تم کو عنایت کی۔



غزوة موتہ

فوج کا انتظام | یہ غزوة جمادی الاول ۸۰ھ میں ہوئی اور حضرت جعفر اور زید اور عبداللہ بن رواحہ اسی میں شہید ہوئے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باقی مہینہ ذی الحجہ کا اور محرم اور صفر اور ربیع الاول اور ربیع الثانی کا مہینہ رہے۔ پھر جمادی الاول میں آپ نے مقام موتہ کی طرف جو مضافات ملک شام میں سے ہے اپنا لشکر روانہ فرمایا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اس لشکر کا آنحضرت نے زید بن حارثہ کو سردار کیا تھا اور فرمایا تھا اگر زید شہید ہوں تو پھر جعفر سردار ہوں گے اور اگر جعفر بھی شہید ہوں تب عبداللہ بن رواحہ کو سردار بنانا۔

عبداللہ بن رواحہ کی کیفیت | چنانچہ لوگ اس جہاد کے لئے تیار ہوئے اور تین ہزار آدمیوں کا لشکر تیار ہوا۔ جب یہ لشکر رخصت ہوا تو لوگ لشکر کے سرداروں کو رخصت کرنے آئے۔ جب سب رخصت ہو گئے تو عبداللہ بن رواحہ رونے لگے۔ لوگوں نے پوچھا اے عبداللہ تم کیوں روتے ہو؟ عبداللہ نے کہا میں دنیا یا کسی چیز کی محبت سے نہیں روتا ہوں۔ بلکہ مجھے ایک آیت رُلا رہی ہے جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے کہ:-

وَاتَّيْتُكُمْ اِنَّ دَاوُدَ هَا كَانَ عَلٰی رَیْبٍ حَتَّعَا مَقْضِيًّا

یعنی تم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جو دوزخ پر وارد نہ ہوگا۔ یہ خدا کا بڑا پکا وعدہ ہے۔ اس لئے میں اس خوف سے روتا ہوں کہ دوزخ پر وارد ہو کر وہاں سے کیونکر چھٹکارا ہوگا۔ مسلمانوں نے کہا اے عبداللہ! اللہ تعالیٰ تم کو اپنی حفظ و حمایت میں رکھے اور دشمن کو مغلوب کر کے تم کو صحیح و سالم ہم سے ملائے۔ عبداللہ بن رواحہ نے اُس وقت یہ اشعار کہے

سے اَلَيْسَ بِمَسْأَلِ الرَّحْمٰنِ مَغْفِرَةً وَضَرْبَةَ ذَاتِ قُوَّةٍ لَقَدْ اُنزِلَتْ
ترجمہ :- مگر میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت مانگتا ہوں اور تلوار کا ایسا وسیع گھاؤ کھانے کی دعا کرتا ہوں
جو خون کے جھاگ ڈال رہا ہو۔

أَوْ طَعْنَةً بِيَدِي حِرَّانَ مَجْهُوَّةٍ بِحِرَابَةٍ تَنْفَذُ الْاِحْشَاءَ وَالْكَبَدَا
یا نیزے کی ضرب سامنے سے ایسی کہ جو انٹریوں اور جگر کے پار ہو جائے
حَتَّى يَقَالَ اِذَا مَرَّ فَاَهْلَى حَدِيٍّ اَوْ شَدَّ اللهُ مِنْ غَايَةِ وَقَدْ رَسَدًا
تاکہ جب لوگ میری طرف سے گزریں تو کہیں اللہ تعالیٰ اس کو نیکی دے یہ وہی شخص ہے جس
نے جہاد کیا اور ہدایت پائی۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب لشکر جانے کے لئے تیار ہو گیا تو عبداللہ بن رواحہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رخصت ہونے کو حاضر ہوئے آپ نے ان کو رخصت کیا اور
بطور مشالعت کے مدینہ کے باہر تک ان کے ساتھ تشریف لے گئے اور پھر رخصت فرما کر مدینہ
میں تشریف لائے۔

راوی کہتا ہے جب یہ لشکر چلتے چلتے مقام معان میں پہنچا جو زمین شام کا
رومیوں کی فوج اور ایک لاکھ فوج قبائل لخم و جذام اور ہراء اور قین اور بلی سے جمع کی ہے اور
شہر آب میں جو بقاء کا مقام ہے آکر ٹھہرا ہے اور قبائل کی فوج پر اس نے مالک بن زافلہ نامی
ایک شخص کو سردار مقرر کیا ہے۔ مسلمان اس خبر کے سننے سے دورات تک مقام معان میں مترد
رہے کہ کیا کریں۔ بعض نے کہا کہ حضور کو خط لکھیں کہ تمہیں اس قدر تعداد کثیر دکھاتا ہے پھر یا تو رسول کریم ہماری مدد
کو اور لشکر روانہ فرمائیں یا کوئی اور حکم فرمائیں گے اُس کے مطابق ہم عمل کریں گے۔

عبداللہ بن رواحہ نے لوگوں کے دل اپنی تقریر سے شجاعت پر آمادہ کئے اور کہا اے قوم
تم تو شہادت کی تلاش میں آئے ہو پھر تم کو دشمن کی تعداد اور کثرت کا کیا اندیشہ ہے۔ تم لوگ
تعداد اور شمار اور کثرت و قلت کے حساب سے جنگ نہیں کرتے تم تو دینِ حق کی اشاعت کے لئے
نکلے ہو جس دین سے خدا نے تم کو بزرگی دی ہے اور شہادت تمہارا مقصود ہے۔ چنانچہ بسم اللہ
کر کے قدم بڑھاؤ۔ دونوں بھلائیوں میں سے ایک بھلائی تمہارے لئے ضرور ہے یا خدا تم کو غالب
کرے گا یا تم شہید ہو گے۔ پس تمہارا مطلب کسی طرح فوت نہ ہو گا۔“ تمام لشکر نے عبداللہ کی اس

تقریر کو سن کر کہا اے عبداللہ بیشک تم سچ کہتے ہو اور لشکر آگے روانہ ہوا۔

شوقِ شہادت | زید بن ارقم کہتے ہیں۔ میں عبداللہ بن رواحہ کے پاس رہتا تھا کیونکہ میں یتیم تھا یہ میری پرورش کرتے تھے اور اس سفر میں بھی مجھ کو اپنے ساتھ لے گئے اور

اپنے پیچھے اُونٹ پر سوار کرتے تھے۔ ایک رات میں نے سنا کہ وہ شہادت کے اشتیاق میں اپنے اشعار پڑھ رہے تھے میں رونے لگا انہوں نے اپنا کوڑا اٹھا کر مجھے غصہ سے کہا کہ کیوں روتا ہے؟ خدا مجھ کو شہادت نصیب فرمائے گا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب مسلمان زمین بقاء میں پہنچے تو ہر قتل کا لشکر بھی آپہنچا جس میں روم اور عرب کی فوجیں تھیں مسلمانوں کا لشکر تو موتہ نامی ایک گاؤں کے پاس اُترا اور دشمن کا لشکر مشارت نامی ایک گاؤں کے پاس تھا۔

جنگ اور حضرت زید کی شہادت | مسلمانوں نے اپنے لشکر کا اس طرح انتظام کیا کہ مہینہ پر بنی عذرہ کے ایک شخص قطبہ بن قتادہ کو مقرر کیا۔

اور مسیرہ پر عباد بن مالک انصاری کو مقرر کیا۔ پھر جنگ شروع ہوئی تو زید بن حارثہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نشان کے ساتھ خوب جنگ کی یہاں تک کہ جب یہ شہید ہو گئے تو حضرت جعفر نے نشان ہاتھ میں لیا اور خوب زور کے ساتھ جہاد کیا اور جب بہت گھمان کی لڑائی ہوئی تو حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے گھوڑے سے اتر کر اُس کی کوچیں کاٹ دیں اور خود اس قدر جہاد کیا کہ آخر شہید ہوئے۔

حضرت جعفر کی شہادت | اہل علم کا بیان ہے کہ حضرت جعفر نے دائیں ہاتھ میں جھنڈا لیا تھا آپ کا وہ ہاتھ کٹ گیا تب آپ نے بائیں ہاتھ میں لیا جب وہ

بھی کٹ گیا تو نشان کو سینہ سے دبا لیا یہاں تک کہ شہید ہوئے اور حضرت جعفر کی عمر تینتیس سال تھی اللہ تعالیٰ نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو ہاتھوں کے معاوضہ میں دو پرعنایت کئے جن سے وہ جنت میں جہاں چاہتے ہیں اُڑ کر جاتے ہیں۔ اور بعض یہ کہتے ہیں کہ ایک رومی نے حضرت جعفر کے ایسی تلوار ماری تھی کہ جس سے آپ کے دو ٹکڑے ہو گئے۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ کی شہادت | حضرت جعفر کے بعد عبداللہ بن رواحہ نے نشان اپنے ہاتھ میں لیا اور یہ اُس وقت اپنے گھوڑے پر سوار

تھے اور کچھ متر دوڑتے۔ پھر یہ گھوڑے سے نیچے اترے اور اُن کا ایک چپاڑا بجائی بھنا ہوا گوشہ

کا ٹکڑا لے کر آیا اور کہا اس کو کھا کر ذرا اپنی کمر کو مضبوط کرو۔ کیونکہ تم بھوکے ہو۔ عبد اللہ نے اس گوشت میں سے ذرا سا کھایا تھا کہ لشکر کے ایک طرف سے شور و غل کی آواز آئی۔ بس اس گوشت کو پھینک کر لشکر کی طرف متوجہ ہوئے اور اس قدر لڑے کہ آخر شہید ہو گئے۔

ان کے بعد بنی عجلان کے ایک شخص ثابت بن اقرم نے جھنڈا اپنے ہاتھ
خالد بن ولید کی سالاری میں لیا اور کہا اے مسلمانو! اب تم ایک سردار مقرر کرو مسلمانوں
 نے کہا کیا تم کو مقرر کریں؟ ثابت نے کہا میں سرداری نہیں کرتا۔ تب سب نے خالد بن ولید کو سردار مقرر
 کیا: خالد نے مسلمان فوج کو دشمن سے بچا کر یکجا کیا اور پھر لڑتے ہوئے انہیں لے کر واپس ہوئے
 اور اپنی قیام گاہ پر آئے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب یہ لوگ اس جنگ میں شہید ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 مدینہ میں فرمایا کہ زید بن حارثہ نے نشان اپنے ہاتھ میں لیا اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ پھر جعفر نے
 لیا اور وہ بھی لڑ کر شہید ہوئے۔ یہ کہہ کر آپ خاموش ہو گئے اور انصار سمجھ گئے اور ان کے چہرے
 متعین ہوئے کہ ضرور عبد اللہ بن رواحہ بھی شہید ہوئے۔ چنانچہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
 کہ عبد اللہ بن رواحہ نے پھر نشان لیا اور وہ بھی لڑے یہاں تک کہ شہید ہوئے۔ پھر فرمایا میں نے ان
 لوگوں کو خواب میں جنت کے اندر سونے کے تختوں پر بیٹھے ہوئے دیکھا ہے اور میں نے عبد اللہ
 بن رواحہ کے تخت میں بمقابلاً جعفر اور زید کے تخت کے ایک قسم کی کمی دیکھی۔ میں نے پوچھا یہ
 کس سبب سے ہے؟ کہا گیا کہ ان دونوں نے کچھ تردد نہیں کیا تھا اور عبد اللہ بن رواحہ نے
 تھوڑا تردد کیا تھا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اسما بنت عمیس کہتی ہیں جس روز جعفر اور ان کے
رسول اللہ کا رنج و ملال ساتھی شہید ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس
 تشریف لائے میں اس وقت پکانے کا سامان کر رہی تھی آپ نے مجھ سے فرمایا جعفر کے بچوں کو میرے
 پاس لاؤ۔ میں ان کو رسول کریم کے پاس لائی۔ آپ نے ان کو پیار کیا اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری
 ہوئے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا جعفر کی کچھ خبر آئی ہے؟ فرمایا ہاں آج ہی وہ شہید ہوئے
 ہیں۔ اسما کہتی ہیں میں کھڑی ہو کر اس حد سے سے چیخنے اور رونے لگی۔ محلہ کی عورتیں میرے پاس جمع
 ہوئیں اور حضور میرے گھر سے نکل کر اپنے گھر میں تشریف لائے اور فرمایا جعفر کی بیوی اور بچوں کے لئے کھانا
 تیار کرو۔ کیونکہ ان کو رنج کے سبب پکانے کی فرصت نہ ہوگی۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں جب جعفر کے شہید ہونے کی خبر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کی تو میں نے آپ کے چہرے پر رنج و ملال پایا۔ اسی حال میں ایک شخص نے اکر عرض کیا کہ حضور عورتیں بہت روپیٹ رہی ہیں۔ آپ نے فرمایا ان کو منع کرو۔ وہ شخص پھر آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! وہ باند نہیں آتیں۔ فرمایا ان کو جا کر منع کرو اور اگر باند نہ آئیں تو ان کے مونہوں میں خاک ڈال دے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں میں نے اپنے دل میں اس شخص کو کہا کہ خدا تجھ کو دُور کرے تو نے اپنے آپ کو بھی نہیں چھوڑا اور جن کی تو شکایت کرنے آیا تھا اب خود رسول اللہ کی نافرمانی کرے گا۔ یعنی میں جانتی تھی کہ یہ عورتوں کے منہ میں خاک نہیں ڈال سکتا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں قطبہ بن قنادہ عذری نے جو مسلمانوں کے لشکر کے مہینہ کے سردار تھے نیزہ کی مرتب مالک بن رافدہ کو جو ہر قتل کی طرف سے قبائل کی فوج کا سردار تھا قتل کیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں بنی غنم میں ایک عورت کا ہنہ تھی اس نے اپنی قوم سے کاہنہ کا انتباہ رسول کریم کے لشکر کی آمد کی خبر سن کر کہا کہ یہ ایسا تیز اور مستعد لشکر آ رہا ہے جو بہت عجب ہوائے گا اور خوب قتل کرے گا۔ پس یہ لوگ اس کاہنہ کے کہنے سے صحابہ کے مقابلہ آئے اور مقابلہ پر جو لوگ آئے وہ قبیلہ حدس کی شاخ بنی ثعلبہ تھے۔ جب خالد لشکر لے کر مقام موتہ سے واپس ہوئے تو ان کی طرف بھی آئے۔

راوی کہتا ہے جب یہ لشکر مدینہ کے قریب پہنچا تو مدینہ کے لوگ ان کے استقبال لشکر کی واپسی کو آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی سوار ہو کر تشریف لائے بڑے جو لشکر کے ساتھ تھے وہ دوڑ دوڑ کر آئے لگے۔ آپ نے فرمایا ان بچوں کو گود میں لے لو اور جعفر کے بیٹے کو مجھے دو اور آپ نے عبداللہ بن جعفر کو اپنی گود میں بٹھالیا۔

راوی کہتا ہے مدینہ کے بعض لوگوں نے اس لشکر پر خاک ڈالنی شروع کی اور کہا تم لوگ راہ خدا سے بھاگ کر آئے ہو۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ لوگ بھاگ کر نہیں آئے ہیں بلکہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ پھر دوبارہ جانے والے ہیں۔

ام سلمہؓ فرماتی ہیں میں نے سلمہ بن ہشام بن عاص بن مغیرہ کی بیوی سے پوچھا کیا وجہ ہے کہ سلمہ کو نماز میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نہیں دیکھتی سلمہ کی بیوی نے کہا واللہ! وہ مجبور ہیں کیا کریں۔ جب گھر سے نکلے ہیں لوگ کہتے ہیں اے بھگوڑو! تم راہ خدا سے بھاگ آئے پس اس سبب سے وہ تنگ ہو کر گھر میں بیٹھ گئے ہیں۔

ابن ہشام کہتے ہیں موتہ کی جنگ میں جب مسلمانوں نے خالد بن ولید کو سردار بنایا تو مدینہ میں آنے تک یہی اس لشکر کے سردار رہے۔

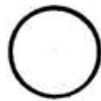
شہداء موتہ | بنی ہاشم میں سے جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور زید بن حارثہ۔ اور بنی عدی بن کعب میں سے مسعود بن اسود بن حارثہ بن فضلہ۔ اور بنی مالک بن جسل میں

سے وہب بن سعد بن ابی مرح۔ اور انصاریہ میں سے پھر بنی حرث بن خزرج سے عبداللہ بن رواحہ اور عباد بن قیس۔ اور بنی غنم بن مالک بن نجارہ سے حرث بن نعمان بن مناف بن فضلہ بن عبد بن عوف بن غنم۔ اور بنی مازن بن نجارہ سے سراقہ بن عمرو بن عطیہ بن خنساء۔

ابن ہشام کہتے ہیں بنی مازن بن نجارہ سے اس جنگ میں ابن شہاب زہری نے ان لوگوں کو بھی شہید ذکر کیا ہے :-

ابو کلیب اور جابر عمرو بن زید بن عوف بن منذول کے دونوں بیٹے۔ اور بنی مالک بن افضیٰ سے عمرو اور عامر بن سعد بن حرث بن عباد بن سعد بن عامر بن ثعلبہ بن مالک بن افضیٰ کے دونوں بیٹے۔ پس یہ لوگ اس جنگ میں شہید ہوئے۔

رضوان اللہ علیہم اجمعین



صَلْحِ حَدِیبِیہ کی خلاوِزی

بنو بکر اور بنو خزاعہ میں خونریزی | ابن اسحاق کہتے ہیں موتہ کی طرف لشکر روانہ کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں جمادی الآخر اور رجب کا مہینہ رہے اور اسی اثناء میں بنی بکر بن عبدمناتہ بن کنانہ نے بنی خزاعہ پر زیادتی کی جس کا سبب یہ تھا کہ ایک شخص مانک بن عباد حضرمی نامی بنی اسود بن رزن کا حلیت تھا اور سوداگری کے لئے نکلا تھا۔ جب یہ خزاعہ کے ملک میں پہنچا تو بنی خزاعہ نے اس کو قتل کر کے اس کا سارا مال لوٹ لیا۔ پھر بنی بکر نے خزاعہ کے ایک آدمی کو موقع پا کر قتل کر دیا۔ بنی خزاعہ نے اس کے بدلے میں مقام عرفہ کے اندر حرم کے پاس بنی اسود بن رزن میں سے تین شخصوں کو جو بنی کنانہ کے سرگروہ اور فخر تھے یعنی سلمیٰ اور کلثوم اور دو بیب ان کو قتل کر دیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں بنو اسود زمانہ جاہلیت میں اپنے مقتول کے دو خونہا لیتے تھے اور باقی سب لوگ ایک خونہا لیا کرتے تھے اور یہ ان کی فضیلت کی بات تھی۔

راوی کہتا ہے بنی خزاعہ اور بنی بکر آپس کے انہی جھگڑوں میں گرفتار تھے کہ اشاعتِ اسلام نے سب کو اپنی طرف متوجہ کیا اور قبائل کے باہمی فساد کم ہو گئے۔ جب حدیبیہ کی صلح ہوئی اور اس میں یہ بھی ایک شرط لکھی گئی کہ جس کا جی چاہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں داخل ہو اور جس کا جی چاہے وہ قریش کے عہد میں داخل ہو۔ چنانچہ بنی خزاعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں داخل ہوئے اور بنی بکر قریش کے عہد میں داخل ہوئے۔

بنو بکر کی زیادتی | ابن اسحاق کہتے ہیں بنی دیل نے جو بنو بکر کی ایک شاخ تھے اس صلح کو غنیمت سمجھ کر چاہا کہ بنی اسود کے ان لوگوں کا جو بنی خزاعہ نے قتل کئے تھے قصاص

لیں۔ چنانچہ نوفل بن معاویہ دیلی جو بنی دیل کا سردار تھا اپنی قوم کو ساتھ لے کر بنی خزاعہ کے ایک چشمہ پر جس کو تیر کہتے تھے پہنچا اور خزاعہ کے ایک شخص کو قتل کر دیا۔ بنی خزاعہ بھی ان سے لڑنے کو

تیار ہوئے اور دونوں قبیلوں میں خوب جنگ ہوئی۔ قریش نے ہتھیار وغیرہ سامان سے بنی بکر کو مدد پہنچائی اور رات کے وقت پوشیدہ ان کی طرف سے جنگ بھی کی۔ یہاں تک کہ خزاعہ پیچھے ہٹتے ہٹتے حرم کے پاس آ گئے۔ اُس وقت بنی بکر نے اپنے سردار نوفل سے کہا کہ اے نوفل! اب تو ہم حرم میں آ گئے جنگ موقوف کرنی چاہیے۔ خدا سے ڈر، خدا سے ڈر۔ نوفل نے اُس وقت ایک سخت کلمہ کہا یعنی کہا اے بنی بکر اس وقت خدا نہیں ہے تم اپنا بدلہ لے لو اور تمہارے لوگوں کو بھی تو انہوں نے حرم ہی میں قتل کیا تھا۔ پھر تم ان کو حرم میں کیوں نہیں قتل کرتے۔

راوی کہتا ہے جس شخص کو انہوں نے چشمہ پر قتل کیا تھا اُس کا نام منبہ تھا اس لئے اپنے ساتھی تمیم بن اسد سے کہا کہ اے تمیم تو بھاگ جا میں اُن کے مقابل ہو کر مر جاؤں گا یا یہ مجھ کو چھوڑ دیں گے اور یہ شخص بڑا کمزور تھا۔ چنانچہ یہ تو مقابل ہوا اور مارا گیا اور تمیم وہاں سے بھاگ آیا۔ پھر جب خزاعہ مکہ میں داخل ہوئے تو بدیل بن ورقہ اور ایک اور شخص کے مکان میں جو ان کا حلیف تھا انہوں نے پناہ لی۔

رسول اللہ سے مدد کی درخواست | ابن اسحاق کہتے ہیں جب بنی بکر اور قریش نے غارت کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد و پیمانہ کو توڑا۔ کیونکہ بنی خزاعہ رسول پاک کے عہد میں داخل تھے۔ تو عمرو بن سالم خزاعی مکہ سے روانہ ہو کر آنحضرت کی خدمت میں پہنچا۔ آپ اُس وقت مسجد میں صحابہ کے درمیان تشریف رکھتے تھے اس نے حاضر ہو کر تمام واقعہ عرض کیا۔ اور مدد کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا اے عمرو بن سالم تیری مدد کی گئی۔ پھر ایک بادل آپ کو آسمان پر دکھائی دیا۔ فرمایا یہ بادل بنی کعب یعنی خزاعہ کی مدد کے لئے آیا ہے۔ پھر اس کے بعد خزاعہ کے اور چند لوگ جن میں بدیل بن ورقہ بھی تھا آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور قریش کے بنی بکر کی مدد کرنے اور خزاعہ پر ظلم و زیادتی کرنے کا سارا حال بیان کیا پھر مکہ واپس آ گئے۔

صلح کے لئے سلسلہ جنبانی | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا کہ ابوسفیان عنقریب ہی تمہارے پاس آیا چاہتا ہے اور عہد کی مضبوطی اور مدت کی زیادتی کی درخواست کرے گا۔ چنانچہ بدیل بن ورقہ وغیرہ خزاعہ کے لوگ جب مکہ کو واپس جا رہے تھے تو ابوسفیان ان کو مقام عسفان میں آتا ہوا ملا۔ قریش نے اس کو مدینہ میں رسول اللہ کے پاس عہد کے استحکام اور جنگ موقوف ہونے کی مدت بڑھانے کے لئے بھیجا تھا جب ابوسفیان

نے بدیل بن ورقا کو دیکھا تو پوچھا کہ اے بدیل کہاں سے آ رہے ہو؟ اور ابوسفیان کو یہ یقین تھا کہ یہ ضرور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے آیا ہے۔ بدیل نے کہا۔ میں کسی کام کو ساحل کی طرف گیا تھا ابوسفیان نے کہا محمد کے پاس تو نہیں گئے۔ بدیل نے کہا نہیں۔ پھر بدیل تو آگے روانہ ہو گیا اور ابوسفیان نے کہا اگر مدینہ میں گیا ہے تو ضرور اس کے اونٹ نے کھجوریں کھائی ہوں گی۔ پھر اُس نے بدیل کے اونٹ کی جگہ کے پاس آ کر اُس کی میٹھی کو توڑ کر دیکھا تو اُس میں سے کٹھلی نکلی۔ ابوسفیان کو یقین ہو گیا کہ ضرور یہ مدینہ گیا تھا۔ پھر ابوسفیان مدینہ میں آیا اور پہلے اپنی بیٹی اُمّ حبیبہ کے پاس گیا جو اُمّ المؤمنین تھیں۔ اور اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاص بچھونے پر بیٹھنا چاہا۔ اُمّ المؤمنین نے اُس بچھونے کو لپیٹ دیا۔ ابوسفیان نے کہا اے بیٹی کیا تم اس بچھونے کو بھی مجھ سے بہتر سمجھتی ہو۔ اُمّ حبیبہ نے فرمایا یہ بچھونا خاص رسول اقدس کا ہے اور میں مناسب نہیں سمجھتی کہ تم ایک مشرک اور ناپاک شخص ہو کر اس پر بیٹھو۔ ابوسفیان نے کہا اے بیٹی میرے پیچھے تو شر میں مبتلا ہو گئی۔

ابوسفیان کی گفتگو | پھر ابوسفیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے گفتگو کی۔ آنحضرت نے کچھ جواب نہ دیا۔ تب یہ حضرت ابوبکر کے پاس آیا اور اُن سے کہا کہ تم چل کر رسول اللہ سے میرے لئے گفتگو کرو حضرت ابوبکر نے کہا میں یہ کام نہیں کر سکتا۔ پھر ابوسفیان حضرت عمر کے پاس آیا اور اُن سے کہا۔ انہوں نے جواب دیا کہ کیا میں تیری سفارش کروں۔ واللہ! اگر میرے پاس ایک تینکا بھی ہو گا تب بھی میں اُس کے ساتھ تم لوگوں سے جگ کروں گا۔ تب ابوسفیان حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی وہیں تھیں اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اُن کی گود میں بیٹھے تھے۔ ابوسفیان نے کہا اے علی! تم سب سے زیادہ رشتہ میں میرے قریبی ہو اور میں ایک حاجت مند ہو کر تمہارے پاس آیا ہوں۔ اگر میں جیسا آیا ہوں ویسا ہی ناکامیاب چلا گیا تو بہت ذلیل ہوں گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابوسفیان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ایسا معاملہ درپیش ہے کہ ہم ہرگز آپ سے اُس کے متعلق کچھ کہہ نہیں سکتے۔ پھر ابوسفیان حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا اے محمد کی صاحبزادی تم ایسا کر سکتی ہو کہ اپنے صاحبزادوں کو حکم دو کہ لوگوں میں پناہ پکار دیں۔ حضرت فاطمہ نے فرمایا میرے بچوں کو کیا لائق ہے کہ وہ پناہ پکاریں اور بھلا رسول اللہ کے سامنے کون پناہ پکار سکتا ہے۔

حضرت علیؓ کا مشورہ | ابوسفیان نے حضرت علیؓ سے کہا کہ اے ابوالحسن میں سخت مصیبت میں گرفتار ہو گیا ہوں تم مجھ کو کچھ نصیحت کرو۔ حضرت علیؓ نے فرمایا میں کوئی ایسی ترکیب نہیں جانتا جس سے تم کو فائدہ پہنچ سکے صرف یہ بات ہے کہ تم بنی کنانہ کے سردار ہو پس تم لوگوں میں کھڑے ہو کر معاہدہ کی تجدید کرو اور پھر اپنے گھر کو چلے جاؤ۔ ابوسفیان نے کہا کیا اس ترکیب سے مجھے فائدہ پہنچے گا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا یہ تو میں نہیں کہتا کہ فائدہ پہنچے گا یا نہیں؟ مگر اس کے سوا اور کوئی ترکیب نہیں ہے۔ ابوسفیان یہ سن کر مسجد میں آیا اور پکار کر کہا اے لوگو! میں نے سب کے درمیان پناہ قائم کر دی۔ اور پھر اپنے اونٹ پر سوار ہو کر مکہ کو روانہ ہوا۔

قریش کا خوف | ابوسفیان جب قریش کے پاس پہنچا۔ قریش نے کہا کہو کیا خبر لائے؟ ابوسفیان نے کہا محمدؐ نے تو مجھ کو کچھ جواب نہیں دیا۔ پھر میں ابوبکرؓ کے پاس گیا اس میں بھی میں نے کچھ بھلائی نہیں پائی۔ پھر میں عمرؓ کے پاس گیا اس کو میں نے سب سے زیادہ دشمن پایا۔ پھر میں علیؓ کے پاس گیا ان کو سب سے زیادہ نرم پایا اور انہوں نے ایک ترکیب مجھ کو بتائی جو کر کے آیا ہوں اور یہ میں نہیں جانتا کہ اس سے مجھ کو کچھ فائدہ بھی پہنچا یا نہیں؟

قریش نے کہا علیؓ نے تجھ سے کیا کہا۔ ابوسفیان نے کہا کہ علیؓ نے مجھ سے یہ کہا کہ لوگوں میں پناہ پکارو۔ چنانچہ میں نے پکار دی۔ قریش نے کہا پھر محمدؐ نے بھی اس کو جائز رکھا یا نہیں؟ ابوسفیان نے کہا نہیں۔ قریش نے کہا پھر تو علیؓ نے تجھ سے ایک کھیل کرایا اور کیا ہوا۔ ابوسفیان نے کہا خدا کی قسم اور کوئی بات اس کے سوا مجھے سمجھ ہی نہیں آئی۔

فتح مکہ کی تیاری | راوی کہتا ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو تیاری کا حکم دیا اور رسول اکرمؐ کی ازواج بھی آپ کے سامان سفر کو درست کرنے لگیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عائشہؓ کے پاس آئے اور وہ آپ کا سامان درست کر رہی تھیں۔ ابوبکرؓ نے پوچھا اے بیٹی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کس طرف جانے کا قصد ہے؟ عائشہ نے کہا یہ تو آپ نے ظاہر نہیں کیا۔ پھر حضورؐ نے لوگوں کو خبر دی کہ آپ کا ارادہ فتح مکہ کا ہے اور بہت جلد تیار ہونے کا حکم دیا اور دعا کی کہ اے اللہ! مخبروں اور خبروں کو اہل مکہ سے روک دے تاکہ ان کو ہمارے پہنچنے کی بالکل خبر نہ ہو اور ہم ایک دم ان پر جا پڑیں۔ چنانچہ لوگ نہایت چستی سے تیار ہوئے۔

حاطب بن ابی بلتعہ کا خط | راوی کہتا ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر مکہ کی تیاری کی تو حاطب بن ابی بلتعہ نے ایک خط اہل مکہ کے نام آپ

کی تیاری اور لشکر کشی کے متعلق لکھ کر سارہ نامی ایک عورت کے ہاتھ کچھ مزدوری دے کر مکہ روانہ کیا۔ یہ عورت بنی عبدالمطلب میں سے کسی کی آزاد لونڈی تھی۔ جب یہ عورت روانہ ہو گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی اس حال سے اطلاع ہوئی اور آپ نے حضرت علیؓ اور زبیرؓ کو اس عورت کی تلاش میں روانہ کیا اور فرمایا فلاں مقام پر وہ تم کو ملے گی۔ اُس کے پاس حاطب کا خط ہے وہ خط اُس سے لے آؤ۔ اس عورت نے حاطب کا خط اپنے بالوں میں رکھ کر اُوپر سے جوڑا باندھ لیا تھا حضرت علیؓ اور زبیرؓ نے اس کو مقام خلیقہ بنی احمد میں پایا اور تمام اسباب کی تلاشی لی۔ مگر کہیں خط نہ پایا۔ تب حضرت علیؓ نے کہا واللہ! رسول اللہ نے غلط خبر نہیں دی۔ اے عورت! یا تو خط ہم کو دیدے۔ ورنہ ہم تجھ کو برہنہ کرتے ہیں۔ عورت جب لاچار ہوئی تب اُس نے اپنے بالوں میں سے خط نکال کر حضرت علیؓ کو دیا اور وہ اُس کو لے کر حضرت کی خدمت میں آئے۔ تب آپ نے حاطب کو بلایا اور فرمایا۔ یہ حرکت تم نے کیوں کی۔

حاطب نے عرض کیا یا رسول اللہ! خدا کی قسم میں مسلمان ہوں ہرگز میں نے اپنے دین کو نہیں بدلا اور یہ کام میں نے اس لئے کیا تھا کہ مکہ میں میرا قوم قبیلہ کچھ نہیں ہے۔ اس کام سے مجھ کو امید تھی کہ قریش میرے بال بچوں کی نگہداشت کریں گے۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھ کو اجازت دیں کہ میں اس منافق کی گردن ماروں۔ آپ نے فرمایا اے عمر تم نہیں جانتے ہو کہ حاطب اہل بدر ہے اور اہل بدر کی شان یہ ہے خدا نے فرمایا ہے کہ تم جو چاہو کہو و خدا نے تم کو بخش دیا۔

راوی کہتا ہے پھر حاطب کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی :-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ ؕ (۶۰: ۶۱)

”یعنی اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ آخر آیت تک“



فتح مکہ (۱)

مکہ کے لئے روانگی | ابن اسحاق کہتے ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں ابوہریرہؓ کلثوم بن حصین بن عقبہ بن غفاری کو حاکم مقرر کر کے دسویں تاریخ ماہ رمضان کی مکہ کو روانہ ہوئے اور آنحضرتؐ سے سب لوگوں کے روزہ دار تھے۔ یہاں تک کہ جب آپؐ مقام کدید میں پہنچے جو عسفان اور راج کے درمیان ہے تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روزہ افطار فرمایا۔

راوی کہتے ہیں کہ آپؐ مقام مرظران میں پہنچے تو آپؐ کے ساتھ دس ہزار کا لشکر تھا اور مہاجرین اور انصار میں سے کوئی شخص پیچھے نہ رہا تھا۔ سب اس جہاد میں شریک تھے۔ چنانچہ آپؐ جب مرظران میں پہنچے تو قریش کو اس وقت تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کوئی خبر نہیں پہنچی تھی اور ان کو کچھ خبر نہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کر رہے ہیں؟

راوی کہتا ہے حضرت عباسؓ اپنے اہل و عیال کو لے کر ہجرت کر کے مدینہ کو جا رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مقام حجہ میں ان کی ملاقات ہوئی اور پہلے حضرت عباسؓ مکہ میں اپنے عمدہ سکایت پر قائم تھے اور آپؐ بھی ان سے راضی تھے۔

ابن حرث اور ابن ابی اُمیہ کا اسلام | انہی دنوں میں ایک روز ابو سفیان بن حرث اور حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقاء کسی خبر کی تلاش میں مکہ سے باہر نکلے اور مقام بنو عقاب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لشکر ابو سفیان اور عبد اللہ بن ابی اُمیہ بن مغیرہ کو ملا۔ یہ مقام مکہ اور مدینہ کے درمیان میں ہے۔ انہوں نے آپؐ کے پاس جانا چاہا۔ اُم سلمہؓ نے آپؐ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپؐ کے چچا کا بیٹا اور چھوٹی کا بیٹا جو آپؐ کا داماد ہے آپؐ کے پاس آنا چاہتے ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا مجھ کو ان سے ملنے کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔ میرے چچا کے بیٹے نے تو میری ہتک کی اور میرا چھوٹی کا بیٹا جو

داماد بھی ہے۔ اُس نے مکہ میں مجھ کو وہ وہ کچھ کہا ہے جو کہ بیان سے باہر ہے۔ جب یہ خبر ان دونوں کو پہنچی تو ابوسفیان بن حرث کے ساتھ اس کا بیٹا بھی تھا اُس کا ہاتھ پکڑ کر اُس نے کہا کہ اچھا ہم دونوں باپ بیٹے جنگل میں چلے جاتے ہیں اور مجھ کو پیاسے مر جائیں گے اگر آنحضرت ہم کو حاضر ہونے کی اجازت نہیں دیتے۔ جب آپ نے یہ سنا تو آپ چونکہ رحم اور خلق مجتہم تھے ان کے حالِ زار پر مہربان ہوئے اور ان کو حاضری کی اجازت دی۔ چنانچہ یہ دونوں ابوسفیان اور عبداللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوئے اور ابوسفیان بن حرث نے اپنی گذشتہ کارروائیوں کا جو اسلام اور مسلمانوں کی عداوت میں کی تھیں از حد عذر کیا۔

ابوسفیان بن حرب | حضرت عباسؓ کہتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقامِ مظهران میں قیام کیا تو میں نے اپنے دل میں کہا افسوس ہے کہ قریش کی ہلاکی اور نیت و نابود ہونے کا وقت آگیا۔ کاش کوئی آدمی ہو تو میں اُس کو آپ کی لشکر کشی کی خبر کروں اور وہ قریش سے کہے اور قریش مکہ پر آپ کے حملہ کرنے سے پہلے آکر امن مانگ لیں۔ پھر میں اسی خیال میں آنحضرت کی سفید خچر پر سوار ہو کر میدانِ آراک میں آیا۔ تاکہ کوئی شخص لکڑیاں چھننے والا یا دودھ والا یا کوئی ضرورت والا ملے اور میں اُس کو خبر کر دوں۔ فرمایا ہے کہ میں اسی فکر میں کسی آدمی کو ڈھونڈ رہا تھا کہ میں نے ابوسفیان اور بدیل بن ورقاء کی آواز سنی کہ یہ دونوں آپس میں کہہ رہے ہیں کہ جیسے آج کی رات ہم نے روشنی دیکھی ہے۔ ایسی کبھی نہیں دیکھی ضرور یہ کوئی زبردست لشکر ہے۔ بدیل نے کہا ضرور یہ خزاعہ کا لشکر معلوم ہوتا ہے جو جنگ کے لئے آئے ہیں۔

ابوسفیان نے کہا خزاعہ کے پاس یہ جمعیت کہاں ہے کہ ان کے لشکر کی اس قدر روشنی ہوتی۔ حضرت عباسؓ کہتے ہیں میں نے ابوسفیان کی آواز پہچانی اور اُس کو پکارتے ہوئے کہا اے ابوسفیان اُس نے بھی میری آواز پہچانی اور کہا ابو الفضل ہیں (حضرت عباسؓ کی کنیت ہے) میں نے کہا ہاں کہنے لگا میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں تم یہاں کہاں۔ میں نے کہا اے ابوسفیان تجھ کو خرابی ہو تو نہیں جانتا کہ یہ رسول اللہ کا لشکر ہے۔ قریش کی ہلاکی کا وقت قریب آگیا۔ ابوسفیان نے کہا میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں مجھ کو تو کوئی ترکیب نجات کی بتاؤ۔ میں نے کہا میں کیا بتاؤں اگر تو مسلمانوں کے ہاتھ لگ گیا تو فوراً تیری گردن مار دیں گے خیر تو میرے پیچھے خچر پر سوار ہو جائیں تجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے چلتا ہوں اور تیرے لئے

امن کی درخواست کروں گا۔

حضرت عباسؓ فرماتے ہیں ابوسفیان میرے پیچھے سوار ہو گیا اور اُس لشکر گاہ میں سے گزر کے دونوں ساتھی اُلٹے پھر گئے اور میں اُس کو لے کر لشکر میں آیا۔ جس خیمہ کے پاس سے گزرتا تھا۔ لوگ پوچھتے تھے کہ یہ کون ہے۔ پھر مجھ کو دیکھ کر کہتے تھے کہ رسول اللہ کے چچا رسول اللہ کی نچر پر سوار ہیں۔ یہاں تک کہ میں حضرت عمرؓ بن خطاب کے خیمہ کے پاس سے گزرا تو عمرؓ کھڑے ہو گئے اور ابوسفیان کو میرے پیچھے سوار دیکھ کر کہنے لگے یہ ابوسفیان خدا کا دشمن ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ خدا نے مجھ کو اس پر قابو دیا اور کوئی عہد و پیمانہ بھی اس کی جان کے بچنے کے لئے نہیں ہے اور پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دوڑے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں | حضرت عباسؓ کہتے ہیں میں نے بھی خچر کو دوڑایا تاکہ میں عمر سے پہلے آنحضرتؐ کی خدمت میں پہنچ جاؤں۔ اور ابوسفیان کے لئے امن اور پناہ آپ سے لے لوں۔ چنانچہ میں عمرؓ سے پہلے رسول اللہ کی خدمت میں پہنچ گیا اور عمرؓ بھی اُسی وقت آگئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! ابوسفیان پر خدا نے مجھ کو بغیر کسی عہد و پیمانہ کے قابو دیدیا ہے۔ لہذا مجھ کو اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن مار دوں۔ عباس کہتے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے ابوسفیان کو پناہ دے دی ہے۔ اور واللہ آج کی رات میں اس کو اپنے پاس لکھوں گا۔ پھر جب عمر رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان کے قتل میں بہت اصرار کیا۔ تو میں نے کہا اے عمر اگر بنی عدی بن کعب میں سے یہ شخص ہوتا تو میں ہرگز اس کی سفارش نہ کرتا۔ مگر چونکہ یہ بنی عبدمناف سے ہے۔ اس سبب سے میں نے اس کی سفارش کی ہے۔ عمرؓ نے کہا اے عباس سنو! واللہ جس روز تم مسلمان ہوئے اُس روز میں اس قدر خوش ہوا ہوں کہ اپنے باپ خطاب کے اسلام سے بھی اتنا خوش نہ ہوتا۔ اگر وہ اسلام کو قبول کرتا اور یہی میں رسول خدا کو بھی خیال کرتا ہوں کہ جس قدر خوشی اُن کو تمہارے اسلام سے ہوئی ہے میرے باپ کے اسلام سے نہ ہوتی۔ آپ نے فرمایا اے عباس اب تو تم اس کو لے جاؤ اور صبح کو میرے پاس لے آنا۔

ابوسفیان کا قبول اسلام | حضرت عباسؓ کہتے ہیں۔ رات کو ابوسفیان میرے ہی پاس رہا۔ اور صبح کو میں اُس کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت

میں حاضر ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کو دیکھتے ہی فرمایا کہ اے ابوسفیان تجھ کو خرابی ہو گیا ابھی وہ وقت نہیں آیا ہے کہ تو خدا کی وحدانیت کو جانے ابوسفیان نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ کس قدر حلیم اور کریم اور رشتہ کے ملانے والے ہیں۔ بے شک میں اس بات پر یقین رکھتا ہوں کہ اگر خدا کے ساتھ کوئی اور معبود ہوتا تو ضرور مجھ کو کچھ نفع پہنچاتا کیونکہ میں اس کی پوجا کرتا تھا۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا افسوس ہے تجھ پر اے ابوسفیان کہ کیا تیرے لئے ابھی وہ وقت نہیں آیا۔ کہ تو میری رسالت کا اقرار کرے۔ ابوسفیان نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کس قدر حکیم و کریم اور رشتہ کا خیال اور پاس کرنے والے ہیں۔ واللہ! اس بات سے اس وقت تک دل میں کچھ ہے۔ حضرت عباسؓ نے کہا تجھ کو خرابی ہو گرنے کے مارے جانے سے پہلے اسلام قبول کر لے اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دے۔ چنانچہ ابوسفیان نے گواہی دی اور اسلام قبول کیا۔

حضرت عباسؓ کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ابوسفیان فخر کو ابوسفیان کا گھر پناہ گاہ | محبوب رکھتا ہے اس کے لئے کوئی ایسی بات کر دیجئے جس میں اس کو فخر ہو۔ رسول اللہ نے فرمایا ہے جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو گا اُس کو امن ہے اور جو اپنا دروازہ بند کر لے گا اس کو امن ہے اور جو مسجد حرام میں داخل ہو گا اس کو امن ہے۔

حضرت عباسؓ کہتے ہیں جب ابوسفیان رخصت ہو کر چلنے لگا۔ رسول اللہ کے لشکر کے مناظر | تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عباس اس کو راستہ کے ایک ٹیلہ پر کھڑا کر کے لشکر اسلام کے گزرنے کے مناظر دکھاؤ۔ عباسؓ کہتے ہیں میں ابوسفیان کو لے کر ٹیلہ پر کھڑا ہو گیا۔ جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو کھڑا ہونے کا حکم دیا تھا۔ اور قبائل کی فوجیں گزرنی شروع ہوئیں اور جو قبیلہ گزرتا ابوسفیان پوچھتا کہ یہ کونسا قبیلہ ہے۔ میں بتلاتا کہ یہ سلیم ہے اور یہ مزینہ ہے اور یہ فلاں ہے اور یہ وہ ہے۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سبز لشکر کے ساتھ گزرے اور سبز اس لشکر کو اس سبب سے کہا گیا کہ اس کے تمام لوگ لوہے میں غرق تھے یعنی زندہ اور خود وغیرہ سامانِ حرب سے اس قدر مستح اور مکمل تھے کہ صرف ان کی آنکھیں دکھائی دیتی تھیں اور کچھ نہ معلوم ہوتا تھا۔ جب یہ لوگ گزرے تو ابوسفیان نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں۔ میں نے کہا یہ مہاجرین اور انصار ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

انہی کے ساتھ ہیں۔ ابوسفیان نے کہا سبحان اللہ اے عباس! بھلا ان لوگوں سے مقابلہ کرنے کی کس میں تاب و طاقت ہے۔ خدا کی قسم! اے ابوالفضل تمہارے بھتیجے کی سلطنت اب بڑی زبردست ہو گئی ہے۔ حضرت عباسؓ نے کہا یہ سلطنت نہیں ہے بلکہ یہ نبوت ہے۔ ابوسفیان نے کہا ہاں بے شک نبوت ہے۔

ابوسفیان کی مکہ واپسی | حضرت عباسؓ کہتے ہیں میں نے ابوسفیان سے کہا کہ اب دوڑ میں جا کر اور پکار کر کہا کہ اے قریش محمدؐ آگئے اور ایسا لشکر ان کے ساتھ ہے جس کے مقابلہ کی تم ہرگز طاقت نہیں رکھتے لہذا جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوگا وہ امن والا ہے۔

راوی کہتا ہے ہندہ بنت عتبہ نے ابوسفیان کا یہ کلام سُن کر اُس کی ٹونچھ پکڑ لی اور قریش سے کہا کہ اس مضبوط موٹے فریہ پہلوان کو قتل کر دو کہ ایک ذرا سے لشکر کو دیکھ کر اس قدر حواس باختہ ہو گیا ہے۔ ابوسفیان نے کہا اے قریش تم اس کے بہکانے میں آ کر اپنی جان نہ کھونا۔ محمدؐ تم پر آگئے۔ جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوگا اُس کو امن ہے۔ قریش نے کہا تجھ کو خرابی ہو تیرے گھر میں ایسے کس قدر لوگ داخل ہوں گے؟ ابوسفیان نے کہا جو اپنا دروازہ بند کر لے گا اُس کو بھی امن ہے اور جو مسجد حرام میں داخل ہوگا اُس کو بھی امن ہے۔ یہ سنتے ہی بہت سے لوگ اپنے گھروں کو اور بہت سے مسجد حرام کو بھاگ گئے۔

رسول اللہ کا عجز و انکسار | ذی طوی میں پہنچے تو آپؐ اپنی سواری پر ٹھہرے اور آپؐ اس وقت مُرخ رنگ کی مینی چادر سر پر اوڑھے ہوئے تھے اور اللہ تعالیٰ کی اس عنایت اور فتح کو دیکھ کر اپنا سر تواضع سے خدا کے سامنے جھکاتے تھے۔ یہاں تک کہ آپؐ کی ٹھوڑی اونٹ کی کاٹھی سے لگنے سے قریب ہو جاتی تھی۔

ابوقحافہ کا قبول اسلام | ابن اسحاق کہتے ہیں جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذی طوی میں ٹھہرے ہوئے تھے حضرت ابوبکرؓ کے والد قحافہ نے اپنی سب سے چھوٹی بیٹی سے کہا کہ اے بیٹی تو مجھ کو ابوبکرؓ سے پھاڑ پر لے چل اور ابوقحافہ کے آنکھیں جاتی رہی تھیں۔ چنانچہ یہ لڑکی ان کو لے کر پھاڑ پر آئی اور انہوں نے پوچھا اے لڑکی تجھے کیا دکھائی دے رہا ہے؟ لڑکی نے کہا بہت سے سوار اور لشکر ہے اور ایک شخص اُن کے درمیان میں آ جا رہا ہے۔ ابوقحافہ نے کہا۔

اے لڑکی یہ وہ شخص ہے جو سواروں کو مرتب کرتا ہے۔ پھر لڑکی نے کہا بخدا اب لشکر چلنا شروع ہو گیا۔ ابوقحافہ نے کہا۔ اب یہ لشکر یہاں آجائے گا۔ بس بیٹی توجلدی سے مجھ کو گھر لے چل۔ لڑکی ان کو لے کر نیچے اتری ہی تھی کہ سواروں نے آیا۔ اس لڑکی کے گلے میں ایک چاندی کی ہنسل تھی وہ کسی سوار نے اُس کے گلے سے اُتالی۔ پھر جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے تو ابو بکرؓ اپنے باپ کو لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا اے ابو بکرؓ! تم نے بڑے میاں کو ناحق ہی تکلیف دی میں خود اُج سے ملنے کو اُن کے گھر جاتا۔ ابو بکرؓ نے عرض کیا آپ کے تشریف لے جانے سے مجھ کو آپ کی خدمت میں حاضر ہونا بہتر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو اپنے سامنے بٹھایا اور اُن کے سینہ پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا اسلام لے آؤ۔ پھر انہوں نے اسلام قبول کیا۔ جب ابو بکرؓ اپنے والد کو لائے تو اُن کا سر بالکل سفید ہو رہا تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کے بالوں میں خضاب لگایا کرو۔ پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنی بہن کا ہاتھ پکڑ کر کہا میں خدا کی اور اسلام کی قسم دیتا ہوں میری اس بہن کا جس نے طوق لیا ہو وہ دے دے۔ مگر کسی نے جواب نہ دیا۔ تب حضرت ابو بکرؓ نے اپنی بہن سے کہا۔ اے بہن! تو اپنی ہنسل پر صبر کر۔ اس زمانے میں امانت لوگوں میں بہت کم ہے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام ذی طوی سے لشکرِ مسلمانوں کا مکہ میں داخلہ | کو روانہ کیا تو زبیر بن عوام کو میسرہ لشکر کے ساتھ مقام کداء کی طرف سے داخل ہونے کا حکم دیا اور سعد بن عبادہ کو بھی کچھ لشکر کے ساتھ اسی طرف روانہ کیا۔ سعد بن عبادہ جس وقت مکہ میں داخل ہونے کے لئے تیار ہوئے تو انہوں نے یہ کہا کہ آج جنگ کا روز ہے اور آج کے دن حرمتِ حلال کی جائے گی۔ حضرت عمرؓ کو سعد کے اس کلام سے اندیشہ ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہم کو سعد بن عبادہ کے کلام سے خطو ہے کہ کہیں وہ قریش پر سخت حملہ نہ کریں۔ رسول کریمؐ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ تم جا کر سعد سے نشان لے لو اور مکہ میں داخل ہو۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میمنہ لشکر کا سردار مقرر کیا جس میں اسلم اور سلیم اور غفار اور مزینہ اور جہینہ وغیرہ قبائل عرب کی فوج تھی اور خالد رضی اللہ عنہ ان کو لے کر مکہ میں نیچے کی جانب سے داخل ہوئے۔

حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ مسلمانوں کا لشکر لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے آگے اور آخر کی طرف سے مکہ کی بلندی پر آئے اور وہیں رسول کریم کے لئے ایک خیمہ کھڑا کیا گیا۔

بعض مشرکین سے جنگ | راوی کہتا ہے صفوان بن امیہ اور عکر مرہ بن ابی جہل اور سہیل بن عمرو چند لوگوں کو ساتھ لے کر جنگ کے ارادہ سے مقام خندمہ

پر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے مقابل آئے اور بنی بکر میں سے ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مکہ کی طرف متوجہ ہونے سے پہلے اپنے ہتھیاروں کو تیز اور درست کیا کرتا تھا۔ اس کی بیوی نے اس سے پوچھا تو کس لئے یہ ہتھیار تیز کرتا ہے؟ اس نے کہا محمد اور ان کے اصحاب کی جنگ کے لئے۔

عورت نے کہا میرے نزدیک تو محمد کے سامنے ان میں سے کوئی چیز بھی نہیں ٹھہر سکتی۔ حماس نے کہا خدا کی قسم! مجھ کو امید ہے کہ میں مسلمانوں میں سے کسی کو بچاؤں کہ تیری خدمت کے لئے لاؤں گا۔ پھر یہ حماس بھی خندمہ کی لڑائی میں صفوان اور عکر مرہ بن ابی جہل کے ساتھ شریک ہوا۔

راوی کہتا ہے مجاہد بن فہر اور خنیس بن خالد بن ربیعہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے لشکر سے الگ ہو کر جا رہے تھے کہ مشرکین نے ان کو شہید کر دیا اور گزربن جابر بھی ان کے ساتھ تھے۔ جب انہوں نے خنیس کو شہید دیکھا تو ان کی لاش سے آگے بڑھ کر قتال کیا یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔

اور قبیلہ جہینہ میں سے سلمہ بن میلہ شہید ہوئے اور مشرکین میں سے بارہ آدمیوں کے قریب قتل ہوئے۔ پھر مشرکین بھاگ گئے اور حماس بھی بھاگ کر اپنے گھر میں آچھا اور اپنی بیوی سے کہا کہ گھر کا دروازہ بند کر دے۔ بیوی نے کہا تو اُس دن تو کیا کہہ رہا تھا اور اب ایسا نامرد ہو گیا حماس نے جواب دیا ۵

اشعاسا :

إِنَّكَ لَوْ شِئِدْتَهُ يَوْمَ الْخَنْدَمَةِ إِذْ قَتَرَ صَفْوَانَ وَقَتَرَ عِيسَةَ

ترجمہ: اگر تو خندمہ کی جنگ میں موجود ہوتی جبکہ صفوان اور عکر مرہ بھاگ گئے تھے۔

وَالْبُؤْيُوتِ قَائِمًا كَالْمُؤْتَمِرَةِ ۚ وَاسْتَقْبَلَتْهُمْ بِالسِّيُوفِ الْمُسْلِمَةِ

ترجمہ: اور ابویزید بھی حیران و پریشان کھڑا تھا اور میں تیز تلواروں کے ساتھ ان سے آگے بڑھا۔

يَقْطَعْنَ كُلَّ سَاعِدٍ وَيَجْمَعْنَكَ ۚ صَرَ بَا فَذَكَ لَيْسَمَحَ إِذْ غَنَمَهُ

جو کلائی اور کھوپڑی کو کاٹ کر ڈال دیتی تھیں اور ایسی افراتفری مچتی کہ بجز پیچم دھاڑ

کے کچھ سنائی نہ دیتا تھا۔

لَهُمْ نَهْيَةٌ خَلَقْنَا وَهَمَّ هَمَّهُ ۚ لَو تَنْطِقِي فِي اللَّوْمِ أَدْفَى كَلِمَةٍ

اور ہمارے پیچھے دشمنوں کا شور و غل تھا۔ پس اگر تو اس موقع کو دیکھتی تو ایک لفظ ملامت

کا میرے بارے میں نہ کہتی۔

مسلما نوں کا شعار | راوی کہتا ہے فتح مکہ اور حنین اور طائف میں مہاجرین کا
شعار یا بنی عبدالمطلب تھا اور انصار کا شعار

یا بنی عبد اللہ تھا۔



فتح مکہ (۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے امراء لشکر سے عہد لے لیا تھا کہ جو شخص تم سے لڑے اس سے تم بھی لڑنا اور کسی کو قتل نہ کرنا اور چند لوگوں کے نام لے کر فرمایا تھا کہ ان کو جہاں پاؤ وہیں قتل کرنا۔ اگرچہ یہ کعبہ کے پردہ کے اندر گھسے ہوئے ہوں وہاں بھی نہ چھوڑنا۔

ان ہی لوگوں میں سے ایک شخص عبداللہ بن سعد عامری تھا۔ اس کے قتل کرنے کا حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس وجہ سے دیا تھا کہ یہ پہلے مسلمان ہوا تھا اور وحی کو آپ کے پاس لکھا کرتا تھا۔ پھر یہ مرتد ہو کر قریش سے اہل اور اب اس جنگ میں یہ حضرت عثمانؓ کے پاس جا چھپا۔ کیونکہ ان کا رضاعی بھائی تھا یہاں تک کہ جب مکہ میں اطمینان ہو گیا تو حضرت عثمانؓ اس کو لے کر رسول کریمؐ کی خدمت میں امن دلانے کے لئے آئے۔ رسول اکرمؐ بہت دیر تک خاموش رہے۔ جب حضرت عثمانؓ نے امراء کیا تو آپ نے فرمایا ہاں۔ جب حضرت عثمانؓ اس کو لے کر چلے گئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ میں اتنی دیر تک خاموش رہا تم میں سے کسی نے کھڑے ہو کر اس کو قتل نہ کر دیا انصار میں سے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! آنکھ سے مجھ کو اشارہ فرما دیتے۔ فرمایا نبی اشارہ سے قتل نہیں کرتے۔

ابن ہشام کہتے ہیں۔ عبداللہ بن سعد پھر مسلمان ہو گیا تھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو کسی جگہ کا حاکم بھی بنایا تھا اور حضرت عمرؓ کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی اس کو حاکم بنایا تھا۔

اور ایک شخص عبداللہ بن خطل کے قتل کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا اور اس کا سبب یہ تھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی طرف اس کو زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے روانہ کیا اور ایک انصاری کو بھی اس کے ساتھ کیا تھا اور اس کا ایک غلام

مسلمان بھی اس کے ساتھ تھا۔ جب یہی منزل میں اترتا تو اس نے اپنے غلام سے کہا کہ ایک بکر اذبح کر کے پکالے۔ غلام بے چارہ سو گیا اور اس نے کھانا نہ پکایا۔ اس نے اس غلام کو شہید کیا اور مرتد ہو کر قریش سے آگیا اور اپنی لونڈیوں سے رسول اللہ کی ہجو کے اشعار گویا کرتا تھا۔ آنحضرت نے اس کے اور دونوں لونڈیوں کے قتل کا حکم فرمایا۔

اور ایک حویرث بن نقید کے قتل کا حکم دیا کیونکہ یہ مکہ میں رسول اللہ کو ستایا کرتا تھا۔ جب حضرت عباس، حضرت فاطمہ اور ام کلثوم حضور کی صاحبزادیوں کو مکہ سے لے کر مدینہ میں پہنچانے چلے تو اسی حویرث بن نقید نے ان دونوں کو اونٹ پر سے زمین پر گرا دیا تھا۔

اور مقیس بن صبابہ کے قتل کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سبب سے حکم دیا کہ یہ انصاری کو شہید کر کے جنہوں نے اس کے بھائی کو خط سے قتل کیا تھا مکہ میں مرتد ہو کر بھاگ آیا تھا۔ اور سارہ کے قتل کا حکم دیا جو بنی عبدالمطلب میں سے کسی کی لونڈی تھی اور رسول کریم کو مکہ میں بہت برا بھلا کہا کرتی تھی۔

اور عکرمہ بن ابی جہل کے قتل کا بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا مگر یہ بنی کریظ بھاگ گیا اور اس کی بیوی ام حکیم بن حریث بن ہشام مسلمان ہوئی اور اس نے آنحضرت سے اس کے لئے امن لیا رسول اللہ نے امن دیدیا۔ جب وہ بین میں اس کو تلاش کرنے لگی اور پھر آپ کی خدمت میں لے کر آئی اور عکرمہ مسلمان ہوا۔

بعض مجرموں کا قتل | عبداللہ بن خطل کو تو سعید بن حریث مخزومی اور ابوہریرہ سلمی دونوں نے قتل کر دیا اور مقیس بن صبابہ کو اسی کی قوم کے ایک شخص نمیلہ بن عبداللہ نے قتل کیا اور حویرث بن نقید کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا۔ عبداللہ بن خطل کی دونوں لونڈیوں میں سے ایک لونڈی قتل ہوئی اور دوسری بھاگ گئی۔ اس کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے امن لیا گیا تو آپ نے امن دیدیا اور سارہ کے لئے بھی امن مانگا اس کو بھی آپ نے امن دیا۔ پھر حضرت عمر کے زمانہ میں سارہ ایک گھوڑی کی زد میں آکر مقام البطح میں ہلاک ہوئی۔

حضرت علیؑ کی بہن ام ہانی بنت ابی طالب کہتی ہیں کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کی بلند جانب میں رونق افروز تھے حریث بن ہشام اور زبیر بن ابی امیہ بن مغیرہ بھاگ کر میرے گھر میں آئے اور میں نے ان کو کوٹھڑی میں بند کر دیا اور ان کے پیچھے ہی میرے بھائی علیؑ بن ابی طالب تلوار لئے ہوئے آئے اور کہا میں ان کو ضرور قتل کروں گا۔ ام ہانی کہتی ہیں یہ دونوں شخص میرے مخالف

ہبیرہ بن ابی وہب کے رشتہ دار تھے میں ان کو بند کر کے نبی کریم کے پاس آئی۔ آپ اُس وقت ایک برتن سے جس میں کچھ آٹا بھی لگا ہوا تھا پانی لے کر غسل فرما رہے تھے اور آپ کی صاحبزادی چادر سے پردہ کئے ہوئے تھیں۔ جب آپ غسل سے فارغ ہوئے تو چادر لپیٹ کر آپ نے چست کی نماز کی آٹھ رکعتیں ادا کیں۔ پھر میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا آؤ اے ام ہانی خوش آمدید کیونکر آنا ہوا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے خاوند کے دو رشتہ دار میرے گھر میں پناہ گزین ہیں اور میرے بھائی علیؓ ان کے قتل کرنے پر اصرار کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو تم نے امن دیا اور جس کو تم نے پناہ دی اُس کو ہم نے پناہ دی۔ جاؤ علیؓ ان کو قتل نہ کریں گے۔

بیت اللہ کا طواف | صفیہ بنت شیبہ کہتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں آکر اترے اور لوگوں میں امن ہو گیا تو رسول پاکؐ نے کعبہ کے سات طواف کئے اور اُس وقت آپؐ اپنی اونٹنی پر سوار تھے اور ایک چھتری سے جو آپ کے ہاتھ میں تھی حجر اسود کو چھو کر سلام کرتے تھے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن طلحہ کو بلا کر کعبہ کی گنجی اُس سے لی اور کعبہ کے اندر داخل ہوئے۔ وہاں لکڑی کا ایک کبوتر بنا ہوا رکھا دیکھا تو اُس کو توڑ کر پھینک دیا اور پھر کعبہ کے دروازے پر آکر کھڑے ہوئے اور مسلمان تمام مسجد میں ٹھہرے ہوئے تھے۔

خطبہ مبارکہ | ابن اسحاق کہتے ہیں اہل علم کا بیان ہے کہ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کے دروازے پر کھڑے ہو کر فرمایا :-

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ صَدَقَ وَعْدُهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَحَدَّمَ
 آلَ خِزَابٍ وَحْدَهُ -

ترجمہ:۔ خدا وحدہ لا شریک کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اپنے وعدہ کو اُس نے سچا کیا اور اپنے بندہ کی مدد فرمائی اور تنہا تمام کفار کے لشکروں کو اُس نے ہزیمت دی۔

اے لوگو! جس باپ دادا کے فخر یا خون یا مال کا دعویٰ کیا جلتے تو وہ میرے ان دونوں قدموں کے نیچے ہے۔ مگر خانہ کعبہ کی کلید برداری اور زرم سے پانی پلانے کی خدمت۔ اے لوگو! خطبے شخص مارا جلتے یعنی لکڑی یا کوڑے وغیرہ سے تو اُس میں پورا خونہا یعنی ستوا اونٹ لازم ہیں۔ اے قریش

لہ خونہا کے احکام کی تفصیل کتب فقہ میں مذکور ہے۔

خداوند تعالیٰ نے تم سے زمانہ جاہلیت کے نخوت اور فخر کو دور کر دیا جو باپ دادا پر کیا جاتا تھا۔ سب لوگ آدم کی اولاد ہیں اور آدم کی پیدائش مٹی سے ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی :-

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتَقَىٰكُمْ ۗ

ترجمہ :- اے لوگو! ہم نے تم کو خراور مادہ سے پیدا کیا ہے اور تمہارے اندر شاخیں اور قبیلے بنائے ہیں تاکہ تم آپس میں ایک دوسرے کو شناخت کرو (اور) بیشک اللہ کے نزدیک تم میں بلند مرتبہ وہ ہے جو زیادہ متقی ہے :-

پھر فرمایا اے قریش! تم کیا خیال کرتے ہو کہ میں تم سے کیسا سلوک کروں گا؟ قریش نے کہا آپ جو کچھ کریں گے بہتر کریں گے۔ آپ ہمارے شریف بھائی ہیں شریف کے بیٹے ہیں۔ فرمایا اچھا اب جاؤ تم سب آزاد ہو۔

خود انحضرت مسجد میں تشریف فرما ہوئے اور حضرت علیؓ بیت اللہ کی کلید برداری خانہ کعبہ کی گنجی ہاتھ میں لے کر سامنے آئے اور عرض کیا۔

یا رسول اللہ! حجابت بھی سقایت کے ساتھ ہم کو عنایت فرمائیے۔ انحضرت نے فرمایا عثمان بن ابی طلحہ کہاں ہے؟ عثمان حاضر ہوا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عثمان! اپنی گنجی سنبھال آج کا دن نیکی اور وفا کا ہے اور حضرت علیؓ سے فرمایا کہ ہم تم کو ایسی چیز عنایت کریں گے جس سے تم مشقت میں نہ پڑو گے۔

بعض اہل علم کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیت اللہ کے اندر تصاویر

فرشتوں کی تصویریں دیکھیں اور ایک تصویر حضرت ابراہیمؑ کی دیکھی کہ انہوں نے اللہ کے ساتھ قرعہ ڈال رہے ہیں۔ اُس کو دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ ان کو خدا غارت کرے ہمارے بزرگ کی کس طریقہ سے تصویر بنا دی ہے۔ بھلا حضرت ابراہیمؑ کو اس قرعہ بازی سے کیا تعلق۔ پھر آپ نے فرمایا کہ ابراہیمؑ نہ یہودی تھے نہ نصرانی تھے وہ تو کیسے ہونے والے مسلمان تھے اور ہرگز وہ مشرکوں میں سے نہ تھے۔ پھر آپ نے ان تصویروں کے مٹانے کا حکم فرمایا۔ چنانچہ اسی وقت وہ مٹا دی گئیں۔

بیت اللہ میں نماز | جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے اندر داخل ہوئے تو بلال بھی آپ کے ساتھ تھے۔ جب آنحضرتؐ باہر نکل آئے تو حضرت بلالؓ پیچھے رہ گئے۔ عبد اللہ بن عمرؓ نے بلال سے پوچھا کہ آنحضرتؐ نے کس جگہ نماز پڑھی ہے اور یہ نہ پوچھا کہ کس قدر پڑھی ہے؟ پھر ابن عمرؓ جب کعبہ میں داخل ہوتے تھے تو سیدھے اندر جا کر دروازہ کی طرف پشت کر کے تین ہاتھ دیوار سے ورنے کھڑے ہو کر نماز پڑھتے تھے اور کہتے تھے کہ یہی جگہ آنحضرتؐ کی نماز کی بلالؓ نے اُن کو بتائی ہے۔

عتاب اور حارث کا قبول اسلام | جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ میں داخل ہوئے تو عرب اور عتاب بن اُسید اور ہشام بن حرث کعبہ کے معن میں بیٹھے ہوئے تھے۔ عتاب بن اُسید نے کہا کہ اُسید کو اللہ تعالیٰ نے بڑی بزدلی دی کہ اُس نے یہ بات نہیں سنی ورنہ وہ ضرور ایسی بات کہتا جس سے ان کو یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غصہ آتا۔

حرث نے کہا اگر مجھ کو معلوم ہو جائے کہ یہ حق پر ہیں تو میں اُن کا اتباع کر لوں۔ ابو سفیان نے کہا۔ میں تو کچھ نہیں بولتا۔ اگر میں ایک حرف بھی کہوں گا تو یہ کنکریاں میری بات اُن سے کہہ دیں گی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ سے باہر آ کر ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا تم نے جو کچھ باتیں کی ہیں مجھے سب معلوم ہیں اور سب ان سے بیان کر دیں۔ عتاب اور حرث نے کہا بیشک ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ کیونکہ اس وقت ہماری گفتگو میں کوئی شخص نہ تھا جس کو ہم کہہ سکتے کہ اُس نے آپ سے کہا ہوگا۔

قتل کا ایک واقعہ | ابن اسحاق کہتے ہیں بنی اسلم میں امر نامی ایک شخص بڑا بہادر تھا۔ جب یہ الگ سویا کرتا تھا۔ جب لوگ اس کو پکارتے تو شیر کی طرح اُٹھ کر آتا تھا اور کسی سے خوف نہ کرتا تھا۔

داؤدی کہتا ہے ایک مرتبہ بنی ہزریل کے چند لوگ مقام حاضرہ کو جا رہے تھے۔ جب یہ حاضرہ کے قریب پہنچے تو اُن میں ایک شخص ابن اثوع ہذلی نے کہا کہ تم لوگ جلدی نہ کرو۔ میں جا کر دیکھ آؤں کہ یہاں امر بھی ہے یا نہیں؟ اگر وہ ہوگا تو اُس کے خراٹے کی آواز ضرور آئے گی اور یہ رات کا وقت تھا۔ پھر ابن اثوع نے امر کے خراٹے کی آواز سنی اور اُس کے سینے پر تلوار رکھ کر زور لگایا اور

اُس کو مار ڈالا۔ پھر حاضرہ کے لوگوں کو لوٹ لیا۔ انہوں نے احمر امرکہہ کے پکارا۔ مگر احمر بیچارہ کہاں تھا جو اُن کی مدد کو جاتا۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کو فتح کیا تو فتح کے دوسرے روز ابن اثوع مکہ میں لوگوں کا حال دریافت کرنے آیا اور اس وقت تک یہ مشرک ہی تھا۔ بنی خزاعہ نے اس کو پہچان کر چاروں طرف سے اس کو گھیر لیا اور کہا احمر کا قاتل تو ہی ہے اس نے کہا ہاں میں احمر کا قاتل ہوں۔ پھر اتنے میں خواش بن اُمیہ تلوار لٹے ہوئے آئے اور اس کو قتل کر دیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو فرمایا اے خزاعہ اب تم قتل سے اپنے ہاتھ روک لو کیونکہ بہت لوگ قتل ہو چکے ہیں۔ یہ تم نے ایسے شخص کو قتل کیا ہے جس کا مجھ کو خون بہا دینا پڑے گا۔

ابو شریح خزاعی کہتے ہیں جب عمرو بن زبیر مکہ میں اپنے بھائی حرمت کعبہ اور رسول اللہ کا خطبہ

اور میں نے کہا اے شخص ہم فتح مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ جب فتح کا دوسرا دن ہوا تو خزاعہ نے ایک مشرک کو قتل کر دیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! جس دن سے اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین کو پیدا کیا ہے مکہ حرم ہے اور قیامت تک حرم رہے گا۔ کسی مسلمان کو جائز نہیں ہے کہ اس میں خون بہائے یا اس کا درخت کاٹے۔ مجھ سے پہلے کسی کے لئے یہ حلال نہیں کیا گیا اور نہ میرے بعد کسی کے لئے یہ حلال ہوگا صرف میرے لئے ایک ساعت کے لئے حلال ہو اتھا اب پھر اس کی حرمت ویسی ہی ہو گئی ہے جیسی کہ تھی۔ جو لوگ تم میں سے موجود ہیں اُن کو لازم ہے کہ جو لوگ غائب ہیں اُن کو یہ حکم پہنچادیں۔ اور اگر کوئی یہ کہے کہ رسول اللہ نے اس میں قتل و قتال کیا ہے تو اس سے کہہ دو کہ رسول خدا کو خدا نے صرف ایک ساعت کے لئے یہاں کے لوگوں کی کشری کے سبب سے اجازت دی تھی اور اے خزاعہ تمہارے لئے خدا نے اس کو حلال نہیں کیا ہے تم قتل سے اپنے ہاتھ اٹھا لو بہت قتل و قتال ہو چکا ہے۔ تم نے ایسے شخص کو قتل کیا ہے جس کا خون بہا مجھ کو دینا پڑیگا اور اب سے جو شخص قتل ہوگا تو اُس کے وارثوں کو اختیار ہے کہ چاہے قصاص لیں اور چاہے خون بہا پر راضی ہو جائیں۔

عمرو بن زبیر نے ابو شریح سے گفتگو سن کر کہا آپ تشریف لے جائیے میں آپ سے زیادہ کعبہ کی حرمت کو جانتا ہوں۔ کعبہ کی حرمت قاتل اور باغی کو پناہ نہیں دیتی ہے۔ ابو شریح نے کہا جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں موجود تھا اور تو موجود نہ تھا۔ لہذا میں نے تجھ کو یہ حکم

پہنچا دیا۔ اب تو جانے اور تیرا کام جانے۔

ابن ہشام کہتے ہیں فتح مکہ کے مقتولوں میں سب سے پہلے جن مقتول کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خون بہا دیا وہ جنید بن اکوع تھا۔ بنی کعب نے اس کو قتل کیا اور رسول پاکؐ نے اس کے خون بہا میں سو اونٹ عنایت کئے۔

انصار کی پریشانی | جب مکہ فتح ہو گیا تو رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم صفاء پہاڑ پر دعوا مناجات میں مشغول ہوئے اور انصار نے آپس میں کہا کہ اب تو اللہ تعالیٰ نے آپؐ کا شہر فتح کر دیا ہے۔ شاید آپؐ ہمیں رہنا اختیار کریں۔ جب آنحضرتؐ دعا سے فارغ ہوئے تو دریافت فرمایا کہ تم کیا کہہ رہے تھے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا زندگی بھی ہمسایہ ساتھ ہے اور موت ہے۔

ابن ہشام کہتے ہیں فتح مکہ کے دن جب رسول پاکؐ نے اونٹنی پر سوار ہو کر کعبہ کے گرد طواف کیا تو کعبہ کے گرد بت سیسہ سے بڑے ہوئے نصب تھے۔ آپؐ نے چٹری سے جو آپؐ کے ہاتھ میں تھی ان بتوں کی طرف اشارہ کرنا شروع کیا۔ جس بت کے چہرہ کی طرف آپؐ اشارہ فرماتے وہ منہ کے بل اور اذہ کی پشت کی طرف اشارہ فرماتے وہ پشت کے بل گر پڑتا یہاں تک کہ اسی طرح سب بت گر پڑے۔

فضالہ کا قبول اسلام | ابن ہشام کہتے ہیں فضالہ بن عمیر بن ملح لیثی نے ارادہ کیا کہ آنحضرتؐ کا طواف فرما رہے تھے تو آپؐ نے فرمایا فضالہ ہو؛ عرض کیا حضورؐ میں ہوں۔ فرمایا تم کس ارادے سے آئے ہو؟ عرض کیا کچھ نہیں خدا کو یاد کر رہا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا خدا سے مغفرت مانگو اور پھر آپؐ نے اپنا ہاتھ فضالہ کے سینہ پر رکھا جس سے ان کے دل کو تسکین ہوئی۔ فضالہ کہتے ہیں خدا کی قسم آپؐ نے دست مبارک میرے سینے سے اٹھایا، ہی تھا کہ اللہ کی ساری مخلوق میں ان سے زیادہ میرے لئے کوئی محبوب نہ تھا۔

صفوان بن امیہ | ابن اسحاق کہتے ہیں صفوان بن امیہ مکہ سے بھاگ کر جدہ میں آیا تاکہ جہاز میں سوار ہو کر یمن کو چلا جائے۔ عمیر بن وہب نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا نبی اللہ صفوان بن امیہ اپنی قوم کا سردار ہے۔ آپؐ اس کو امن عنایت کریں۔ رسول کریمؐ نے امن دیدیا۔ عمیر نے کہا اس کی کچھ نشانی بھی مجھ کو مرحمت ہو۔ آپؐ نے اپنا وہ عمامہ جس کو باندھے ہوئے آپؐ مکہ میں داخل ہوئے تھے دیدیا۔ عمیر عمامہ کو لے کر جدہ میں صفوان کے پاس

آئے اور کہا آپ نے تم کو امن دیا ہے۔ اب تم کیوں اپنے آپ کو ہلاک کرتے ہو۔ یہ عمامہ بھی رسول کریمؐ کا میں نشانی کے لئے لایا ہوں۔ صفوان نے کہا اے عمیر تو میرے سامنے سے چلا جا اور مجھ سے بات نہ کر۔ عمیر نے کہا اے صفوان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیرے بھائی اور نہایت حلیم اور کریم اور رحیم ہیں تو ان کے پاس چل۔ ان کی عزت تیری عزت ہے اور ان کی سلطنت تیری سلطنت ہے صفوان نے کہا مجھ کو اپنی جان کا خوف ہے۔ عمیر نے کہا انہوں نے مجھ کو امن دیدیا ہے۔ پھر صفوان عمیر کے ساتھ رسول اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یہ عمیر کہتا ہے کہ آپ نے مجھ کو امن دیا ہے۔ رسول اقدسؐ نے فرمایا ہاں یہ سچ کہتا ہے۔ صفوان نے عرض کیا تو پھر آپ مجھ کو دو مہینے تک اختیار دیں۔ آپ نے فرمایا تم کو چار مہینے تک اختیار ہے۔

زہری کہتے ہیں کہ ام حکیم بنت حرث عکرمہ بن ابی جہل کی بیوی تھیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عکرمہ کے لئے امن لے کر یمن کو گئی اور وہاں سے اس کو لائی اور فاختہ بنت ولید صفوان کی بیوی تھی۔ یہ دونوں عورتیں اپنے خاوندوں سے پہلے اسلام لائی تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو اسی پہلے نکاح پر قائم رکھا تھا۔

فتح مکہ پر مسلمانوں کی تعداد

ابن اسحاق کہتے ہیں مکہ کی فتح میں لشکر اسلام کی تعداد دس ہزار تھی۔ بنی سلیم میں سے سات سو اور بعض کہتے ہیں ایک ہزار تھی اور بنی غفار میں سے چار سو اور بنی اسلم میں سے چار سو اور بنی مزینہ میں سے ایک ہزار اور باقی مہاجرین اور انصار اور ان کے حلفاء اور مختلف قبائل عرب مثل بنی تیم و بنی قیس و بنی اسد وغیرہ میں سے تھے۔



بنی جذیمہ اور خالد بن ولیدؓ

عباس بن مرواس کا اسلام | عباس کا باپ مرواس ایک پتھر کے بت کی حسین کا نام اُس نے
 ضمار لکھا تھا پرستش کیا کرتا تھا جب مرواس مرنے لگا تو
 اُس نے اپنے بیٹے عباس سے کہا کہ اے فرزند تم اسی بت کی پرستش کرنا یہی تمہارے نفع اور
 نقصان کا مالک ہے۔ چنانچہ عباس اس بت کی پرستش کیا کرتا تھا۔ ایک روز اُس نے بت کے اندر
 سے یہ اشعار سُنے۔

قل للقبائل من سلیم کلہم اودی ضمار و عاشق اهل المسجد

اِن الذی وراث النبوت والہدیٰ بعدا بن مرید من قریش مہندی

اودی ضمار وکان یعبد کمرج قبل الکتاب الی التبتی صحمہ

جب مرواس نے یہ اشعار سُنے اُسی وقت اُس بت کو آگ میں جلادیا اور آپ کی خدمت میں
 حاضر ہو کر اسلام سے مشرف ہوا۔

بنی جذیمہ اور حضرت خالد بن ولیدؓ | ابن اسحاق کہتے ہیں فتح مکہ کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
 نے خالد بن ولید کو سلیم بن منصور اور مد لج بن مرہ کے

قبائل کی فوج کے ساتھ دعوتِ اسلام کے لئے قبائل عرب کی طرف روانہ فرمایا اور قتل و قتال کا حکم نہیں
 دیا تھا۔ جب خالد فوج لے کر بنی جذیمہ بن عامر بن عبدمناة بن کنانہ کے پاس پہنچے تو اُن لوگوں نے
 اُن کو دیکھ کر ہتھیار اٹھائے۔ انہوں نے اُن کو حکم دیا کہ اپنے سب ہتھیار ڈال دو۔ کیونکہ لوگ
 مسلمان ہو گئے ہیں۔

بنی جذیمہ کے ایک شخص کہتے ہیں کہ جب خالد نے ہم کو ہتھیار ڈالنے کا حکم دیا تو ہم میں سے
 ایک شخص جدم نے کہا کہ اے بنی جذیمہ اگر تم نے ہتھیار ڈال دیئے تو خالد تم کو قید کر کے قتل کر دینگے۔
 میں تو اپنے ہتھیار نہ ڈالوں گا۔ بنی جذیمہ نے کہا اے جدم تو ہم سب کا خون کرانا چاہتا ہے۔

سب لوگ مسلمان ہو گئے ہیں اور سب نے ہتھیار ڈال دیئے ہیں اور امن قائم ہو گیا ہے۔ پھر ان سب لوگوں نے حضرت خالدؓ کے کہنے سے ہتھیار ڈال دیئے۔ جب یہ لوگ ہتھیار ڈال چکے تب حضرت خالدؓ نے ان کی مشکیں باندھ کر ان میں سے چند لوگوں کو قتل کر دیا۔ جب یہ خبر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف بلند کر کے دعا کی کہ اے پروردگار! میں خالد کی کارروائی سے بری ہوں۔

ابن ہشام کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز فرمایا تھا کہ میں نے رسول اللہ کا رؤیا خواب میں دیکھا ہے کہ میں نے ایک نوالہ کھایا اور اس کا مزہ مجھ کو اچھا معلوم ہوا۔ پھر وہ نوالہ میرے حلق میں اٹک گیا۔ تب علیؓ نے اپنا ہاتھ ڈال کر اس کو میرے حلق سے نکالا۔ حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس کی تعبیر یہ ہے کہ اپنے لشکروں میں سے ایک لشکر آپ روانہ فرمائیں گے پھر اس کی کچھ کارروائی سے آپ خوش ہوں گے اور کچھ کارروائی اس کی قابل اعتراض ہوگی جو آپ کو ناگوار گزرے گی۔

ابن ہشام کہتے ہیں جب خالد نے یہ کارروائی کی تو قوم میں سے رسول اللہ کا اظہارِ بریت ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا ماجرا عرض کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمانوں میں سے کسی نے خالد کی رائے کی مخالفت بھی کی یا نہیں۔ اس نے عرض کیا کہ ایک سفید رنگ میانہ قد شخص نے خالد کو منع کیا۔ خالد نے اس کو جھڑک دیا۔ چنانچہ وہ خاموش ہو گیا اور ایک دراز قد شخص نے خالد کی ٹہرے زور سے مخالفت کی اور بہت دیر تک ان میں گفتگو ہوتی رہی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ پہلا شخص تو میرا بیٹا عبداللہ ہے اور دوسرا شخص ابو جحیفہ کا آزاد غلام سالم ہے۔

راوی کہتا ہے پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو بلا کر فرمایا کہ علی تم جا کر اس قوم کے معاملے میں نظر کرو اور جاہلیت کے زمانہ کی باتوں کو اپنے پیروں کے نیچے کہ دینا یعنی ان باتوں کو اب کچھ خیال نہ کرنا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بہت سا مال رسول کریمؐ کے پاس سے لیکر اس قوم کے پاس آئے اور جس قدر لوگ اس قوم کے خالدؓ نے قتل کئے تھے۔ ان سب کا خونہا دیا اور تمام مال جو خالدؓ نے لے لیا تھا سب ان کو واپس کر دیا۔ کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ چیز بھی باقی نہیں رکھی۔ جب سب ادا کر چکے تب بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس کچھ مال بیچ گیا تو حضرت علیؓ نے اس قوم سے فرمایا کہ اگر تمہارا کوئی اور خونہا مال باقی ہو تو اس کے بدلہ میں یہ مال

لے لو۔ قوم نے کہا۔ ہمارا اب کچھ باقی نہیں ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا۔ مگر یہ مال میں تم ہی لوگوں کو دینے دیتا ہوں۔ شاید تمہارا ایسا خونہما یا مال رہ گیا ہو جس کی نہ تم کو خبر ہو نہ ہم کو۔ بس یہ اُس کے معاوضہ میں سمجھو اور پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی کارروائی عرض کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے بہت اچھا اور درست کیا۔ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبلہ رو کھڑے ہوئے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو بلند کر کے دعا کی کہ اے خدا میں خالد کی کارروائیوں سے تیری بارگاہ میں اپنی بریت ظاہر کرتا ہوں تین بار یہی فرمایا۔

خالد کا عُذر | بن حذیفہ سہمی نے خالد سے کہا تھا کہ رسول مقبولؐ نے تم کو ان لوگوں کے قتل کرنے کا حکم دیا اگر یہ اسلام سے باز رہیں۔

راوی کہتا ہے جب خالدؓ اس قوم کے پاس آئے تو ان لوگوں نے کہا شروع کیا صَبَا نَا صَبَا نَا یعنی ہم لوگ بے دین ہو گئے اور ہم نے اپنا دین چھوڑ دیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب خالدؓ نے ان لوگوں کو قتل کرنا شروع کیا تو حُجَرم نے کہا اے قوم! تم ہتھیار ڈال کر اسی بات میں مبتلا ہوئے جس سے میں تم کو ڈلا اتنا تھا۔ مگر تم نے میرا کہا نہ مانا۔

راوی کہتا ہے اس قتل کے متعلق عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ میں بڑی بحث ہوئی۔ عبدالرحمنؓ نے خالدؓ سے کہا کہ یہ تم نے زمانہ جاہلیت کی کارروائی کی ہے خالدؓ نے کہا میں نے ان سے تمہارے باپ کا قصاص لیا ہے۔ عبدالرحمنؓ نے کہا تم جھوٹے ہو میں اپنے باپ کے قاتل کو قتل کر چکا ہوں بلکہ تم نے اپنے چچا فاکہ بن مغیرہ کا قصاص لیا ہے۔ آخر یہاں تک یہ گفتگو ان میں بڑھی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک اس کی خبر پہنچی۔ رسول اقدسؐ نے فرمایا اے خالدؓ تم میرے صحابہ کو مجھ پر چھوڑ دو۔ اگر تم اُحد پہاڑ کے برابر سونا بھی راہِ خدا میں خرچ کر دو گے تب بھی تم ان میں سے کسی ایک کے ایک دن یا ایک رات کے عمل کے برابر ثواب نہ پاؤ گے۔

قریش اور بنو جذیمہ کے سابقہ معاملات | فاکہ بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم اور عوف بن عبدعوف بن عبدالمحرت بن

زہرہ اور عفان بن ابی العاص بن اُمیہ بن عبد شمس مین کی طرف مال تجارت لے کر گئے تھے اور عفان کے ساتھ اُن کے بیٹے عثمان اور عوف کے ساتھ ان کے بیٹے عبد الرحمن بھی تھے جب یہ لوگ مین سے واپس ہوئے تو بنی جذیمہ میں سے ایک شخص کا مال بھی ان کے ساتھ تھا جو مین میں مگر گیا تھا۔ پھر بنی جذیمہ میں سے ایک شخص خالد بن ہشام نے راستہ ہی میں اُن سے اُس شخص کے مال کا مطالبہ کیا۔ حالانکہ یہ ابھی اُس شخص کے والدین کے پاس بھی نہ پہنچے تھے۔ اس سبب سے انہوں نے خالد سے انکار کیا۔ خالد اپنی قوم کے ساتھ ان سے جنگ پر آمادہ ہوا۔ چنانچہ عوف بن عبد عوف اور فاکہ بن مغیرہ مارے گئے اور عفان بن ابی العاص مع اپنے فرزند عثمان کے بچ گئے اور فاکہ بن مغیرہ کا مال بھی اُن کے پاس رہا۔ عبد الرحمن بن عوف نے اپنے باپ کے قاتل خالد بن ہشام کو قتل کیا۔

پھر قریش نے بنی جذیمہ پر لشکر کشی کا ارادہ کیا۔ بنی جذیمہ نے کہا تم ناحق ہم پر لشکر کشی کرتے ہو۔ ہماری قوم میں سے چند لوگ بسبب جہالت کے تمہارے آدمیوں پر جا پڑے اور اُن کو قتل کر دیا۔ ہم اُن کا خون بہا دیئے دیتے ہیں۔ قریش بھی راضی ہو گئے اور جنگ موقوف ہو گئی۔

ابوداؤد کہتے ہیں بنی جذیمہ کی جنگ میں میں خالد بن ولید ایک نوجوان کا واقعہ کے ساتھ تھا۔ بنی جذیمہ کے قیدیوں میں سے ایک شخص نے جو نوجوان تھا اور اُس کے ہاتھ گردن سے بندھے ہوئے تھے مجھ سے کہا کہ اے شخص تو میرا ایک کام کر سکتا ہے؟ میں نے کہا کیا چاہتے ہو؟ اُس نے کہا تو مجھ کو ذرا عورتوں کے گروہ کے پاس لے چل، جو اُس سے تھوڑے فاصلہ پر کھڑی تھیں، میں ایک بات اُن سے کہہ لوں۔ پھر تو مجھ کو یہیں لے آنا۔ میں نے کہا یہ کیا مشکل ہے؟ میں اُس کو لے کر عورتوں کے قریب آیا۔ اس نوجوان نے ایک عورت سے مخاطب ہو کر چند عاشقانہ اشعار پڑھے۔

ابوداؤد کہتے ہیں پھر میں اس جوان کو اسی جگہ لے آیا جہاں یہ پہلے کھڑا تھا۔ پھر اس کی گردن مار دی گئی۔ اس کے مرنے کے بعد وہ عورت اس کی لاش کے پاس آئی اور لپیٹ کر اُس کے بوسے لیتے لیتے خود بھی جان دیدی۔

عززی کی بربادی | پھر خالد بن ولید کو رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عزی کو دھانے کے لئے روانہ فرمایا۔ یہ مقام نخلہ میں ایک مکان تھا اور قریش اور کنانہ اور مضر وغیرہ سب قبائل اس کی تعظیم کرتے تھے۔ بنی سلیم کی شاخ بنی شیبان جو بنی ہاشم کے حلیف تھے اس مکان کے خادم تھے جب ان کو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے اس طرف آنے کی خبر ہوئی تو اس بُت خانہ کے خدام کے سردار نے اس کے دروازہ میں اپنی تلوار لٹکادی اور کہا اے عززی اس تلوار سے خالد اور اس کے لشکر کو اس قدر قتل کیجو کہ ان میں سے ایک بھی باقی نہ رہے۔ اور پھر خود پہاڑ پر بھاگ گیا۔ خالد نے یہاں پہنچ کر اس مکان کو مسمار کر دیا اور اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں واپس چلے گئے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں۔ مکہ کی فتح کے بعد رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں پندرہ لائیں رہے اور نمازِ قصر ادا کی۔



غزوہ حنین

قبیلہ ہوازن کا اجتماع | یہ غزوہ فتح مکہ کے بعد سنہ ہجری میں واقع ہوا۔
ابن اسحاق کہتے ہیں جب ہوازن کو مکہ کے فتح ہونے کی
خبر ہوئی تو ان کے سردار مالک بن عوف نصری نے قبائل عرب کو اپنے پاس جمع کرنا شروع
کیا۔ چنانچہ اُس کے پاس ہوازن کے ساتھ تمام بنی ثقیف، بنی نصر، بنی جشم، بنی سعد بن بکر
اور چند لوگ بنی ہلال کے جمع ہوئے جو بہت ہی قبیل تھے اور بنی قیس اور بنی کعب اور بنی کلاب
میں سے ایک بھی شخص اس کے ساتھ نہ ہوا۔

بنی جشم میں ایک بہت بوڑھا شخص ورید بن صمہ تھا اس کو بھی یہ سبب اُس کی سحر بہ کاری
اور بزدگی کے انہوں نے اپنے ساتھ لیا۔

اور بنی ثقیف میں دو سردار تھے ایک قارب بن اسود بن مسعود بن معتب اور ایک ذوالخمار
بیلیع بن حرث بن مالک اور ایک اُس کا بھائی احمر بن حرث اور اس تمام لشکر کا سردار مالک بن
عوف نصری مقرر کیا گیا تھا۔

ادوی کہتا ہے جب یہ لشکر روانہ ہو کر رسول اللہ سے جنگ کے لئے مقام
ورید بن صمہ | اوٹاس میں پہنچا تو وہ بوڑھا شخص یعنی ورید بن صمہ بھی ایک اونٹ پر ہودج
میں سوار تھا۔ جب یہاں لشکر اُترا تو ورید نے پوچھا یہ کیا مقام ہے؟ لوگوں نے کہا اوٹاس
ہے۔ ورید نے کہا جنگ کے لئے یہ بہت اچھی جگہ ہے یہاں کی زمین نہ بہت سخت ہے جس پر
سے پیر پھسلیں نہ بہت نرم ہے جس میں پیر دھنسیں۔ پھر کہا۔ یہ بات ہے کہ مجھ کو اونٹ اور
گدھوں اور بکریوں اور بچوں کے رونے کی آوازیں آ رہی ہیں۔ لوگوں نے کہا مالک بن عوف
لوگوں کے سب مال و اسباب اور بیوی بچوں کو ساتھ لایا ہے۔ ورید نے کہا اچھا مالک کو بلاؤ۔
مالک کو بلا یا گیا۔ جب وہ آ گیا تو ورید نے کہا اے مالک کیا وجہ ہے کہ مجھ کو اونٹوں اور گدھوں

اور بکریوں اور بچوں کی آوازیں آ رہی ہیں اور تو سارے لشکر کا سردار بنا ہے اور جانتا ہے کہ اس دن کے بعد اور دن ہونے والا ہے اس کا سبب مجھ کو بتا۔ مالک نے کہا میں سب لوگوں کے مال و اسباب اور آل و اولاد کو اس سبب سے ساتھ لایا ہوں تاکہ ہر شخص اس کے خیال سے خوب جان توڑ کر کوشش کرے۔ ورنہ یہ کہنا یہ گونے بڑی غلطی کی۔ شکست خوردہ کو کسی بات سے نفع نہیں پہنچتا۔ اگر تیری فتح ہوئی تو صرف تلوار اور نیزے سے تجھ کو نفع پہنچے گا۔ اور اگر تیری شکست ہوئی تو پھر تو نے خود اپنا مال و اولاد دشمنوں کے حوالہ کیا۔ پھر ورنہ تو چھا کہ بنی کعب اور کلاب کہاں ہیں؟ لوگوں نے کہا وہ نہیں آئے۔ ورنہ یہ کہنا معلوم ہوا کہ اگر یہ جنگ رخصت اور بلندی کی ہوتی تو ضرور کعب اور کلاب شرمیک ہوتے اور میں چاہتا ہوں کہ کاش تم لوگ بھی ایسا ہی کرتے جیسا کہ کعب اور کلاب نے کیا۔ پھر پوچھا کہ تمہارے ساتھ کون کون لوگ ہیں؟ لوگوں نے کہا عمرو بن عامر اور عوف بن عامر ہیں۔ ورنہ یہ دونوں ایسے ہیں کہ کچھ نفع یا نقصان نہیں پہنچا سکتے۔

پھر ورنہ مالک سے کہا کہ اے مالک یہ حرکت تو نے بالکل غلط کی ہے۔ میرے نزدیک بہتر یہی ہے کہ تو اپنی قوم کو لے کر محفوظ مقامات میں چلا جا اور وہاں ان کے مال و اولاد کو چھوڑ کر پھر جنگ میں مشغول ہوتا کہ اگر تیری فتح ہوگی تب تو بہت ہی بہتر ہوگا اور اگر تیری شکست ہوگی تب تیری آل و اولاد تو محفوظ رہے گی۔ مالک نے کہا خدا کی قسم! میں ہرگز ایسا نہ کروں گا اے بوڑھے! بڑھاپے میں تیری عقل جاتی رہی ہے۔ پھر ہوازن سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ اے ہوازن! یا تو میری تم اطاعت کرو ورنہ میں اپنی تلوار اپنے پیٹ میں مار لیتا ہوں۔ اور یہ مالک نے اس لئے کہا تاکہ کوئی شخص ورنہ کی بات نہ مانے۔ ہوازن نے کہا اے مالک ہم ہر طرح تمہارے تابع رہیں۔ مالک نے کہا۔ جب تم مسلمانوں کو دیکھو تو اپنی تلواروں کے میان توڑ کر پھینک دو اور ننگی تلواریں لے کر ایک دم اس طرح سے جا پڑو جیسے ایک آدمی جا پڑتا ہے۔

راوی کہتا ہے مالک بن عوف نے مسلمانوں کا حال دریافت کرنے کیلئے چند مخبر
مخبروں کی خبر | روانہ کئے۔ جب وہ اس کے پاس واپس آئے تو نہایت پریشان اور حواس باختہ
تھے۔ اس نے پوچھا تم کو خرابی ہو ایسے حواس باختہ کیوں ہو رہے ہو؟ انہوں نے کہا ہم نے سفید
لوگ ابلق گھوڑوں پر سوار دیکھے ہیں۔ پس ان کو دیکھ کر ہمارے ہوش و حواس سب گم ہو گئے۔

کتاب ہے اس بات کو سن کر بھی مالک بن عوف کچھ متاثر نہ ہوا بلکہ اور آگے کوچ کیا۔
 جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قوم ہوازن کے آنے کی خبر ہوئی تو آپ نے عبد اللہ بن ابی
 حداد سلمیٰ کو حکم دیا کہ تم ہوازن میں جا کر خبر لاؤ۔ چنانچہ عبد اللہ ہوازن کے لشکر میں گئے اور ان کے
 سب حالات معلوم کر کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ساری خبر بیان
 کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بن خطاب کو بلا کر ان سے سادہ حال بیان کیا۔ عمر نے کہا
 عبد اللہ جھوٹ بولتا ہے۔ عبد اللہ نے کہا اے عمر! اگر تم نے مجھ کو جھٹلایا تو حق بات کو جھٹلایا۔ اے
 عمر! اگر تم نے مجھ کو جھوٹا کہا تو بے شک ان کو جھوٹا کہا جو مجھ سے بہتر ہیں۔ عمر نے عرض کیا۔ یا
 رسول اللہ! آپ سنتے ہیں کہ عبد اللہ کیا کہتا ہے؟ آنحضرت نے فرمایا اے عمر! تم پہلے گمراہ تھے اب
 خدا نے تم کو ہدایت کر دی ہے ایسی بدگمانی نہ کیا کرو۔

راوی کہتا ہے جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہوازن کے مقابلہ پر جانے کی تیاری کی تو
 کسی نے عرض کیا کہ صفوان بن امیہ کے پاس زرہ اور ہتھیار بہت ہیں۔ رسول کریم نے صفوان کے
 پاس جو ہنوز مشرک تھے آدمی بھیجا کہ بطور عاریت تم اپنی زرہیں اور ہتھیار لے بیٹو کہ ہم ان کیساتھ
 اپنے دشمن سے جنگ کریں۔ صفوان نے کہا کیا آپ میرا مال غصب کرنے کے لئے لینا چاہتے ہیں۔
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہم غصب نہیں کرتے بلکہ بطور امانت کے مانگتے
 ہیں۔ جنگ سے فارغ ہو کر پھر تم کو بخینسہ واپس دے دیں گے تب صفوان نے ایک سو ذرہیں معان کے
 ہتھیاروں کے آپ کی خدمت میں بھیج دیں۔

راوی کہتا ہے چنانچہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دس ہزار لشکر پہلا
 لشکر کی تعداد جو فتح مکہ کے لئے آپ کے ساتھ آیا تھا اور دو ہزار لشکر اہل مکہ کا کل بارہ ہزار
 لشکر ساتھ لے کر ہوازن کی مہم پر روانہ ہوئے اور مکہ میں آپ نے عتاب بن اسید بن ابی العیص
 بن امیہ بن عبد شمس کو ان لوگوں پر حاکم مقرر کیا جو یہاں رہ گئے تھے اور رسول پاک کے ساتھ
 نہ گئے تھے۔

ذات انواط نامی درخت | حرث بن مالک کہتے ہیں کہ ہم لوگ اُس وقت نو مسلم تھے
 جب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہوازن کے مقابل مقام
 حنین میں گئے۔ کہتے ہیں ذات انواط نامی ایک درخت تھا قریش اور تمام عرب سال بھر میں ایک
 روز اس درخت کی زیارت کو آیا کرتے تھے اور یہاں قربانیاں کر کے اپنے ہتھیار اس درخت

میں لٹکتے تھے اور ایک دن حاضر رہتے تھے۔ اس سفر میں جب ہم آپ کے ساتھ جا رہے تھے تو ہم نے بیری کا ایک درخت بہت بڑا اور سرسبز دیکھا۔ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! جیسے مشرکوں کا ذات انواط ہے ہمارے لئے بھی ایک ذات انواط مقرر فرمائیے۔ آنحضرت نے فرمایا یہ تم نے بڑی سخت بات کہی۔ ایسی ہی بات موسیٰ کی قوم نے موسیٰ سے کہی تھی کہ اے موسیٰ جیسے بت پرستوں کے معبود بت ہیں تم بھی ہمارے لئے ایسے ہی معبود مقرر کر دو۔ موسیٰ نے کہا تم لوگ بڑے جاہل ہو۔

جابر بن عبد اللہ کہتے ہیں جب مسلمان حنین کی وادی میں پہنچے **مسلمانوں کی ابتدائی ہریمیت** تو یہ وادی بہت نشیب میں تھی۔ اس میں لوگ اترنے لگے اور صبح صادق کا وقت تھا اور دشمن ہم سے پہلے وہاں پہنچ کر ٹیلیوں اور گڑھوں میں چھپ گئے تھے مسلمانوں کو اس کی خبر نہ تھی۔ اب جو مسلمان بے دھڑک اُس وادی میں اترے تو یکبارگی ہوازن نے چادوں طرف سے اُن پر حملہ کر دیا مسلمان وہاں سے اُلٹے پھرے۔ آنحضرت لشکر کے دائیں طرف تھے۔ آپ نے مسلمانوں کو آواز دینی شروع کی کہ اے لوگو! میری طرف چلے آؤ میں اللہ کا رسول یہاں موجود ہوں۔ ہاجرین اور انصاریوں اور اہل بیت کے لوگ آپ کے ساتھ تھے۔ یعنی ابوبکرؓ اور عمرؓ اور علیؓ اور عباس اور ابوسفیان بن حرث اور ان کا بیٹا اور فضل بن عباس اور ربیعہ بن حرث اور اسامہ بن زید اور امین بن امیہ بن عبیدہ جو اسی جنگ میں شہید ہوئے۔

ابن ہشام کہتے ہیں ابوسفیان بن حرث کا نام مغیرہ اور ان کے بیٹے کا نام جعفر تھا۔ اور بعض لوگ قسم بن عباس کو جعفر بن ابی سفیان کے بدلہ شمار کرتے ہیں۔ جابر کہتے ہیں ہوازن میں ایک شخص سرخ اونٹ پر سوار تھا اور اس کے ہاتھ میں سیاہ نشان لیے نیزہ میں لگا ہوا تھا۔ جب کوئی شخص اُس کی زد میں آتا تو یہ نیزہ سے اس کو قتل کرتا اور پھر نشان کو اُوپا کرتا تو اس کی قوم کے سب لوگ اس کے گرد آجاتے۔

ہوازن کے علم بردار کا قتل | راوی کہتا ہے حضرت علی بن ابی طالب اور ایک شخص انصار میں سے یہ دونوں اس کی طرف چلے اور حضرت علیؓ نے پیچھے سے جا کر اونٹ کے السی تلوار ماری کہ اونٹ گر پڑا اور انصاری نے اُس کافر کے ایسی تلوار لگائی کہ اُس کا ایک پیرمچ پیٹلی کے کٹ گیا اور وہ کجاوہ پر سے نیچے گر کر مر گیا۔

راوی کہتا ہے جس وقت مسلمان بھاگے ہیں تو مکہ کے بعض منافق جو ساتھ تھے ان کو اپنے نفاق اور حسد کے ظاہر کرنے کا موقع ملا۔ چنانچہ ابوسفیان بن حرب

دشمنی کا ظہور

کہنے لگا کہ اب یہ لوگ جو بھاگے ہیں تو سمندر کے کنارہ تک کہیں دم نہ لیں گے اور اُس کے ترکش مع قرعہ اندازی کے تیر یعنی اذلام تھے جن کو یہ اپنے ساتھ لایا تھا۔ جب بن حنبل نے پکار کر آواز دی کہ آج سحر باطل ہو گیا۔ یہ جبکہ صفوان بن اُمیہ کا بھائی تھا۔ صفوان نے جو ہنوز مشرک تھا اس سے کہا خدا تیرے منہ کو خراب کرے واللہ اگر قریش کا کوئی شخص میرا سردار بنے تو یہ مجھ کو منظور ہے مگر ہوازن میں سے کسی کی سرداری مجھ کو منظور نہیں ہے۔ شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ کہتا ہے میرے دل میں خیال آیا کہ آج موقع ہے میں محمد کو قتل کر کے اپنے باپ کا قصاص لوں۔ کیونکہ میرا باپ اُحد کی جنگ میں مارا گیا تھا۔ پھر میں اس ارادہ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آیا اور اسی تاک میں آپ کے گرد پھرنے لگا کہ یکایک ایک ایسا خوف میرے دل پر طاری ہوا کہ میں آنحضرت کو قتل نہ کر سکا اور میں نے جان لیا کہ میں ہرگز یہ کام نہیں کر سکتا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے حنین کی طرف چلے اور اپنے لشکر کو ملاحظہ کیا تو فرمایا تھا کہ ہم مغلوب نہ ہوں گے۔ اور بعض کہتے ہیں یہ بات بنی بکر میں سے ایک شخص نے کہی تھی۔

حضرت عباس بن عبدالمطلب کہتے ہیں میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سفید خچر کو پکڑے ہوئے کھڑا تھا اور میں ایک جیم بلند آواز شخص

رسول اکرم کا استقلال

تھا جب آپ نے لوگوں کو شکست کی حالت میں دیکھا تو آواز دی کہ اے لوگو! کہاں جلتے ہو؟ عباس کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز نہیں سنی۔ تب آپ نے مجھ سے فرمایا کہ اے عباس! تم لوگوں کو آواز دو کہ اے انصار کہاں جاتے ہو۔ پس میں نے آواز دی اور انصار بتیک بتیک کہہ کر آنے شروع ہوئے۔ کہتے ہیں اور لوگوں کی بدحواسی کی ایسی حالت تھی کہ اُونٹ پر چڑھنا چاہتے تھے اور چڑھ نہ سکتے تھے۔ کوئی اُونٹ کی گردن پر اپنی زرہ پھینک دیتا تھا اور کوئی تلوار اور ڈھال کو پھینک دیتا تھا۔ کوئی اُونٹ کو چھوڑ دیتا تھا۔ یہاں تک کہ آپ کے پاس تنو آدمی جمع ہو گئے۔ پھر وہ دشمن پر پلٹے اور سخت لڑائی لڑے۔ پھر فرج کو آواز دی۔ یہ لوگ جنگ میں بڑے صبر کرنے والے تھے۔ پھر آپ جنگ کو ملاحظہ کرنے ایک بلندی پر چڑھے اور صحابہ اُس وقت خوب گرم گرمی سے جنگ کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا اب لڑائی گرم ہوئی ہے۔ اور باقی لوگ جو شکست کھا کر بھاگے تھے وہ جس وقت واپس آئے تو انہوں نے دیکھا کہ قیدی

گرفتہ و بستہ رسول اللہ کے سامنے کھڑے تھے۔

راوی کہتا ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مڑ کر دیکھا تو ابوسفیان بن حرث بن عبدالمطلب کو اپنے پاس پایا۔ یہ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے آپ کے ساتھ جنگ میں صبر کیا تھا اور ان کا اسلام بہت اچھا تھا۔ آنحضرت کی خچر کو پکڑے ہوئے تھے۔ آپ نے ان کو دیکھ کر فرمایا کون ہے؟ عرض کیا یا رسول اللہ! میں ہوں آپ کی ماں کا بیٹا۔

اُمّ سلیم | رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت اُمّ سلیم بنت مہمان کو دیکھا کہ اونٹ پر سوار ہیں اور انہوں نے اپنی کمر باندھ رکھی تھی۔ کیونکہ عبداللہ بن ابی طلحہ اُس وقت اُن کے حمل میں تھے اور یہ اپنے خاوند ابی طلحہ کے ساتھ اس جنگ میں اُمّیں اور اونٹ کے شرارت کے خوف سے اُس کی تکمیل بہت قریب سے انہوں نے اپنے ہاتھ میں پکڑ رکھی تھی۔ حضور نے ان کو دیکھ کر فرمایا کیا ام سلیم ہیں؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں ہاں میں ہوں۔ یا رسول اللہ! آپ ان لوگوں کو بھی قتل کریں جو بھاگے ہیں جیسے کہ آپ دشمنوں کو قتل کرتے ہیں کیونکہ یہ بھگوڑے اسی لائق ہیں۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اُمّ سلیم! کیا اللہ کافی نہیں ہے۔

راوی کہتا ہے اُمّ سلیم کے پاس ایک خنجر تھا ان کے خاوند ابوطلحہ نے اُس کو دیکھ کر پوچھا کہ اے اُمّ سلیم یہ خنجر تمہارے پاس کیسا ہے؟ اُمّ سلیم نے کہا یہ خنجر میں نے اس لئے لیا کہ اگر کوئی مشرک میرے قریب آئے گا تو اس خنجر سے میں اُس کا پیٹ پھاڑوں گی۔ ابوطلحہ نے کہا کیا یا رسول اللہ! آپ سنتے ہیں کہ اُمّ سلیم بہادر کیا کہہ رہی ہے۔



غزوہ حنین (۲)

ابوقتادہ کا واقعہ | ابوقتادہ کہتے ہیں حنین کی جنگ میں میں نے دیکھا کہ ایک مسلمان اور ایک مشرک مدد کو آ رہے ہیں۔ میں اُس کے مقابل گیا اور میں نے ایسی تلوار اُس کے لگائی کہ اُس کا ایک ہاتھ کٹ گیا۔ دوسرے ہاتھ سے وہ مجھ کو آ کر چپٹ گیا یہاں تک کہ مجھ کو اُس میں سے موت کی بو آئی اور وہ گر پڑا۔ پھر میں نے اُس کو قتل کیا ورنہ قریب تھا کہ وہ مجھ کو قتل کر دے۔ اور اُس شخص پر سامان بہت تھا۔ مگر میں اُس کو چھوڑ کر جنگ میں مشغول ہو گیا اور مکہ کے ایک شخص نے اُس کا سارا مال اور کپڑے لوہہ ہتھیار وغیرہ لے لئے۔ جب لڑائی ختم ہو گئی تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے جس کو قتل کیا ہو اُس کا مال اُس کا ہے۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے ایک شخص کو قتل کیا تھا۔ پھر میں تو جنگ میں مشغول ہو گیا اب مجھے نہیں معلوم کہ اُس کا اسباب کس نے لیا۔ مکہ کا وہ شخص کھڑا ہوا اور اُس نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ سچ کہتا ہے اُس کا اسباب میرے پاس ہے آپ اس کو مجھ سے لے لیں کہ وہ سچ ہے۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم! یہ ہرگز تجھ سے لے لیں نہ ہوں گے۔ اللہ کے شیر تو اللہ کے دین کے لئے لڑیں اور تو ان کا مال لیتا پھرے۔ جا سب مال لاکر اُن کو دے۔ رسول پاک نے بھی فرمایا کہ یہ سچ کہتے ہیں سب مال تو واپس کر۔ چنانچہ سب مال اُس نے ابوقتادہ کو دے دیا۔ ابوقتادہ کہتے ہیں اُس مال کو میں نے فروخت کر کے اُس کی قیمت سے ایک باغ خریدا۔ اور یہ پہلا مال مجھ کو حاصل ہوا تھا۔

انس بن مالک کہتے ہیں اس جنگ میں ابولہب نے تنہا بیس آدمیوں کا اسباب لیا کیونکہ انہوں نے ان کو قتل کیا تھا۔

فرشتوں کی مدد | جبیر بن مطعم کہتے ہیں کفار کی شکست سے پہلے جبکہ خوب گھمسان کی لڑائی

ہو رہی تھی میں نے آسمان سے ایک سیاہ چیز دیکھی۔ پھر وہ ہمارے اور مشرکوں کے درمیان میں پھیل گئی۔ وہ سیاہ چوڑیاں تھیں جو اس تمام جنگل میں پھیل گئی تھیں۔ اسی وقت مسلمانوں کی فتح اور مشرکوں کی ہزیمت ہوئی۔ مجھ کو اس میں کچھ شبہ نہیں ہے کہ بیشک وہ فرشتے تھے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جس وقت خداوند تعالیٰ نے اپنے رسول اور مسلمانوں کو مشرکوں پر غالب کیا۔ مسلمانوں میں سے ایک عودت نے یہ شعر کہا۔

قَدْ خَلَبَتْ خَيْلُ اللَّهِ خَيْلَ الْوَدَّ وَخَيْلُهُ أَحَقُّ بِالْثَبَاتِ

یعنی بے شک خدا کا لشکر لات کے لشکر یعنی بت پرستوں پر غالب ہو گیا اور اسی کا لشکر زیادہ حقدار

ہے قائم رہنے کا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب ہوازن کو شکست فاش ہوئی تو ان کے قبیلہ بنی مالک میں مقتولین کفار

سے ستر آدمی قتل ہوئے اور اس قوم کا سردار ذی الخمار تھا۔ جب وہ قتل ہو گیا تو ان کا نشان عثمان بن عبداللہ بن عبداللہ حرث بن حبیب نے اپنے ہاتھ میں لیا اور پھر یہ بھی قتل ہوا۔ جب اس کے قتل کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو فرمایا خدا اس کو اپنی رحمت سے دور کرے۔ یہ قریش کا بڑا دشمن تھا۔

راوی کہتا ہے عثمان بن عبداللہ کے ساتھ اس کا ایک نصرانی غلام بھی قتل ہوا تھا۔ لڑائی کے بعد مسلمان مشرکین کا اسباب لینے لگے۔ انصار میں سے ایک شخص نے اس غلام کو دیکھا تو یہ بغیر خنڈہ کے ہوئے تھا۔ انصاری نے پکار کر کہا۔ اے گروہ عرب ثقیف میں بغیر خنڈہ کے ہوئے آدمی ہے۔ مغیرہ بن شعبہ کہتے ہیں میں نے ان انصاری کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ ایسی بات نہ کہو۔ میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں۔ یہ غلام نصرانی تھا اور پھر میں نے بنی ثقیف کے اور مقتولوں کو دکھا یا کہ دیکھو یہ تو خنڈہ کے ہوئے ہیں یا نہیں۔

ابن اسحاق کہتے ہیں ہوازن میں سے احلاف کا نشان قارب بن اسود کے پاس تھا۔ یہ اپنے نشان اور قوم کو لے کر بھاگ گیا اور اس قوم میں سے صرف دو آدمی قتل ہوئے ایک بنی غبرہ میں سے جس کو وہب کہتے تھے اور دو مرا بنی کعبہ میں سے جس کا نام حلاج تھا۔ جب آپ کو اس کے قتل کی خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ آج بنی ثقیف کے جوانوں کا سردار قتل ہوا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب ہوازن کو شکست ہوئی تو بعض لوگ بھاگ کر طائف میں درید بن صمہ

آئے اور ان کا سردار مالک بن عوف تھا اور بعض ادطاس کو چلے گئے اور بعض

مقامِ سخذہ کی طرف بھاگے۔ اور یہ لوگ ثقیف میں سے بنی غبرہ تھے اور انہی کے تعاقب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لشکر بھی آیا۔ اور ربیعہ بن رعیح بن اہمان بن ثعلبہ بن ربیعہ بن یربوع بن سالم بن عوف بن امرئ القیس نے جن کو ابنِ دغنے بھی کہتے تھے اور دغنے ان کی ماں تھی۔ ورید بن صمہ کو ایک اونٹ پر جالتے دیکھا۔ ربیعہ بن رعیح یہ سمجھے کہ یہ کوئی عورت ہے کیونکہ ورید بن صمہ ہمدون میں سوار تھا۔ جب ربیعہ نے اونٹ کو پکڑ کر بٹھایا تو دیکھا کہ اُس میں ایک بوڑھا آدمی سوار ہے۔ ربیعہ نے اُس کو نہ پہچانا۔ ورید نے ربیعہ سے پوچھا کہ تو کون ہے؟ اور مجھ سے کیا چاہتا ہے۔ ربیعہ نے کہا میں ربیعہ بن رعیح ہوں اور تجھ کو قتل کرنا چاہتا ہوں۔ پھر ربیعہ نے ایک تلوار اُس کے ماری جو کچھ کا گرنہ ہوئی۔ ورید نے کہا تیری ماں نے تجھ کو کچھ فن سپاہ گری کی تعلیم نہیں دلائی۔ دیکھ یہ میری تلوار لے اور کجاوے کے پیچھے سے میرے اوپر ضرب لگا اور ہڈیوں کی طرف سے داخل کر کے دماغ کی طرف جھکا۔ میں اسی طرح سے لوگوں کو قتل کیا کرتا تھا اور جب تو اپنی ماں کے پاس جائے تو اُس سے کہہ دیجو کہ تُو نے ورید بن صمہ کو قتل کیا ہے (یعنی یہ میرا نام ہے اور تیری ماں مجھ کو جانتی ہے۔ کیونکہ خدا کی قسم! کتنی ہی مرتبہ ایسا ہوا ہے کہ میں نے تیری عورتوں کی حفاظت کی ہے۔

ربیعہ کہتے ہیں جب میں نے اُس کو قتل کر دیا تو اُس کی رانوں اور گولہوں کی کھال کو نیچے کی طرف سے دیکھا کہ گھوڑے پر کثرت سے سوار ہونے کے سبب سے کاغذ کی طرح تھی، پھر جب ربیعہ اپنی ماں کے پاس آئے اور یہ واقعہ بیان کیا تو ان کی ماں نے کہا کہ واللہ اُس نے تیری تین ماؤں کو آنا دیا تھا۔

ابن ہشام کہتے ہیں ورید بن صمہ کو جس شخص نے قتل کیا ہے اُس کا نام عبد اللہ بن قلیع بن اہمان بن ثعلبہ بن ربیعہ تھا۔

ابو عامر اشعری کی شہادت | ابن اسحاق کہتے ہیں اور جو لوگ اوٹاس کی طرف بھاگے تھے ان کے تعاقب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابو عامر اشعری کو فوج دے کر روانہ کیا اور ابو عامر نے ان میں سے کچھ لوگوں کو جالیا۔ مگر ابو عامر کے ایک تیر ایسا لگا جس سے وہ شہید ہو گئے۔ پھر ان کے بعد ابو موسیٰ اشعری نے جو ان کے چچا زاد بھائی تھے نشان اپنے ہاتھ میں لیا اور ان کے ہاتھ پر خدانے اس جنگ کو فتح کیا۔ بعض لوگ کہتے ہیں جس نے ابو عامر کے تیر مارا تھا وہ ورید بن صمہ کا بیٹا سلمہ بن ورید تھا۔

بنو رثابہ کے لئے رسول اللہ کی دعا | راوی کہتا ہے ہوازن کے لشکر بنی نصر کی شاخ بنی رثابہ میں سے جب بہت لوگ غازیان اسلام نے تیغ کے تو عبداللہ بن قیس رثابی نے جن کو ابن العور بھی کہتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ بنی رثابہ ہلاک ہو گئے۔ آنحضرت نے فرمایا اے خدا ان کی معصیت کا ان کو اچھا معاوضہ دے۔

ذہیر بن عوام اور ہوازن | جب ہوازن کو شکست ہوئی تو مالک بن عوف اپنی قوم کے چند سواروں کے ساتھ بھاگ کر راستہ کے ایک ٹیلہ پر کھڑا ہوا۔ اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ یہاں ٹھہر جاؤ تاکہ اور جو لوگ بھاگے ہوئے آئیں۔ تو وہ بھی تم سے مل جائیں۔ چنانچہ چند لوگ اور آکر ان کے ساتھ شامل ہوئے۔ پھر ان کو ایک لشکر آتا ہوا دکھائی دیا۔ مالک نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا ایسے لوگ آتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں جنہوں نے اپنے نیروں کو اپنے گھوڑوں کے دونوں کانوں کے بیچ میں لمبا رکھ چھوڑا ہے۔ مالک نے کہا یہ لوگ بنی سلیم ہیں تم ان سے کچھ خوف نہ کرو۔ چنانچہ بنی سلیم سیدھے نکلے چلے گئے۔ پھر ایک اور گروہ آتا معلوم ہوا۔ مالک نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ ساتھیوں نے کہا یہ لوگ نیزے تانے ہوئے چلے آتے ہیں اور گھوڑوں پر سوار ہیں۔ مالک نے کہا یہ اوس اور خزرج ہیں ان سے بھی کچھ خوف نہ کرو۔ چنانچہ یہ لوگ بھی بنی سلیم کے پیچھے نکلے چلے گئے۔ پھر ایک سوار آتا دکھائی دیا۔ مالک نے پوچھا اب کون آ رہا ہے؟ ساتھیوں نے کہا ایک سوار شانے پر نیزہ رکھے اور سرخ عمامہ باندھے چلا آتا ہے۔ مالک نے کہا قسم ہے لات کی یہ ذہیر بن عوام ہے اور یہ ضرورت سے متعرض ہو گا تم اس کے مقابلہ کو تیار ہو جاؤ۔ چنانچہ جب ذہیر اس ٹیلہ کے پاس پہنچے اور ان لوگوں کو انہوں نے دیکھا تو فوراً ان پر حملہ کیا اور اس قدر نیزہ بازی کی کہ ان کو وہاں سے بھگا دیا۔

ابو عامر کی شان اسلام | ابن ہشام کہتے ہیں ابو عامر کی اوٹاس کی جنگ میں مشرکین میں سے دس بھائیوں سے مقابلہ ہوا۔ ابو عامر نے یکے بعد دیگرے ان میں سے نو کو قتل کیا اور جب ابو عامر حملہ کرتے تھے تو پہلے دعوت اسلام دے کر کہتے تھے کہ اے خدا! اس پر گواہ ہو جا۔ پھر اس شخص کو قتل کرتے تھے۔ جب دسویں بھائی کی باری آئی تو اس کو بھی دعوت اسلام دیکر انہوں نے کہا کہ اے خدا اس پر گواہ ہو جا اور پھر انہوں نے اس پر حملہ کرنا چاہا۔ اس شخص نے کہا

اے خدا مجھ پر گواہ نہ رہنا۔ اس بات کو سن کر ابو عامر نے اپنا حملہ روک لیا۔ یہ شخص بھاگ گیا۔ پھر یہ مسلمان ہوا اور اُس کا اسلام بہت اچھا ہوا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کو دیکھتے تھے تو فرماتے تھے یہ عامر کا بھگایا ہوا ہے۔

پھر اسی اداس کی جنگ میں دو بھائیوں علاء اور اونئی نے جو حرت کے بیٹے اور بنی ہاشم بن معلویہ کے قبیلہ سے تھے۔ ایک ساتھ دونوں نے ابو عامر کے تیر مارے۔ ایک کا تیر ابو عامر کے دل میں اور دوسرے کا گھٹنے میں لگا۔ ابو عامر شہید ہوئے۔ ان کے بعد ابو موسیٰ اشعری نے لشکر کا نشان سنبھالا اور ان دنوں بھائیوں کو مع باقی دشمنوں کے قتل کیا۔

کمزوروں کے قتل کی ممانعت | ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک عورت کی لاش کے پاس سے گزرے جس کو خالد بن ولید نے قتل کیا تھا۔ بہت سے لوگ اُس لاش کے گرد جمع تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ کیا ہے؟ کسی نے عرض کیا اس عورت کو خالد بن ولید نے قتل کیا ہے۔ آپ نے ایک شخص سے فرمایا کہ تم خالد کے پاس جا کر کہہ دو کہ رسول اللہ تم کو عورت، بچے اور بوڑھے آدمی کے قتل کرنے سے منع فرماتے ہیں۔

آنحضرت کی رضاعی بہن شیماء | ابن اسحاق کہتے ہیں اسی روز رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لشکر کے افسران سے فرمایا کہ اگر بنی سعد میں سے بچاد تمہارے ہاتھ آجائے تو اُس کو ہرگز نہ چھوڑنا۔ اس شخص نے بڑی گمراہی پھیلادی تھی۔ صحابہ کرام نے اس کو گرفتار کیا اور مع اس کے اہل و عیال کے لے کر رسول پاک کی خدمت میں روانہ ہوئے اور اُسی کے ساتھ شیماء بنت حرت بن عبدالعزیٰ آنحضرت کی رضاعی بہن بھی تھیں راستہ میں ان لوگوں کو صحابہ نے جلد چلنے کی تکلیف دی۔ شیماء نے کہا اے لوگو! تم جانتے بھی ہو کہ میں تمہارے رسول کی دودھ شریک بہن ہوں۔ تم کو میری حرمت و عزت کرنی چاہیے۔ صحابہ نے اس کے قول کی تصدیق نہ کی یہاں تک کہ جب یہ قافلہ رسول کریم کی خدمت میں پہنچا تو شیماء نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں آپ کی رضاعی بہن ہوں۔ رسول مقبول نے فرمایا اس کی کوئی نشانی بھی تمہارے پاس ہے؟ شیماء نے کہا ہاں ایک دفعہ آپ نے میری پشت میں کاٹا تھا اُس کا نشان اب تک موجود ہے۔ آنحضرت کو بھی یاد آیا اور آپ نے اپنی چادر بچھا کر اُس پر شیماء کو بٹھایا اور فرمایا اگر تم چاہو تو عزت کے ساتھ میرے پاس رہو۔ اور اگر تم چاہو تو اپنی قوم میں چلی جاؤ۔ میں تم کو

رخصت کر دوں۔

شیہاء نے عرض کیا میں اپنی قوم ہی میں رہنا چاہتی ہوں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بہت سامان و اسباب دے کر رخصت کیا۔ بنی سعد کے لوگ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شیہاء کو مکحول نامی ایک غلام اور ایک لونڈی بھی دی تھی اور آپس میں ان دونوں کی شادی کر دی تھی۔ ان کی نسل اب تک باقی ہے۔

غزوة حنین اور آیات قرآنی | ابن ہشام کہتے ہیں جنگ حنین کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے :-

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ فِي مَوَاطِنَ كَثِيرَةٍ وَيَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُم
كَثْرَتُكُمُ - (الابرة)

”بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہاری بہت سے مواقع میں مدد کی اور خاص حنین کی جنگ کے روز جبکہ تم اپنی کثرت فوج سے خوش تھے“

شہدائے حنین کے نام | قریش کی شاخ بنی ہاشم میں سے امین بن عبیدہ اور بنی اسد بن عبدالعزیٰ میں سے یزید بن زعمہ بن اسود بن مطلب بن اسد ان کے گھوڑے نے جس کا نام جناح تھا بے قابو ہو کر ان کو شہید کیا اور انصار میں سے سراقہ بن حُرین عدی اور بنی اشعر میں سے ابو عامر اشعری شہید ہوئے۔

داوی کہتا ہے اے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حنین کے تمام مالِ غنیمت اور قیدیوں کو جمع کر کے مسعود بن عمرو غفاری کو حکم دیا کہ ان کو مقام جبرائیل میں لے جا کر مقید رکھو۔

بحیرین لہیرین ابی سلمیٰ نے حنین کی جنگ میں ایک قصیدہ کہا ہے جس کے چند شعر یہ ہیں :-

فَاللَّهُ أَكْرَمُنَا وَأَهْلَهُمْ دِينُنَا
وَاعَزَّزَنَا بِعِبَادَةِ الرَّسُولِ
ترجمہ :- چنانچہ خدا نے ہمیں عزت دی اور ہمارے دین کو ظاہر کیا اور خدائے رحمن (یعنی اپنی عبادت کے ساتھ ہم کو عزت دی)۔

وَاللَّهُ أَهْلُكُمْ وَقَرَّتْ قِيَامُهُمْ
وَأَذَلَّهُمْ بِعِبَادَةِ الشَّيْطَانِ
اور اللہ نے ان کو ہلاک کیا اور ان کی جماعت کو پریشان کیا۔ اور شیطان کی عبادت کرنے سے ان کو ذلیل و رسوا کیا۔

إِذْ قَامَ غَمٌّ بِذَيْبِكَمْ وَوَلَيْتُهُ يَدُ عَمْرٍو يَا لِكَيْتَبَتِ الْإِيمَانِ

ترجمہ :- جبکہ تمہارے نبیؐ کے بچا اور ان کے ولی کھڑے ہوئے اور آواز دی کہ اے ایمان کے لشکر و کہاں جاتے ہو؟

أَيُّنَ الَّذِينَ هُمْ أَحَابُؤُا رَبَّهُمْ يَوْمَ الْعُرَيْضِ وَبِيعَةِ الرِّضْوَانِ

اور کہاں ہیں وہ لوگ جنہوں نے اپنے رب کے احکام قبول کئے تھے عریش اور بیعت الرضوان کے دن

ہوازن کے ایک شخص کے اشعار | ابن اسحاق کہتے ہیں ہوازن کے مالک بن عوف کے ساتھ رسول اکرمؐ پر لشکر کشی کرنے کے واقعہ کے بارے

میں ایک شخص نے مالک کے مسلمان ہونے کے بعد یہ شعر کہے :-

أَذْكَرُكُمْ مَسِيرَهُمْ لِلنَّاسِ إِذْ جَمَعُوا وَمَالِكُ فَوْقَهُ السَّرَايَاتُ تَخْتَضِقُ

ترجمہ :- جنگ کے لئے لوگوں کے سفر کرنے کو یاد کرو جبکہ وہ جمع ہوئے اور ہوازن کے سردار مالک کے سر پر نشان ہل رہے تھے۔

وَمَا لِكُ مَالِكُ مَا فَوْقَهُ أَحَدٌ يَوْمَ حُنَيْنٍ عَلَيْهِ النَّاسُ يَا تَلِقُ

اور مالک اور کوئی سردار حنین کی جنگ میں نہ تھا اُس کے سر پر تاج چمک رہا تھا۔

حَتَّى لَقُوا الْبَاسَ حِينَ الْبَاسِ يَفْلُحُهُمْ عَلَيْهِمُ الْبَيْضُ وَالْأَبْدَانُ وَالذَّمَقُ

یہاں تک کہ وہ جنگ کے وقت خوب لڑے اُن پر زبر ہیں اور خود اور ڈوہالیں تھیں۔

فَعَنَادُوا النَّاسَ حَتَّى لَعْنُوا وَاهِدًا حَوْلَ النَّبِيِّ وَحَتَّى جَنَّهُ الْعَسَقُ

چنانچہ ہوازن نے مسلمانوں کو اس قدر مارا کہ رسولؐ کے گرد ایک ہی آدمی دکھائی نہ دیا یہاں تک کہ

انہیرے نے اُن کو ڈوہانک لیا یعنی شام ہو گئی۔

تَمَّتْ نَزْلُ جَبْرِئِيلَ بِنَضْرِهِ مِنَ السَّمَاءِ فَمَهْزُومٌ وَمُعْتَقٌ

تب جبرئیل مسلمانوں کی مدد کو آسمان سے نازل ہوئے۔ تو ہوازن میں سے بعض بھاگ

گئے اور بعض گرفتار ہوئے۔

مِنَّا وَكُوْنُ جَبْرِئِيلَ يُقَاتِلُنَا لَمَنْعُنَا إِذَا سَيَأْتِنَا الْعَتَقُ

اور اگر جبرئیل کے سوا کوئی اور ہم سے لڑتا تب ہماری تیز تلواریں اُس کو غالب نہ

ہونے دیتیں :-

غزوہ طائف

(یہ غزوہ حنین کے بعد ہی ۸ھ میں واقع ہوا)

طائف کی قلعہ بندی | اس کے اندر داخل ہو کر دو اذوں کو بند کر لیا اور بروج و قبیلوں کی خوب مضبوطی کر کے جنگ کے لئے تیار ہوئے۔

راوی کہتا ہے غزوہ بن مسعود اور غیلان بن سلمہ حنین اور طائف کے محاصرہ کی جنگ میں موجود نہ تھے۔ کیونکہ یہ دونوں مقام جرش میں منجلیق وغیرہ آلات حرب کے بنانے کی ترکیب کھینے کے لئے گئے ہوئے تھے۔

طائف کے راستے کے واقعات | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب حنین کی جنگ سے فارغ ہوئے تو آپ نے طائف کو فتح کرنے کا قصد کیا۔ اور مع لشکر کے کوچ فرما کر مقام نخلہ میانہ سے قرن اور قرن سے ملیح اور یہاں سے بحرۃ الرغاء میں پہنچے۔ یہاں آپ کے لئے ایک مسجد بناٹی گئی اور اس میں آپ نے نماز ادا کی اور یہیں ایک مسلمان نے ایک مسلمان کو قتل کیا اور اس کے قصاص میں قاتل قتل کیا گیا۔ یہ پہلا قصاص تھا جو اسلام میں لیا گیا ہے اور یہیں رسول پاکؐ نے مالک بن عوف کے قلعہ کے منہدم کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ مسافر کیا گیا۔ پھر آنحضرتؐ ایک راستے سے حین کا نام ضنیقہ تھا تشریف لے چلے اور دریافت فرمایا کہ اس راستے کا کیا نام ہے؟ لوگوں نے عرض کیا اس کو ضنیقہ کہتے ہیں۔ فرمایا نہیں بلکہ یہ بیری ہے۔

پھر یہاں سے آپ مقام نخب میں ایک بیری کے درخت کے نیچے تشریف فرما ہوئے۔ اس درخت کا نام صادرہ تھا اور یہاں بنی ثقیف میں سے ایک شخص کا باغ تھا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو اس شخص کے بلانے کے لئے بھیجا اس نے حاضری سے انکار کیا۔ آپ نے فرمایا کہ

یا تو حاضر ہو ورنہ ہم اس باغ کو اجاڑ دیں گے۔ جب بھی وہ حاضر نہ ہوا تو آپ نے باغ کے برباد کرنے کا حکم دیا اور اسی وقت وہ باغ مسماد کر دیا گیا۔

اس کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مع لشکر کے طائف کا محاصرہ کیا اور چونکہ صحابہ فصیل کے قریب پہنچ گئے تھے اس سبب سے کئی آدمی

تیروں سے شہید اور زخمی ہوئے اور دروازہ بند ہونے کی وجہ سے اندر داخل نہیں ہو سکتے تھے۔ جب یہ لوگ شہید ہوئے تب مسلمانوں نے اپنا لشکر اُس مقام پر ڈالا جہاں اب آپ کی مسجد طائف میں بنی ہوئی ہے۔

راوی کہتا ہے آنحضرتؐ نے طائف کا کچھ اوپر بیس راتیں محاصرہ رکھا اور بعض کہتے ہیں سترہ رات محاصرہ رکھا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اس سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آپ کی دو بیبیاں تھیں جن میں سے ایک اُم سلمہ اور دوسری کوئی اور تھیں اور ان دونوں کے خیمے پاس پاس استاد تھے اور رسول مقبولؐ ان دونوں خیموں کے درمیان میں نماز پڑھتے تھے۔ جب بنی ثقیف یعنی اہل طائف نے اسلام قبول کر لیا تب عمرو بن اُمیہ بن وہب بن معتب بن مالک نے آنحضرتؐ کے مصلے کی جگہ مسجد تعمیر کی۔

لوگ کہتے ہیں کہ اسی مسجد میں ایک ستون تھا جب دھوپ اُس پر پڑتی تھی تو اُس میں سے آواز سنائی دیتی تھی۔

راوی کہتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طائف کا محاصرہ کیا اور خوب جنگ ہوئی۔ تیر اندازوں نے اپنے ہتھیار ظاہر کئے اور آنحضرتؐ نے منجیق لگا کر اہل طائف پر سنگباری شروع کی۔ اسلام میں سب سے پہلے منجیق اہل طائف ہی پر استعمال کی گئی۔

ابن اسحاق کہتے ہیں آخر ایک روز طائف کی فصیل میں ایک سوراخ ہوا۔ چند مسلمان اُس میں سے شہر کے اندر داخل ہوئے اور سوراخ کو انہوں نے بڑھانا چاہا تا کہ اور لشکر بھی شہر کے اندر داخل ہو جائے۔ طائف والوں نے ان مسلمانوں پر گرم کئے ہوئے لوہے کے ٹکڑے مارنے شروع کئے۔ بالآخر انہیں باہر نکلنا پڑا۔ پھر طائف والوں نے اُن پر تیر برسائے اور کئی مسلمان شہید ہو گئے۔

اہل طائف سے گفت و شنید | راوی کہتا ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طائف والوں کے انگوڑی کی بیلیوں اور باغوں کے کاٹ

دینے کا حکم دیا۔ لشکر نے ان کو کاٹنا شروع کیا اور ابوسفیان بن حرب اور مغیرہ بن شعبہ اہل طائف کے پاس گئے اور ان سے کہا اگر تم ہم کو امن دو تو ہم تم سے ایک بات کہیں۔ طائف والوں نے ان کو امن دیا۔ پھر ان دونوں نے قریش اور بنی کنانہ کی عورتوں کو اپنے پاس بلایا۔ اور یہ ان کے قید ہو جانے سے غم زدہ تھے۔ کیونکہ یہ عورتیں بنی ثقیف کے پاس تھیں۔ اور ان میں سے ایک ابوسفیان کی بیٹی آمنہ عروہ بن مسعود کی بیوی تھیں اور عروہ سے ان کے ہاں داؤد پیدا ہوا تھا۔ اور بعض کہتے ہیں عروہ کی بیوی میمونہ بنت ابی سفیان تھیں۔

اور ایک فراسیہ بنت سوید بن عمرو بن ثعلبہ تھیں جن کے بیٹے عبدالرحمن بن قارب تھے اور ایک امیمہ بنت ناشی امیہ بن قلع کی بیوی تھیں جب ان عورتوں کو ابوسفیان اور مغیرہ نے بلایا تو انہوں نے ان کے ساتھ آنے سے انکار کیا۔ ابن اسود بن مسعود نے ان سے کہا کہ اے ابوسفیان اور اے مغیرہ جو بات تم چاہتے ہو اس سے بہتر بات میں تم کو بتاتا ہوں ہمارے باغات جس جگہ ہیں تم جانتے ہو۔ جن سے بہتر باغ طائف میں کہیں نہیں ہیں اور اگر وہ اُجڑ گئے تو پھر تیار نہیں ہو سکتے۔ تم محمد سے جا کر ان باغات کے لئے گفتگو کرو کہ وہ ان کو مسمار نہ کریں یا تو اپنے لئے رہنے دیں یا خدا کے اور رشتہ کے واسطے سے ہم کو عنایت کر دیں۔ کیونکہ ہمارا جو ان سے رشتہ ہے وہ پوشیدہ نہیں ہے۔

راوی کہتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے لشکر کو لئے ہوئے وادی عقیق میں فروکش تھے جو طائف اور ان باغوں کے درمیان میں تھا اور ان باغوں کو آپ نے ان کی درخواست سے ان کے لئے چھوڑ دیا تھا۔

رسول اللہ کا لہڑیا | راوی کہتا ہے جب حضرت ابو بکرؓ طائف کا محاصرہ کئے ہوئے تھے تو رسول کریمؐ نے ان سے فرمایا کہ اے ابو بکرؓ میں نے آج خواب میں دیکھا ہے کہ ایک برتن میں مسکا بھرا ہوا میرے پاس تحفہ میں آیا ہے۔ پھر ایک مرغ نے چونچ مار کر اس برتن کو گرا دیا۔ ابو بکرؓ نے عرض کیا میرا خیال تو یہ ہے کہ اس مرتبہ آپ ثقیف سے جو چاہتے ہیں وہ حاصل نہ کر سکیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرا خیال بھی یہی ہے۔

مسلمانوں کی روانگی | خویلیہ بنت حکیم بن امیہ بن حارثہ بن اوقص سلمیہ جو عثمان بن

کیا کہ یا رسول اللہ! اگر آپ کی فتح ہو تو بادیہ بنت غیلان بن سلمہ یا فادہ بنت عقیل کا زیور مجھ کو عنایت فرمائیے گا۔ کیونکہ تمام ثقیف میں ان عورتوں کے برابر کسی عورت کے پاس قیمتی زیور نہ تھا۔ رسول کریم نے فرمایا اے خویلیہ جب تک مجھ کو ثقیف کے متعلق حکم نہ ہو میں کیسے دے سکتا ہوں۔ خویلیہ نے یہ بات حضرت عمرؓ سے کہی۔ حضرت عمرؓ حضورؐ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! خویلیہ سے جو بات میں نے سنی ہے کیا واقعی آپ نے فرمائی ہے؟ فرمایا ہاں میں نے کہی ہے۔ عمرؓ نے عرض کیا۔ تو پھر جب آپ کو بہنی ثقیف کے متعلق حکم نہیں ہوا ہے تو میں لشکر میں یہاں سے کوچ کا اعلان کر دوں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ہاں حضرت عمرؓ نے کوچ کا اعلان کر دیا۔

عیینہ بن حصن کا ارادہ | جب لوگ تیار ہوئے تو سعید بن جبیر بن اسید بن ابی عمرو

بن حلاج نے آواز دی کہ ایک قبیلہ کے لوگ ٹھہرے ہوئے ہیں۔ عیینہ بن حصن نے کہا ہاں بے شک خدا کی قسم بڑی عزت اور بزرگی کے ساتھ ہیں۔ مسلمانوں میں سے ایک شخص نے عیینہ سے کہا خدا تجھ کو غارت کرے تو مشرکین کی تعریف کرتا ہے۔ حالانکہ تو آنحضرتؐ کی امداد کے لئے آیا تھا۔ عیینہ نے کہا میں اس لئے نہیں آیا تھا کہ تمہارے ساتھ ہو کر ثقیف سے لڑوں۔ میں تو فقط اس لئے آیا تھا کہ اگر محمدؐ نے طائف کو فتح کیا تو ایک عورت میں بھی لوں گا۔ شاید اس عورت سے میرے ہاں اولاد ہو۔ کیونکہ ثقیف نے اس عورت کے مجھ کو دینے سے انکار کر دیا تھا۔

اہل طائف کے غلام | راوی کہتا ہے طائف کے محاصرہ کے دنوں میں اہل طائف کے

چند غلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور اسلام قبول کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو آزاد کر دیا۔ جب اہل طائف بھی مسلمان ہوئے تو انہوں نے آپؐ سے ان غلاموں کے بارے میں گفتگو کی۔ آپؐ نے فرمایا یہ لوگ خدا کے آزاد کئے ہوئے ہیں۔

ابن اسحاق کہتے ہیں بہنی ثقیف نے مروان بن قیس دوسی کے اہل و عیال کو گرفتار کر لیا تھا اور مروان مسلمان ہو کر رسول اللہ کی مدد کو آئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے

فرمایا اے مروان تم کو جو شخص ملے تم بھی اُس کو اپنے اہل و عیال کے بدلہ میں پکڑ لاؤ۔ چنانچہ مروان ابی بن مالک قشیری کو پکڑ لائے۔ صخاک بن سفیان کلابی نے اس مقدمہ میں ثقیف سے گفتگو کی اور ثقیف نے مروان کے اہل و عیال کو چھوڑ دیا۔ مروان نے بھی ابی بن مالک قشیری کو چھوڑ دیا۔

شہدائے طائف کے نام | بنی اُمیہ بن عبد شمس میں سے سعید بن سعید بن عاص بن اُمیہ اور عروہ بن خباب بنی اسد بن غوث سے ان

کے حلیف -

اور بنی تیم بن مرہ سے عبداللہ بن ابی بکر صدیق ایک تیر کے لگنے سے مدینہ میں آکر آنحضرت کی وفات کے بعد شہید ہوئے -

اور بنی مخزوم میں سے عبداللہ بن ابی اُمیہ بن مغیرہ۔ یہ بھی ایک تیر سے شہید ہوئے اور بنی عدی بن کعب سے عبداللہ بن عامر بن ربیعہ ان کے حلیف -

اور بنی سہم بن عمرو سے سائب بن حرث بن قیس بن عدی اور ان کے بھائی عبداللہ بن حرث - اور بنی سعد بن لیث سے حلیمہ بن عبداللہ شہید ہوئے -

اور انصار میں سے بنی سلمہ سے ثابت بن جندع -

اور بنی مازن بن نجار سے حرث بن سہل بن ابی صعصعہ -

اور بنی ساعدہ میں سے منذر بن عبداللہ -

اور بنی اوس میں سے رقیم بن ثابت بن ثعلبہ بن زید بن لوزان بن معاویہ -

یہ سب بارہ آدمی تھے۔ چنانچہ صحابہ کرام میں سے کل بارہ اشخاص طائف کی جنگ میں شہید ہوئے جن میں سے سات قریش سے اور چار انصار سے اور ایک بنی لیث سے تھے -

طائف سے واپس ہو کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام جعرانہ بددعا کے بجائے دُعا میں تشریف لائے اور ہوازن کے بہت سے قیدی آپ کے

ساتھ تھے -

راوی کتاب ہے طائف کی جنگ میں ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ ثقیف پر بددعا فرمائیے۔ رسول کریم نے دعا کی کہ اے خدا ثقیف کو ہدایت کر کے میرے پاس بھیج -

ہوازن پر احسان

مقام جبرائیل ہی میں ہوا آن کا وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آنحضرت کے پاس چھ ہزار عورتیں اور بچے ہوازن کے قیدی تھے اور اونٹ اور بکری وغیرہ کا تو کچھ حساب ہی نہ تھا۔ جب یہ وفد ہوازن آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو یہ لوگ مسلمان ہو کر آئے تھے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم لوگ شریف خاندان ہیں اور ہم جس بلا و مصیبت میں مبتلا ہیں وہ آپ پر پوشیدہ نہیں ہے۔ آپ ہم پر احسان فرمائیں خدا آپ پر احسان کرے گا۔ ہوازن کی شاخ بنی سعد بن بکر میں سے ایک شخص نے ہیرے جس کی کیفیت ابوصروتھی عرض کیا یا رسول اللہ! ان قیدیوں میں آپ کی چھوٹھیاں اور خالائیں اور وہ عورتیں ہیں جنہوں نے آپ کو پرورش کیا ہے۔ اگر ہم حرث بن ابی شمر یا نعمان بن منذر والی حیرہ کو دو دھ پلاتے اور پھر اُس سے ہم اسی طرح مغلوب ہوتے جیسے کہ اب آپ سے ہوئے تو اس سے بھی ہم یہ امید رکھ سکتے تھے جو آپ سے رکھتے ہیں اور پھر آپ تو سب سے زیادہ مہربان ہیں۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگوں کو اپنی عورتیں اور اولاد زیادہ پیاری ہیں یا مال و اسباب؟

ان لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ جب آپ نے ہم کو مال اور اولاد میں سے ایک چیز کے اختیار کرنے کو فرمایا ہے تو بس ہماری عورتیں اور اولاد ہم کو عنایت کر دیجئے۔ کیونکہ یہی ہم کو زیادہ پیاری ہیں۔ آپ نے فرمایا میرے اور بنی عبدالمطلب کے حصہ میں جو تمہارے قیدی آئے ہیں وہ میں نے تم کو دیئے اور جس وقت میں ظہر کی نماز لوگوں کے ساتھ پڑھ چکوں اُس وقت تم کھڑے ہو کر کہنا کہ ہم رسول خدا کو شفیع گردان کر مسلمانوں سے اور مسلمانوں کو شفیع گردان کر رسول اللہ سے عرض کرتے ہیں کہ ہماری اولاد اور عورتیں ہم کو واپس مل جائیں۔ اُس وقت میں تم کو دیدوں گا۔ چنانچہ جب آنحضرت نے ظہر کی نماز جماعت سے ادا کی ان لوگوں نے رسول اکرم کے مشورہ کے مطابق وہ بات کہی۔ آپ نے فرمایا میں نے اپنا اور بنی عبدالمطلب کا حصہ تم کو دیا۔ مہاجرین اور انصار نے کہا کہ ہم نے بھی اپنا حصہ رسول اللہ کی نذر کیا۔ اقرع بن حابس نے کہا میں اپنا اور بنی تمیم کا حصہ نہیں دیتا اور عیینہ بن حصن نے کہا میں اپنا اور بنی فزارہ کا حصہ نہیں دوں گا اور عباس بن مرداس نے کہا میں بھی اپنا اور بنی سلیم کا حصہ نہیں دوں گا۔ بنی سلیم نے عباس کا یہ قول سن کر

کہا نہیں ہم اپنا حقہ آنحضرت کی نذر کرتے ہیں۔ عباس نے ان سے کہا تم نے مجھ کو اس وقت خفیہ کر دیا۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! تم میں سے جو شخص ان قیدیوں کی واپسی میں سے اپنے حقہ کے قیدی لے گا اُس پر چھ باتیں فرض ہوں گی۔ یہ سن کر

سب لوگوں نے اپنے قیدی واپس کر دیئے۔ ان قیدیوں میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو ایک لونڈی ریطہ بنت ہلال بن حیان بن عمیرہ بن ہلال بن ناصر بن قصبہ بن نصر بن سعد بن بکر عنایت کی تھی۔ اور ایک لونڈی حضرت عثمانؓ کو دی تھی جس کا نام زینب بنت حیان بن عمرو بن حیان تھا۔ اور ایک لونڈی عمرؓ بن خطاب کو دی تھی جو انہوں نے اپنے بیٹے عبداللہ کو بخش دی تھی۔ عبداللہ کہتے ہیں میں نے اس لونڈی کو اپنے ماموں کے پاس بھیجا تھا جو بنی جمح میں تھے، تاکہ میں کعبہ کا طواف کر کے اُن کے پاس پہنچ جاؤں۔ پھر جس وقت میں طواف کر کے مسجد حرام سے نکلا تو میں نے دیکھا کہ لوگ دوڑے چلے جا رہے ہیں۔ میں نے پوچھا کیا بات ہے؟ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری عورتیں اور اولاد ہم کو واپس عنایت کر دی۔ میں نے کہا تمہاری ایک عورت بنی جمح میں ہے اُس کو بھی لیتے جاؤ۔ چنانچہ وہ لوگ اُس لڑکی کو لے گئے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں عیینہ بن حصن نے ہوازن کے قیدیوں میں سے ایک بڑھیا لی۔ اور کہتا تھا مجھ کو معلوم ہوتا ہے کہ یہ بڑھیا کسی امیر گھرانے کی ہے اس کے فدیہ میں بہت سادہ و پیہ میرے ہاتھ آئیگا۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہوازن کو قیدی واپس کئے تو عیینہ نے اُس بڑھیا کے دینے سے انکار کیا۔ نہ ہیرا بوسر نے اس سے کہا اے عیینہ یہ بڑھیا تیرے کس کام کی ہے۔ تو بھی اس کو واپس کر دے۔



غنیمتِ حنین اور اُس کی تقسیم

مالک بن عوف کا اسلام | راوی کہتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہوازن کے وفد سے مالک بن عوف کو دریافت کیا۔ انہوں نے کہا وہ طائف

میں ثقیف کے پاس ہے، آنحضرتؐ نے فرمایا اگر وہ مسلمان ہو کر میرے پاس آئے تو میں اس کے اہل و عیال کو بھی اُسے واپس کر دوں اور سو اونٹ بطور انعام کے اور دوں۔ جب مالک بن عوف کو یہ خبر ہوئی تو اُس نے خیال کیا کہ اگر ثقیف کو میرے پاس جانے کی خبر ہوگی تو ضرور یہ مجھ کو روکیں گے۔ پس اس خیال سے اُس نے اپنی اونٹنی کو طائف سے کچھ فاصلہ پر تیار کھڑا کر دیا اور پھر رات کو گھوڑے پر سوار ہو کر طائف سے نکل کر اونٹنی پر سوار ہوا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جعرانہ یا مکہ میں پہنچ گیا اور اسلام سے مشرف ہوا۔ اور بہت اچھا اسلام لایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسب وعدہ اس کے اہل و عیال کو مع سو اونٹوں کے اس کے ساتھ روانہ فرمایا۔

پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مالک بن عوف کو اُن قبائل کا سردار کر دیا جو ان کی قوم سے مسلمان ہوئے تھے اور یہ قبائل شمال اور سلمہ اور فہم تھے۔ مالک ان کو لے کر بنی ثقیف پر حملے کیا کرتے تھے یہاں تک کہ اُن کو تنگ کر دیا۔

مالِ غنیمت | ابن اسحاق کہتے ہیں جب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوازن کے قیدیوں کے واپس کرنے سے فارغ ہوئے تو لوگوں نے آپ سے کہنا شروع کیا کہ یا رسول اللہ! اونٹ اور کبری وغیرہ جو کچھ مال ہے اُس کو تو آپ ہم میں تقسیم فرمادیں۔ یہاں تک کہ درخت کے سایہ میں آپ سے اس بات پر بہت مصر ہوئے اور رسول پاک کی چادر اس درخت سے الجھ کر گر پڑی۔ فرمایا اے لوگو! میری چادر تو مجھ کو دو۔ اگر تمہارے درختوں کی گنتی کے برابر

بھی مال ہوتا تو میں اس کو تمہارے درمیان تقسیم کر دیتا اور تم ہرگز مجھ کو بخیل نہ پاتے اور نہ چھوٹا دیکھتے۔ پھر آپ ایک اونٹ کے پہلو میں کھڑے ہوئے۔ اونٹ بیٹھا ہوا تھا آپ نے اس کے کوبان کے چند بال اپنی دو انگلیوں میں پکڑ کر فرمایا۔

”اے لوگو میرے لئے تمہارے مال غنیمت اور ان بالوں میں سے سو اٹھس کے اور کچھ نہیں ہے اور یہ خمس بھی پھر تم ہی پر واپس ہو جاتا ہے۔ لہذا اب تم سوٹی اور تاگا یا جو جو ادنیٰ چیز بھی مال غنیمت کی کسی کے پاس ہو سب کو ادا کرو اور پہنچا دو کیونکہ نبیؐ خاں کے لئے قیامت کے روز عار اور نار اور شناہ ہے۔“ یعنی شرم۔ دوزخ کی

آگ اور ذلت ہے۔

ناوی کہتا ہے رسول اقدسؐ کے اس فرمان کو سن کر انصار میں سے ایک شخص اُون کے دھاگوں کا ایک گچھا اٹھالایا اور عرض کیا یا رسول اللہؐ میں نے ان دھاگوں کو اپنے اونٹ کا پالان درست کرنے کے لئے دکھ لیا تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس میں جس قدر میرا حصہ ہے وہ میں نے تجھ کو دیا۔ اُس شخص نے کہا جب یہ بات ہے تو میں اس کو نہیں لیتا اور اُس نے اُس کو ڈال دیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں رسول کریمؐ نے اس مال غنیمت میں **مؤلفۃ القلوب کے لئے عطیات** سے مؤلفۃ القلوب کو جو اثرات لوگ تھے اُن کے

دل مائل کرنے کے لئے بہت سامان اُن کو عنایت کیا۔ چنانچہ سو اونٹ ابوسفیان بن حرب کو اور تنو اونٹ اس کے بیٹے معاویہ کو دیئے اور سو اونٹ حکیم بن حزام اور سو اونٹ حرث بن حرب بن کلاہ کو دیئے اور تنو اونٹ سہیل بن عمرو کو اور سو اونٹ حویطب بن عبد العزیٰ بن ابی قیس کو اور تنو اونٹ علاء بن جافیہ ثقفی کو اور تنو اونٹ عبید بن حصن بن حذیفہ بن بدر کو اور تنو اونٹ اقرع بن حابس تمیمی کو۔ اور تنو اونٹ مالک بن عوف نصری کو اور تنو اونٹ صفوان بن اُمیہ کو عنایت کئے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تنو اونٹ عنایت کئے اور باقی قریش میں سے لوگوں کو تنو سے کم اونٹ عنایت کئے جن میں سے بعض لوگ یہ ہیں۔ مخزومہ بن نوفل نہہری اور عمیر بن وہب جمحی اور ہشام بن عمرو عامری وغیر ہم۔ یہ مجھ کو یاد نہیں کہ

لہ اُن نو مسلم حضرات کو کہتے ہیں جن کی دلداری اور مالی معاونت مقصود ہو۔ (مرتب)

آپ نے ان کو کیا کیا عنایت کیا۔ مگر یہ ضرور ہے کہ تنہا سے کم کہ دیئے تھے۔

سعید بن یربوع بن عنکبشہ بن عامر بن مخزوم اور سہمی کو پچاس پچاس اونٹ دیئے۔ ابن ہشام کہتے ہیں سہمی کا نام عدی بن قیس ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اور عباس بن مرواس کو آنحضرتؐ نے چند اونٹ عنایت کئے۔ اس نے چند اشعار کہے جن میں انعام کے قلیل ہونے کا بیان کیا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا اس کو لے جا کر میری طرف سے اس کی زبان کاٹ دو۔ چنانچہ صحابہ نے لہجہ لہجہ سے اس کو اتنا مال دیا کہ وہ خوش ہو گیا اور سہمی اس کی زبان کا کٹنا تھا۔

ابن ہشام کہتے ہیں عباس بن مرواس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا اے عباس تو نے یہ شعر کہا ہے

قَاتِلْتُمَا نَهْشِي لَهْبِي لَعِينِي
بَيْتِ اَنَا قَرِيحٍ وَالْعَيْنِيَّةِ

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ بتین العینۃ والقریح ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ایک ہی بات ہے۔ یوں کہو چاہے یوں کہو۔ حضرت ابو بکر نے کہا بے شک میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ایسے ہی ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی شان میں فرمایا ہے۔ وَمَا عَلَّمْنَاكَ الشُّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ، یعنی نہ ہم نے ان اپنے رسول کو شعر کہنا سکھایا ہے نہ یہ ان کی شان کے لائق ہے۔

ابن ہشام اہل علم سے روایت کرتے ہیں کہ قریش وغیرہ قبائل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقام جعرانہ میں بیعت لی اور حنین کے مال غنیمت میں سے ان کو بہت کچھ عنایت کیا۔

بنی امیہ بن عبد شمس میں سے ابوسفیان بن حرب بن امیہ اور طلحہ بن سفیان بن امیہ اور خالد بن اسید بن ابی العیص بن امیہ کو دیا۔

اور بنی عبدالدار بن قضی میں سے شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ بن عبدالعزیٰ بن عثمان بن عبدالدار اور ابوالسائل بن بلک بن حرث بن عمیلہ بن سباق بن عبدالدار۔ اور عکرمہ بن عامر بن ہاشم بن عبدالمناف بن عبدالدار۔

بنی مخزوم میں سے زہیر بن ابی امیہ بن مغیرہ۔ اور حرث بن ہشام بن مغیرہ اور خالد بن ہشام بن مغیرہ اور سفیان بن عبدالاسد بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم۔ اور سائب بن

ابی سائب بن عائد بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم -
 بنی عدی بن کعب مطیع بن اسود بن حارثہ بن نضلہ اور ابو جہم حذیفہ بن غانم -
 بنی جمح بن عمرو سے صفوان بن امیہ بن خلف اور اصیجہ بن امیہ بن خلف اور عمیر بن وسم
 بن خلف -

بنی سہم میں سے عدی بن قیس بن حذافہ -
 بنی عامر بن لوئی سے حویطب بن عبدالعزیٰ بن ابی قیس بن عبدود - اور ہشام بن عمرو
 بن ربیعہ بن حرث بن جلیب -
 اور دیگر قبائل عرب میں سے بنی بکر بن عبدمنات بن کنانہ سے نوفل بن معادیہ بن عروہ بن
 صخر بن لذن بن بصر بن نفاثہ بن عدی بن الدیل -
 بنی کلاب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ سے علقمہ بن علاقہ بن عوف بن احوں بن جعفر بن
 کلاب اور لبید بن ربیعہ بن مالک بن جعفر بن کلاب -
 بنی عامر بن ربیعہ سے خالد بن ہوزہ بن ربیعہ بن عمرو بن عامر بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ
 اور حرملہ بن ہوزہ بن ربیعہ بن عمرو -

بنی نصر بن معاویہ سے مالک بن عوف بن سعید بن یربوع -
 بنی سلیم بن منصور سے عباس بن مرداس بن ابی عامر -
 بنی غطفان کی شاخ بنی فزادہ سے عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر - اور بنی تمیم کی شاخ
 بنی حنظلہ سے اقرع بن حابس بن عقال -

ان سب لوگوں کو رسول اللہ نے اس مال سے عنایت کیا -

جعیل بن سراقہ کی فضیلت | ابن اسحاق کہتے ہیں کسی صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 سے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے اقرع بن حابس اور
 عیینہ بن حصن کو تو اس مال میں سے تلو تلو اونٹ عنایت فرمائے اور جعیل بن سراقہ صغریٰ کو
 چھوڑ دیا۔ آپ نے فرمایا جعیل تمام روئے زمین کے لوگوں سے بہتر ہیں۔ دنیا کا ہر آدمی عیینہ اور
 اقرع بن حابس جیسا ہے ان دونوں کو میں نے ان کی تالیفِ قلوب کے لئے دیا ہے ملاو جعیل
 کو اُس کے اسلام کے سپرد کیا ہے -

ذوالخولیرہ کا اعتراض | مقسم ابوالقاسم کہتے ہیں میں اور تلید بن کلاب لیشی ہم دونوں

عبداللہ بن عمرو بن عاص کے پاس آئے اور وہ ہاتھوں میں جوتا لٹکائے ہوئے کعبہ کا طواف کر رہے تھے۔ ہم نے ان سے کہا کہ کیا آپ اس وقت موجود تھے جب مخنین کے دن تمہیں شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گفتگو کی۔ عبداللہ نے کہا ہاں۔ میں موجود تھا کہ ایک تمیمی شخص جس کو ذوالخو لیسرہ کہتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کھڑا ہوا اور آپ اس وقت لوگوں کو مال تقسیم کر رہے تھے۔ اس نے کہا اے محمدؐ میں نے خوب دیکھا جیسا تم آج کر رہے ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں تو نے کیا دیکھا؟ اس نے کہا تم نے مال کے تقسیم کرنے میں انصاف نہیں کیا۔ آپ نے فرمایا تجھ کو خرابی ہو جب میرے پاس انصاف نہ ہوگا تو پھر کس کے پاس انصاف ہوگا اور آنحضرتؐ کو اس کے اس کہنے سے بہت غصہ آیا۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ مجھ کو اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن مار دوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمرؓ اس کو چھوڑ دے۔ عنقریب اس کے ساتھ ایسے لوگ ہوں گے جو دین کی باتوں میں بہت غلو کریں گے حالانکہ دین سے بالکل نکل جائیں گے۔ جیسے شکار سے تیر نکل جاتا ہے اور شکار کے خون وغیرہ کا کوئی نشان اس کے پیکان یا پھل یا پروں پر دکھائی نہیں دیتا۔

انصار سے رسول اللہ کی گفتگو | ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بخششیں قریش اور دیگر قبائل عرب پر کیں اور انصار کو کچھ عنایت نہ کیا تو انصار کے دلوں میں طرح طرح کے خیال پیدا ہوئے۔ یہاں تک کہ ان میں اس بات کی چیمگیٹیاں ہونے لگیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے امتراء کو اس قدر مال عنایت کیا اور ہم کو کچھ نہ دیا۔ جب بہت قیل وقال ہوئی تو سعد بن عبادہ نے نبی اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! انصار ایسا ایسا کہہ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا اے سعد! کیا تم بھی ان کے ساتھ ہو؟ سعد نے کہا یا رسول اللہ! میں تو اس بات میں ان کا شریک نہیں ہوں مگر میری قوم کی ہی گفتگو ہے۔

رسول پاکؐ نے فرمایا تم جا کر سب انصار کو ایک احاطے میں جمع کرو۔ سعد بن عبادہ نے جا کر سب انصار کو ایک احاطے میں جمع کیا اور آنحضرتؐ کو خبر کی۔ آپ تشریف لائے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد آپ نے فرمایا :-

و اے انصار مجھ کو معلوم ہوا ہے کہ تم لوگوں کے دل میں میری طرف سے خیالات پیدا

ہوئے ہیں کیا میں تمہارے پاس ایسے وقت میں نہیں آیا جبکہ تم گمراہ تھے۔ پھر خدا نے تم کو ہدایت کی اور تم فقیر تھے۔ خدا نے تم کو غنی کیا اور تم آپس میں ایک دوسرے کے دشمن تھے خدا نے تم کو دوست بنا دیا۔“

انصار نے کہا بے شک خدا اور رسول نے ہم پر بڑا احسان اور فضل کیا۔ پھر آپ نے فرمایا اے انصار مجھ کو جواب کیوں نہیں دیتے۔ انصار نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ کو کیا جواب دیں۔ آپ کا ہم پر بڑا احسان اور فضل ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم مجھ کو یہ جواب دو تو دے سکتے ہو۔ اور اس میں تم سچے ہو اور تمہاری سچائی کو مانا بھی جائے گا۔ تم مجھ کو یہ جواب دے سکتے ہو کہ جب تم ہمارے پاس آئے تو لوگ تم کو جھٹلاتے تھے۔ ہم نے تمہاری تصدیق کی اور سب سے تمہیں بے یار و مددگار چھوڑ دیا تھا ہم نے تمہاری مدد کی اور لوگوں نے تم کو نکال دیا۔ ہم نے تم کو جگہ دی اور تم دل شکستہ تھے۔ ہم نے تمہاری دلجوئی کی۔ اے انصار! کیا تم دنیا کی حقیر شے کے لئے رنجیدہ و غمگین ہو گئے۔ یہ میں نے ان لوگوں کو دیا ہے جن کو میں اسلام کی طرف راغب کرنا چاہتا ہوں اور تم کو میں نے تمہارے اسلام کے سپرد کیا ہے۔ اے انصار کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ کوئی اذن لے کر جائے اور کوئی کبریٰ کو لیکر جائے اور تم رسول اللہ کو اپنے ساتھ لے کر جاؤ۔ پس قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے۔ اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں بھی انصار ہی میں سے ایک شخص ہوتا۔ اگر تمام لوگ ایک راستے پر چلیں اور انصار دوسرے راستے پر چلیں تو میں انصار ہی کا راستہ اختیار کروں گا۔ اے خدا انصار پر رحم فرما اور انصار کے بیٹوں اور بیٹیوں کے بیٹوں پر رحم فرما۔

راوی کہتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کو سُن کر انصار اتنا روئے کہ ان کی ڈاڑھیاں تر ہو گئیں اور سب نے بالاتفاق کہا ہم رسول خدا کی بخشش اور تقسیم سے بہ دل و جان راضی ہیں۔ پھر رسول اللہ بھی تشریف لے آئے اور انصار بھی چلے گئے۔



رسول اللہ کا عمرہ اور کعب بن زہیر کا اسلام

عمرے کی ادائیگی | ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باقی مال غنیمت کو مقام بجنہ میں جو مظہران کے قریب ہے لے جانے کا حکم دیا۔ خود عمرہ کے لئے مکہ میں تشریف لائے اور عمرہ سے فارغ ہو کر عتاب بن اسید کو مکہ کا حاکم مقرر کر کے مدینہ کو روانہ ہوئے۔ اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو بھی لوگوں کی تعلیم و تلقین کے لئے مکہ میں چھوڑ گئے۔

ابن ہشام کہتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عتاب کو مکہ کا حاکم مقرر کیا تو ایک درہم روزانہ ان کی تنخواہ مقرر کی تھی۔ عتاب نے لوگوں کو جمع کر کے خطبہ پڑھا اور بیان کیا کہ اے لوگو! جس کو ایک درہم روز ملے اور پھر وہ مجھ کا رہے اللہ اس کا کبھی ساتھ نہ بھرے۔ آپ نے میرا ایک درہم روز مقرر کیا ہے اب مجھ کو کسی سے کچھ لینے کی ضرورت نہیں ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں رسول پاک کا یہ عمرہ ذی قعدہ ۶ میں ہوا۔ اور آخر ذی قعدہ یا شروع ذی الحجہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں واپس پہنچے۔ اور باقی مال غنیمت بھی رسول مقبول کے ساتھ تھا۔

ابن ہشام کہتے ہیں جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں تشریف فرما ہوئے تو چھ راتیں ذی قعدہ کی باقی تھیں۔

ابن اسحاق کہتے ہیں۔ اس سال عرب نے جس طرح کہ حج کرتے تھے اسی طرح حج کیا اور عتاب نے بھی مسلمانوں کے ساتھ حج کیا اور طائف کے لوگ اسی طرح اپنے ٹبرک پر رمضان ۶ میں تک قائم رہے۔

کعب بن زہیر کا اسلام | راوی کہتا ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طائف سے واپس ہوئے تو بحیر بن زہیر بن ابی سلمیٰ نے اپنے بھائی کعب بن

ذہیر کو لکھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ میں اُن شاعروں کو قتل کر دیا ہے جو آپ کی ہجو کیا کرتے تھے اور آپ کو ایذا دیتے تھے اور قریش کے شعراء میں سے ابن زبیری اور ہبیرہ بن وہب بھاگ گئے ہیں اُن کا کہیں پتہ نہیں ہے اس لئے اگر تمہارا دل چاہے تو آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام اختیار کرو۔ کیونکہ آپ اُس شخص کو قتل نہیں کرتے جو آپ کے پاس تائب ہو کر آتا ہے۔ اور اگر یہ بات تمہارا دل قبول نہ کرے تو اپنی بجات کی کوئی جگہ تلاش کر لو۔

جب کعب کے پاس یہ خط پہنچا تو نہایت حیران ہوئے کہ کیا کروں؟ جو لوگ اُن کے دشمن وہاں موجود تھے انہوں نے بھی ان کو ڈرایا کہ تم ضرور وہاں جلتے ہی قتل کئے جاؤ گے۔ آخر لاچار ہو کر کعب نے وہ قصیدہ کہا جس میں رسول اکرم کی تعریف کی ہے اور اپنے خوف اور پریشانی اور دشمنوں کی بدگوئی سے ڈرنے کا حال اشعار میں بیان کیا ہے۔

بادگاہِ نبوت میں حاضری | پھر یہ مدینہ میں آکر چھینہ میں سے ایک شخص کے پاس جس سے اُن کی جان پہچان تھی ٹھہرے۔ وہ شخص صبح کے وقت ان کو لے کر مسجد میں حاضر ہوا اور جب رسول اکرم نماز سے فارغ ہوئے تو اُس شخص نے انکو اشارے سے بتلایا کہ آنحضرت وہ تشریف رکھتے ہیں تم جا کر آپ سے اپنے لئے امان مانگ لو۔ کعب بن ذہیر آنحضرت کے پاس آئے اور آپ کے قریب بیٹھ کر اپنا ہاتھ آپ کے ہاتھ میں رکھ دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو پہچانتے نہ تھے۔ پھر انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر کعب بن ذہیر توبہ کر کے اور مسلمان ہو کر آپ کے پاس آئے تو آپ اُس کی توبہ کو قبول فرمائیں گے؟ اگر میں اُس کو آپ کی خدمت میں حاضر کروں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں میں اُس کی توبہ قبول کروں گا۔ کعب نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں ہی کعب بن ذہیر ہوں۔ انصار میں سے ایک شخص اس بات کو سن کر کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! مجھ کو اجازت دیجئے کہ میں اس دشمن خدا کی گردن مار دوں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں اس کو چھوڑ دو یہ توبہ کر کے آیا ہے۔

قصیدہ بانٹ سعادت | راوی کہتا ہے اسی سبب سے کعب بن ذہیر کے دل میں انصار کی طرف سے بُرائی پیدا ہو گئی تھی۔ کیونکہ مہاجرین میں سے کسی نے کعب کے حق میں ہجو بھلائی کے کوئی بات نہیں کہی اور اسی سبب سے کعب نے اپنے اُس قصیدہ میں جو آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہونے کے وقت پڑھا مہاجرین کی تعریف کی ہے اور انصار کی ہجو

کی طرف اشارہ کیا ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب انصار نے کعب کے قصیدہ کا یہ شعر سنا اذاعرج السواد التناہیل
تو کہا اس شعر سے بے شک کعب نے ہماری ہجو کی ہے۔ کیونکہ ہم میں سے ایک شخص نے اُس روز
رسول اللہ کے سامنے اس کے حق میں اس کے خلاف کہا تھا اور انصار کعب پر بہت خفا ہوئے
کعب کو جب یہ خبر ہوئی تب انہوں نے انصار کی تعریف میں یہ اشعار کہے۔

مَنْ سَرَّكَ كَرَمُ الْخِيَاةِ فَلَا يَزُلْ فِي مَقْتَدِبِ بْنِ صَالِحٍ اِنَّ نَصَابِ
ترجمہ :- جس شخص کو عمدہ زندگی گزارا فی مقصود ہو اُس کو لازم ہے کہ ہمیشہ انصار کے نیک لوگوں کی
جماعت میں شامل رہے۔

وَدَرُّوا الْمَسَاكِمَ كَابِرًا عَن كَابِرٍ اِنَّ الْخِيَاةَ هُمْ بَعْدُ اِنَّ خِيَاةَ
بزدگیوں کو انہوں نے باپ دادا سے پایا ہے۔ بے شک یہ لوگ نیک اور نیکوں کی
اولاد ہیں۔

ابن ہشام کہتے ہیں جب کعب نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں اپنا قصیدہ بآنت
سَعَادُ سُنَايَا تَوَاخَفْتُمْ نِيَّ فَرَمَايَا اے کعب بن زہیر تو نے انصار کا بھلائی کے ساتھ ذکر
کیوں نہ کیا۔ یہ لوگ اس لائق ہیں کہ ان کا بھلائی کے ساتھ ذکر کیا جائے۔ تب کعب بن زہیر نے
انصار کی تعریف میں وہ اشعار کہے اور یہ اشعار کعب کے قصیدہ کے ہیں۔



غزوة تبوک (۱)

جہاد کی تیاری | ابن اسحاق کہتے ہیں ذی قعد سے لے کر حجب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف فرما رہے۔ پھر حجب میں آپ نے مسلمانوں کو رومیوں پر جہاد کرنے کی تیاری کا حکم دیا۔ یہ ایسا وقت تھا کہ گرمی کی بہت شدت تھی اور لوگوں کے باغات وغیرہ میں پھل تیار نہ ہوئے تھے۔ اس سبب سے لوگ اپنے اپنے گھروں میں رہنا چاہتے تھے۔ راوی کہتا ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی غزوة کا ارادہ کرتے تھے تو لوگوں سے اُس کے خلاف فرمایا کرتے تھے تاکہ دشمن کو خبر نہ ہو۔ یعنی اگر مشرق پر جہاد کا ارادہ ہوتا تو مغرب کو ظاہر کرتے۔ مگر اس غزوة تبوک کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہ سبب مشقت اور تکلیف کے جو اس سفر میں پیش آنی متوقع تھی ظاہر فرما دیا اور دشمن کی تعداد بھی کثیر تھی اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو ظاہر کر دیا تاکہ لوگ کثرت کے ساتھ جمع ہوں اور اچھی طرح سے ساز و سامان درست کر لیں۔ اور لوگوں سے صاف طور پر فرما دیا کہ ہمارا ارادہ رومیوں پر جہاد کرنے کا ہے۔

جد بن قیس | راوی کہتا ہے انہی تیاری کے دنوں میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جد بن قیس سے جو بنی سلمہ میں سے ایک شخص تھا فرمایا اے جد کیا تو بھی رومیوں کے جہاد میں چلے گا۔ اُس نے کہا یا رسول اللہ مجھ کو تو معافی دیجئے اور فتنہ میں نہ ڈالئے۔ خدا کی قسم! میری قوم خوب جانتی ہے کہ مجھ سے زیادہ کوئی شخص عورتوں کا چاہنے والا نہیں ہے اور مجھ کو یہی ڈر ہے کہ اگر میں نے رومیوں کی عورتوں کو دیکھا تو پھر اپنے قابو سے باہر ہو جاؤں گا اور ہرگز صبر نہ کر سکوں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا یہ جواب سُن کر اُس کی طرف سے اپنا منہ پھیر لیا۔

آیات قرآنی | راوی کہتا ہے جد بن قیس ہی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے :-

وَمِنْهُمْ مَن يَقُولُ اٰمَنَّا بِاٰلِ الْاٰرْبَابِ وَكَانَ فِى الْفِتْنَةِ سَقَطًا وَاِنَّ
 جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌ بِالْكَافِرِيْنَ ط

یعنی منافقوں میں سے ایک وہ شخص ہے جو کہتا ہے کہ مجھ کو معافی دیجئے اور فتنہ میں نہ ڈالئے
 خبردار یہ لوگ فتنہ میں گرے پڑے ہیں (یعنی جو یہ دُوسروں کی عودتوں پر فریفتہ ہوتے کے فتنہ سے
 ڈرتا ہے اُس سے بڑھ کر فتنہ میں یہ گرے پڑے یعنی رسول اللہ کے ساتھ جہاد میں شریک ہونے سے بچھے
 رہ گیا) اور بیشک جہنم کافروں کو گھیرے ہوئے ہے۔

اور جب بعض منافقوں نے کہا کہ تم کیوں گرمی کے موسم میں سفر کر کے حیران و پریشان ہوتے
 ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی :-

وَقَالُوا لَا تَنْفِرُوا فِى الْحَرِّ وَاِىُّ الْحَرِّ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ط لَوْ سَاَنَ يَفْقَهُوْنَ ط
 فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّ يَبْكُوْا كَثِيْرًا ط حٰزًا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ؕ

ترجمہ :- اور منافقوں نے (کہا کہ اس گرمی کے موسم میں جہاد کو نہ جاؤ۔ کہہ دو آتش دوزخ کی
 گرمی بڑی سخت ہے۔ اگر وہ سمجھتے ہوں تو لازم ہے کہ وہ ہنسیں تھوڑی اور روئیں بہت
 اس کہتوت کے بدلے میں جو وہ کرتے ہیں :-

خدا کی راہ میں شہرچ | ابن ہشام کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس غزوہ کی
 تیاری کا بہت تاکید سے حکم دیا اور تو نگر لوگوں کو مال کے خرچ کرنے
 اور راہِ خدا میں غریب لوگوں کو سواریاں دینے کی ترغیب دی۔ چنانچہ بہت لوگوں نے اپنے مال
 لاؤ خدا میں خرچ کئے اور بہت لوگوں نے نہ کئے اور حضرت عثمانؓ نے اس غزوہ میں اس قدر مال
 خرچ کیا کہ کسی نے نہ کیا تھا۔

ابن ہشام کہتے ہیں مجھ کو روایت پہنچی ہے کہ حضرت عثمانؓ نے حبش عسرت یعنی غزوہ
 تبوک میں ایک ہزار دینار زرِ سرخ خرچ کئے تھے اور آنحضرتؐ نے دعا کی تھی کہ اے اللہ میں عثمانؓ
 سے راضی ہوں تو بھی راضی ہو۔

چند مسلمانوں کی بے چارہ گی | ابن اسحاق کہتے ہیں پھر سات آدمی انصار وغیرہ قبائل سے
 آئے ان کے نام یہ ہیں۔ بنی عمرو بن عوف سے سالم بن عمیر اور بنی حارثہ سے علیہ بن زید اور
 بنی مازن بن نجار سے ابولیلی عبدالرحمن بن کعب اور بنی سلمہ سے عمرو بن حمام بن جموع اور

عبداللہ بن مغفل منزل اور بعض کہتے ہیں عبداللہ بن عمرو مزی اور بہری بن عبداللہ واقفی اور عرباض بن ساریہ فزازی۔ ان لوگوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سواریاں طلب کیں۔ آپ نے فرمایا میرے پاس سواری نہیں ہے جس پر میں تم کو سوار کروں۔ چنانچہ یہ لوگ اپنی مفلسی سے روتے ہوئے آپ کے پاس سے رخصت ہوئے۔

ابن یامین بن عمیر بن کعب لہزی نے ابولیلیٰ عبدالرحمن بن کعب اور عبداللہ بن مغفل کو روتے ہوئے دیکھ کر پوچھا کہ کیوں روتے ہو؟ انہوں نے کہا ہم آپ کے پاس سواری طلب کرنے گئے تھے۔ آپ نے فرمایا میرے پاس سواری نہیں ہے جو میں تم کو دوں۔ ابن یامین نے اپنے پاس سے ایک اونٹ دے دیا اور یہ دونوں اُس پر سوار ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ گئے۔

اعراب کا عذر | ابن اسحاق کہتے ہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کچھ اعرابی لوگ جہاد کی شرکت سے معذوری ظاہر کرنے آئے کہ ہم بسبب عذر کے شریک نہیں ہو سکتے۔ جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں کیا ہے۔ مجھ سے کسی شخص نے بیان کیا ہے کہ یہ لوگ بنی غفار میں سے تھے۔

راوی کہتا ہے اور بعض سچے مسلمان بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس جہاد میں شریک ہونے سے رہ گئے تھے جن میں سے بعض لوگ یہ ہیں۔ کعب بن مالک بن ابی کعب سلمیٰ اور مرادہ بن ربیع اور ہلال بن اُمیہ، واقفی اور ابو خثیمہ سالمی۔ یہ لوگ سچے مسلمان تھے نفاق وغیرہ سے مہتم نہ کئے جاتے تھے۔

پھر جب رسول اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوری تیاری کر کے سفر شروع کیا تو پہلے اپنے لشکر کو آپ نے مقام ثنیۃ الوداع میں ٹھہرایا اور مدینہ پر محمد بن مسلمہ انصاری کو اور بعض کہتے ہیں سباع بن عرفطہ کو حاکم مقرر کیا۔

حضرت علی ابن ابی طالب | ابن اسحاق کہتے ہیں عبداللہ بن ابی نے اپنا لشکر علیہ، رسول اللہ کے لشکر سے کچھ فاصلہ پر کھڑا کیا۔ تمام منافقین اور اہل شک و ریب اس کے ساتھ تھے۔ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آگے روانہ ہوئے تو عبداللہ بن ابی منافقوں کے ساتھ پیچھے رہ گیا اور آپ کے ساتھ نہ گیا۔ آنحضرت نے حضرت علی بن ابی طالب کو اپنے گھر کی حفاظت کے لئے مدینہ میں چھوڑ دیا تھا۔ منافقوں نے یہ کہنا

شروع کیا کہ علیؑ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوجھ ہلکا کرنے کے لئے چھوڑ گئے ہیں۔ کیونکہ علیؑ کے ساتھ جانے سے آنحضرتؐ پر بڑا بار ہوتا۔ حضرت علیؑ اس بات کو سن کر بہت ناراض ہوئے اور اپنے ہتھیار پہن کر مقام جبروت میں رسول اکرمؐ کے پاس پہنچے اور عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ مجھے بوجھ سمجھ کر چھوڑ آئے ہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ وہ لوگ جنہوں نے تم سے یہ بات کہی ہے جھوٹ بولتے ہیں۔ میں نے تم کو فقط اپنے اہل و عیال کی حفاظت کے لئے چھوڑا ہے تم جاؤ اور وہیں رہو۔ اے علیؑ کیا تم اس بات سے لاشعری نہیں ہو کہ مجھ سے بمنزلہ ہادون کے موسیٰ سے ہو مگر یہ بات ہے کہ میرے بعد نبی نہیں ہے (اور ہادون نبی تھے) پھر حضرت علیؑ تو مدینہ کو چلے آئے اور آنحضرتؐ آگے روانہ ہوئے۔

ابو خثیمہ کی پیشمانی | ابن اسحاق کہتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ سے گئے ہوئے کئی روز گزر گئے تو ابو خثیمہ ایک دن اپنے گھر میں آئے اور وہ وقت سخت گرمی کا تھا دیکھا کہ ان کی دونوں بیویوں نے ان کے لئے پانی خوب ٹھنڈا کر رکھا ہے اور کھانا بھی تیار ہے۔ ابو خثیمہ نے اس سامان کو دیکھ کر کہا: افسوس ہے کہ رسول خدا تو اس گرمی اور لو کے سفر میں ہوں اور ابو خثیمہ یہ ٹھنڈا پانی اور عمدہ کھانا خوب صورت عودت کے پاس بیٹھ کر کھائے یہ ہرگز انصاف نہیں ہے۔

پھر اسی وقت ابو خثیمہ نے اپنی بیویوں سے کہا کہ جلد سامان سفر میرے لئے تیار کرو تاکہ میں آپ کے پاس پہنچوں۔ بیویوں نے سامان درست کیا اور ابو خثیمہ اونٹ پر سوار ہو کر آپ کی تلاش میں روانہ ہوئے۔ راستہ میں ان کو عمیر بن وہب حجی بھی مل گئے۔ یہ بھی آنحضرتؐ کی تلاش میں جا رہے تھے یہاں تک کہ تبوک میں یہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جا ملے۔ جب مسلمانوں نے دُور سے ان کو آتے دیکھا تو کہنے لگے کہ راستہ میں ایک سوار آرہا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ابو خثیمہ ہوں گے۔ جب یہ نزدیک پہنچے تو لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! خدا کی قسم ہاں ابو خثیمہ ہی ہیں۔ اور ابو خثیمہ نے راستہ میں عمیر بن وہب سے کہا تھا کہ میں نے ایک گناہ کیا ہے تم میرے ساتھ ہی آنحضرتؐ کی خدمت میں چلنا مجھ سے الگ نہ ہو جانا۔ چنانچہ جب یہ رسول کریمؐ کی خدمت میں آئے اور سلام کیا تو آپ نے فرمایا اے ابو خثیمہ! تم پر افسوس ہے۔ تب ابو خثیمہ نے اپنا سارا قصہ بیان کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے اور ان کے حق میں دُعا کی خیر کی۔

عذاب شدہ بستیاں | راوی کہتا ہے اس سفر میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام حجر میں پہنچے تو یہاں ٹھہرے۔ لوگوں نے یہاں کے کوئٹھ سے پانی بھرا۔ آپ نے فرمایا یہاں کا پانی کوئی نہ پینا اور نہ نماز کے لئے اس پانی سے وضو کرنا اور جو آٹا تم نے گوندھا ہو اس کو بھی آونٹوں کو کھلا دینا خود نہ کھانا اور رات کو جو شخص تم میں سے لشکر کے باہر جائے وہ تنہا نہ جائے بلکہ کسی دوسرے کو ساتھ لے کر جائے۔

راوی کہتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے موافق سب لوگوں نے عمل کیا۔ مگر بنی ساعدہ کے دو شخص بھول گئے اور ان میں سے ایک قنعا ماجت کے لئے رات کو تنہا گیا راستہ میں اس کو خناق کا عارضہ ہو گیا۔ اور دوسرا اپنا اونٹ تلامش کرنے گیا تھا اس کو آندھی نے بنی طے کے پہاڑوں کے درمیان میں جو یہاں سے ایک مدت کے راستہ پر دوڑتے پھینک دیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر ہوئی فرمایا اسی لئے میں نے تم کو پہلے ہی منع کیا تھا کہ تنہا کوئی شخص باہر نہ نکلے۔ پھر آنحضرت نے اس شخص کے لئے دعا کی جس کو خناق ہو گیا تھا۔ خدا نے اس کو شفا دی اور دوسرا شخص جس کو آندھی نے بنی طے کے پہاڑوں میں پھینک دیا تھا جب قبیلہ طے کے لوگ مدینہ میں آپ کی خدمت میں آئے تو اس کو اپنے ساتھ لیتے آئے اور رسول کریم کی خدمت میں پیش کر دیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں ان دونوں آدمیوں کا قصہ مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر نے اور ان سے عباس بن سعد ساعدی نے بیان کیا تھا۔ اور عبداللہ کہتے تھے کہ عباس نے مجھ کو ان دونوں آدمیوں کے نام بھی بتائے ہیں۔ مگر اس بات کا عہد لے لیا ہے کہ کسی اور کو ان کے نام نہ بتانا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اسی سبب سے عبداللہ نے مجھ کو ان کے نام نہیں بتائے۔

ابن ہشام کہتے ہیں جب رسول اکرم مقام حجر سے گزرے ہیں تو کپڑے سے اپنا چہرہ آپ نے ڈھانپ لیا تھا اور صحابہ سے فرماتے تھے کہ ظالموں کے مکانوں سے روٹے ہوئے گزرو۔ ایسا نہ ہو کہ تم بھی اس بلا میں گرفتار ہو جاؤ جس میں وہ گرفتار ہوئے۔

رسول اللہ کی دعا اور بارش | ابن اسحاق کہتے ہیں جب صبح ہوئی تو لوگوں نے رسول مقبول سے پانی نہ ہونے کی شکایت کی۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے اسی وقت ایک ابر بھیجا اور اس قدر بارش ہوئی کہ لوگ سیراب ہو گئے اور پانی سے مشکیں بھر لیں۔

بنی عبدالاشہل میں سے ایک شخص کہتے ہیں۔ میں نے محمود سے پوچھا کہ کیا نفاق لوگوں میں ظاہر معلوم

ہوتا تھا۔ محمود نے کہا ہاں خدا کی قسم! ہر شخص اپنے بھائی اور باپ اور رشتہ دار کے نفاق کو جانتا تھا۔ مگر چہرہ مشتبہ ہو جاتا تھا۔ پھر محمود نے کہا۔ میری قوم کے ایک شخص نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ غزوہ تبوک میں ایک منافق جس کا نفاق ظاہر تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا جب آپ کی دعا سے یہ بادل آیا اور بارش برسی اور لوگ سیراب ہوئے تو بعض مسلمانوں نے اس منافق سے کہا کہ اب ایسا معجزہ دیکھ کر بھی تجھ کو کچھ شبہ ہے۔ اُس نے کہا معجزہ کیسا۔ ایک چلتا ہوا بادل تھا برس گیا۔

ابن لصیت کی منافقت | ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی سفر میں ایک جگہ اترے تھے اور آپ کی سواری کی سانڈنی گم ہو گئی تھی۔ لوگ اُس

کو تلاش کرنے گئے تھے اور آپ کے صحابی عمارہ بن حزم جو بیعت عقبہ اور جنگ بدر میں شریک تھے۔ اِس وقت آپ کی خدمت میں حاضر تھے اور عمارہ کے خیمہ میں ایک شخص زید بن لصیت نامی منافق تھا۔ اِس نے اپنے پاس کے لوگوں سے کہا کہ کیا محمد یہ نہیں کہتے کہ میں نبی ہوں اور میرے پاس آسمان سے خبر آتی ہے۔ پھر کہا وجر ہے کہ اُن کی سانڈنی گم ہو گئی اور اُس کی خبر اُن کو نہیں کہ وہ کہاں ہے۔ اُس شخص نے یہاں یہ بات کہی اور وہاں رسول اکرم نے عمارہ بن حزم سے فرمایا کہ اِس وقت ایک شخص کہہ رہا ہے کہ محمد کہتے ہیں میں نبی ہوں اور میرے پاس آسمان سے خبر آتی ہے حالانکہ وہ یہ نہیں جانتے کہ اُن کی اونٹنی کہاں ہے؟ خدا کی قسم مجھ کو اسی بات کا علم ہوتا ہے جو خدا مجھ کو بتلاتا ہے جاؤ تم جنگل کی فلاں گھاٹی میں دیکھو اونٹنی کی تمہارا ایک درخت میں الجھ گئی ہے اور وہ وہاں کھڑی ہوئی ہے تم اُس کو لے آؤ۔ صحابہ گئے اور اُس سانڈنی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے آئے۔ اِس کے بعد عمارہ بن حزم اپنے خیمہ میں آئے اور کہا اِس وقت ہم سے رسول کریم نے ایک عجیب بات بیان کی جس کی خبر خدا نے آپ کو دی کہ ایک شخص ایسا اور ایسا کہہ رہا ہے جو لوگ اُس وقت خیمہ میں موجود تھے انہوں نے کہا واقعی یہ بات زید بن لصیت نے ابھی کہی تھی۔ عمارہ بن حزم نے یہ سُننے ہی زید بن لصیت کی گردن پکڑ کر کہا اسے دشمن خدا میرے خیمہ سے باہر نکل۔ مجھے خبر نہ تھی کہ یہ خلیفہ میرے ہی خیمہ میں ہے۔ خبر دار اب جو تو میرے پاس آیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں بعض لوگوں کا بیان ہے کہ زید بن لصیت نے اِس واقعہ کے بعد توبہ کر لی تھی اور بعض کہتے ہیں آخر دم تک وہ ایسی ہی باتیں کرتا رہا۔



غزوة تبوک (۲)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ | راوی کہتا ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس منزل سے کوچ فرمایا اور لوگوں کا یہ حال تھا کہ ایک ایک دو دو ہر منزل میں پیچھے رہتے جاتے تھے۔ صحابہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرتے کہ یا رسول اللہ آج فلاں شخص پیچھے رہ گیا۔ آپ فرماتے تم بھی اُس کو چھوڑ دو اگر اُس میں کچھ جھلائی ہوگی خدا تم کو اُس کو ملا دے گا۔ چنانچہ ایک منزل میں ابوذر پیچھے رہ گئے۔ یہ نفاق کی وجہ سے پیچھے نہ رہے تھے بلکہ ان کا اونٹ تھک گیا تھا اور چلتا نہ تھا۔ آخر جب یہ لاچار ہو گئے تب اسباب انہوں نے اپنے کندھے پر رکھا اور پیدل روانہ ہوئے۔ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر سے قریب پہنچے تو صحابہ نے آنحضرت سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ایک آدمی پیدل چلا آ رہا ہے۔ رسول اقدس نے فرمایا ابوذر ہو گئے۔ جب یہ نزدیک آئے تو اُس شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! خدا کی قسم وہ ابوذر ہی ہیں۔ آپ نے فرمایا ابوذر پر خدا رحم کرے تنہا پیدل چلتا ہے اور تنہا ہی مرے گا اور تنہا ہی قبر سے اٹھے گا۔

حضرت ابوذر غفاری کی وفات | ابن اسحاق کہتے ہیں جب حضرت عثمان نے ابوذر رضی اللہ عنہ کو مقام لبذہ کی طرف شہر بدر کیا اور وہاں یہ بیمار ہوئے تو ان کے پاس اُس وقت صرف ان کی بیوی اور ایک غلام تھا۔ انہوں نے اُس وقت وصیت کی کہ جب میں مَر جاؤں تم مجھ کو نہلا کر کفن دینا اور پھر میرا جنازہ راستہ کے بیچ میں رکھ دینا۔ اور جو شخص پہلے راستہ سے گزرتا ہو اُس سے کہنا کہ یہ ابوذر صحابی رسول کا جنازہ ہے اسے شخص تم ہمارے اس کے دفن کرانے میں مدد کرو۔ چنانچہ جب ان کا انتقال ہو گیا تو بیوی اور غلام نے ایسا ہی کیا کہ نہلانے اور کفن دینے کے بعد ان کا جنازہ راستہ پر رکھ دیا اور کسی آنے والے کے منتظر رہے کہ اتنے میں عبداللہ بن مسعود چند اہل عراق کے ساتھ اس طرف سے گزرے اور قریب تھا کہ ان کے اونٹ ابوذر کے جنازہ کو روند ڈالیں کہ غلام نے کھڑے

ہو کر کہا۔ یہ جنازہ رسول اللہ کے صحابی ابو ذر کا ہے۔ اے جانے والے تم ان کے دفن کرنے میں ہماری مدد کرو۔ عبداللہ بن مسعود نے کہا لا الہ الا اللہ اور بہت روئے اور کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پرخ فرمایا تھا کہ ابو ذر تنہا پیدل چلتا ہے تنہا ہی مرے گا اور تنہا ہی قبر سے اٹھے گا۔ اور پھر عبداللہ بن مسعود نے غزوہ تبوک میں ابو ذر کا قصہ بیان کیا۔ اور ابو ذر کو دفن کر کے چلے گئے۔

منافقین کی باتیں | ابن اسحاق کہتے ہیں جب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تبوک کو جا رہے تھے تو چند منافق آپ کی طرف اشارہ کر کے کہہ رہے تھے کہ کیا تم دو بیویوں کی جنگ کو بھی عرب کی جنگ کی طرح سمجھے ہو کہ ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ سے لڑتا ہے۔ خدا کی قسم! ہم کل ہی تم کو ریتوں میں مشکیں بندھی ہوئی دکھا دیں گے۔ ان باتوں سے منافقوں کا مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کو خوف زدہ کریں۔ ان منافقوں میں سے بعض لوگوں کے نام یہ ہیں ودیعہ بن ثابت بنی عمرو بن عوف میں سے اور مخش بن حمیرا شجع میں سے تھے۔

اس گفتگو میں مخش بن حمیرا نے کہا میں اس بات کو بہتر سمجھتا ہوں کہ تمہارے اس کہنے کے بدلے میں تو سوتا کوڑے ہم میں سے ہر ایک شخص کے لگیں۔ مگر قرآن ہماری اس گفتگو کے بارے میں نازل نہ ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عماد بن یاسر کو حکم فرمایا کہ تم ان لوگوں سے جا کر دریافت کرو کہ کیا باتیں کر رہے تھے؟ اور اگر وہ انکار کریں تو تم کہنا کہ کیا تم ایسا ایسا نہیں کہہ رہے تھے؟

عماد بن لوگوں کے پاس آئے اور ان سے دریافت کیا۔ انہوں نے صاف انکار کیا اور رسول پاک کی خدمت میں حاضر ہو کر عذر کرنے لگے اور ودیعہ بن ثابت نے عرض کیا اور آپ اس وقت اپنی سائڈنی پر سوار تھے کہ یا رسول اللہ! ہم تو ہنسی مذاق کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں یہ آیت نازل فرمائی :-

وَلٰئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَ نَلْعَبُ -

اور مخش بن حمیرا نے عرض کیا یا رسول اللہ میرا اور میرے باپ کا نام اچھا نہیں ہے اس کی یہ دعوت مجھ پر ہے اور مخش ہی کو اس آیت میں معافی دی گئی ہے۔ پھر مخش نے اپنا نام عبدالرحمن لکھا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ میں اس طرح شہید ہوں کہ کسی کو میری خبر نہ ہو۔ چنانچہ میانہ کی جنگ میں یہ شہید ہوئے اور کسی کو ان کا پتہ نہ معلوم ہوا۔

والی ایلہ سے صلح اور عہد نامہ | راوی کہتا ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبوک میں پہنچے تو ملک ایلہ کا بادشاہ بینہ بن روباہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور جزیہ دینا قبول کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس سے صلح کر لی اور اہل جرباء اور اذرح نے بھی جزیہ دینا قبول کیا۔ رسول کریم نے ان سب کو اس مضمون کا ایک عہد نامہ لکھ دیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

یہ امن ہے خدا اور محمد نبی رسول اللہ کی طرف سے بینہ بن روباہ اور اہل ایلہ کے لئے کہ اُن کی کشتیاں اور اُن کے مسافر خشکی اور تری کے سفر میں خدا اور محمد نبی کی ذمہ داری میں ہیں اور شام اور یمن کے سمندر کے جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ بھی اس امن میں شریک ہیں اور جو شخص اُن میں سے کوئی خلاف کا روائی کرے گا اُس کا مال اور خون حلال ہوگا اور لوگوں میں سے جو شخص اُس کو لے لے گا وہ اُس کے لئے حلال ہوگا اور یہ لوگ کسی چشمہ پر اترنے یا خشکی و تری میں گزرنے سے روکے نہ جائیں گے۔“

اکیدر دومتہ الجندل کی گرفتاری | پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبوک ہی میں خالد بن ولید کو بلا کر لشکر اُن کے ساتھ کر کے اکیدر بادشاہ بنی کنینہ کی طرف روانہ کیا۔ اور فرمایا تم کو وہ گائے کا شکار کرتا ہوا ملے گا۔ یہ بادشاہ نصرانی تھا۔ خالد اس کی طرف روانہ ہونے اور جب اس کے قلعہ کے اس قدر قریب پہنچے کہ وہ سامنے دکھائی دینے لگا تو یہاں یہ واقعہ ہوا کہ اس کے قلعہ کے دروازہ میں ایک جنگلی گائے نے آکر ٹکر میں مارنی شروع کیں۔ اکیدر کی بیوی نے اُس سے کہا کہ تم نے کبھی ایسا واقعہ دیکھا ہے کہ جنگل سے گائے اس طرح آکر محل کے دروازے پر ٹکر مارے۔ اکیدر نے کہا میں نے کبھی ایسا موقعہ نہیں دیکھا اور اب میں اُس کو کب چھوڑتا ہوں ابھی شکار کر کے لاتا ہوں۔ پھر اکیدر اور اس کا ایک بھائی حسان اور چند لوگ سوار ہو کر اور ہتھیار لے کر اُس جنگلی گائے کا شکار کرنے روانہ ہوئے لات خوب چاندنی تھی۔ جوڑی نکلے ان کی ٹرھ بھٹیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سواروں سے ہوئی اور ان شکاریوں کو شکار کر لیا گیا۔ حسان مارا گیا اس کے سر پر دیباچ کی قباحتی جس میں بہت سا سونا لگا ہوا تھا۔ خالد نے اُس قباحت کو اسی وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی خدمت میں روانہ کیا اور پھر خود اُکیدر کو لے کر روانہ ہوئے۔

داوی کہتا ہے جب یہ قبا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچی تو صحابہ اُس کو ہاتھ لگا کر دیکھتے تھے اور تعجب کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم اس کو دیکھ کر کیا تعجب کرتے ہو۔ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جنت میں سعد بن معاذ کے دو مال اس سے بہتر ہیں۔

پھر جب خالد اُکیدر کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے اُکیدر سے جزیہ قبول کر کے صلح کر لی اور اُس کو چھوڑ دیا اور خود تبوک میں کچھ اُوپر دس لاتیں بٹھ کر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔

داوی کہتا ہے راستہ میں ایک چشمہ تھا جس میں بہت چشمہ کے کم پانی کا زیادہ ہو جانا، ہی تھوڑا پانی تھا کہ فقط ایک یا دو آدمی پی سکیں۔ رسول پاک نے حکم دیا کہ جو لوگ ہمارے لشکر کے پہلے چشمہ پر پہنچیں وہ ہمارے پہنچنے تک پانی کو کام میں نہ لائیں۔

یہ حکم سن کر چند منافقین پہلے سے اُس چشمہ پر پہنچے اور پانی کو کام میں لے آئے۔ جب آنحضرت وہاں پہنچے اور چشمہ کو دیکھا تو اُس میں ایک قطرہ بھی پانی کا نہ تھا۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ یہ پانی کس نے خرچ کیا۔ عرض کیا گیا کہ فلاں فلاں لوگ پہلے آئے تھے اور انہوں نے خرچ کیا ہے۔ فرمایا کیا میں نے منع نہیں کر دیا تھا؟ کہ میرے پہنچنے تک خرچ نہ کرنا۔ پھر آپ نے اُن لوگوں پر لعنت کی اور اُن کے حق میں بددعا فرمائی اور اُس چشمہ پر آکر اپنا ہاتھ آپ نے اُس کے اندر رکھا۔ پانی آپ کے ہاتھ میں سے ٹپکنے لگا اور آپ دعا فرماتے رہے یہاں تک کہ تھوڑے ہی عرصہ میں کرک اور گرج کی سی آواز آئی اور پانی نہر کی طرح چشمہ سے جاری ہوا۔ رسول کریم نے فرمایا اگر تم لوگ زندہ رہے یا جو تم میں سے زندہ رہے گا وہ اس جھگڑ کو تمام جھگڑوں سے زیادہ مہربن اور پیداوار والادیکھے گا۔

ذوالبجادیں کی وفات حضرت عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں میں غزوہ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا ایک دفعہ رات کو جو میں اٹھا تو

میں نے لشکر میں ایک طرف روشنی دیکھی۔ میں اُس کے قریب گیا تو میں نے دیکھا کہ آنحضرت اور ابو بکر اور عمرؓ ہیں۔ اور ذوالبجادیں منیٰ کا انتقال ہو گیا ہے اُن کے لئے قبر کھدوا رہے ہیں۔

پھر رسول اکرم کے قبر کے اندر اترے اور ابو بکرؓ اور عمرؓ نے اوپر سے لاش کو آپ کی طرف اُتارا۔ اور آپ نے قبر کے اندر لٹایا اور دُعا کی کہ اے اللہ! میں اس سے راضی ہوں تو بھی اس سے راضی ہو۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کہتے ہیں میں نے اس وقت تمنا کی کہ کاش! یہ قبر والا میں ہوتا۔

www.KitaboSunnat.com

ذوالبجادیں کی وجہ تسمیہ | ابن ہشام کہتے ہیں عبداللہ مغزنی کا لقب ذوالبجادیں اس سبب ہو گیا تھا کہ جب یہ مسلمان ہوئے تھے تو ان کی قوم نے ان کو قید کر دیا تھا اور صرف ایک بجاد یعنی چادران کے پاس رکھی تھی اور سب کپڑے چھین لئے تھے۔ آخر ایک روز موقعہ پا کر قوم میں سے بھاگ نکلے اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچے تو اُس چادر کو بچاؤ کر دو حصے کیا۔ ایک حصہ کا تہ بند باندھا اور ایک حصہ کو اوڑھ لیا۔ اُس روز سے ذوالبجادیں ان کا لقب ہوا یعنی دو چادروں والے۔

پہچھلہ جانیا والوں کے بارے میں استفسار | ابوہریرہ کلثوم بن حصین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی اور بیعتہ الرضوان

میں شریک تھے کہتے ہیں میں غزوہ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اور رات کو ہم چل رہے تھے اور میرا اونٹ آنحضرتؐ کی سانڈنی کے قریب تھا اور مجھ کو نیند آ رہی تھی۔ مگر میں اس خیال سے ہوشیار ہو جاتا تھا کہ کہیں میرا کجاوہ آپ کے پیر کو نہ لگ جائے۔ آخر مجھے اونگھ آگئی اور میرا کجاوہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیر کو لگا۔ آپ نے میرے اونٹ کو ہٹایا۔ اُس ہٹانے سے میری آنکھ کھلی اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے لئے مغفرت مانگئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ ڈر نہیں آگے چلو اور پھر آپ نے لوگوں کے بارے میں مجھ سے دریافت کیا کہ نا شروع کیا جو بنی غفار میں سے اس غزوہ میں نہیں آئے تھے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا کہ وہ لوگ کہاں ہیں جن کے رنگ سُرخ قد دراز اور بال سیدھے ہیں؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ لوگ رہ گئے اور اس جہاد میں شریک نہیں ہوئے۔ پھر فرمایا اور وہ لوگ کہاں ہیں جن کے قد چھوٹے اور رنگ سیاہ اور بال گھونگر یا لے ہیں؟ میں نے ان لوگوں کو نہ پہچانا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! یہ لوگ بھی کیا ہم ہی میں سے ہیں؟ فرمایا ہاں! تب مجھ کو یاد آیا اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ لوگ قبیلہ اسلم کے ہیں اور ہمارے حلیف ہیں۔ آپ نے فرمایا کیا کسی نے اُن کو اس بات سے بھی منع کیا تھا

کہ جب وہ خود اس غزوہ میں شریک نہ ہوئے تھے تو اونٹ پر کسی جہاد کے شائق شخص کو بٹھا کر روانہ کرتے اور فرمایا مجھ کو اس بات کا زیادہ خیال ہوتا ہے کہ میرے لوگوں میں سے جو قریش میں سے مہاجرین اور انصار اور بنی غنار اور بنی اسلم ہیں۔ ان میں سے کوئی شخص جہاد میں میرے ساتھ شریک نہ ہو اور پیچھے رہ جائے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد ضرارہ اور اُس کے بنانے والے

تبوک سے واپس آتے ہوئے مقام ذی آوان میں پہنچے جہاں سے مدینہ ایک گھنٹہ کا راستہ تھا۔

راوی کہتا ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبوک پر جانے کی تیاری کر رہے تھے تو مسجد ضرارہ کے بانی آپ کے پاس آئے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ! میں نے مسافروں اور اندھیری اور جاڑے کی رات کے چلنے والوں کے آرام کے لئے ایک مسجد بنائی ہے۔ آپ اُس میں تشریف لاکر ایک دفعہ نماز پڑھائیے۔ رسول اقدس نے فرمایا۔ اب تو میں سفر کی تیاری میں مشغول ہوں۔ ہاں جب انشاء اللہ تعالیٰ واپس آؤں گا تو وہاں نماز پڑھوں گا۔ جب رسول اکرم تبوک سے واپس آتے ہوئے مقام ذی آوان میں پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے اس مسجد کے حال سے آپ کو مطلع کیا۔ اور آپ نے مالک بن عشم اور معن بن عدی یا ان کے بھائی عاصم بن عدی ان دو آدمیوں کو حکم دیا کہ تم جا کر ان ظالموں کی مسجد کو جلا دو اور سمارہ کر دو۔ یہ دونوں شخص فوراً روانہ ہوئے اور مالک نے معن بن عدی سے کہا کہ تم ذرا ٹھہرو میں اپنے گھر سے آگ لے آؤں اور کھجور کی شاخوں کا ایک مٹھا اپنے گھر سے جلا کر لاؤں۔ پھر دونوں نے مل کر اس مسجد میں آگ لگائی اور اُس کو بالکل گرا دیا۔ جو لوگ اُس وقت مسجد میں تھے سب بھاگ گئے۔

قرآن شریف کی اس آیت میں اس مسجد کا بیان ہے: **الَّذِينَ اتَّخَذُوا مَسْجِدًا هَاهُنَا**
ذِكْرًا ۗ وَ تَقَرُّ يَتَقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ ۗ هَٰذَا نَبَأُ

راوی کہتا ہے جن لوگوں نے یہ مسجد بنائی تھی بارہ شخص تھے جن کے نام یہ ہیں :-

۱۔ خدام بن خالد بن عمرو بن عوف سے اور اسی نے اپنے گھر میں سے جگہ نکال کر مسجد شقاق بنائی تھی۔

۲۔ ثعلبہ بن حاطب بن امیہ بن زید

۳۔ اور معتب بن قشیر بنی ضبیعہ بن زید سے۔

- ۴ - اور ابو جلیبہ بن الزعریہ بنی ضبیعہ سے تھا۔
 ۵ - اور عباد بن حنیف کاسجائی بنی عمرو بن عوف سے۔
 ۶ - اور جادہ بن عامر اور اس کے دونوں بیٹے :
 ۷ - مجح بن جاریہ اور
 ۸ - زید بن جاریہ
 ۹ - اور یثقل بن حرث بن ضبیعہ سے۔
 ۱۰ - اور بخرج بنی ضبیعہ سے۔
 ۱۱ - اور بجاد بن عثمان بن ضبیعہ سے اور
 ۱۲ - ودیعہ بن ثابت بنی اُمیہ سے۔

مدینہ سے تبوک تک مساجد | اراوی کہتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجدیں
 خاص تبوک میں تھیں۔ ایک مسجد شنیثہ ملائان میں۔ ایک مسجد ذات الذراب میں۔ ایک مسجد مقام انضر
 میں۔ ایک مسجد ذات الخطمی میں۔ ایک مسجد مقام الامین۔ ایک مسجد ثراء میں۔ ایک مسجد شق نادر
 میں۔ ایک مسجد ذی الجیفہ میں۔ ایک مسجد صدر حوضی میں۔ ایک مسجد حجر میں۔ ایک مسجد صعید میں۔
 ایک مسجد وادی القراء میں۔ ایک مسجد مقام رقیہ میں جو شقیہ بنی عذرہ کے قریب ہے۔ ایک مسجد
 ذی مروہ میں۔ ایک مسجد قیفاء میں اور ایک مسجد ذی خشب میں تھی۔



کعب بن مالک، مرارہ بن ربیع

اور ہلال بن اُمیہ

پیچھے رہنے والے چند مخلص مسلمان | مسلمانوں میں سے یہ تین شخص تبوک کے غزوہ میں نہ گئے تھے :- کعب بن مالک، مرارہ بن ربیع اور ہلال بن اُمیہ۔ اور یہ لوگ منافق یا دین میں شک رکھنے والے نہ تھے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں رونق افروز ہوئے تو آپ نے صحابہ کو حکم فرمایا کہ تم ان تینوں آدمیوں سے بات نہ کرنا۔ چنانچہ صحابہ میں سے کسی نے ان لوگوں سے بات نہ کی اور منافق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر قسمیں کھا کھا کر اپنے عقدہ بیان کرنے لگے۔ مگر آنحضرتؐ نے ان کی طرف کچھ توجہ نہ فرمائی اور نہ کوئی عذر ان کا خدا و رسولؐ کے ہاں مقبول ہوا۔ اگرچہ بظاہر رسول اکرمؐ نے ان کو کچھ تنبیہ نہ فرمائی نہ مسلمانوں کو ان کی بات چیت سے منع کیا بلکہ ان کے لئے دعاء مغفرت کی مگر ان کے باطن کو خدا کے سپرد کیا۔

کعب بن مالک کا بیان | کعب بن مالک تبوک کے غزوہ سے اپنے اور اپنے دونوں ساتھیوں مرارہ بن ربیع اور ہلال بن اُمیہ کے رہ جانے کا واقعہ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کسی غزوہ میں شریک ہونے سے پیچھے نہ رہا تھا سوا ایک بدر اور تبوک کے اور بدر کا غزوہ ایسا تھا کہ اس میں جو لوگ شریک نہ ہوئے تھے ان پر خدا کے رسولؐ نے کچھ ملامت نہیں فرمائی۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف قریش کے قافلے کے ارادہ سے تشریف لے گئے تھے۔ وہاں قریش سے مقابلہ کا موقع ہو گیا اور میں نے مقام عقبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی جو مجھ کو بدر کی شرکت سے زیادہ

بہتر معلوم ہوتی ہے۔ اگرچہ بدر کا واقعہ لوگوں میں زیادہ مشہور ہے۔

تساہل اور مستی | اور اب جو میں تبوک کے غزوہ سے رہ گیا حالانکہ سب سامان میرے پاس تیار تھا اور جانے میں مجھ کو کچھ وقت نہ تھی۔ یعنی کسی غزوہ میں جانے کے وقت دو اونٹ میرے پاس نہ تھے اور اس وقت موجود تھے مگر پھر بھی میں نہ گیا اور رسول مقبولؐ جب کسی جہاد کا ارادہ فرماتے تھے لوگوں کو تیاری کا حکم دیتے تھے۔ مگر یہ ظاہر نہ فرماتے تھے کہ کدھر کا قصد ہے۔ جب آپؐ نے تبوک کا قصد کیا تو اس کو ظاہر فرما دیا۔ کیونکہ موسم نہایت گرمی کا اور سفر دور دراز کا تھا اور زبردست دشمن کا مقابلہ تھا۔ اور لوگ اُن دنوں میں سایہ میں رہنا پسند کرتے تھے۔ اس سبب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس ارادہ کو ظاہر فرما دیا تاکہ مسلمان کثرت سے جمع ہوں اور خوب تیاری کر لیں۔ اور فضل الہی سے مسلمانوں کی تعداد اُس وقت اس قدر بڑھ گئی تھی جن کی فہرست تیار نہیں کی جاسکتی۔

کعب کہتے ہیں اس کثرت کے سبب سے بعض لوگ خیال کرتے تھے کہ اگر ہم نہ گئے تو کسی کو ہمارے نہ جانے کی خبر نہ ہوگی۔ بشرطیکہ قرآن کی آیت ہمارے متعلق نازل نہ ہو۔

چنانچہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس غزوہ کی تیاری کی۔ میں بھی روزِ ارادہ کرتا تھا کہ تیاری کروں مگر کچھ نہ کرتا تھا۔ یہاں تک کہ آپؐ مسلمانوں کے ساتھ روانہ بھی ہو گئے اور میں یونہی رہ گیا۔ کہ آج تیاری کرتا ہوں اور کل کرتا ہوں اور رسول اکرمؐ کے جانے کے بعد بھی ہی خیال کرتا رہا کہ بس اب میں بھی روانہ ہو کر آپؐ سے جا ملوں گا۔ یہاں تک کہ آنحضرتؐ تبوک میں پہنچ بھی گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانے کے بعد جو میں مدینہ میں پھرتا تو ایسے ہی باقی ماندہ لوگ مجھ کو دکھائی دیتے جو منافق تھے یا جانے سے معذور تھے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبوک میں پہنچے تو صحابہؓ سے آپؐ نے فرمایا کہ کعب بن مالک کہاں ہے؟ بنی سلمہ میں سے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! عیش و آرام نے اُس کو آنے سے روک دیا۔ معاذ بن جبل نے اس شخص کو جواب دیا کہ تم نے درست نہیں کہا۔ ہم نے کعب میں سبجز بھلائی اور خیر کے کچھ بُرائی نہیں دیکھی۔ آپؐ خاموش ہو گئے۔

صاف گوئی اور راست بازی | کعب بن مالک کہتے ہیں جب مجھ کو خبر پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبوک سے واپس تشریف لائے ہیں۔ تو میں فکر مند ہوا کہ رسول اکرمؐ سے کیا عذر کروں گا اور کچھ جھوٹی باتیں بنانے کے لئے

سوچنے لگا اور اپنے گھر کے لوگوں سے بھی اس بات میں مشورہ کرتا تھا۔ یہاں تک کہ جب مجھ کو فریضہ پہنچا کہ آنحضرت تشریف لے آئے سارا جھوٹ خدا نے مجھ سے دور کر دیا اور میں نے جان لیا کہ بس سچ بولنے میں نجات ہے میں سچ ہی آپ سے عرض کروں گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کے وقت مدینہ میں تشریف لائے اور آپ کا قاعدہ تھا کہ جب تشریف لاتے تھے تو پہلے مسجد میں دو رکعتیں پڑھتے تھے۔ پھر لوگوں سے ملنے کے لئے تشریف رکھتے۔ پھر گھر میں جاتے تھے۔ چنانچہ آپ بھی جب سفر سے آپ تشریف لائے تو دو رکعتیں پڑھ کر مسجد میں بیٹھے اور منافق جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نہیں گئے تھے حاضر ہوئے اور قسمیں کھا کر اپنے عذر بیان کرنے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لئے دعا مغفرت کرتے تھے اور ان کے باطن کو خدا کے سپرد فرماتے تھے یہاں تک کہ میں بھی حاضر ہوا اور میں نے سلام کیا۔ آپ نے تبسم فرمایا جیسے غصہ میں آدمی تبسم کرتا ہے اور مجھ سے فرمایا آؤ۔ میں حاضر ہوا اور آپ کے سامنے جا کر بیٹھ گیا۔ فرمایا تم کیوں جہاد سے رہ گئے؟ کیا تم نے اونٹ نہیں خریدا تھا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! واللہ اگر میں کسی دنیا دار کے پاس بیٹھا ہوتا تو یہ خیال کر سکتا تھا کہ کچھ عذر کر کے اس کے غصہ سے بچ جاؤں گا۔ اور اگر آپ کی خدمت میں بھی کچھ جھوٹ بولوں تو شاید آپ راضی ہو جائیں۔ مگر پھر خدا آپ کو میرے حال سے مطلع کر کے مجھ پر حقا کر دے گا۔ اس سبب سے میں تو سچ ہی عرض کرتا ہوں اور سچ ہی بولنے سے اُمید رکھتا ہوں کہ خدا میری عیبی کو پاک کرے گا۔ اور نجات دے گا۔ خدا کی قسم مجھے کچھ عذر نہ تھا۔ بلکہ اس وقت میرے لئے بڑی آسانی اور سہولت تھی جو اور کسی وقت پیش نہیں ہوئی۔ پھر بھی میں آپ کے ساتھ نہ جا سکا۔ رسول اللہ نے فرمایا۔ ہاں تم نے سچ کہا۔ اچھا تم جاؤ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمہارے معاملہ میں فیصلہ فرمائے۔

دیگر دو افراد کعب کہتے ہیں میں کھڑا ہوا اور بنی سلمہ کے چند آدمی بھی میرے ساتھ تھے۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ ہم نہیں جانتے کہ تم نے اس سے پہلے بھی کوئی گناہ کیا ہو گا۔ کیا تم اس بات سے عاجز تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی عذر بیان کر دیتے اور آنحضرت تمہارے لئے مغفرت کی دعا کرتے جیسے کہ اور لوگوں کے لئے کی ہے اور وہی دعا تمہارے گناہ کے لئے کافی ہو جاتی۔

کعب کہتے ہیں۔ ان لوگوں نے مجھ سے یہ بات اس امر سے کہی کہ آخر میں نے قصد کیا کہ میں پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جا کر کچھ عذر کروں اور دعا کروں۔ پھر میں نے

ان لوگوں سے دریافت کیا کہ کوئی اور شخص بھی ایسا ہی ہے جس نے یہی بات کہی ہو جو میں نے آنحضرتؐ سے عرض کی ہے۔ ان لوگوں نے کہا ہاں دو آدمی اور ہیں انہوں نے بھی آپؐ سے یہی کہا ہے جو تم نے کہا۔ اور آنحضرتؐ نے بھی ان سے وہی فرمایا ہے جو تم سے فرمایا۔ میں نے پوچھا وہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا ایک مرادہ بن ریح عمری اور دوسرے ہلال بن امیہ واقفی۔ میں نے خیال کیا کہ یہ دونوں آدمی بھی نیک ہیں۔ پھر میں خاموش ہو رہا اور رسولِ اقدسؐ سے کچھ عرض نہ کیا۔

مسلمانوں کا قطع تعلق | کعب کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کو ہم تینوں آدمیوں سے کلام کرنے سے منع فرمادیا تھا۔ چنانچہ لوگ ہم سے پرہیز کرتے تھے اور میں ایسا دل تنگ تھا کہ اپنے لئے کہیں ٹھکانا نہ پاتا تھا اور میرے دونوں ساتھی تو اپنے گھروں میں بیٹھ رہے تھے مگر میں نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوتا تھا اور بازاروں میں بھی پھرتا تھا اور کوئی مجھ سے بات نہ کرتا تھا۔ جب میں آپؐ کی خدمت میں آتا اور سلام کرتا تو دیکھتا تھا کہ نبی کریمؐ نے بھی جواب کے لئے ہونٹ ہلائے ہیں یا نہیں؟ اور میں آپؐ کے ساتھ ہی نماز پڑھتا تھا اور نظر چرا کر دیکھتا تھا کہ آنحضرتؐ میری طرف دیکھتے ہیں یا نہیں؟ پس جب میں نماز میں ہوتا تو آپؐ میری طرف دیکھتے اور جب میں آپؐ کی طرف دیکھتا تو آپؐ منہ پھیر لیتے۔

جب اسی طرح بہت روز گزر گئے اور مسلمانوں نے مجھ سے بات نہ کی تو میں بہت پریشان ہوا اور ابوقادہؓ کے پاس گیا جو میرے چچا زاد بھائی تھے اور سب سے زیادہ مجھ کو ان سے محبت تھی۔ میں نے ان کو سلام کیا انہوں نے جواب نہ دیا۔ میں نے کہا اے ابوقادہؓ میں تم کو اللہ کی قسم دلاتا ہوں کیا تم اس بات کو نہیں جانتے کہ میں خدا و رسول سے محبت رکھتا ہوں۔ ابوقادہؓ نے کچھ جواب نہ دیا۔ میں نے دوبارہ کہا۔ جب بھی وہ خاموش رہے میں نے سہ بارہ کہا۔ تب انہوں نے کہا کہ خدا اور رسول کو خبر ہے۔ اس وقت میں روئے لگا۔

غسان کے حاکم کا خط | پھر میں صبح کو بازار میں آیا۔ میں نے دیکھا کہ شام کا رہنے والا ایک نبطی شخص لوگوں سے مجھ کو دریافت کر رہا تھا۔ یہ شخص مدینہ میں تجارت کے لئے آیا تھا۔ جب میں وہاں پہنچا تو لوگوں نے اشارہ سے اس شخص کو مجھے بتلا دیا۔ وہ شخص میرے پاس آیا اور بادشاہ غسان کا خط جو حریر لکھا ہوا تھا مجھ کو دیا۔ میں نے اس

کو پڑھا تو اس میں لکھا تھا کہ ہم نے سنا ہے تمہارے سردار نے تم پر بہت ظلم کیا ہے۔ اس لئے مناسب ہے کہ تم ہمارے پاس چلے آؤ۔ ہم تمہارے ساتھ بہت اچھا سلوک کریں گے۔ کعب کہتے ہیں اس خط کو پڑھ کر میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ بھی میرے لئے ایک فتنہ ہے مجھ کو کیا ضرورت ہے کہ میں ایک مشرک کے پاس جا کر پناہ گزین ہوں۔ پھر میں نے اس خط کو ایک بھڑکتے ہوئے تنور میں ڈال دیا۔

کعب کہتے ہیں اسی حالت میں جب چالیس راتیں ہم پر گزریں تو ایک اہلیہ سے علیحدگی کا حکم [شخص نے مجھ سے آکر کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم کو حکم فرماتے ہیں کہ اپنی بیوی سے الگ رہنا اختیار کرو اور اپنے دونوں ساتھیوں سے بھی یہی کہہ دو میں نے اس شخص سے کہا کہ کیا میں اپنی بیوی کو طلاق دے دوں؟ اس شخص نے کہا نہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا ہے فقط تم اپنی بیوی سے الگ رہنا اختیار کرو۔ چنانچہ میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ تم اپنے میکے چلی جاؤ اور جب تک خدا ہمارے مقدمہ کو فیصلہ نہ کرے تم وہیں رہو۔

کعب کہتے ہیں ہلال بن امیہ کی بیوی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! ہلال بن امیہ بہت بوڑھے ہیں اور کوئی ان کی خدمت کرنے والا نہیں ہے اگر آپ مجھ کو اجازت دیں تو میں ان کی خدمت کر دیا کروں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم اس سے قربت نہ کرنا۔ عورت نے کہا یا رسول اللہ! وہ بہت بوڑھے ہیں کچھ خس و خاشاک کی ان میں طاقت نہیں ہے اور جب سے یہ واقعہ ہوا ہے وہ ہر روز اس قدر روتے ہیں کہ مجھ کو ان کے نابینا ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس عورت کو اجازت دے دی۔

کعب کہتے ہیں میرے بعض گھر والوں نے مجھ سے کہا کہ تم بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنی بیوی کے لئے اجازت لے لو۔ میں نے کہا میں ہرگز ایسی اجازت نہیں لے سکتا اور میں نہیں جانتا کہ رسول اکرم اس بات کا مجھ کو کیا جواب دیں؟ جس کو آپ نے اجازت دی ہے وہ بوڑھے ہیں اور میں جوان اسی ہوں میں کیونکر اجازت لوں۔

کعب کہتے ہیں جب اسی طرح پچاس راتیں ہم پر پوری ہوئیں تو پچاسویں رات کی صبح کو میں اپنے گھر کی چھت پر نماز پڑھ رہا تھا کہ مجھ کو ایک شخص کی توبہ کی قبولیت

آواز آئی جس نے پکار کر کہا اے کعب تم کو مبارک ہو۔ یہ سنتے ہی میں سجدہ میں گر پڑا اور سمجھ گیا کہ اب میرے لئے کشا دگی ہو گئی۔

کعب کہتے ہیں اُس روز صبح کی نماز پڑھتے ہی آنحضرتؐ نے لوگوں کو ہمدردی تو بہ کی قبولیت سے مطلع کر دیا تھا۔ اور لوگ مجھ کو اور میرے ساتھیوں کو خوشخبری دینے آ رہے تھے۔ ایک شخص گھوڑے پر سوار ہو کر خوشخبری دینے میرے پاس آیا اور ایک نے پہاڑ پر چڑھ کر بلند آواز کے ساتھ مجھ کو مبارکباد دی اور اس کی آواز مجھ کو سوار کے آنے سے پہلے پہنچ گئی۔ اور جس شخص نے پہلے مجھ کو خوشخبری سنائی تھی اُس کو میں نے اپنے دونوں کپڑے جو پہنے ہوئے تھا بخش دیئے حالانکہ اُس وقت میرے پاس اور کپڑے بھی نہ تھے۔ ایک شخص سے عادیۃً مانگ کر اور کپڑے پہنے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روانہ ہوا۔ جو لوگ ملتے تھے وہ مبارکباد دیتے تھے۔ یہاں تک کہ میں آنحضرتؐ کی خدمت میں پہنچا۔ آپ مسجد میں تشریف رکھتے تھے اور صحابہ آپ کے گرد اگر بیٹھے تھے۔ طلحہ بن عبد اللہ مجھ کو دیکھتے ہی کھڑے ہو گئے اور مبارکباد دینے لگے۔ اور خدا کی قسم ماہجرین میں سے اور کوئی شخص میری طرف طلحہ کے سوا کھڑا نہیں ہوا۔ کعب طلحہ کی اس محبت کا ہمیشہ ذکر کرتے اور کبھی اس کو نہیں بھولے تھے۔

کعب کہتے ہیں جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام
رسول اللہ کی بارگاہ میں کیا تو آپ نے فرمایا خوش ہو جاؤ کہ ایسا خوشی کا دن جب

مے تم پیدا ہوئے تمہارے لئے نہ ہوا ہو گا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ مبارک اُس وقت چود ہویں رات کے چاند کی طرح روشن و منور تھا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ خوشی میرے لئے آپ کی طرف سے ہے یا خدا کی طرف سے فرمایا خدا کی طرف سے۔

کہتے ہیں خوشی کی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ اسی طرح روشن ہو جاتا تھا اور ہم سمجھ جاتے تھے کہ اس وقت آپ خوش ہیں۔ پھر جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! خدا نے میری توبہ قبول کی ہے میرا جی چاہتا ہے کہ میں اپنے مال میں سے کچھ صدقہ نکال کر خدا و رسولؐ کی خدمت میں پیش کروں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنا مال اپنے ہی پاس رکھنے دو یہی تمہارے لئے بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! خیبر میں جو میرا حصہ ہے وہ میں رکھنے دیتا ہوں۔ اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! خدا نے مجھ کو سچ بولنے کے سبب بجات دی ہے۔ اب میں عہد

کہتا ہوں کہ جب تک زندہ رہوں گا سچ ہی بولوں گا۔

کعب کہتے ہیں جس وقت سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے سچ بولنے پر عہد کیا تھا۔ پھر کبھی جھوٹ بولنے کا قصد نہیں کیا۔ ہمیشہ وہ عہد مجھ کو یاد آ جاتا تھا۔

راوی کہتا ہے ان لوگوں کی توبہ قبول ہونے کے بارے میں خداوند تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی :-

آیات قرآنی

لَقَدْ تَابَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي سَاعَةِ الْحَضْرَةِ مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيغُ قُلُوبَ فَرِيقٍ مِّنْهُمْ لَمَّا تَابَ عَلَيْهِمْ إِنَّهُ سَرِيفٌ رَّحِيمٌ وَعَلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا الَّذِينَ خَلَقُوا - أَخْرَجَ

”بے شک توبہ قبول کر لی خدا نے نبی کی کہ انہوں نے منافقوں کو پیچھے رہنے کا حکم دیدیا تھا اور توبہ قبول کی مہاجرین اور انصار کی جنہوں نے رسول کی اطاعت کی تھی کے وقت میں بعد اس کے کہ قریب تھا کہ ان میں سے ایک گروہ کے دل جماد سے پھر جائیں۔ پھر خدا نے ان کی توبہ قبول کی بے شک وہ ان کے ساتھ مہربان رحم والا ہے اور ان تینوں آدمیوں کی بھی توبہ قبول کی جو پیچھے رہ گئے تھے“

کعب کہتے ہیں اسلام لانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس سے بڑھ کر اور کوئی نعمت مجھ پر نہیں کی کہ اُس روز میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سچ بولا اور منافقوں کی طرح سے جھوٹ نہ بولا ورنہ جیسے وہ ہلاک ہو گئے تھے میں بھی ہلاک ہو جاتا۔

منافقوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی -

سَيَخْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُذِّبًا إِذَا انْقَلَبْتُمْ إِلَيْهِمْ لِنَعْرِضُوا عَنْهُمْ فَأَعْرِضُوا عَنْهُمْ إِنَّهُمْ رِجْسٌ وَمَا وَالَهُمْ جَهَنَّمُ أَجْرَاءً يَمُوتُونَ كَأَن لَّمْ يَكْسِبُونَ شَيْئًا يَخْلِفُونَ لَكُذِّبًا لِنَعْرِضُوا عَنْهُمْ فَإِن تَوَضَّؤُوا عَنْهُمْ فَإِن اللّٰهُ لَذِي رِضْوَانٍ مِنَ النَّاسِ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ ۝ (۹: ۹۶)

”اے مومنو! جب تم منافقوں کی طرف واپس جاؤ گے تو وہ تمہارے سامنے خدا کی قسمیں کھائیں گے تاکہ تم ان سے روگردانی کرو۔ پس تم ان سے منہ پھیر لو۔ بے شک وہ ناپاک ہیں اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ سزا ان اعمال کی جو وہ کھاتے اور کسب کرتے تھے۔ تمہارے سامنے اس لئے قسمیں کھاتے

ہیں تاکہ تم ان سے راضی ہو۔ تو اگر تم ان سے راضی بھی ہو جاؤ گے تو اللہ تعالیٰ
 ایسے فاسق بدکاروں سے راضی نہیں ہوتا۔
 کعب کہتے ہیں ہم تینوں آدمی بجانب اللہ اس جہاد سے پیچھے رکھے گئے تھے کیونکہ
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :

وَعَلَى النَّبِيِّ الدِّينَ خُلْفُوا -

اور اسی سبب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے متعلق حکم الہی کا انتظار
 کیا بخلاف منافقین کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی قسموں اور عذروں کو سنکر
 کچھ نہ فرمایا۔

پس اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیچھے رہنے کا ذکر نہیں کیا ہے بلکہ خود ہم کو پیچھے
 رکھنے اور پھر ہماری توبہ قبول فرمانے کا ذکر کیا ہے۔



ثقیف کا وفد

حضرت عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے واپس ہو کر رمضان کے مہینہ میں مدینہ میں رونق افروز ہوئے

اور اسی مہینہ میں بنی ثقیف کا وفد خدمت میں حاضر ہوا۔

اصل اس واقعہ کی اس طرح ہے کہ جب رسول پاک ﷺ سے واپس آئے تھے تو راستہ میں عروہ بن مسعود ثقیفی آپ کو ملے۔ یہ طائف کو جا رہے تھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مل کر انہوں نے اسلام قبول کیا اور عرض کیا کہ اگر آپ مجھ کو اجازت دیں تو میں اپنی قوم بنی ثقیف کو اسلام کی دعوت کروں۔ رسول اکرم جو اس قوم کی سختی اور کفر پر مضبوطی ملاحظہ کر چکے تھے فرمانے لگے کہ وہ لوگ تم سے لڑیں گے۔ عروہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں ان لوگوں کو ان کی آنکھوں سے زیادہ پیارا ہوں اور واقعی یہ اپنی قوم میں ہر دل عزیز تھے آنحضرت خاموش رہے اور عروہ نے اپنی قوم ثقیف میں پہنچ کر دعوت اسلام شروع کی اور اپنا مذہب بھی ظاہر کر دیا تو قوم نے چاروں طرف سے ان پر تیر مارے۔ چنانچہ یہ شہید ہو گئے۔ بنی مانک یہ کہنے لگے کہ عروہ کو بنی سالم کے ایک شخص اس بن عوف نے قتل کیا ہے اور اعلان یہ کہنے لگے کہ عروہ کو بنی عتاب بن مانک کے ایک شخص وہب بن جابر نے قتل کیا ہے۔ آخر عروہ سے کہ ابھی ان میں کچھ جان باقی تھے دریافت کیا۔ انہوں نے کہا جیسے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ شہید ہوئے ہیں ایسا ہی مجھ کو بھی خیال کرو اور جہاں وہ لوگ دفن ہیں وہیں مجھ کو بھی دفن کر دینا۔ چنانچہ ان کی قوم نے ایسا ہی کیا۔

راوی کہتا ہے۔ رسول پاک نے جب عروہ کی شہادت کی خبر سنی فرمایا عروہ کی مثال اس شخص کی سی ہے جس کا ذکر قرآن شریف کی سورہ یس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

عروہ کو شہید کرنے کے کئی مہینے بعد تک بنی ثقیف خاموش بیٹھے رہے۔ پھر انہوں نے باہم شورہ کیا کہ

ہمارے چاروں طرف کے عرب مسلمان ہو گئے ہیں اور ہم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرنے کی طاقت نہیں ہے۔

عمر بن اُمیہ اور عبد یالیل | لادوی کہتا ہے کہ عمرو بن اُمیہ حلاجی اور عبد یالیل بن عمرو میں کسی رنج کے سبب سے ترکِ ملاقات تھی۔ پس ایک روز عمرو بن اُمیہ عبد یالیل کے مکان پر گیا اور ایک شخص کو اُس کے بلانے کے لئے بھیجا۔ اُس شخص نے عبد یالیل سے کہا کہ عمرو بن اُمیہ تم کو بلاتا ہے باہر آؤ۔ عبد یالیل نے کہا کیا عمرو بن اُمیہ نے تجھ کو بھیجا ہے؟ اُس نے کہا ہاں؛ دیکھ یہ کھڑا ہوا ہے۔ عبد یالیل نے کہا مجھ کو یہ خیال بھی نہ تھا کہ عمرو بن اُمیہ میرے گھر پر آئے گا۔ پھر جب یہ باہر نکلا تو عمرو بن اُمیہ سے اچھی طرح ملا اور مزاج پُرسی کی۔ عمرو نے کہا تم جانتے ہو کہ آج کل ہم سب جس منحصر میں گرفتار ہیں۔ اس وقت ہم تم کو جبار ہونا مناسب نہیں ہے باہم مل کر کچھ مشورہ کرو کہ اب کیا کرنا چاہیئے۔ محمد کی طاقت دن بدن ترقی پر ہے۔ تمام عرب نے اسلام قبول کر لیا ہے اور ہم کو اُن کے مقابلہ کی طاقت نہیں ہے۔ عمرو کے اس کہنے سے بنی ثقیف مشورہ پر آمادہ ہوئے اور یہ صلاح قرار پائی کہ ایک شخص کو رسول اللہ کی خدمت میں روانہ کریں جیسے پہلے عروہ بن مسعود کو روانہ کیا تھا اور عبد یالیل سے کہا کہ تم ہی جاؤ۔ عبد یالیل عروہ کا واقعہ دیکھ چکے تھے اس لئے جانے سے انکار کرنے لگے کیونکہ جب یہ واپس آتے تو پھر ثقیف عروہ کی طرح ان کو بھی قتل کر دیتے۔

بارگاہِ نبوی میں وفد | آخریہ رائے قرار پائی کہ عبد یالیل کے ساتھ دو آدمی احلاف سے اور تین بنی مالک سے، یہ سب چھ آدمی یہاں سے رسول اللہ کی

خدمت میں روانہ ہوں۔ چنانچہ عبد یالیل کے ساتھ یہ لوگ روانہ ہوئے۔ حکم بن عمرو بن وہب بن معتب اور بنی مالک سے عثمان بن ابی العاص بن بشر بن عبد وہمان اور اوس بن عوف اور نمیر بن خرشہ بن ربیع۔ چنانچہ عبد یالیل ان لوگوں کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے اور یہی اس وفد کے سردار تھے۔ اور ان لوگوں کو لے کر اسی سبب آئے تھے تا کہ عروہ کی طرح سے بنی ثقیف ان کے ساتھ بدسلوکی نہ کریں اور ان لوگوں کے ساتھ ہونے سے ہر قوم اپنے آدمی کی پاسداری کرے گی۔

مدینہ میں آمد | جب یہ لوگ مدینہ سے قریب پہنچے تو مغیرہ بن شعبہ نے ان کو دیکھا۔ اور مغیرہ کا وہ دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اڈوٹوں کے چرانے

کی باری کا تھا۔ کیونکہ صحابہ آنحضرت کے اونٹوں کو باری باری سے چرایا کرتے تھے۔ جب مغیرہ نے ان لوگوں کو دیکھا تو اونٹ ان کے پاس چھوڑ کر خود حضور کی خدمت میں ان کے آنے کی خبر کہنے کو روانہ ہوئے۔ راستہ میں حضرت ابو بکرؓ نے ان سے ان لوگوں کے آنے کا حال بیان کیا۔ انہوں نے فرمایا میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں تم ہمیں ٹھہر جاؤ۔ میں ان کے آنے کا حال تم سے پہلے جا کر نبی اکرمؐ سے عرض کر آؤں۔

مغیرہؓ ٹھہر گئے اور ابو بکرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا کر عرض کیا کہ بنی ثقیف کا وفد مسلمان ہو کر آیا ہے اور وہ کچھ شرائط بھی آپ سے اپنی قوم کے لئے منظور کرانی اور کھوانی چاہتے ہیں۔ مغیرہ بنی ثقیف کے پاس چلے آئے اور ان کو سکھلایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جاؤ تو اسی طرح سے سلام کرنا اور اس طریقہ سے داخل ہونا اور گفتگو کرنا۔ مگر ان لوگوں کی سمجھ میں مغیرہ کی تعلیم نے کچھ اثر نہ کیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اسی جاہلیت کے طریقہ سے سلام ادا کیا۔

آنحضرت نے مسجد کے ایک گوشہ میں ان کے لئے وجگہ عہد نامے کے لئے بات چیت مقرر فرمائی۔ خالد بن سعید بن حاص رسول اللہ کے اور ان کے درمیان گفتگو کرتے تھے یہاں تک کہ عہد نامہ تیار ہوا۔ خالد ہی نے اپنے ہاتھ سے اس کو لکھا اور اس عہد نامہ کے مکمل ہونے سے پہلے جو کھا نا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں سے ان کے لئے آتا تو یہ لوگ بغیر خالد کے کھلائے نہ کھاتے یہاں تک کہ عہد نامہ تیار ہو گیا اور ان لوگوں نے مسلمان ہو کر آپ کی بیعت کی۔

اس عہد نامہ کی شرائط میں سے ایک شرط یہ بھی انہوں نے پیش کی **ثقیف کی شرائط** تھی کہ بڑا بت خانہ جس میں لات کا بت تھا اس کو تین سال تک منہدم نہ کیا جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شرط کے قبول کرنے سے انکار کیا۔ پھر انہوں نے ایک سال تک کہا۔ آنحضرت نے اس کو بھی منظور نہ فرمایا۔ یہاں تک کہ کم کرتے کرتے یہ ایک مہینہ پر آگئے۔ اس پر بھی آپ نے انکار فرمایا اور کسی مدت مقرر تک اس کے چھوڑنے کا اقرار نہ فرمایا۔

اس درخواست سے ان لوگوں کا منشاء یہ تھا کہ بت خانہ کے فوراً منہدم کرنے سے ان کی قدم کے جاہل لوگ اور عورتیں بگڑ جائیں گے اور اگر چند روز بعد اس کو منہدم کریں گے تو اس

عرصہ میں وہ لوگ کچھ اصلاح پر آجائیں گے مگر رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شرط کو بالکل منظور نہیں فرمایا۔ اور مغیرہ بن شعبہ اور ابوسفیان بن حرب کو ان لوگوں کے ساتھ جا کر اس بت خانے کے منہدم کرنے کا حکم دیا۔

اور ایک شرط ان لوگوں نے یہ بھی پیش کی تھی کہ نماز سے ہم کو معافی دی جائے اور ہم اپنے بتوں کو اپنے ہاتھ سے نہ توڑیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خیر بتوں کو تمہیں اپنے ہاتھ سے توڑنے سے تو ہم معافی دیتے ہیں۔ مگر اس دین میں کچھ خیر نہیں ہے جس میں نماز نہ ہو اس سے ہم معافی نہیں دے سکتے۔

حضرت عثمان بن ابی العاص کی سرداری

ادوی کہتا ہے جب آنحضرتؐ نے عہد نامہ ان کو لکھ دیا اور یہ مسلمان ہو گئے تو عثمان بن ابی العاص کو رسول کریمؐ نے ان کا سردار مقرر فرمایا حالانکہ عثمان ان سب میں نوعمر تھے۔ مگر ان کو علم دین اور قرآن شریف کے حاصل کرنے کا بڑا شوق تھا اور حاصل کر بھی لیا تھا۔ حضرت ابو بکرؓ نے آنحضرتؐ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اس لڑکے کو میں علم دین کے حاصل کرنے اور قرآن کے سیکھنے میں بڑا حریص پاتا ہوں اسی سبب آپ نے ان کو سردار بنایا۔

ثقیف اور رمضان کے روزے

اسی وفد کے ایک شخص سے روایت ہے۔ کہتے ہیں جب ہم مسلمان ہو گئے تو رمضان کے باقی مہینہ کے ہم نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ روزے رکھے اور بلالؓ افطار اور سحری کے وقت ہمارے لئے رسول اللہ کے ہاں سے کھانا لاکر ہم کو کھلاتے تھے

پس بلالؓ افطار کے وقت آتے اور ہم سے کہتے کہ روزہ کھول لو۔ ہم کہتے کہ ابھی تو سورج اچھی طرح غروب نہیں ہوا۔ بلالؓ کہتے میں آنحضرتؐ کو روزہ افطار کرا کے آیا ہوں اور بلالؓ ایک نوالہ کھاتے لہذا ہم بھی افطار کرتے اور ایسے ہی سحری کے وقت جب حضرت بلالؓ آتے تو ہم کہتے کہ اب تو فجر طلوع ہو گئی۔

بلال رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میں کھاتے ہوئے چھوڑ کر آیا ہوں۔ پس ہم لوگ بھی اسی وقت سحری کھاتے۔ عثمان بن ابی العاص کہتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ کو نبی ثقیف کا سردار بنا کر بھیجا تو فرمایا کہ اے عثمان نماز بہت مختصر پڑھایا کرتا۔ کیونکہ مقتدی پورے اور بیمار اور کاروباری لوگ بھی ہوتے ہیں۔

للت کے بتکدے کا انہدام | ابن اسحاق کہتے ہیں جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو واپس ان کے شہر کی طرف نہ نصت کیا۔ تو ابوسفیان بن

حرب اور مغیرہ بن شعبہ کو بھی بت خانہ کے منہدم کرنے کے لئے روانہ فرمایا۔ جب یہ لوگ طائف میں پہنچے تو مغیرہ نے ابوسفیان سے کہا کہ تم آگے چلو۔ ابوسفیان نے انکار کیا آخر مغیرہ کدال لے کر بت خانہ پر چڑھے اور اُس کو ڈھانا شروع کیا اور مغیرہ کی قوم بنی معتب ان کے گرد آکر کھڑے ہو گئے تاکہ عروہ کی طرح سے بنی ثقیف ان کو تیر نہ ماریں۔ اور ابوسفیان ذی حرم میں جہاں ان کا مال تھا چلے گئے پھر آکر مغیرہ کے ساتھ بت خانہ کے منہدم کرنے میں شریک ہوئے بنی ثقیف کی عورتیں بت خانہ کو منہدم ہوتے ہوئے دیکھ کر روتی اور چلاتی تھیں۔ مغیرہ نے تمام ذویر اور سونا جو اس بت خانہ میں تھا ابوسفیان کے پاس بھیج دیا۔

ابو یلیح اور قارب کا اسلام | جب عروہ کو بنی ثقیف نے شہید کیا ہے تو ابو یلیح بن عروہ اور قارب بن اسود عروہ کے چھتے یہ دونوں ثقیف

کے وفد کے آنے سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہوئے تھے اور عرض کیا تھا کہ ہم اب ثقیف سے کبھی نہ ملیں گے۔ آپ نے فرمایا تم جس سے چاہو صحبت کرو۔ انہوں نے عرض کیا ہم تو خدا و رسول سے محبت کرتے ہیں اور انہی کو اپنا ولی بناتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ابوسفیان بھی تو تمہارے ماموں ہیں۔ انہوں نے عرض کیا۔ ہاں! ہمارے ماموں ہیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغیرہ اور ابوسفیان کو بت خانہ کے منہدم کرنے کے لئے روانہ کیا تو ابو یلیح بن عروہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میرے باپ عروہ کے ذمہ قرض ہے اگر آپ حکم دیں تو اس بت خانہ کے مال سے وہ قرضہ ادا کر دیا جائے؟ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھی بات ہے۔

قارب بن اسود نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ میرے باپ اسود کے قرض کو بھی ادا کر دیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ تو مشرک مرا تھا۔ قارب نے عرض کیا یا رسول اللہ! مسلمانوں کے ساتھ سلوک کریں یعنی میرے ساتھ کیونکہ اب تو وہ قرض مجھ کو دینا ہے۔ اور میں ہی اُس کا دیندار ہوں۔ چنانچہ آنحضرت نے ابوسفیان کو حکم کیا کہ عروہ اور اسود کا قرض بت خانہ کے مال سے ادا کر دیا جائے۔ چنانچہ جب مغیرہ نے بت خانہ کا سب مال جمع کیا۔ تو ابوسفیان سے کہا آنحضرت نے تمہیں حکم فرمایا ہے کہ عروہ اور اسود کا قرض اس مال سے ادا

کر دو۔ ابوسفیان نے ان کے قرض ادا کر دیئے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط
ثقیف کے ساتھ عہد نامے کا مضمون | یہ عہد نامہ ہے محمد نبی رسول کا خدا کی طرف

سے مومنوں کے لئے۔ یہاں کی گھاس اور لکڑی نہ کاٹی جائے اور نہ یہاں کے جانوروں کا
 شکار کیا جائے۔ اور جو شخص ایسا کرتا ہوا پایا جائے گا اس کے کوڑے لگیں گے اور کپڑے
 اتار لئے جائیں گے اور اگر زیادہ تباہی کرے گا تب وہ گرفتار کر کے محمد رسول اللہ
 کی خدمت میں بھیجا جائے گا۔

یہ حکم محمد نبی رسول خدا کا ہے اور انہی کے حکم سے اس فرمان کو خالد بن سعید
 نے لکھا ہے۔ اس لئے ہر شخص پر لازم ہے کہ اس فرمان کے خلاف نہ کرے۔ ورنہ وہ اپنے نفس
 پر ظلم کرے گا۔ یہ حکم محمد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔



تفسیر سورہ برأت اور اعلان برأت

(۱)

ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور شوال اور ذیقعد مدینہ میں پہلا حج تشریف فرما ہے۔ پھر آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ذیقعد میں مسلمانوں کا امیر بنا کر حج کے لئے روانہ فرمایا۔ اور اسی وقت سورہ برأت اُس عہد کے شکستہ کرنے کے لئے نازل ہوئی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مشرکوں کے درمیان تھا کہ کوئی خانہ کعبہ میں آنے سے روکا نہ جائے اور نہ اشہر حرم میں کوئی کسی سے خوف کرے۔ یہ عہد عام طور پر سب لوگوں سے تھا اور ہر قبیلہ سے اس عہد کی مدت مقرر تھی اور سورہ برأت میں اُن منافقوں کا بھی ذکر ہے جو غزوہ تبوک میں رسول اکرم کے ساتھ نہ گئے تھے۔ بعض کا ان میں سے نام بتایا گیا ہے اور بعض کا نام نہیں لیا گیا۔ چنانچہ فرمایا ہے :-

سُورَةُ بَرَاءَتٍ
بَدَأَ اللَّهُ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ إِلَى الَّذِينَ عَاهَدُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ه
فَسَيُخَوِّفُنِي أَرْضُ آلِهِمْ وَالْأَعْلَمُوا أَنَّهُمْ غَيْرُ مَعْجَزِي اللَّهِ ه
وَآتَى اللَّهُ مَخْزِي آلِكَافِرِينَ ه وَآذَانَ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ إِلَى اللَّهِ يَوْمَ الْحَجِّ
أَرَى كِبْرَاتٍ اللَّهُ بَرِيءٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَرَسُولِهِ فَإِنَّ تُبَسِّمَهُ فَهُوَ خَيْرٌ لِّكَ وَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ
فَاعْلَمُوا أَنَّهُمْ غَيْرُ مَعْجَزِي اللَّهِ وَبَشِّرِ الَّذِينَ كَفَرُوا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ه (۴: ۲: ۶)

”بیزاری ہے خدا اور رسول سے اُن مشرکوں کی طرف جن سے تم نے عہد کیا۔ اس لئے اے مشرکوں کو اجازت ہے کہ چاند مہینہ تم زمین میں چلو پھرو اور تم جان لو کہ تم خدا کو عاجز نہیں کر سکتے اور اللہ بیشک کافروں کو ذلیل کرنے والا ہے اور خدا اور رسول کی طرف سے حج اکبر کے روز اعلان ہے کہ خدا اور اُس کے رسول مشرکوں سے بیزار ہیں۔ لہذا اے مشرکوں! اگر تم توبہ کر کے مسلمان ہو گے تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اور اگر تم دوگردانی کرو گے تو جان لو کہ تم اللہ تعالیٰ کو عاجز نہیں کر سکتے۔ اور اے رسول! تم کافروں کو دردناک عذاب کی خوشخبری دو“

إِلَّا الَّذِينَ عَاهَدُوا لَكُمْ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوا كَيْفَ شِئْنَا وَلَا نَبْهَرُوا
عَلَيْكُمْ أَحَدًا فَأَتَوْا إِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ إِلَىٰ مُدَّتِهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ
الْمُتَّقِينَ ۗ فَإِذَا اسْتَلَخْتُمْ أَرْضَهُمْ فَأَنْتُمْ أَحْسَنُ مِمَّا جَاءْتُمْ بِهَا وَجْهَ
لَكُمْ مَوَدَّةً وَخُدُوعَةً وَأَخْضَاعًا وَهُمْ وَأَقْعَدُوا إِلَيْكُمْ كُلَّ مَرصِدٍ فَإِن
تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ إِنَّ اللَّهَ
غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۙ (۹: ۲۰-۸)

ترجمہ:- مگر جن مشرکوں سے تم نے عہد کیا اور پھر ان مشرکوں نے تمہارے عہد میں کچھ خرابی نہیں
کی اور نہ تمہارے دشمنوں کی تمہارے مقابلہ میں امداد کی۔ تو تم بھی ان کے عہد کو
جس مدت تک بندھا ہوا ہے پورا کرو۔ بے شک خدا پر ہیزگاروں کو دوست
لکھتا ہے۔ پھر جب حرام مہینے گزر جائیں تو مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کرو اور ان
کو پکڑو اور قید کرو اور ہر ناکہ پر ان کی گھات میں بیٹھو۔ پھر اگر وہ توبہ کر کے
نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں تو قید سے ان کو چھوڑ دو۔ بے شک اللہ تعالیٰ
بخشنے والا مہربان ہے۔“

وَإِن أَحَدًا مِنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ حَتَّىٰ يَسْمَعَ كَلِمَةَ اللَّهِ
ثُمَّ ابْلُغْهُ أُمَّمَتَهُ ۚ إِنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُونَ ۗ كَيْفَ يَكُونُ لِلْمُشْرِكِينَ
عَهْدٌ عِنْدَ اللَّهِ وَعِنْدَ رَسُولِهِ ۗ إِنَّ الَّذِينَ عَاهَدُوا لَكُمْ مِنَ الْمَسْجِدِ
الْحَرَامِ فَمَا اسْتَقَامُوا لَكُمْ فَاسْتَقِيمُوا لَهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ
يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ ۙ (۱۰: ۲۰-۸)

ترجمہ:- اگر مشرکوں میں سے کوئی شخص تم سے پناہ مانگے تو اس کو پناہ دے دو تا کہ وہ
اللہ کا کلام سنے۔ پھر اس کو اس کی جائے امن میں پہنچا دو۔ یہ اس سبب سے کہ
وہ بے علم لوگ ہیں۔ مشرکوں کے لئے خدا و رسول کے پاس کیسے عہد ہو سکتا ہے
سوا ان مشرکوں کے جن سے تم نے مسجد حرام کے اندر عہد کیا۔ اس لئے جب
تک وہ تمہارے عہد پر قائم رہیں تم بھی قائم رہو۔ بے شک اللہ تعالیٰ
پرہیزگاروں کو دوست لکھتا ہے۔“

كَيْفَ يَكُونُ لِلْمُشْرِكِينَ عَهْدٌ عِنْدَ اللَّهِ وَعِنْدَ رَسُولِهِ ۗ إِنَّ الَّذِينَ عَاهَدُوا لَكُمْ

بَاتُوا هِيَهُمْ وَتَاخَلَّ قُلُوبُهُمْ وَالْكَرْهُمَ قَاسِقُونَ ۗ اِشْتَرَوْا بِآيَاتِ اللَّهِ
 لَمَنَّا قَلِيلًا قَصْدًا ۗ وَاعْتَن سَبِيلَهُ اِنَّهُمْ سَاءَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ط لَا يُرْقَبُونَ
 فِي مَجْمُوعٍ اِنَّكَ وَلَا ذِمَّةٌ وَاُوْلٰئِكَ هُمُ الْمُعْتَدُونَ ط قَانَ
 تَابُوا ۗ اَقَامُوا الصَّلَاةَ ۗ وَآتَوْا الزَّكَاةَ ۗ فَآخَرُوا نَفْسَهُ فِي الدِّينِ ۗ وَتَفَقَّلُ
 اِنَّ آيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۗ

ترجمہ :- مشرکوں کے لئے کیسے عہد ہو سکتا ہے۔ حالانکہ اگر وہ تم پر غالب ہوں تو تمہارے معاملے میں
 نہ قربت کو خیال رکھیں گے نہ وفاد عہد تم کو اپنی زبانی باتوں سے خوش کرتے ہیں۔ حالانکہ
 ان کے دل ان باتوں کے خلاف ہیں جو وہ تم سے کہتے ہیں اور زیادہ تر ان میں سے فاسق
 ہیں۔ آیات خداوندی کو انہوں نے تھوڑی سی قیمت پر فروخت کر دیا ہے۔ پھر اس کے راستے سے
 لوگوں کو روکے ہیں بُرے ہیں وہ اعمال جو یہ لوگ کرتے ہیں۔ مومنوں کے متعلق نہ یہ قربت
 کا خیال کرتے ہیں نہ وفا عہد کا اور یہی لوگ حد سے تجاوز کرنے والے ہیں لیکن اگر یہ
 تو بیکر کے نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں تو تمہارے دینی بھائی ہیں۔ ہم آیتوں کو اہل علم کے لئے
 تفصیل وار بیان کرتے ہیں “

اعلانِ برأت اور حضرت علیؑ

حضرت امام باقرؑ سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکرؓ کے
 حج کے لئے جانے کے بعد سورہ برأت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 پر نازل ہوئی تو صحابہ نے عرض کیا کہ آپ ابوبکرؓ کو کہلا بھیجیں کہ وہ لوگوں میں حج کے روز اس کا
 اعلان کر دیں۔ آپ نے فرمایا یہ کام میرے اہل بیت ہی میں سے ایک شخص کرے گا۔ پھر آپ
 نے حضرت علیؑ کو بلا کر فرمایا کہ تم جاؤ اور حج میں قربانی کے روز جس وقت سب لوگ منیٰ میں جمع
 ہوں سورہ برأت کے شروع کی آیات سب کو پڑھ کر سنا دو اور اعلان کر دو کہ جنت میں کافر
 داخل نہ ہوگا اور آئندہ سال سے مشرک حج کو نہ آئے۔ اور نہ کوئی شخص برہنہ ہو کر کعبہ کا طواف
 کرے اور جس شخص کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عہد کسی مدت مقررہ تک ہے وہ
 عہد اس مدت تک برقرار ہے۔

چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سانڈنی پر جس کا نام عصباء
 تھا سوار ہو کر روانہ ہوئے اور راستہ ہی میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے جا ملے۔ جب
 حضرت ابوبکرؓ نے حضرت علیؑ کو دیکھا تو فرمایا کہ آپ امیر ہو کر آئے ہیں یا مامور ہو کر؟ حضرت علیؑ

نے فرمایا میں مامود ہوں۔ پھر دونوں روانہ ہوئے۔

حضرت ابو بکرؓ نے لوگوں کو حج کرایا اور تمام قبائل عرب اپنی اپنی جگہوں پر اترے ہوئے تھے جہاں جاہلیت کے زمانہ میں اترتے تھے۔ جب قربانی کا روز ہوا تو حضرت علیؓ نے لوگوں کو جمع کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کا اعلان کیا اور فرمایا اے لوگو! جنت میں کافرنہ داخل ہوگا اور نہ اس سال کے بعد سے مشرک کعبہ کا حج کرنے پائے گا نہ برہنہ ہو کر کوئی شخص کعبہ کا طواف کر سکے گا۔ اور جس شخص کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عہد کسی مقررہ مدت تک ہے وہ اُس مدت تک پورا کیا جائے گا۔ اور آج سے لوگوں کو چار مہینہ تک مہلت ہے تاکہ سب اپنے اپنے شہروں میں پہنچ جائیں۔ پھر کسی مشرک کے لئے عہد اور ذمہ داری نہیں ہے سوا اُن لوگوں کے جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مدت معینہ تک عہد ہے تو وہ عہد اُس مدت تک رہے گا۔ پس اس سال کے بعد سے کوئی مشرک حج کو نہ آئے اور نہ برہنہ ہو کر کعبہ کا طواف کرے۔ اس کے بعد حضرت علیؓ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں واپس چلے گئے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں پھر خداوند تعالیٰ نے اپنے رسول کو چار مہینہ گزارنے کے بعد جو مشرکین کے اپنے گھروں میں پہنچنے اور ساز و سامان کے درست کرنے کے لئے مدت مقرر کی تھی۔ اُن لوگوں پر جہاد کرنے کا حکم دیا۔ جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص عہد کو توڑ دیا تھا یا جو عہد میں شامل تھے۔ چنانچہ فرمایا ہے :-

مَا تَلَوْا تَلَوْتَ قَوْمًا تَلَوْا آيْمَانَهُمْ وَهَمُّوا بِأَخْوَابِ الْيُسُوفِ وَهَدُّ
بَدُو كَدُّ أَوَّلِ مَرْتَبَةٍ أَخْشَوْهُمْ فَأَلَّفَهُ اللَّهُ أَحَقَّ أَنْ تَخْشَوْهُمْ إِنَّ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ
فَاتْلَوْهُمْ لِيَعْتَرِبَهُمْ بِأَيْدِيكُمْ وَيَخْرِبَهُمْ وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ
صُدُورَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ هُوَ وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوبِهِمْ وَيَنْوِثَ اللَّهُ عَلَى
مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ط

ترجمہ :- اے مسلمانو! تم اُن لوگوں کو کیوں نہیں قتل کرتے جنہوں نے اپنی قسموں کو توڑ دیا اور رسول کو شہر بدر کرنے کا ارادہ کیا اور انہوں نے ہی تم سے جنگ کی ابتدا کی۔ کیا تم اُن سے خوف کرتے ہو۔ پس اللہ اس بات کا زیادہ حق دار ہے کہ تم اس سے خوف کرو۔ اگر تم مؤمن ہو، ان مشرکوں کو قتل کرو۔ خدا تعالیٰ ان کو تمہارے ہاتھوں سے عذاب

کرے گا اور ذلیل کرے گا اور تم کو اُن پر غالب فرمائے گا اور مسلمانوں کے سینوں کو آرام دے گا اور اُن کے دلوں کے غصتوں کو دور فرمائے گا اور جس کو چاہے گا توبہ کی توفیق دے گا اور اللہ علم اور حکمت والا ہے۔“

أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تُتْرَكُوا أَنْ تَقُولُوا اللَّهُ أَلَّذِينَ جَاهَدُوا مِنْكُمْ وَكَمْ يَتَّخِذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَا رَسُولَهُ وَلَا الْمُؤْمِنِينَ وَلِجَنَّةٍ وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝

ترجمہ: اے مسلمانو! کیا تم نے یہ سمجھا ہے کہ تم یونہی چھوڑے جاؤ گے حالانکہ انہیں جانا خدا نے تم میں سے جہاد کرنے والوں کو جنہوں نے برا خدا و رسول اور مومنوں کے کسی کو ولی اور دوست نہیں بنایا اور اللہ تمہارے اعمال سے خبردار ہے۔“

پھر اللہ تعالیٰ نے قریش کے اس قول کی بابت ذکر فرمایا ہے جو وہ اپنی تعریف میں کہتے تھے کہ ہم اہل حرم ہیں۔ ہم حاجیوں کو پانی نہ حرم کا پلاتے ہیں اور بیت اللہ کی تعمیر کرتے ہیں۔ پس ہم سے افضل کوئی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

أَلَمْ يَعْمُرُوا مَسَاجِدَ اللَّهِ مِنْ آمِنٍ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَكُنُوا مِنْ الْمُهْتَدِينَ ۚ فَجَعَلَ اللَّهُ طَاعَتَهُ فَعَسَىٰ أَنْ يَكُونُوا مِنَ الْمُهْتَدِينَ ۚ أَحْبَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآبِ وَعِمَادَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ آمِنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۚ لَا يَسْتَوُونَ عِنْدَ اللَّهِ ط

”بے شک خدا کی مسجدیں وہ شخص تعمیر کرتا ہے جو خدا پر اور آخرت کے دن پر ایمان لایا ہے اور نماز پڑھتا ہے اور زکوٰۃ دیتا ہے اور خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا۔ پس امید ہے کہ یہی لوگ ہدایت پانے والے ہوں گے۔ اے مشرکین! کیا تم نے حاجیوں کے پانی پلانے اور مسجد حرام کے تعمیر کرنے کو اُس شخص کے برابر سمجھ لیا ہے جو خدا اور آخرت کے دن پر ایمان لایا ہے اور راہِ خدا میں اُس نے جہاد کیا ہے خدا کے نزدیک یہ برابر نہیں ہیں۔ ایمان لانے والے کا بڑا مرتبہ ہے۔“

پھر اس کے آگے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے دشمنوں کا ذکر فرمایا ہے اور حنین کی جنگ میں مسلمانوں کے شکست کھانے اور پھر اپنی مدد اور نصرت کے نازل کرنے کا ذکر فرما کر فرمایا ہے :-

إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَاهِهِمْ
 هَذَا وَإِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيكُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ
 إِنَّ شَاءَ رَبُّنَا إِنَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ط

ترجمہ:- بے شک مشرکین ناپاک ہیں۔ لہذا اس سال کے بعد مسجد حرام کے قریب نہ جانے پائیں اور اگر
 تم بے مسلمانو! مشرکوں کی آمد بند ہونے سے فقر و فاقہ کا خوف کرو تو اللہ تعالیٰ
 تم کو عنقریب اپنے فضل سے اگر چاہے گا تو ننگ کر دے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ
 علم و حکمت والا ہے۔“

قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ
 اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَلَا يَدِينُونَ دِينَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حَتَّى
 يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَدٍ وَهُمْ صَاغِرُونَ ط

ترجمہ:- اے مسلمانو! ان لوگوں کو قتل کرو جو اللہ تعالیٰ پر اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتے
 ہیں اور نہ ان چیزوں کو حرام سمجھتے ہیں جو اللہ اور اس کے رسول نے حرام کی ہیں
 اور نہ حق کا دین رکھتے ہیں اہل کتاب میں سے یہاں تک کہ یہ ذلیل ہو کر جزیہ
 دینا قبول نہ کریں۔“



تفسیر سورہٴ برأت (۲)

پھر اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کے شر و فریب کا ذکر فرمایا ہے۔ چنانچہ فرمایا :-
 اِنَّ كَثِيْرًا مِّنْ اَوْجَابٍ وَالرُّهْبَانِ لَيْسَ كُنُوْنَ اَمْوَالِ النَّاسِ بِاَلْبَابِ لِيْلٍ
 وَ يَعْصُوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَ
 لَا يُنْفِقُوْا لَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ هٰذَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ
 ” یہودیوں کے بہت سے عالم اور زاہد لوگوں کے مال حرام طریقہ سے کھاتے ہیں اور غریب
 جاہل لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے راستہ یعنی اسلام قبول کرنے سے روکتے ہیں اور جو لوگ
 سونے اور چاندی کو گاڑ کر رکھتے ہیں اور راہِ خدا میں خرچ نہیں کرتے ہیں اے رسول
 اُن کو دردناک عذاب کی خوشخبری دو“

پھر نسیٰ کا ذکر فرمایا ہے جو اہل عرب نے ایک بدعت ایجاد کی تھی یعنی جو مہینے اللہ نے حرام
 مقرر کئے ہیں اُن کو وہ حلال کر کے اُن کے بدلہ اور مہینوں کو حرام کر لیتے تھے۔

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اَثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ
 السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَا اَرْبَعَةٌ حَرَمٌ فَلَا تُحْلَمُوْا فِيْهِنَّ اَلْفُسُكُ
 بیشک مہینوں کی تعداد اللہ تعالیٰ کے نزدیک بارہ ہے۔ کتابِ الہی میں جس دن سے کہ اُس نے
 آسمان و زمین کو پیدا کیا۔ چار مہینے ان بارہ میں سے حرام ہیں۔ پس ان حرام مہینوں میں تم
 اپنے نفسوں پر ظلم نہ کرنا یعنی مشرکین کی طرح سے تم بھی اُن کو حلال کر لو“

اَلْمَا لَتْسِيْ ذِيَادٍ فِي الْكُفْرِ يَفْتُلُ بِهٖ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَيُحِلُّوْنَہٗ عَامًا وَ
 يَحْرَمُوْنَہٗ عَامًا لِيُوْاطَّئُوْا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فَيُحِلُّوْا مَا حَرَّمَ اللّٰهُ ذٰلِكَ
 لَمَقْرُوءٍ سُوْءٍ اَعْمًا لِيَهْدِيْ الْقَوْمَ الْكَافِرِيْنَ

ترجمہ :- بیشک نسیٰ کا فعل کفر میں زیادتی ہے گمراہ کئے جاتے ہیں اس کے ساتھ کافر کہ ایک

سال اس کو حرام کرتے ہیں اور ایک سال حلال کرتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ کے حرام کئے ہوئے
 مہینوں کا شمار ٹوڑا کر دیں۔ پھر اللہ تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیز کو حلال کر لیں۔ ان کی بد اعمالیاں
 انہیں آراستہ معلوم ہوتی ہیں اور اللہ کافروں کی قوم کو ہدایت نہیں کرتا ہے۔“

پھر اللہ تعالیٰ نے غزوہ تبوک میں مسلمانوں کے سست اور کاہل ہونے اور رومیوں
 کی جنگ کو بھاری سمجھنے اور منافقین کے نفاق کا بیان فرمایا ہے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے ان کو جہاد کی طرف بلایا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَا كَلَّمُ إِذَا قِيلَ لَكُمْ الْفِرُّ وَافِي سَبِيلِ اللَّهِ إِنَّمَا قَلْتُمْ إِلَى
 أَنْ رَضِطُ مِنْهُ تَبِيحًا وَإِنَّمَا كَلَّمُ إِذَا قِيلَ لَكُمْ الْفِرُّ وَافِي سَبِيلِ اللَّهِ إِنَّمَا قَلْتُمْ إِلَى
 كَمَا فِي آيَاتِهِ إِذْ هَمَّ فِي الْغَارِ طِ اءِ اِيْمَانِ وَالْوَالِئِمْ كُو كِيَا هِي كَر جِب تَم س كِهَا جَا تِه
 كَر دَا رِه خِدَا مِيْن چَلُو تُو تَم بَهَا دِي هُو كَر زَمِيْن س لِكِه جَاتِه هُو اِكْر تَم رَسُو ل كِي مَدْرَنَه كِه رُو كِه تُو بَس كِه
 نِي س كِي مَدَد كِي جِب كِه وَه دُو اَدْمِي مَحْتِه كُو هِ ثُو ر كِه غَا ر مِيْن ؟

پھر منافقوں کا ذکر فرمایا ہے :-

لَوْ كَانَتْ عَمْرًا فَسَمِيًّا وَسَفَرًا قَاصِدًا لَا تَبْعُونَ وَلَا تَبْعُونَ وَالْكَانَ بَعْدَتْ عَلَيْهِمْ
 الشُّقَّةُ وَسَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ يُهْلِكُونَ
 أَنْفُسَهُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ط عَقَا اللّٰهُ عَنْكَ لِعَا ذِنْت
 لَهُمْ حَتَّى يَتَّبِعِينَ لَكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَتَعْلَمَ الْكَافِرِينَ ط

ترجمہ :- اگر مال دنیا کا نزدیک ہوتا اور سفر آسان تو ضرور منافق تمہارے ساتھ جاتے مگر روز ہوتی
 ان پر مشقت راہ کی اور عنقریب خدا کی قسمیں کھاویں گے کہ اگر ہم سے ہو سکتا تو ہم ضرور
 تمہارے ساتھ چلتے۔ مگر کیا کریں ہم مجبور تھے یہ لوگ اپنے نفسوں کو چھوٹی قسمیں کھا کر ہلاک
 کرتے ہیں اور خدا جانتا ہے کہ بیشک یہ جھوٹے ہیں۔ اے رسول اللہ نے تم کو معاف
 کر دیا کہ تم نے ان کو بیٹھارہنے کی اجازت دی اس بات سے پہلے کہ ان میں سے سچے
 اور جھوٹے تم کو معلوم ہوتے۔“

اور یہی منافقوں کا بیان اس آیت تک ہے :-

لَوْ خَرَجُوا فِيكُمْ مَا زَادُواكُمْ حَبَابًا وَلَا وَكَلْتُمْ بِاللَّهِ لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ يُهْلِكُونَ
 الْفِتْنَةَ وَفِيكُمْ سَمَاعُونَ لَهُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ ط لَقَدْ

مَتَّبَعُوا الْفِتْنَةَ مِنْ قَبْلِمْ وَقَلَّبُوا لَكِ الْأُمُورَ حَتَّىٰ جَاءَ الْحَقُّ وَظَهَرَ
 أَمْرُ اللَّهِ وَهُم كَارِهُونَ ۗ وَمِنْهُمْ مَن يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ وَلَكِن لَّمَّا جَاءَنَا
 آيَاتُ الْفِتْنَةِ سَقَطُوا ۗ

ترجمہ: ”اے مسلمانو! اگر یہ منافق تمہارے ساتھ جنگ میں جاتے بھی تو زیادہ نہ کرتے تم کو گمراہی
 اور مکر میں۔ اور روڑتے تمہارے درمیان چغل خوری کے ساتھ اور ڈھونڈتے تمہارے
 درمیان فتنہ اور فساد اور تم میں بہت سے لوگ اُن کے مخبر ہیں جو اُن کو خبریں پہنچاتے
 ہیں اور خدا ظالموں کا علم رکھتا ہے۔“

اس سے پہلے منافقوں نے (احد کی جنگ میں) فتنہ ڈھونڈا تھا اور تمہارے کاموں کو
 پھیرنا چاہتا تھا یہاں تک کہ آگیا حق اور خدا کا حکم ظاہر ہوا۔ حالانکہ وہ اُس کے ظہور کو بُرا سمجھتے
 ہیں اور اُن میں بعض وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم کو بیٹھ رہنے کی اجازت دو اور فتنہ میں نہ ڈالو۔
 خبر دالو یہ لوگ فتنہ میں گمراہے ہیں۔

پھر یہی قصہ اس آیت تک بیان فرمایا ہے۔

لَوْ يَجِدُ دَن مَّلَجَاءٍ أَوْ مَخْرَاجٍ أَوْ مَدَّةَ خَلِّ لَوَّالِيهِ وَهُوَ يَجْبَحُونَ
 وَمِنْهُمْ مَن يَلْمِزُكَ فِي الصَّدَقَاتِ فَإِن أُعْطُوا مِنْهَا رَضُوا وَإِن لَّمْ
 يُعْطُوا مِنْهَا إِذَا هُمْ يَسْتَحْطُونَ ۗ

”ان لوگوں کو اگر کوئی جائے پناہ مل جاتی یا کوئی غاری یا کوئی گھس بیٹھنے کی ذرا جگہ مل جاتی تو
 یہ ضرور منہ اٹھا کر چل دیتے اور ان میں سے بعض وہ ہیں جو صدقات (تقسیم کرنے) کے
 بارے میں آپ پر طعن کرتے ہیں۔ پھر اگر ان صدقات میں سے (ان کی خواہش کے مطابق)
 انہیں مل جاتا ہے تو وہ راضی ہو جاتے ہیں اور اگر ان صدقات میں سے انہیں نہیں
 ملتا تو وہ ناراض ہو جاتے ہیں۔“

پھر اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ صدقات کن لوگوں کے لئے ہیں :-

إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسْكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ
 قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةً
 مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۗ

ترجمہ :- بے شک صدقوں کا مال فقروں، مسکینوں اور اُن کے وصول کرنے والوں اور مؤلفہ قلوب

اور غلام کے آزاد کرنے اور قرضداروں اور راہِ خدا میں جہاد کرنے والوں اور مسافروں کے لئے ہے، فرض ہے یہ خدا کا اور خدا علم والا حکمت والا ہے۔“
 پھر منافقوں کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا اور تکلیف پہنچانے کا بھی ذکر فرمایا ہے :-

وَمِنْهُمْ الَّذِينَ يُؤْذُونَ النَّبِيَّ وَيَقُولُونَ هُوَ ذُنُوبٌ قُلٌّ أَذِنَ خَيْرٌ لِّكُمْ يُؤْمِنُ
 بِاللَّهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِينَ وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ
 اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝

ترجمہ :- اور بعض منافق وہ ہیں جو نبی کو ایذا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ کانِ سُنیے والا ہے جو کچھ کہو سُنیے لیتا ہے۔ کہہ دو کہ کانِ سُنیے والا بہتر ہے تمہارے لئے ایمان رکھنا ہے۔ اللہ کے ساتھ، اور سچ ماننا ہے مومنوں کی بات اور وہ نبی رحمت ہے ایمان والوں کے لئے تم میں سے اور جو لوگ رسول اللہ کو تکلیف پہنچاتے ہیں اُن کے لئے دردناک عذاب ہے۔
 يَخْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمُ لِيُؤْذَوْكُمْ وَاللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَقُّ أَنْ يُؤْذَوْكَ إِنَّا
 سَاءُ لَكُمُ الْمُؤْمِنِينَ ۝

ترجمہ :- تمہارے سامنے خدا کی قسمیں کھاتے ہیں تاکہ تم کو راضی کریں اور خدا و رسول اس بات کے زیادہ حق دار ہیں کہ یہ لوگ اُن کو راضی کریں اگر یہ مومن ہیں۔
 وَلَكِنْ سَأَلْتَهُمْ لِيَقُولُوا لَنَا نَحْوَصُ وَنَلْعَبُ قُلْ يَا لِلَّهِ وَإِيَّاتِهِ
 وَرَسُولِهِ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ ۝
 ”اگر تم ان سے پوچھو تو یہ کہیں گے کہ ہم باتیں کرتے اور کھیلتے تھے کہہ دو کیا خدا اور اُس کی آیتوں اور اُس کے رسول کے ساتھ تم ہنسی کرتے ہو۔“

یہ بات ودلیعہ بن ثابت عوفی نے کسی تھی۔ پھر اس کے آگے فرمایا ہے :-
 يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ دَاغَلَتْ عَلَيْهِمْ وَمَا وَهَعَجَهُمْ
 وَيَأْسَ الْمُصِيبُ ۝

”اے نبی تم کفار اور منافقین پر جہاد کرو اور اُن پر سختی کرو اور اُن کا ٹھکانہ جہنم ہے اور بُرا ٹھکانا ہے۔“

جلسہ بن سوید بن صامت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں بے ادبی کی تھی۔ رعیر بن

سعد نے اُس کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچائی۔ حضور نے جلاس کو بلا کر دریافت کیا۔ جلاس نے صاف انکار کر دیا کہ میں نے کچھ نہیں کہا۔ تب یہ آیت نازل ہوئی۔ **يَخْلِفُونَ بِاللَّهِ مَا قَالُوا** الخ جلاس نے اس کے بعد توبہ کی اور پکے مسلمان ہوئے۔

وَمِنْهُمْ مَنْ عَاهَدَ اللَّهُ لَنْ يَأْتِيَنَّكُمْ فَمُنَّوْا بِهِمْ وَخَلَفُوا بِمَا عَٰهَدُوا اللَّهَ وَكَانُوا كَاذِبِينَ

اور بعض ان میں سے وہ شخص ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا تھا کہ اگر اللہ اپنے فضل سے ہم کو دے گا تو ہم صدقہ دیں گے اور نیکیوں میں سے ہو جائیں گے۔

یہ ثعلب بن حاطب اور معتب بن قشیر بنی عمرو بن عوف سے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :-

الَّذِينَ يَلْمِزُونَ الْمُطَّوِّعِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فِي الصَّدَقَاتِ وَالَّذِينَ لَا يَجِدُونَ إِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُونَ مِنْهُمْ سَخِرَ اللَّهُ مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ

و وہ منافق جو عیب کرتے ہیں دل سے راہِ خدا میں صدقہ دینے والے مومنوں (یعنی عبدالرحمن اور

عام) کو کہتے ہیں کہ انہوں نے مال برباد کر دیا اور عیب کرتے ہیں ان مومنوں کو جو نہیں پاتے ہیں گناہی مشقت کا پیدا کیا ہوا (جیسے ابو عقیل) پس استہزاء کرتے ہیں منافق ان سے استہزاء کرتے گا خدا ان سے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

یہ واقعہ اس طرح ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے **منافقین کا استہزاء** | غزوہ تبوک کے لئے لوگوں کو صدقہ دینے کی فریب دلائی۔ تو

عبدالرحمن بن عوف نے چار ہزار دہم دیئے اور عامر بن عدی نے سو سو کھجوریں لاکر ڈھیر کر دیں۔ منافقوں نے ان کی اس فراخ دلی کو دیکھ کر کہا کہ یہ صدقہ ان لوگوں نے لیا اور دکھاؤ کے لئے دیا ہے۔ اور ابو عقیل نے جو ایک غریب آدمی تھے ایک صاع کھجوریں لاکر اُس ڈھیر میں ڈال دیں۔ منافق اُس کو دیکھ کر بہت ہنسے اور کہنے لگے ایسی ذرا سی کھجوروں کی خدا کو کیا ضرورت ہے؟ اُسے ان کی کچھ پرواہ نہیں ہے اور ایک منافق نے دوسرے کی طرف آنکھ سے اشارہ کر کے مسخرا کر دیا۔

پھر جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبوک کی طرف جانے کو تیار ہوئے تو مسلمانوں نے مسلمانوں کو بہکانا شروع کیا کہ اس گرمی کے موسم میں جا کر کیا کرو گے :-

وَقَالُوا لَا تَنْفِرُوا فِي الْحَرِّ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ أَشَدُّ حَرًّا لَوْ كَانُوا يَفْقَهُونَ ذَلِكَ
یعنی منافق کہتے ہیں کہ گرمی میں نہ جاؤ اسے رسول کہہ دو کہ جہنم کی آگ بڑی سخت گرم ہے اگر وہ
سمجھ رکھتے ہیں۔

عبداللہ بن ابی بن سلول مرآتو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
حضرت عمر بن خطاب سے روایت ہے کہ کہتے ہیں جب

کو اُس کے جنازہ کی نماز پڑھانے بلایا گیا۔ آپ تشریف لے گئے اور جب آپ نماز کے لئے
کھڑے ہوئے تو میں آپ کے سامنے آکر کھڑا ہوا۔ اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ
اس ضمن خدا عبداللہ بن ابی بن سلول کی نماز پڑھا ہے ہیں۔ جس نے فلاں روز یہ کہا تھا اور
فلاں روز یہ کہا تھا سارے واقعات میں اُس کے بیان کرنے لگا اور حضور تیسم فرما رہے تھے۔
آخر جب میں نے بہت کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر تم ہٹ جاؤ۔ اللہ تعالیٰ
نے (منافقوں کے لئے) مجھ کو اختیار دیا ہے۔ چنانچہ اُس نے فرمایا ہر استغفر لہم اَوْ
لَا تَسْتَغْفِر لہم اِنْ تَسْتَغْفِر لہم سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لہم یعنی اے رسول
تم چاہے منافقوں کے لئے مغفرت کی دعا کرو یا نہ کرو۔ اگر تم ان کے لئے ستر مرتبہ بھی مغفرت
کی دعا کرو گے پھر بھی ہرگز خدا ان کو نہ بخشے گا۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے عمر! اگر مجھ کو معلوم ہو جائے کہ ستر مرتبہ
سے زیادہ دعائے مغفرت کرنے سے خدا ان کو بخش دے گا تو میں ستر مرتبہ سے بھی زیادہ
ان کے لئے مغفرت کی دعا کروں۔

عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پھر رسول کریم نے اُس کے جنازہ کی نماز پڑھائی اور قبر پر تشریف
لے گئے۔ اور مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنی اُس جُبرأت اور دلیری کرنے سے
تعجب تھا۔ پھر تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ یہ دونوں آیتیں نازل ہوئیں :-

وَلَوْ تَصَلَ عَلَىٰ أَحَدٍ مِّنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقْدُ عَلَىٰ قَبْرِهِ إِلَّا هُوَ
كَفَرُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَمَا كَانُوا يَفْقَهُونَ ۗ

”اے رسول! تم ان منافقوں میں سے کسی کے جنازہ کی نماز نہ پڑھاؤ۔ نہ اُس کی قبر پر کھڑے
ہو بیشک ان لوگوں نے خدا اور اُس کے رسول کے ساتھ کفر کیا ہے اور فاسق مرے ہیں“
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی منافق کے جنازہ

پر تشریف نہیں لے گئے اور نہ کسی کے جنازہ کی نماز پڑھائی۔

اس کے اگے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَإِذْ أَنْزَلْنَا سُورَةَ آتِ الْيَتِيمَ بِاللَّيْلِ وَالنَّجْمِ إِذْ هُمْ أَصْحَابُ الْمِحْرَابِ أَلَمْ يَلْمِزُوكَ لِأَنَّكَ كُنْتَ رَسُولًا مِّنْ لَّدُنْكَ أُوذُوا الطُّوَلِ مِنْهُمْ هـ

”اور جب کوئی سورت اس مضمون کی نازل کی جاتی ہے کہ اللہ اور اُس کے رسول کیساتھ ہو کر جہاد کرو تو منافقوں میں سے مال و دولت والے تم سے بیٹھ رہنے کی اجازت مانگتے ہیں“

لَكِنَّ الرَّسُولَ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ جَاهِدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ وَأُولَئِكَ لَهُمُ الْخَيْرَاتُ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ هـ أَخَذَ اللَّهُ لَهُمْ حِسَابًا مِّنْ تَحْتِهَا آتَتْهَا إِذْ نَهَاكَ تَحَالُفَ يَتِ فِيهَا ذَلِكَ الْغُورَى الْعَظِيمَةَ هـ

”لیکن رسول نے اور اُن لوگوں نے جو اُن کے ساتھ ایمان لائے ہیں۔ راہِ خدا میں اپنی جانوں اور مالوں کے ساتھ جہاد کیا اور انہی لوگوں کے واسطے نیکیاں ہیں دونوں جہان کی اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں خدا نے ان کے لئے جنتیں تیار کی ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں یہ لوگ اُن میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہ بڑی کامیابی ہے۔

وَجَاءَ الْمُعَذِّبُونَ مِنَ الْأَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ الَّذِينَ كَذَبُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ - آخر قہر تک

”اور آئے واپس ہونے کے وقت عرب کے دہقانی لوگ تاکہ اُن کے لئے اجازت دی جائے اور بیٹھ رہے وہ لوگ جنہوں نے خدا و رسول سے جھوٹ بولا تھا“

اور معذوروں بنی غفار میں سے چند لوگ تھے جن میں سے ایک خفانہ مخلص معذورین | بن ایماہ بن رخصہ تھے۔ اس کے اگے اُن لوگوں کا بیان فرمایا ہے جو

سواری نہ ملنے کے سبب سے جہاد میں نہ جاسکتے تھے۔ جن کا قصہ اوپر بیان ہو چکا ہے :

وَلَا عَلَى الَّذِينَ إِذَا مَا اتَّوَلَّوْا لَتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ مَا أَحْجَدُ مَا أَحْسَبُكَ عَلَيْهِ تَوَلَّوْا وَأَعْيُنُهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا أَلَّا يَجِدُوا مَا يُنْفِقُونَ إِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ يَئْتُونَكَ وَهُمْ أَغْنِيَاءُ رَضُوا بِأَن يَكُونُوا مَعَ الْخَوَالِفِ وَطَبَعَ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ هـ

”اور نہیں ہے گناہ اُن لوگوں پر جو اے رسول! تمہارے پاس سواری مانگنے کو آئے تم نے اُن سے کہا میرے پاس سواری نہیں ہے جس پر میں تم کو سوار کروں۔ وہ روتے ہوئے اس غم سے اُلٹے چلے گئے کہ خرچ کرنے کو کچھ نہ پاتے تھے۔ بیشک گناہ اُن لوگوں پر ہے جو تم سے بیٹھ رہنے کی اجازت مانگتے ہیں حالانکہ وہ غنی ہیں راضی ہیں وہ اس بات سے کہ وہ عورتوں کی طرح ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں پر مہر لگا دی ہے۔ لہذا وہ نہیں جانتے“

پھر ان منافقوں کے مسلمانوں کے سامنے قیاس کھانے اور عذر پیش کرنے کا ذکر فرمایا ہے کہ تم ان کی طرف سے متہمیر ہو۔ اور اگر تم ان سے راضی بھی ہو جاؤ گے تو یقیناً اللہ تعالیٰ (ان) ناسقوں سے راضی نہ ہوگا۔

پھر دہقانی عربوں اور ان کے منافقوں کا ذکر فرمایا ہے :-

وَمِنَ الَّذِينَ ابْتَدِئُوا بِالنِّفَاقِ مَا يَنْفِقُ مَغْرًا مَّا وَ يَتَوَبُّنَ بَلْكَالِدَ وَ ابْرَ عَلَيْهِمْ دَائِرَةُ السَّوْءِ وَ اللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝

”عرب کے دہقانون میں بعض وہ لوگ ہیں کہ جو کچھ وہ راہِ خدا میں خرچ کرتے ہیں اُس کو قرعہ شمار کرتے ہیں اور تمہارے ساتھ زمانہ کی گردشوں کا انتظار کرتے ہیں انہی پر بُری گمراہی ہے اور اللہ سننے والا علم والا ہے“

پھر ان اعراب کا ذکر فرمایا ہے جو خالص اور پکے مسلمان تھے۔

وَ مِنَ الَّذِينَ ابْتَدِئُوا بِالنِّفَاقِ مَا يَنْفِقُ مَغْرًا مَّا وَ يَتَوَبُّنَ بَلْكَالِدَ وَ ابْرَ عَلَيْهِمْ دَائِرَةُ السَّوْءِ وَ اللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝

وہ اور عرب کے دہقانون میں سے بعض لوگ وہ بھی جو خدا اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں اور جو خرچ کرتے ہیں اُس کو خدا کی نزدیکی اور رسول کی دعا کا سبب سمجھتے ہیں۔ خبرِ جوارِ بیشک یہ خرچ کرنا ان کے لئے قربت کا باعث ہے“

پھر ان مہاجرین اور انصار کا ذکر فرمایا ہے جنہوں نے سب سے پہلے اسلام کا اختیار کرنے میں سبقت کی اور ان کی فضیلت اور ثواب کا ذکر فرمایا کہ ان کے تابعین کی فضیلت کا بھی ذکر کیا ہے۔ جنہوں نے احسان اور نیکی کے ساتھ ان کا اتباع کیا۔ چنانچہ فرمایا ہے کہ خدا ان سے راضی ہوا۔ اور وہ خدا سے راضی ہوئے۔

پھر فرمایا ہے :-

وَمِمَّنْ حَوْلَكُم مِّنَ الْأَعْرَابِ مُنَافِقُونَ ۗ وَمِنَ أَهْلِ الْمَدِينَةِ مَوْدُوا
عَلَى التَّفَاقِقِ ط

و یعنی تمہارے ارد گرد جو عرب رہتے ہیں ان میں سے بعض منافق ہیں اور بعض مدینہ کے
رہنے والوں میں سے بھی منافق پراڑے ہوئے ہیں “

سَعَدًا بِهِمْ مَّرَاتِبِينَ لَعَلَّ يَرْتَدُّونَ إِلَىٰ عَذَابِ عَظِيمٍ ۗ

” عنقریب ہم ان کو دوسرے عذاب کریں گے۔ ایک عذاب یہ جس کے اندر دنیا میں گرفتار ہیں
یعنی اسلام کی ترقی کو دیکھ کر مرے جاتے ہیں اور دوسرا عذاب قبر کا ہے۔ پھر ان دونوں ہی
عذابوں کے بعد بڑے عظیم الشان عذاب ہیں جو دوزخ کا ہے یہ منافق گرفتار کئے جائیں گے۔

وَالْآخِرُونَ اعْتَرَفُوا بِذُنُوبِهِمْ خَلَطُوا عَمَلًا صَالِحًا وَآخَرَ سَيِّئًا عَسَىٰ
اللَّهُ أَن يَتُوبَ عَلَيْهِمْ إِنَّا اللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۗ

(۹ : ۱۰۲)

” اور دوسرے وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کیا اور اچھے اور
بُرائے دونوں طرح کے عمل کئے۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول فرمائے بیشک
خدا بخشنے والا مہربان ہے “

خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ وَصَلِّ عَلَيْهِمْ
إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ۗ

” اے رسول! تم ان کے مالوں میں سے صدقہ لے کر اُس کے ساتھ ان کو پاک اور پاکیزہ
کرو۔ بیشک تمہاری دعائے ان کے لئے سکون کا باعث ہے “

وَالْآخِرُونَ مَوْجُودٌ لِأَمْرٍ بِاللَّهِ إِنَّمَا يُعَذِّبُهُمْ وَإِنَّمَا
يَتُوبُ عَلَيْهِمْ ۗ

” اور دوسرے پھر رہنے والوں میں سے وہ لوگ ہیں جنہیں حکیم الہی کے صدور
کے لئے مہلت دی گئی ہے یا ان کو عذاب کرے یا ان کی توبہ قبول فرمائے “
پھر اس کے آگے مسجدِ مزار کا ذکر فرمایا ہے۔

پھر فرماتا ہے :-

إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِآتٍ لَهُمْ
 الْجَنَّةَ يَلْقَا تِلْكَ فِي سَبِيلِهِ يَفْتَلُونَ وَيُقْتَلُونَ وَعَدَّ عَلَيْهِ حَقًّا فِي
 التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ فَاسْتَبَشِرُوا بَابَيْكُمْ الذِّي بَايَعْتُمْ بِهِ
 وَذَلِكَ هُوَ الْقَوْمُ الْعَظِيمُ ۝

”بے شک خدا نے مومنوں سے ان کے جان و مال کو خرید لیا ہے بالغرض اس کے کہ ان کے لئے جنت ہے راہِ خدا میں لڑتے ہیں۔ پس قتل کرتے ہیں اور قتل ہوتے ہیں۔ یہ وعدہ خدا پر پورا کرنا سنی اور لازمی ہے۔ تورات اور انجیل اور قرآن میں، اس لئے اے مسلمانو! تم اپنی اس بیع کے ساتھ خوش ہو جو خدا نے تم سے کی ہے اور یہی بڑی کامیابی ہے۔“

ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں سورہ برأت کو لوگ مبغض کہتے تھے۔ کیونکہ اس سورت نے لوگوں کے پوشیدہ حالات ظاہر کر دیئے تھے۔

راوی کہتا ہے غزوہ تبوک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آخری غزوہ تھا جس میں آپ بذاتِ خود تشریف لے گئے تھے۔



سورہ اور اُس کے واقعات

سورہ فتح کا نزول | ابن اسحاق کہتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ کی فتح اور تبوک کے غزوہ سے فارغ ہوئے اور بنی ثقیف نے بھی اسلام قبول کر لیا تو پھر چاروں طرف سے قبائل عرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت اور اسلام سے مشرف ہونے لگے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اصل میں تمام قبائل عرب اسلام لانے میں قریش کے منتظر تھے کہ دیکھیں قریش اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لڑائیوں کا کیا انجام ہوتا ہے۔ کیونکہ قریش تمام عرب کے ہادی اور پیشوا سمجھے جاتے تھے اور تمام عرب ان کی نسبت کے سبب سے بیت اللہ کی خدمت اور حضرت اسماعیل بن ابراہیم علیہما السلام کی اولاد ہونے کی نسبت سے از حد تعظیم و تکریم کرتے تھے اور قریش کی رسول اللہ سے مخالفت کے سبب سے ہی تمام قبائل عرب قبول اسلام سے خاموش تھے۔ جب مکہ فتح ہو گیا اور قریش کا زور اور مخالفت اسلام نے توڑ دیا تو سب عرب سمجھ گئے کہ ہم کسی طرح رسول اللہ کی مخالفت نہیں کر سکتے۔ پس سب کے سب گروہ کے گروہ اور فوجیں کی فوجیں اللہ تعالیٰ کے دین میں داخل ہونے لگے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے :-

إِذْ آجَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ ۚ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ

أَفْوَاجًا ۚ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ ۖ وَاسْتَغْفِرْ لَهُ ۚ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا ۝

”جبکہ آگئی مدد اللہ کی طرف اور فتح اور دیکھا تم نے لوگوں کو کہ داخل ہوتے ہیں اللہ کے دین میں فوجیں کی فوجیں پس اپنے رب کی حمد اور تسبیح کرو اور اُس سے دعا لے مغفرت کرو بیکہ وہ توبہ قبول کرنے والا ہے“

بمخملہ اور وفدوں کے بنی تمیم کا وفد بھی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا اور بنی تمیم کا وفد | اشرف بنی تمیم سے یہ لوگ اس وفد میں تھے عطار بن حاجب بن زرارہ

بن عدس تمیمی۔ یہ وہ شخص ہیں جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاویہ بن ابی سفیان کا بھائی بنایا تھا اور اسی طرح آپ نے اپنے اصحاب مہاجرین میں عقد اخوت قائم کیا تھا۔ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کے درمیان اور حضرت عثمانؓ اور عبدالرحمن بن عوفؓ میں اور طلحہؓ بن عبید اللہ اور زبیرؓ بن عوامؓ میں اور ابوذر غفاریؓ اور مقداد بن عمرو بہرانیؓ میں اور معاویہ بن ابی سفیان اور حنات بن یزید مجاشعیؓ میں حنات بن یزید نے معاویہ کی خلافت کے زمانے میں ان کے پاس انتقال کیا۔ اور اس اخوت کے سبب سے معاویہ نے تمام مال حنات کا وارث ہونے کے سبب اپنے قبضہ میں لے لیا۔ اسی سبب سے فرزدق شاعر نے اپنے ایک قصیدہ میں معاویہ کی بھوکی ہے۔

وفد کے ارکان | اور قیس بن عاصم۔

ابن ہشام کہتے ہیں عطار دین حاجب بنی تمیم کی شاخ بنی دارم بن مالک بن حنظلہ بن مالک بن زید بن منات بن تمیم میں سے تھے اور اقرع بن حابس بنی مالک بن دارم بن مالک میں سے تھے اور حنات بن یزید بھی بنی دارم بن مالک سے تھے اور زبیر بن بدر بنی ہمدان بن عوف بن کعب بن سعد بن زید منات بن تمیم سے تھے۔ اور عمرو بن اہشم بنی منقر بن عبید بن حرث بن عمرو بن کعب بن سعد بن زید منات بن تمیم سے تھے۔ اور قیس بن عاصم بھی بنی منقر بن عبید سے تھے۔

اور ان لوگوں کے ساتھ عبید بن حصن فرز بنی تمیمی تھے اور عبید بن حصن اور اقرع بن جاہس فتح مکہ اور حنین اور طائف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک تھے۔

بنی تمیم کی مفاخرت | جب یہ لوگ مسجد میں داخل ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیں کہ اے محمدؐ باہر آؤ۔ ہم تم سے مفاخرت کرنے آئے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے چمکنے اور آوازیں دینے سے تکلیف ہوئی۔ مگر اسی وقت باہر تشریف لائے۔ انہوں نے عرض کیا ہمارے خطیب کو آپ حکم دیں کہ وہ ہمارے فخر کا خطبہ بیان کرے آپ نے فرمایا میں نے اجازت دی۔ تمہارا خطیب کہے کیا کہتا ہے۔ چنانچہ عطار دین حاجب کھڑا ہوا اور نہایت فصاحت سے اس نے یہ خطبہ پڑھا۔

عطار دین حاجب | اُس خدا کو تعریف ہے جس کا ہم پر بہت بڑا فضل و احسان ہے اور وہی

تعریف کے لائق ہے جس نے ہم کو بادشاہ بنایا اور بڑی مال و دولت عنایت کی۔ جس کو ہم نیک کاموں میں خرچ کرتے ہیں اور تمام مشرقی عرب میں ہم کو اُس نے سب سے زیادہ باعزت کیا ہے اور تعداد و شمار میں بھی ہم سے زیادہ ہیں۔ کل نوع انسان میں ایسا کون ہے جو ہماری ہم سہری کا دعویٰ کر سکے۔ کیا ہم سب کے سردار نہیں ہیں اور سب سے زیادہ فضیلت نہیں رکھتے ہیں۔ اگر کسی کو ہمارے سامنے اپنا فخر ظاہر کرنا ہے تو جیسے فضائل ہم نے اپنے بیان کئے ہیں وہ بھی ظاہر کرے اور ہم نے نہایت مختصر بیان کیا ہے۔ اگر ہم چاہیں تو بہت کچھ بیان کر سکتے ہیں۔ مگر ہم کو اپنے مناقب اور اپنی نعمتوں کے بیان کرنے سے جو اللہ تعالیٰ نے ہم کو دی ہیں شرم آتی ہے۔ لہذا ہم کہتے ہیں کہ جس کو دعویٰ ہو وہ بھی ہمارے سامنے اپنے بفاخر بیان کرے اور لازم ہے کہ جو فضائل وہ بیان کرے وہ ہمارے فضائل سے افضل ہوں۔

ثابت بن قیس کی جوابی تقریر | اداوی کہتا ہے بنی تمیم کے اس خطبہ کو سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت بن قیس بن شہماس سے فرمایا کہ تم کھڑے ہو کر اس کے خطبہ کا جواب دو۔ ثابت کھڑے ہوئے اور یہ خطبہ پڑھا :-

اُس خدا کو حمد و ثناء منزا دار ہے جس نے آسمان و زمین کو پیدا کر کے اپنا حکم اُن کے اندر جاری کیا اور اُس کا علم کل اشیاء کو احاطہ کئے ہوئے ہے اور ہر بات اُسی کے فضل پر موقوف ہے۔ پھر اُسی کی قدرت کا یہ کرشمہ ہے کہ اُس نے ہم کو زمین کا مالک اور بادشاہ بنایا اور اپنی کل مخلوق میں اپنے نبی کو برگزیدہ کیا جو تمام خلقت میں اندرونے نسب بزرگ اور اندرونے حسب افضل اور صدق گفتار اور حسین کردار سے آراستہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کو تمام عالم میں سے مخصوص کر کے اپنی مخلوق پر امین کیا۔ پھر ان رسول نے لوگوں کو ایمان کی دعوت دی۔ مہاجرین جو رسول کے اقرباء اور ذی رحم اور حسب و نسب میں سب سے بہتر اور حسین صورت اور حسن سیرت سے آراستہ تھے۔ سب سے پہلے اس دعوت کے مطیع ہوئے اور خدا و رسول کے حکم کو قبول کیا۔ پھر ہم انصار نے اس دعوت کے قبول کرنے میں سبقت کی۔ لہذا ہم اللہ کے انصار اور اُس کے رسول کے وزیر ہیں۔ تمام کفار و مشرکین کو ہم قتل کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ خدا و رسول کے ساتھ ایمان لائیں۔

پس جو اُن میں سے ایمان لائے گا وہ ہم سے اپنے جان و مال کو محفوظ رکھیں گا

اور جو انکار کرے گا ہم ہمیشہ اُس پر جہاد کریں گے اور اُس کا قتل کرنا ہم پر بہت
 آسان ہوگا۔ اب میں اپنی گفتگو ختم کرتا ہوں اور اپنے اور تمہارے لئے اللہ سے بخشش
 کی دعا کرتا ہوں اور تمام مؤمن مردوں اور عورتوں کے لئے بھی، اور تم پر سلام ہو۔“

ذہر قان کے اشعار اور حسان کا جواب | راوی کہتا ہے اس کے بعد بنی تمیم کے وفد

اپنی قوم کی تعریف اور فخر میں ایک نظم پڑھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسان بن ثابت کو
 جو اُس وقت وہاں موجود نہ تھے بلوایا۔ جب حسان آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا کہ تم اس کے اشعار کا جواب دو۔ حسان نے فی البدیہہ اسلام اور مسلمانوں کے فخر اور تعریف
 میں بہت سے اشعار پڑھے۔ جس کو سن کر اقرع بن حابس تمیمی نے کہا کہ قسم ہے میرے باپ کی!
 ان کا خطیب میرے خطیب سے بڑھ کر اور ان کا شاعر ہمارے شاعر سے افضل و بہتر ہے۔
 اور ان کی آوازیں ہماری آوازوں سے زیادہ شیریں ہیں۔

پھر اس مفاخرہ اور مشاعرہ کے بعد یہ سب لوگ مسلمان ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے بہت کچھ انعام و اکرام سے ان کو سرفراز فرمایا۔ ان میں ایک لڑکا عمرو بن اہم نام تھا اُس کو
 یہ اپنے ٹھکانے میں چھوڑ آئے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس کو بھی وہی انعام
 دیا جو ان کو دیا تھا۔ بنی تمیم کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے :
 إِنَّ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَكَ مِنْ ذُرِّيَةِ الْمُؤْمِنِينَ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ۗ
 ”یعنی اے رسول! جو لوگ تم کو مجرووں کے پیچھے سے پکارتے ہیں اکثر ان میں سے
 عقل نہیں رکھتے۔“

وفد بنی عامر | راوی کہتا ہے بنی عامر کے وفد میں یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عامر بن طفیل اور اہد بن قیس بن جہز بن
 خالد بن جعفر اور جبار بن سلمی بن مالک بن جعفر یہ تینوں شخص بنی عامر کے سردار اور اول درجہ کے
 شیاطین تھے اور عامر بن طفیل اس وفد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیساتھ تھہری کے ارادہ
 سے آیا تھا۔ لوگ اس سے کہتے تھے کہ اے عامر سب آدمی مسلمان ہو گئے ہیں تو بھی اسلام قبول
 کر لے۔ اُس نے کہا واللہ! میں نے قسم کھائی تھی کہ میں اس بات کی کوشش ہمیشہ کرتا رہوں گا
 کہ تمام عرب میرے مطیع ہوں۔ پھر اب میں اس شخص کا کیسے مطیع ہو سکتا ہوں۔ پھر عامر نے

اردب سے کہا کہ جب ہم محمد کے پاس پہنچیں گے تو میں اُن کو باتوں میں مشغول کر لوں گا۔ تو اُن پر تلوار کا وارہ کر دینا۔ پس جب یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچے۔ عامر بن طفیل نے کہا اے محمد! مجھ سے غلوت میں کچھ باتیں کہیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو پہلے خدا و رسول پر ایمان لا۔

پھر اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو باتوں میں لگایا اور اردب کی طرف دیکھنا شروع کیا تاکہ جس بات کا اُس کو حکم دیا تھا اُس کو وہ پورا کر لے مگر اردب خاموش کھڑا رہا۔ جب عامر نے دیکھا کہ اردب کچھ نہیں کہتا تو غصہ میں وہاں سے کھڑا ہوا اور آنحضرت سے کہنے لگا کہ قسم ہے خدا کی سواہوں اور پیدلوں سے تمہارے مقابلہ پر نہ میں کو مجھروں گا۔ آپ نے دعا کی اے خدا! تو میری طرف سے عامر بن طفیل کو کافی ہو۔ جب عامر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے باہر نکلا تو اردب پر بہت خفا ہوا کہ تو نے محمد کو قتل کیوں نہ کیا۔ اردب نے کہا تو ناحق نادم ہو رہا ہے۔ جب میں نے یہ ارادہ کیا۔ بجز تیرے اور کوئی مجھ کو دکھائی نہ دیا تو پھر کیا میں تجھ کو قتل کرتا۔

راوی کہتا ہے پھر یہ لوگ اپنے شہروں کو واپس ہوئے اور راستہ عامر اور اردب کی ہلاکت | اسی میں عامر بن طفیل مرض طاعون میں گرفتار ہوا۔ اس کی گردن میں ایک گٹھلی پیدا ہوئی اور بنی سلول میں سے ایک عورت کے گھر میں فر گیا۔ دونوں ساتھی اس کے اس کو دفن کر کے آگے روانہ ہوئے۔ جب اپنے شہر میں پہنچے تو قوم نے اردب سے پوچھا کہ کہو کیا خبر لائے؟ اردب نے کہا کچھ بھی نہیں۔ خدا کی قسم! ہم کو ایسی چیز کی عبادت کی طرف بلایا کہ اگر وہ میرے پاس اب ہوتا تو میں اُس کے تیرا ماتا اور قتل کر دیتا۔ پھر اس کے ایک یا دو دن کے بعد اردب اپنے اونٹ کو لے کر کہیں جا رہا تھا کہ یکایک بجلی گری اور اُس نے اُس کو مع اونٹ کے جلا دیا۔ یہ اردب بن قیس بعید بن ربیعہ کا ماں شریک بھائی تھا۔

ابن عباس کہتے ہیں عامر بن طفیل اور اردب کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے:- **اللَّهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ أُنْثَىٰ ۖ وَمَا يَحْمِلُنَّ ذُوْنَهُ مِنْ قَالٍ ۗ هٰذَا مِنْ آيَاتِ الْمُنْتَقِبَاتِ** سے وہ فرشتے ہیں جو حکیم الہی سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کرتے ہیں۔ پھر اس آیت میں اردب کے ہلاک ہونے کا ذکر فرمایا ہے **وَيُؤَسِّلُ الصَّوَاعِقُ فَيُصِيبُ بِهَا مَنْ يَشَاءُ** یعنی جس پر چاہتا ہے بجلی گراتا ہے۔ (جیسے اس وقت اردب پر گمراہی)۔

بنی سعد بن بکر کا وفد | ابن اسحاق کہتے ہیں بنی سعد بن بکر نے اپنی قوم سے ایک شخص منام بن ثعلبہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں روانہ کیا۔

ابن عباس کہتے ہیں جب منام بن ثعلبہ مدینہ میں آئے تو اپنے اونٹ کو مسجد کے دروازہ پر بٹھا کر اندر داخل ہوئے اور آنحضرتؐ اُس وقت صحابہ کے ساتھ تشریف رکھتے تھے۔ منام نے آکر پوچھا تم لوگوں میں عبدالمطلب کے فرزند کون صاحب ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں ہوں۔ منام نے کہا کیا آپ ہی محمدؐ ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں! منام نے کہا میں آپ سے چند سوال کرنا چاہتا ہوں اور وہ سوال بھی سخت ہیں۔ اگر آپ ناراض نہ ہوں تو میں دینا کروں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں ناراض نہ ہوں گا۔ تم کو جو کچھ دریافت کرنا ہے کرو۔ منام نے کہا میں آپ کو آپ کے خدا کی اور ان لوگوں کی جو آپ سے پہلے تھے اور آپ کے بعد ہوں گے قسم دیتا ہوں اور سوال کرتا ہوں کہ کیا خدا نے آپ کو رسول بنا کر ہمارا طرف بھیجا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں منام نے پھر اسی طرح قسم دے کر سوال کیا کہ کیا خدا نے آپ کو حکم فرمایا ہے کہ ہم ان پانچوں نمازوں کو پڑھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں۔

غرضیکہ اسی طرح منام نے تمام ارکان اسلام زکوٰۃ اور حج اور روزہ وغیرہ کی نسبت سوالات کئے اور ہر سوال کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسی طرح قسم دیتے تھے جس طرح کہ پہلی مرتبہ دی تھی۔ یہاں تک کہ جب منام ان سب سوالوں سے قانع ہوئے تو کہا۔
 أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ۔

جن فرائض کا آپ نے حکم فرمایا ہے ان کو میں ادا کروں گا اور جن باتوں سے آپ نے منع کیا ہے ان سے باز رہوں گا اور ان میں سے کچھ کم یا زیادہ نہ کروں گا۔ پھر یہ رسول اللہ کے پاس سے رخصت ہو کر اپنے اونٹ کی طرف آئے۔ منام کے بال بڑے بڑے تھے اور ان کی انہوں نے دو زلفیں بنا رکھی تھیں جب یہ رخصت ہوئے تو آپ نے فرمایا۔ اگر زلفوں والے نے یہ بات سچ کہی ہے تو جنت میں داخل ہوگا۔

راوی کہتا ہے منام اپنے اونٹ کی رستی کھول کر اُس پر سوار ہوئے اور اپنی قوم کے پاس آئے۔ ساری قوم ان کے پاس جمع ہوئی۔ پس پہلی بات جو انہوں نے کہی وہ یہ تھی کہ اے

قوم لات اور عزیٰ باطل ہو گئے۔

قوم نے کہا خبردار اے صنم ایسی بات نہ کہہ تو نہیں ڈرتا کہیں تجھ کو برص یا جذام یا جنون نہ ہو جائے۔ صنم نے کہا اے قوم! تجھ کو خرابی ہو۔ یہ بت خدا کی قسم کچھ نفع یا نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا ایک رسول بھیجا ہے اور اُس پر اپنی کتاب نازل فرمائی ہے اور اُس کے ذریعے تم کو اس جہالت اور گمراہی سے پاک کیا ہے۔ پھر صنم نے کلمہ پڑھا۔

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا
عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ -

د اور اے قوم! میں اُن رسول سے تمہارے لئے سب باتیں دریافت کر آیا ہوں جن کو تمہارا

لئے بجالانا چاہیئے وہ بھی اور جن سے تم کو پرہیز کرنا چاہیئے وہ بھی۔

راوی کہتا ہے چنانچہ خدا کی قسم اسی روز شام سے پہلے پہلے تمام قوم مسلمان ہو گئی۔ کوئی مرد یا عورت باقی نہیں رہا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں ہم نے صنم سے بہتر کسی قوم کا وفد نہیں سنا۔



مُخْتَلَف و فُؤَد (۱)

وفد بنی عبد القیس | ابن اسحاق کہتے ہیں بنی عبد القیس کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جاوود بن عمرو بن خلش حاضر ہوئے۔ ابن ہشام کہتے

ہیں جاوود بن بشر بن معالیٰ ہیں اور یہ نصرانی تھے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب جاوود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور گفتگو کی تو آپ نے ان کو اسلام کی دعوت فرمائی۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں بھی ایک دین رکھتا ہوں۔ اگر میں اپنے دین کو آپ کے دین کی خاطر چھوڑوں تو کیا آپ میرے لئے ضامن ہوتے ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں میں ضامن ہوں اور کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تم کو اس سے بہتر دین کی ہدایت کرتا ہے۔ چنانچہ جاوود اور ان کے سب ساتھی مسلمان ہوئے اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انہوں نے سواری مانگی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا میرے پاس سوار ہی نہیں ہے۔ پھر جاوود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے رخصت ہو کر اپنی قوم میں آئے اور یہ بڑے پکے دیندار تھے۔

جب ان کی قوم غرور بن منذر بن نعمان بن منذر کے ساتھ مرتد ہوئی تو یہ اسلام پر قائم رہے تھے اور لوگوں کو اسلام کی طرف انہوں نے اور ان کے ساتھیوں نے بلایا تھا اور کہتے تھے کہ اے لوگو! میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور حضرت محمدؐ اس کے بندہ اور رسول ہیں اور جو شخص یہ گواہی نہیں دیتا ہے میں اُسے کافر سمجھتا ہوں۔

منذر بن ساوی کا قبول اسلام | ابن اسحاق کہتے ہیں فتح مکہ سے پہلے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے علاء بن الحضرمی کو منذر بن ساوی عبیدی کے پاس

بحرین میں دعوت اسلام کرنے بھیجا تھا۔ منذر بن ساوی نے اسلام قبول کیا اور رسول کریم کے وصال کے بعد اہل بحرین کے مرتد ہونے سے پہلے انتقال کیا اور علاء بن حضرمی بحرین میں آنحضرتؐ کی طرف سے

امیر ہو کر رہتے تھے۔

وفد بنی حنیفہ | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جب بنی حنیفہ کا وفد آیا تو مسیلمہ بن حبیب حنفی کذاب بھی انہی میں تھا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں یہ لوگ بنی نضیر میں سے ایک عورت کے مکان پر ٹھہرے تھے۔

جب بنی حنیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو مسیلمہ کذاب کو انہوں نے پکڑا اور ہاکر چھپا کر رکھا تھا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کے ساتھ مسجد میں رونق افروز تھے اور آپ کے ہاتھ میں اُس وقت ایک کھجور کی چھڑی تھی۔ مسیلمہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گفتگو کی اور کچھ مانگا۔ آپ نے فرمایا اگر تو مجھ سے یہ کھجور کی چھڑی بھی مانگے گا تو میں تجھ کو نہ دوں گا۔

ایک دوسری روایت اس طرح ہے کہ جب بنی حنیفہ حاضر ہوئے تو مسیلمہ کو اپنی فرودگاہ میں چھوڑ آئے تھے۔ پھر جب یہ لوگ مسلمان ہوئے اور رسول کریم نے ان کو انعام و اکرام تقسیم کیا۔ تب انہوں نے عرض کیا کہ ایک شخص ہم اپنی فرودگاہ میں چھوڑ آئے ہیں اور وہ ہمارے اسباب کی حفاظت کر رہا ہے۔ آنحضرت نے فرمایا وہ بھی تم سے کم مرتبہ کا نہیں ہے اور پھر اُس کے لئے بھی آپ نے اسی قدر انعام کا حکم دیا جو ان میں سے ہر ایک کو دیا تھا۔ جب یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رخصت ہو کر مسیلمہ کے پاس آئے۔ تو جو اُس کا حصہ آپ نے دیا تھا وہ اس کو دیا اور سارا واقعہ بیان کیا۔ پھر یہ لوگ اپنے شہر یمامہ میں چلے آئے اور دشمن خدا مسیلمہ مرتد ہو کر نبوت کا دعوے کر بیٹھا اور کہنے لگا میں نبوت میں محمدؐ کا شریک ہوں اور اُن لوگوں سے کہا جو اُس کے ساتھ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں گئے تھے کہ دیکھو کیا تم سے محمدؐ نے میرے بارے میں نہیں کہا تھا کہ یہ تم میں کم مرتبہ کا نہیں ہے؟ محمدؐ نے یہ بات اسی سبب سے کہی تھی کہ وہ مجھ کو جانتے تھے کہ یہ نبوت میں میرا شریک ہو گا۔ پھر اس میلہ نے مقفی عباراتیں گھڑ گھڑ کر اپنی قوم کو سنانی شروع کیں اور کہا کہ میرے اوپر وحی آتی ہے جیسے محمدؐ پر قرآن نازل ہوتا ہے اور شراب اور زنا اس نے حلال کر دیا اور نماز بھی معاف کر دی اور باوجود ان باتوں کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا بھی اقرار کرتا تھا اور بنی حنیفہ اس کے مطیع ہو گئے تھے۔

وفد بنی طے اور اُن کا اسلام | بنی طے کے سردار زید الخلیل اس وفد کے ساتھ تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور

اور گفتگو ہوئی تو آپ نے ان پر اسلام پیش کیا۔ یہ سب لوگ اسلام لائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عرب کے جس شخص کی فضیلت میرے سامنے بیان کی گئی اور پھر وہ شخص مجھ سے ملا تو اس کی فضیلت سے میں نے اس کو بہت کم پایا موائے زید الخلیل کے کہ ان کی جس قدر تعریف میں نے سنی تھی اس سے بدرجہا بہتر پایا۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک جاگیر کا فرمان لکھ کر ان کو عنایت کیا اور ان کا نام زید الخلیل رکھا جب یہ رخصت ہونے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر زید مدینہ کے بخار سے بچاتے پاجائیں تو..... ہے۔

راوی کہتا ہے جب زید بخد کے قریب ایک پانی کے چشمہ پر پہنچے جس کا نام قر وہ ہے وہاں ان کو بجا ہوا اور وہیں ان کا انتقال ہو گیا۔ ان کی بیوی نے اس فرمان کو جو رسول اقدس نے جاگیر کا ان کو عنایت کیا تھا آگ میں جلادیا۔

عدی بن حاتم | عدی بن حاتم کہتے ہیں عرب میں مجھ سے زیادہ کوئی شخص رسول اللہ سے نفرت کرنے والا نہ ہوگا۔ اور میں ایک شریف آدمی نصرانی تھا اور میں اپنی قوم کا بادشاہ تھا اور ان کے سارے انتظام میں ہی کرتا تھا۔ میرا ایک غلام عربی تھا۔ میں نے اس سے کہا کہ تو میرے عمدہ عمدہ موٹے اور فربہ اونٹ جمع کر کے تیار رکھ اور جب تو مجھ کے لشکر کے اس طرف آنے کی خبر سنے تو مجھ کو خبر کر دینا۔ غلام نے ایسا ہی کیا اور دوسرے روز مجھ سے کہا کہ اے عدی! مجھ کو جو کچھ کرنا ہے وہ اب کہہ لے۔ کیونکہ میں نے ایک لشکر کے نشان دیکھے اور دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ لشکر محمد کا ہے۔

عدی کہتے ہیں میں نے غلام سے کہا کہ تو جلد جا کر اونٹوں کو لے آ۔ غلام اونٹوں کو لے آیا اور میں اپنے اہل و عیال کو ان پر سوار کر کے ملک شام کو روانہ ہوا۔ فقط ایک میری بہن حاتم کی بیٹی رہ گئی اس کو میں اس جلدی میں اپنے ساتھ نہ لاسکا اور ملک شام میں میں نے سکونت اختیار کی۔ میرے جانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لشکر نے بنی طے پر حملہ کیا اور قیدیوں کے ساتھ میری بہن بھی گرفتار ہوئی۔ اور میرے شام کی طرف بھاگنے کی خبر بھی رسول اکرم کو ہو گئی۔ اور ان سب قیدیوں کو ایک خیمہ میں رسول اللہ کی مسجد کے دروازے کے

آگے رکھا گیا۔

انہی میں میری بہن بھی تھی اور بڑی ہمت اور جرأت اور عقل
رسول اللہ کا حسن سلوک

والی عورت تھی۔ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اُس
کے غیمہ کے پاس سے گزرے اُس نے عرض کیا یا رسول اللہ! والد ہلاک ہوا اور اوافرغائب ہو گیا۔
اب آپ مجھ پر احسان فرمائیں۔ خدا آپ پر احسان کرے گا۔ حضورؐ نے فرمایا تیرا وافر کون ہے؟
اس نے عرض کیا عدی بن حاتم طائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہی جو خدا و رسول
سے بھاگ گیا ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے گئے۔ دوسرے روز پھر
آنحضرتؐ کا ادھر سے گزرا ہوا۔ یہ عورت کہتی ہیں میں نے وہی عرض کیا جو پہلے روز عرض کیا تھا۔
آپ نے وہی جواب دیا اور تشریف لے گئے۔ جب تیسرے روز پھر رسول اکرمؐ تشریف لائے
تو میں نا اُمید ہو گئی تھی۔ ایک شخص نے جو آپ کے پیچھے تھے میری طرف اشارہ کر کے کہا کہ
کھڑے ہو کہ حضورؐ سے عرض کر۔ میں نے کھڑے ہو کر وہی عرض کیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا میں نے
تمہاری درخواست منظور کی۔ اب تم جانے میں جلدی نہ کرو۔ اور جب کوئی معتبر آدمی تمہاری
طرف کا جانے والا آئے تو مجھ کو خبر کرنا میں اُس کے ساتھ تم کو روانہ کر دوں گا۔

کہتی ہیں میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون شخص تھے جنہوں نے مجھ کو اشارہ کیا تھا۔ لوگوں
نے کہا یہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے۔ کہتی ہیں میں وہی تھی یہاں تک کہ بنی قنیقہ
کے چند لوگ آئے۔ یہ شام کو جا رہے تھے اور میں بھی اپنے بھائی عدی کے پاس شام میں جانا
چاہتی تھی۔ میں آپ کے پاس گئی اور عرض کیا یا رسول اللہ میری قوم کے چند معتبر لوگ آئے ہیں
جن پر مجھ کو بھروسہ ہے۔ آپ مجھ کو جانے کی اجازت دیں۔ رسول اللہ نے مجھ کو کھڑے اور کھانا
اور خرچ سب عنایت کیا اور سواری کے لئے ایک اونٹ بھی عنایت کیا۔ میں اُن لوگوں کے ساتھ
ملک شام کو روانہ ہوئی۔

عدی بن حاتم طائی نے ایک روز دیکھا کہ اونٹ پر ایک عورت سوار چلی آ
رہی ہے۔ دل میں کہا کہ ہونہ ہو حاتم کی بیٹی ہو۔ جب وہ قریب آئی
تو دیکھا کہ وہی ہے جب وہ اونٹ پر سے اُترتی تو کہنے لگی اے ظالم! اے قطع رحمی کرنے
والے! تو اپنے بال بچوں کو تولے آیا اور مجھ کو وہاں چھوڑ آیا یہ تو نے کیا حرکت کی۔ عدی
کہتے ہیں میں نے شرمندہ ہو کر کہا اے بہن! تم کو مجھے ایسا کہنا نہ چاہیے میں اُس وقت بالکل

مجبور ہو گیا تھا۔ ورنہ تم کو اپنے ساتھ ضرور لاتا۔

پھر میں نے پوچھا کہ یہ تو بتاؤ تم محمدؐ کے معاملہ میں کیا کہتی ہو۔ بہن نے کہا کہ میری تو رائے یہ ہے کہ تم ان سے جلد جا کر ملو۔ اگر وہ نبی ہیں تب تو تم کو سبقت کی فضیلت حاصل ہوگی۔ اور اگر وہ بادشاہ ہیں تب تمہاری عزت میں فرق نہیں آئے گا۔ میں نے کہا بے شک تم نے یہ بہت اچھی رائے دی ہے۔ پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف روانہ ہوا۔ یہاں تک کہ مدینہ میں پہنچا اور مسجد میں داخل ہو کر آپ سے ملاقات کی اور سلام کیا۔ آپ نے فرمایا کون ہو؟ میں نے عرض کیا میں عدی بن حاتم ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو گئے اور مجھ کو اپنے مکان میں لے جانے لگے کہ اتنے میں ایک ضعیف عورت آگئی اور اُس نے بڑی دیر تک آپ سے کچھ اپنی حاجت عرض کی۔ آنحضرتؐ اُس کی خاطر سے کھڑے رہے۔ میں نے اپنے دل میں کہا یہ بادشاہ نہیں ہے۔ بادشاہوں کے ایسے اخلاق نہیں ہوتے۔ پھر رسول کریمؐ مجھ کو لے کر اپنے مکان میں داخل ہوئے اور ایک موٹا گدا اٹھا کر میری طرف ڈال دیا اور فرمایا اس پر بیٹھو۔ میں نے عرض کیا آپ تشریف رکھیں۔ فرمایا۔ نہیں تم ہی بیٹھو۔ آخر میں اُس پر بیٹھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر بیٹھے۔ میں نے اپنے دل میں کہا یہ بات ہرگز بادشاہوں کی سی نہیں ہے۔

پھر آپ نے فرمایا اے عدی بن حاتم کیا تم کو کسی نہیں تھے۔
رسول اللہ کی پیش گوئیاں | میں نے عرض کیا ہاں۔ فرمایا اور پھر تم اپنی قوم سے ٹیکس وصول کرتے تھے۔ حالانکہ یہ تمہارے مذہب میں حرام تھا۔ میں نے عرض کیا بے شک اور میں نے جان لیا کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نبی مرسل ہیں جو ان باتوں کی آپ کو خبر ہے۔ پھر فرمایا اے عدی شاید تم اس خیال سے اسلام قبول کرنے میں تامل کرتے ہو کہ مسلمان غریب لوگ ہیں۔ خدا کی قسم! یہ اس قدر مال ہوں گے کہ ان میں کوئی ایسا شخص ڈھونڈے سے بھی نہ ملے گا جو کسی کا صدقہ وغیرہ قبول کرے۔ اور شاید تم اس وجہ سے دین قبول نہیں کرتے کہ مسلمان ٹھوڑے ہیں اور ان کے دشمن بہت ہیں۔ واللہ! عنقریب تمہا عودت قادسیہ سے سفر کر کے مکہ کی زیارت کو آئے گی اور راستہ میں اُس کو کسی کا خوف نہ ہو گا اور شاید تم اس وجہ سے تامل

کرتے ہو گے کہ مسلمانوں کے پاس ملک اور سلطنت نہیں ہے۔ واللہ! تم عنقریب سن لو گے کہ مسلمانوں نے بابل کے سفید محل فتح کر لئے۔

عدی بن حاتم کہتے ہیں پھر میں مسلمان ہو گیا اور عدی کہتے تھے دو باتیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمانے کے مطابق دیکھ لیں یعنی قادیسیہ مسافر عورت کو تنہا خانہ کعبہ کی زیارت کے لئے بے خوف و خطر آتے ہوئے دیکھا اور بابل کے محل بھی مسلمانوں نے فتح کر لئے۔ اب فقط تیسری بات یعنی مال کی کثرت کے دیکھنے کا منتظر ہوں کہ یہ کب ظہور پذیر ہو گی۔

فروہ بن مسیک کی حاضری ابن اسحاق کہتے ہیں فروہ بن مسیک مرادی شاہان بنی کندہ سے جدا ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ظہور اسلام سے پہلے قبیلہ مراد اور ہمدان میں جنگ ہوئی تھی اور اس جنگ میں بنی ہمدان نے بنی مراد کو بہت قتل و غارت کیا تھا اور اس جنگ کے دن کا نام یوم الروم مشہور ہے۔ اسی جنگ میں بنی ہمدان کا سردار اجدع بن مالک تھا۔ اور ابن ہشام کہتے ہیں کہ مالک بن حریم ہمدانی سردار تھا۔ الغرض جب فروہ بن مسیک آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے تو رسول کہ ہم نے فرمایا اے فروہ تمہاری قوم بنی مراد کو جو صدرہ یوم الروم کی جنگ میں پہنچا تم کو بھی اُس سے کچھ رنج ہوا یا نہیں؟ فروہ نے کہا یا رسول اللہ! ایسا کون شخص ہو گا کہ جس کی قوم کو ایسا صدرہ پہنچے جو میری قوم کو پہنچا اور پھر اُس سے رنج نہ ہو۔ آپ نے فرمایا مگر اُس صدرہ نے تمہاری قوم کو اسلام کے اندر غیر و خوبی میں زیادہ کیا۔

پھر آنحضرت نے فروہ بن مسیک کو بنی فراد اور بنی زبید اور قبیلہ مذحج کا حاکم بنا کر روانہ کیا۔ اور خالد بن سعید بن عاص کو بھی اُن کے ساتھ زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے بھیجا۔ چنانچہ خالد آپ کی وفات تک وہیں رہے۔



مختلف وفود (۲)

بنی زبید کا وفد | بنی زبید کے چند لوگوں کے ساتھ عمرو بن معدی کرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور چلنے سے پہلے انہوں نے قیس بن کثوح مرادی سے کہا کہ اے قیس تم اپنی قوم کے سردار ہو۔ ہم نے سنا ہے کہ قریش میں سے ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ لہذا تم بھی میرے ساتھ ان کے پاس چلو اور دیکھو کہ وہ نبی ہیں یا نہیں؟ اگر وہ نبی ہیں تو ان کی نبوت تم پر پوشیدہ نہ رہے گی اور ہم ان کا اتباع کریں گے۔ اگر وہ نبی نہیں ہیں تو ان کا حال ہم کو معلوم ہو جائے گا۔ قیس نے اس رائے سے انکار کیا اور عمرو بن معدی کرب کو جاہل بتلایا۔

عمرو بن معدی کرب خود بنی زبید کے ساتھ خدمت میں حاضر ہو کر اسلام سے مشرف ہوئے۔ جب یہ خبر قیس کو پہنچی تو اس نے عمرو بن معدی کرب کو دھمکایا اور کہا کہ تم نے میری رائے کے خلاف کیوں کیا۔ عمرو بن معدی کرب نے بھی اس کو ترکی بترکی جواب دیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں عمرو بن معدی کرب اپنی قوم بنی زبید میں رہتا تھا جس کا حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فردہ بن مسیک کو مقرر کیا تھا۔ پھر رسول مقبول کی وفات کے بعد عمرو بن معدی کرب مرتد ہو گیا۔

وفد بنی کندہ | ابن اسحاق کہتے ہیں اشعث بن قیس بنی کندہ کے آشی آدمیوں کو لے کر آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان لوگوں نے لیشمی پٹے پہن رکھے تھے جب یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ہوئے اور سلام کیا تو آپ نے فرمایا کیا تم لوگ مسلمان نہیں ہوئے۔ انہوں نے عرض کیا ہم تو مسلمان ہیں۔ فرمایا پھر یہ لیشمی پٹے کیوں پہنے ہیں؟

آنحضرت کے یہ فرماتے ہی ان لوگوں نے ان پٹروں کو بھاڑ کر ڈال دیا۔ پھر اشعث بن

قیس نے رسول اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ تم بھی آکل المراد کی اولاد
ہیں اور آپ بھی آکل المراد کی اولاد ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلبسم کیا اور فرمایا۔ یہ نسب تم
عباس بن عبدالمطلب اور ربیعہ بن حریث سے بیان کرو۔

راوی کہتا ہے اس کا سبب یہ تھا کہ عباس اور ربیعہ جب سفر کرتے ہوئے دُور دراز کے
ملکوں میں جاتے تھے تو جب کوئی اُن سے پوچھتا کہ تم کون لوگ ہو؟ یہ اپنی عزت اور
فخر ظاہر کرنے کے لئے کہتے تھے کہ ہم آکل المراد کی اولاد ہیں۔ کیونکہ آکل المراد بنی کنده کے بادشاہ
کا نام تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اشعث بن قیس کے جواب میں فرمایا کہ ہم نضر بن کنانہ کی اولاد ہیں ہم کو
اپنے باپ کا نسب بیان کرنا چاہیئے تم کو اپنے باپ کا۔
پھر اشعث بن قیس نے کہا اے گروہ کنده آیا تم ابھی فارغ ہوئے یا نہیں؟ قسم ہے
خدا کی اب جس شخص کو میں سنوں گا کہ وہ دوسرے کے نسب میں اپنے آپ کو داخل کرتا ہے اس
کو میں اتنی کوڑے ماروں گا۔

اشعث کی نسبت | ابن ہشام کہتے ہیں اشعث بن قیس کی ماں آکل المراد کی اولاد سے تھی
اور آکل المراد حریث بن عمرو بن حجر بن عمرو بن معاویہ بن حریث بن
معاویہ بن ثور بن مرتع بن معاویہ کنذی کا لقب ہے اور اس لقب کی وجہ یہ ہوئی کہ حریث بن عمرو
کہیں گیا ہوا تھا اس کے پیچھے عمرو بن ہیولہ غسانی نے اس کی قوم پر حملہ کیا اور اُن کو لوٹ کر
اُس کی بیوی ام اناس بنت عوف کو بھی اپنے ساتھ لے گیا۔ ام اناس حریث کی بیوی نے راستہ
میں عمرو بن ہیولہ سے کہا میں دیکھتی ہوں کہ کالے رنگ کے ایک آدمی کو دیکھتے ہیں جس کے ہونٹ
ایسے ہیں جیسے اونٹ کے مراد کا کھانے والا اور وہ آکر تیری گردن پکڑے گا۔ یہ تعریف اُس
عورت نے اپنے خاوند حریث کی بیان کی تھی۔ اُس دن سے حریث کا لقب آکل المراد ہو گیا اور
حریث نے بنی بکر بن وائل میں جا کر عمرو بن ہیولہ کو قتل کیا اور اپنی بیوی کو چھڑا لیا جو عمرو سے اُس وقت
تک محفوظ رہی تھی۔ یہ قسم بہت طویل ہے میں نے بہت مختصر بیان کیا ہے۔

بعض کہتے ہیں آکل المراد حجر بن عمرو بن معاویہ کا لقب ہے اور اسی کا یہ واقعہ ہے جو اوپر
بیان ہوا ہے۔ اور یہ لقب اُس کا اس سبب سے ہوا تھا کہ کسی جنگ میں اُس نے اور اُس کے لشکر نے
مراد کہا یا تھا اور مراد ایک درخت کا نام ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں مرو بن عبداللہ ادری نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا اور ان کا اسلام بہت اچھا ہوا۔ قبیلہ ازد کے اور لوگ بھی ان کے ساتھ آئے تھے اور اسلام سے مشرف ہوئے تھے۔ آنحضرتؐ نے ان کو ان کی قوم کے مسلمانوں پر امیر بنایا اور حکم دیا کہ جو مشرک تم سے قریب ہوں ان پر جہاد کرو یعنی قبائل یمن وغیرہ پر۔

اہل جرش سے جنگ چنانچہ مرو بن عبداللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق مسلمانوں کا لشکر لے کر شہر جرش پر حملہ آور ہوئے۔ اس شہر کی فصیل بہت مضبوط تھی اور لشکر اسلام کی آمد کی خبر سن کر قبیلہ خثعم کے لوگ اس میں داخل ہو کر قلعہ بند ہو گئے تھے۔ مرو بن عبداللہ نے ایک ماہ کے قریب اس کا محاصرہ کیا اور جب محاصرہ سے کچھ حاصل ہوتے نہ دیکھا تو ناچار تنگ ہو کر واپس ہوئے۔ جب یہ ایک پہاڑ کے پاس پہنچے جس کا نام شکر تھا جرش کے رہنے والوں نے خیال کیا کہ مرو بن عبداللہ ہمارے مقابلہ کی تاب نہ لا کر بھاگا ہے ہم اس کا تعاقب کر کے اس کو قتل کریں۔ چنانچہ شکر پہاڑ کے نیچے دونوں لشکروں کا مقابلہ ہوا۔ مسلمانوں نے بہت سے مشرکین کو قتل کیا۔

اس واقعہ سے پہلے اہل جرش نے دو آدمیوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں روانہ کیا تھا اور ان کے آنے کے منتظر تھے۔ ایک روز یہ دونوں شخص نماز عصر کے بعد رسول کریم کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ نے فرمایا شکر کس شہر میں ہے۔ جرش کے ان دونوں آدمیوں نے عرض کیا کہ حضور ہمارے شہر میں ایک پہاڑ کشر ہے اور جرش کے لوگ اس کو کشر ہی کہتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں اس کا نام کشر نہیں ہے بلکہ اس کا نام شکر ہے۔ ان دونوں نے عرض کیا پھر اس پہاڑ کا کیا حال ہے؟ فرمایا اس کے پاس اس وقت خدر کے قربانی کے جانور ذبح ہو رہے ہیں۔

یہ دونوں اس بات کو سن کر بلیٹھ گئے۔ حضرت ابو بکرؓ یا حضرت عثمانؓ نے ان سے کہا کہ یہ آنحضرتؐ نے تمہاری قوم کی ہلاکت کی خبر دی ہے۔ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دعا کرو کہ یہ ہلاکت تمہاری قوم پر سے دفع ہو۔ یہ دونوں کھڑے ہوئے اور رسول اللہ سے عرض کیا۔ آنحضرتؐ نے دعائی کے اے خدا اس ہلاکت کو ان پر سے اٹھا دے۔

راوی کہتا ہے پھر یہ دونوں شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رخصت ہو کر اپنی قوم کے پاس

پہنچے اور ان کو معلوم ہوا کہ اسی وقت اور اسی دن صروب بن عبداللہ نے ان کی قوم کو قتل کیا تھا۔ جس وقت حضور نے مدینہ میں اُس کی خبر ان کے سامنے بیان کی تھی۔

پھر اہل جرش کا ایک گروہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام سے مشرف ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لئے ان کے شہر کے گرد اگر دایک چراگاہ متعین حدود کے ساتھ مقرر کر دی اور دوسرے لوگوں کے لئے اس میں جانور چرانے سے ممانعت فرمائی۔

شاہان حمیر کے مکتوب | جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبوک سے واپس تشریف لائے تو اسی وقت شاہان حمیر کا ایلچی حاضر ہوا اور حرث بن عبدکلال اور نعیم بن عبدکلال اور نعمان ذورعین اور معافر اور ہمدان کے نامہ خدمت میں پیش کئے اور زیدہ ذوزن مالک بن مرور ہاوی کا نام بھی پیش ہوا جس میں انہوں نے اپنے اسلام قبول کرنے اور شرک اور اہل شرک سے جدائی اختیار کرنے کا حال مرقوم کیا تھا۔ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کے جواب میں یہ نامہ لکھا :-

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مکتوب نبوی

محمد رسول خدا نبی کی طرف سے حرث بن عبدکلال اور نعیم بن عبدکلال اور نعمان ذورعین اور معافر اور ہمدان (وغیرہ شاہان حمیر) کو معلوم ہو کہ میں اُس خدا کی حمد و ثنا کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ پھر اس کے بعد تم کو معلوم ہو کہ تمہارا ایلچی ہمارے پاس اُس وقت پہنچا جب اُرمیوں کے ساتھ جنگ سے واپس آئے اور مدینہ میں ہماری تمہارے ایلچی سے ملاقات ہوئی اور تمہارے ناموں کو ہم نے ملاحظہ کیا اور تمہارے اسلام قبول کرنے اور مشرکین کو قتل کرنے کی خبر معلوم ہوئی۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنی ہدایت تمہارے شامل حال فرمائی۔

اب تم کو لازم ہے کہ نیک کام اختیار کرو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت میں سرگرم رہو اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور جو مال غنیمت تم کو حاصل ہو اُس میں سے پانچواں حصہ خدا و رسول کا نکالو اور نہری اور بارانی نہ مینوں میں سے عشر اور چاہی میں سے نصف عشر ادا کرو۔ اور چالیس اونٹوں میں سے

ایک بنت لبون اور تین میں سے ایک ابن لبون اور پھر ہر پانچ اونٹوں میں سے ایک بکری زکوٰۃ کی دیا کرو اور چالیس گائيوں میں سے ایک گائے اور تین گائيوں میں سے ایک جذعہ ادا کرو۔ اور چالیس بکریوں میں سے ایک بکری ادا کرو بشرطیکہ یہ سب جانور جنگل میں چرتے ہوں یہ خدا کا فریضہ ہے جو اس نے مسلمانوں پر قائم کیا ہے اور جو اس سے زیادہ دے گا وہ اس کے لئے بہتر ہے اور جو فقط اسی کو ادا کرے گا اور اسلام پر قائم رہ کر مسلمانوں کی مشرکوں کے مقابلہ میں مدد کرے گا۔ اس کے لئے وہی منافع ہیں جو مومنوں کے لئے ہیں اور وہی منزا میں ہیں جو ان کے لئے ہیں اور خدا و رسول کی اس کے لئے ذمہ داری ہے اور جو یہودی یا نصرانی مسلمان ہو گا اس پر بھی وہی احکام جاری ہوں گے جو مسلمانوں پر جاری ہوتے ہیں اور جو یہودی یا نصرانی اپنے مذہب پر قائم ہے اس پر جزیہ ہے ہر بالغ مرد و عورت اور آزاد و غلام پر ایک دینار پورا یا اس کی قیمت کے کپڑے یا اور کوئی چیز پس جو یہ جزیہ رسول اللہ کی خدمت میں ادا کرے گا اس کے لئے خدا و رسول کا ذمہ ہے اور جو نہ دے گا وہ خدا و رسول کا دشمن ہے۔“

اور زرعه دو زین کو معلوم ہو کہ محمد رسول اللہ کے بھیجے ہوئے لوگ جب تمہارے پاس پہنچیں تو تم ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنا یہ لوگ معاذ بن جبل اور عبداللہ بن زید اور مالک بن عباده اور عقیہ بن نمر اور مالک بن مرہ اور ان کے ساتھی ہیں اور ان سب کے امیر معاذ بن جبل ہیں جب یہ لوگ تمہارے پاس پہنچیں تم زکوٰۃ اور جزیہ اپنے مخالفین سے وصول کر کے ان لوگوں کے ہاتھ میرے پاس روانہ کرنا۔ اور ان لوگوں کو اپنے سے راضی رکھنا۔ اور مالک بن مرہ راہی کو معلوم ہو کہ مجھ کو خیر پہنچی ہے کہ تم قوم حمیر میں سب سے پہلے مسلمان ہوئے اور مشرکین کو تم نے قتل کیا ہے۔ پس تم کو خیر و خوبی کی بشارت ہو اور تمہاری قوم حمیر کے

۱۔ بنت لبون :- وہ مادہ جو دو سال کی عمر پوری کر کے تیسرے سال میں داخل ہو چکی ہو کیونکہ اس کی ماں دودھ دینے لگتی ہے۔

۲۔ ابن لبون :- ایسے ہی نر کو کہتے ہیں۔

۳۔ جذعہ :- وہ گائے جس کی عمر چار سال ہو چکی ہو اور پانچواں شروع ہو گیا ہو۔ (مرتب)

متعلق بھی میں تم کو بھلائی کرنے کا حکم کرتا ہوں اور تم آپس میں ایک دوسرے کی خیانت اور
ترکِ مدد نہ کرنا اور اللہ کے رسول تمہارے غنی اور فقیر سب کے مولیٰ ہیں۔ اور یہ جان لو کہ
زکوٰۃ تمہارا اہل بیت محمد کے لئے حلال نہیں ہے۔ یہ غریب مسلمانوں اور مسافروں کا حق
ہے۔ اور میں نے یہ لوگ نہایت نیک اور دیندار اور اہل علم تمہارے پاس روانہ کئے ہیں۔ تم
ان کے ساتھ بھلائی اور نیکی کرتا۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت معاذ بن جبل کو وصیت | ابن اسحاق کہتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
معاذ بن جبل کو یمن کی طرف رخصت کیا ہے تو وصیت فرمائی
تھی کہ لوگوں کے ساتھ نرمی کرنا سختی نہ کرنا اور بشارت دینا، متغیر نہ کرنا۔ اور تم ایسے اہل کتاب
کے پاس جاؤ گے جو تم سے پوچھیں گے کہ جنت کی کنجی کیا ہے تم جواب دینا کہ جنت کی کنجی صرف
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ کی گواہی ہے۔

راوی کہتا ہے جب معاذ یمن میں پہنچے تو جس طرح آنحضرت نے ان کو حکم فرمایا تھا اسی طرح
کا بند رہے۔ ایک روز ایک عورت نے ان سے کہا اے رسول خدا کے صحابی یہ تو بتاؤ کہ عورت
کے خاوند کا عورت پر کیا حق ہے؟ معاذ نے کہا خاوند کا اس قدر حق ہے کہ عورت اس کو ادا
نہیں کر سکتی ہے۔ پس جہاں تک تجھ سے ہو سکے اس کے حق ادا کرنے میں کوشش کر عورت
نے کہا اگر تم رسول اللہ کے صحابی ہوتے تو تم کو ضرور خبر ہوتی کہ خاوند کا عورت پر کیا حق
ہے؟ معاذ نے کہا تجھ کو خرابی ہو۔ اگر تیرے خاوند کی ناک کی ریزاوں سے پرپ اور خون
جادی ہو اور تو اسکو اپنے منہ سے چوس کر صاف کرے تب بھی تجھ سے اس کا حق ادا نہ ہو۔

فردہ بن عمرو کا اسلام اور شہادت | ابن اسحاق کہتے ہیں فردہ بن عمرو جدای بادشاہ روم و شام کی
طرف سے زمین معان میں ان اہل عرب کے حاکم تھے جو رومیوں
کی رعایا میں شمار کئے جاتے تھے اب فردہ بن عمرو نے اپنا ایلچی رسول کریم کی خدمت میں اپنے اسلام قبول
کرنے کی خوشخبری پہنچانے کے لئے بھیجا اور ایک سفید خچر بھی تجھ بھیجا۔ جب روم کے بادشاہ کو فردہ کے اسلام کی
خبر ہوئی تو اس نے ان کو طلب کر کے قید کیا اور پھر ملک فلسطین میں ایک چشمہ کے کنارہ پر جس کا نام غفری
تھا فردہ بن عمرو بن نافرہ جدای ثم النفاثی کو شہید کر کے مٹولی پر لٹکا دیا۔

بنو حریث کا قبولِ اسلام اور دیگر وفود

خالد بن ولید کی روانگی | پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ماہ ربیع الآخر یا جمادی الاولیٰ سنہ میں خالد بن ولید کو بنی حریث کی طرف بخران روانہ کیا اور حکم دیا کہ لڑنے سے پہلے تین بار اُن کو دعوتِ اسلام دینا۔ اگر وہ قبول کریں تو بہتر ہے ورنہ پھر جنگ کرنا۔ چنانچہ خالد نے ایسا ہی کیا اور یہ سب لوگ مسلمان ہو گئے۔ خالد نے ان کو دین کی تعلیم کہ فی شروع کی اور قرآن شریف سکھانے لگے اور ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد کو حکم دیا تھا اور خالد بن ولید نے اس مضمون کا علیحدہ آنحضرت کی خدمت میں روانہ کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حضرت محمد نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں خالد بن ولید کی طرف سے اسلام علیک یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! میں ایں خدا کی حمد کرنا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اب بعد یا رسول اللہ صلی اللہ علیک آپ نے مجھ کو بنی حریث بن کعب کی طرف روانہ فرمایا تھا اور حکم دیا تھا میں تین روز تک ان کو دعوتِ اسلام کروں۔ پھر اگر وہ اسلام قبول کریں تو میں ان میں رہ کر ان کو احکامِ اسلام وقرآن کی تعلیم کروں اور سنتِ رسول اُن کو سکھاؤں۔ اور اگر وہ اسلام قبول نہ کریں تو میں ان سے جنگ کروں۔ پس میں ان کے پاس آیا اور حسبِ الحکم تین روز تک ان کو دعوتِ اسلام کی اور سواروں کو ان کے پاس بھیجا کہ اسے بنی حریث اسلام قبول کر لو سنا رہو گے۔ پس ان لوگوں نے اسلام قبول کیا اور جنگ سے باز رہے۔ اب میں ان میں مقیم ہوں اور دین کے اولم و نواہی اور احکامات ان کو بتلا رہا ہوں آئندہ جو حکم آپ کی جناب صادر ہوگا اس کے مطابق عمل کروں گا۔ والسلام علیک یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مکتوبِ نبویؐ | نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو یہ جواب روانہ فرمایا :-

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

محمدؐ نبی رسول خدا کی طرف سے خالد بن ولید کو معلوم ہو سلام علیک میں اُس اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اما بعد تمہارا نامہ مع قاصد کے ہمارے پاس پہنچا۔ اور معلوم ہوا کہ بنی حرث بن کعب نے اسلام قبول کر لیا اور جنگ سے پہلے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دی اور یہ خدا کی ہدایت ہے جو اُس نے ان کے شامل حال فرمائی۔ پس تم ان کو ثوابِ الہی کی خوشخبری پہنچاؤ اور عذابِ الہی سے خوف دلاؤ اور خود ان کے چند لوگوں کو اپنے ساتھ لے کر ہماری خدمت میں حاضر ہو۔ والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بنی حرث کا وفد | چنانچہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ اس فرمان کو دیکھ کر بنی حرث کے ان لوگوں کو ساتھ لے کر خدمتِ عالی میں حاضر ہوئے :-

قیس بن حصین ذی غصہ، یزید بن عبدالمردان، یزید بن المحجل، عبداللہ بن قراذریادی، شداد بن عبداللہ قتانی اور عمرو بن عبداللہ ضیابی۔ جب یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو رسول اللہ نے ان کو دیکھ کر فرمایا یہ کون لوگ ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ ہندی ہیں عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ یہ لوگ بنی حرث بن کعب ہیں۔ ان لوگوں نے نبی کریمؐ کو سلام کیا اور کہا ہم گواہی دیتی ہیں کہ آپ خدا کے رسول ہیں اور خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بیشک میں اس کا رسول ہوں۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم وہی لوگ ہو کہ جب کسی اپنے دشمن سے لڑتے ہو تو اُس کو بھگا دیتے ہو یہ لوگ خاموش ہو رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر یہی فرمایا۔ پھر بھی یہ خاموش رہے یہاں تک کہ رسول کریمؐ نے چوتھی مرتبہ فرمایا کہ تم وہی لوگ ہو کہ جب کسی سے لڑتے ہو تو اُس کو بھگا دیتے ہو۔ اُس وقت یزید بن عبدالمردان نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہاں ہم وہی لوگ ہیں کہ جب کسی سے لڑتے ہیں تو اُس کو بھگا دیتے ہیں اور چار دفعہ اس نے بھی یہی کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر خالد مجھ کو یہ نہ لکھتے کہ تم لوگوں نے اسلام قبول کر لیا ہے تو میں تمہارے پیروں کو تمہارے پیروں کے نیچے بچھا دیتا

یزید بن عبدالممدان نے عرض کیا کہ ہم آپ کے یا خالد کے شکر گزار نہیں ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر کس کے شکر گزار ہو۔ عرض کیا ہم اللہ کے شکر گزار ہیں جس نے ہم کو آپ کے ساتھ یا رسول اللہ ہدایت کی۔ رسول اللہ نے فرمایا۔ تم سچ کہتے ہو۔ پھر فرمایا یہ تو بتاؤ کہ تم لوگ کس سبب سے زمانہ جاہلیت میں اپنے مخالفوں پر غالب ہوتے تھے۔ انہوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ہم تو کسی پر غالب نہیں ہوتے تھے۔ فرمایا نہیں تم غالب ہوتے تھے۔ تب انہوں نے عرض کیا کہ رسول اللہ! ہم اکٹھے ہو کر دشمن سے لڑتے تھے اور کسی پر ظلم میں پیشہ دستی نہ کرتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم نے سچ کہا۔ پھر نبی اکرم نے بنی حریث کا تیس بن حصین کو امیر مقرر کیا اور شوال کے آخر یا ذی قعد کے شروع میں ان لوگوں کو رخصت فرمایا اور ان لوگوں کے اپنی قوم میں پہنچنے کے چار مہینے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا۔

حضرت عمرو بن حزم | آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے روانہ ہونے کے بعد عمرو بن حزم صحابی کو ان کے پاس روانہ فرمایا تھا تاکہ ان کو قرآن اور احکام اسلام کی تعلیم دیں اور زکوٰۃ وصول کر کے آپ کی خدمت میں روانہ کریں۔

نصیحتوں اور احکامات پر مشتمل رسول اللہ کی تحریر یہ | ایک وصیت نامہ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھ کر ان کو دیا تھا جس کا مضمون یہ ہے :-

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یہ بیان ہے خدا اور اُس کے رسول کی طرف سے اے ایمان والو! اپنے عہدوں کو پورا کرو۔ یہ عہد نامہ ہے محمد نبی رسول خدا کی طرف سے عمرو بن حزم کے لئے جبکہ اُس کو یمن کی طرف روانہ کیا۔ ہر کام میں اُس کو اللہ کا تقویٰ اور خوف لازم ہے۔ پس بے شک خدا اُن لوگوں کے ساتھ ہے جو تقویٰ کرتے ہیں اور جو احسان کرنے والے ہیں اور میں اس کو یہ حکم دیتا ہوں کہ لوگوں سے اسی قدر مال وصول کرے جس کا خدا نے حکم فرمایا ہے اور لوگوں کو بھلائی کی بشارت دے اور بھلائی کا حکم کرے اور قرآن اور احکام دین کی تعلیم کرے اور اس بات سے لوگوں کو منع کرے کہ قرآن کو ناپاک حالت میں کوئی ہاتھ

نہ لگائے اور لوگوں کے نفع اور نقصان کی سب باتیں اُن کو سمجھائے اور حق بات میں اُن کے ساتھ نرمی کرے اور ظلم کے وقت سختی کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ظلم مکروہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے اُس سے منع فرمایا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے کہ ظالموں پر خدا کی لعنت ہے اور لوگوں کو جنت کی بشارت دے اور اُس کے اعمال سکھائے اور لوگوں کو دین کا عالم بنا دے اور حج کے احکامات اور فرائض اور سنن سے اُن کو مطلع کر دے۔ حج اکبر حج ہے اور حج اصغر عمرہ ہے اور لوگوں کو منع کرے کہ کوئی ایک کپڑے میں جو چھوٹا سا ہو نماز نہ پڑھے اور اگر بڑا ہو جو اچھی طرح سے لپیٹ سکے اُس میں پڑھ لے اور ستر کھول کر بیٹھنے سے بھی لوگوں کو منع کرے اور گدے پر مردوں کو بالوں کا جوڑا باندھنے سے بھی منع کرے۔

اور حیب آپس میں جہالت کی جنگ ہو تو قبائل کو مدد پر بلانے سے لوگوں کو منع کرے اور چاہیے کہ اللہ کی طرف یعنی جہاد کے لئے قبائل کو بلایا جائے نہ کہ آپس کی جنگ کے لئے اور جو اس بات کو نہ مانے اُس سے لڑو یہاں تک کہ وہ حکیم الہی کو مان لے اور سب توحید خدا کے تابع ہو جائیں۔ اور چاہیے کہ لوگوں کو اچھی طرح سے وضو کرنے کا حکم کرے منہ کو دو ہوشیں اور ہاتھوں کو تہنیوں تک اور پیروں کو ٹخنوں تک اور سروں پر مسح کریں جیسا کہ اللہ نے حکم دیا ہے اور نماز کو وقت پر پورے رکوع و سجود اور شروع کے ساتھ ادا کریں۔ صبح کی نماز اول وقت اور ظہر کی نماز سورج ڈھلنے کے بعد اور عصر کی نماز جبکہ سورج مغرب کی طرف متوجہ ہو اور مغرب کی نماز غروب کے بعد ستاروں کے نکلنے سے پہلے اور عشاء کی نماز رات کے پہلے حصے میں ادا کریں اور جب جمعہ کی اذان ہو تو نماز کے لئے تیار ہو کر آجائیں اور نماز میں جانے سے پہلے غسل کریں اور لوگوں کو حکم کرو کہ مالِ غنیمت میں سے خدا کا خمس جو اُس نے مسلمانوں پر مقرر کیا ہے نکالیں اور بارانی اور نہری زمین میں سے عشر اور چاہی میں سے نصف العشر محصول وصول کریں اور دس اونٹوں کی ذکوۃ دو بکریاں اور بیس کی چار بکریاں وصول کریں اور چالیس گائیکوں میں سے ایک گائیک اور تیس میں سے ایک بکری اور پندرہ یا مادہ وصول کریں اور جنگل کی چرنے والی چالیس بکریوں میں سے ایک بکری وصول کریں یہ خدا کا فریضہ ہے جو ذکوۃ میں اُس نے مؤمنوں پر مقرر کیا ہے اور جو اس سے

زیادہ دے گا۔ اُس کے لئے بہتر ہے اور جو یہودی یا نصرانی اپنے دین اسلام قبول کرے۔ وہ ہرگز نہیں
مسلمانوں کی مثل ہے اور جو یہودی یا نصرانی اپنے دین پر قائم رہے۔ پس اُن میں سے ہر بالغ مرد
اور عورت اور آزاد اور غلام پر ایک پوند دینا۔ جزئیہ کا لازم ہے یا اس کی قیمت کے موافق
کپڑا یا اور کوئی چیز دے۔ پس اگر وہ اس جزئیہ کو ادا کرے گا تو وہ خدا و رسول کی ذمہ داری میں
ہے اور جو یہ جزئیہ ادا نہ کرے گا تو وہ اللہ اور رسول اور سب مسلمانوں کا دشمن ہے۔

صلوة اللہ علی محمد و آلہ وسلم اللہ وبرکاتہ۔

رفاعہ بن زید کی حاضری | خبیہ کی جنگ سے پہلے حدیبیہ کی صلح میں رفاعہ بن زید جذامی
ثم غیبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر
ہوئے اور اسلام قبول کیا اور ایک غلام بھی رسول کریم کی نذر گزارا۔ رسول مقبول نے ایک نامہ
اُن کے لئے اُن کی قوم کو لکھ دیا جس کا مضمون یہ ہے :-

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ نامہ محمد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے رفاعہ بن زید کے لئے ہے مشتمل بر این
معنی کہ میں نے ان کو ان کی تمام قوم کی طرف بھیجا ہے تاکہ یہ اُن کو خدا و رسول کی طرف
بلائیں پس جو ان کی دعوت کو قبول کرے مسلمان ہو گا وہ خدا و رسول کے گروہ میں ہے اور
جو انکار کرے گا اس کو دینے کی مہلت ہے۔ پھر جب رفاعہ اپنی قوم میں پہنچے ان کی ساری قوم
مسلمان ہو گئی اور سب نے مقام حرۃ الرجزاء میں اپنی بود و باش اختیار کی۔

وفد ہمدان کی حاضری | جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک سے واپس تشریف
لائے تو ہمدان کا وفد خدمت میں حاضر ہوا۔ جس میں یہ لوگ
دو سائے قوم تھے۔

مالک بن نمط اور ابو ثور عیین ذوالمشمار اور مالک بن ایفح بن مالک خالدی وغیر ہم۔
اور یہ لوگ مہربی چادریں اور عدنی عمامے باندھے ہوئے بڑے ادب اور جوش سے چلتے
آتے تھے۔ جب رسول پاک کے سامنے آکر کھڑے ہوئے تو مالک بن ایفح نے عرض کیا کہ
یا رسول اللہ! ہمدان کے لوگ خدمت عالی میں حاضر ہیں۔ اللہ کے معاملے میں کسی کی ملامت
کا فکر نہیں کرتے۔ بڑے بہادر ہیں خدا و رسول کی دعوت کو انہوں نے قبول کیا ہے اور بت پرستی
چھوڑ دی ہے۔ یہ لوگ عہد کے بڑے پکے ہیں کبھی ان کا پیمان شکستہ نہیں ہو سکتا۔ رسول اللہ نے یہ

عہد نامہ لکھ کر ان کو عنایت کیا :-

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

رسول اللہ کی تحریر پر

یہ عہد نامہ ہے محمد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مخلات خارت اور اہل جناب الرضب اور حقات الرطل کے اور ذی المشعار ان کے قافلہ سالار اور مالک بن نمط کے اور جن لوگوں نے ان کی قوم میں سے اسلام قبول کیا ہے ان کے لئے اس بات پر کہ یہ لوگ جس جگہ رہتے ہیں وہاں کی زمین ان کی ہے جب تک کہ یہ نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں اس زمین کی پیداوار یہ کھا لیں اور اپنے جانوروں کو چرائیں۔ ان کے لئے اس بات پر خدا کا عہد اور اس کے رسول کا ذمہ ہے اور مہاجرین اور انصار اس عہد نامہ کے گواہ ہیں۔

ابن اسحاق کہتے ہیں نبی کریم کے زمانہ میں دو آدمیوں نے نبوت مسیلمہ کذاب اور اسود غنسی کا جھوٹا دعویٰ کیا تھا۔ ایک مسیلمہ بن حبیب نے پیامہ میں بنی حنیقہ کے اندر اور دوسرے اسود بن کعب غنسی نے صنعاء میں۔

ابو سعید خدری کہتے ہیں میں نے ایک روز رسول اقدس سے منبر پر خطبہ پڑھتے ہوئے سنا کہ آپ نے فرمایا :-

”اے لوگو! میں نے شب قدر کو دیکھا اور پھر میں اس کو بھول گیا اور میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے ہاتھ میں سونے کے دو کنگن ہیں مجھ کو وہ بڑے معلوم ہوئے ہیں۔ میں نے ان پر پھونک ماری وہ اڑ گئے۔ پس میں نے اس کی تعبیر یہ لی ہے کہ اس سے یہ دونوں کذاب مراد ہیں ایک یمن والا اور دوسرا پیامہ والا۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ تیس دن وبال پیدا ہوں گے اور ہر ایک ان میں سے نبوت کا دعویٰ کرے گا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر ایک عمال اور امراء کا تقریر

شہر مفتوحہ اسلام کی طرف ایک حاکم روانہ کیا۔ چنانچہ مہاجرین امیہ بن مغیرہ کو شہر صنعاء میں بھیجا اور اسود غنسی نے ان پر خروج کیا اور زیاد بن لبید بنی انصاری کو شہر حرموت کے صدقات کی تحصیل کے لئے روانہ کیا اور عدی بن حاتم طائی کو بنی طے اور بنی اسد پر حاکم بنایا اور مالک بن نویرہ یربوعی کو بنی حنظلہ کی تحصیل پر بھیجا اور بنی سعد کی تحصیل

کے لئے وہ شخص روانہ کئے۔ ایک طرف زبیر بن بدو اور دوسری طرف قیس بن عاصم اور علماء بن حفصہ کو رسول کریمؐ میں بھیج چکے تھے اور حضرت علیؑ بن ابی طالب کو اہل نجران کی زکوٰۃ اور جزیرہ وصول کرنے کے لئے بھیجا۔

مسئلہ نے اس مضمون کا خط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا۔

مسئلہ کذاب کا خط | ”یہ نام ہے مسئلہ رسول خدا کی طرف سے محمد رسول خدا کو ! سلام علیک اما بعد! میں تمہارا نبوت میں شریک کیا گیا ہوں۔ لہذا نصف زمین ہمارا ہی ہے اور نصف قریش کی ہے مگر قریش حد سے بڑھتے ہیں“

یہ خط لے کر مسئلہ کے دو قاصد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خط کو پڑھ کر فرمایا کہ تم دونوں کیا کہتے ہو۔ انہوں نے کہا ہم بھی یہی کہتے ہیں جو اس نے یعنی مسئلہ نے کہا ہے۔ آپ نے فرمایا اگر قاصد کے قتل کرنے کا قاعدہ ہوتا تو ضرور میں تم دونوں کو قتل کرتا۔ پھر مسئلہ کو یہ جواب لکھا :-

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

یہ نام ہے محمد رسول اللہ کی طرف سے مسئلہ کذاب کو سلام ہے اس پر جس نے ہدایت کی پیروی کی۔ اما بعد میں اللہ تعالیٰ کی ہے جس کو وہ چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے عنایت کرتا ہے اور عاقبت پر ہیزگاروں کے لئے ہے۔
یہ واقعہ سال ۶ کے آخر کا ہے۔



حجۃ الوداع

حج کی تیاری | ابن اسحاق کہتے ہیں جب ذیقعد کا مہینہ آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کا ارادہ کیا اور لوگوں کو تیاری کے لئے حکم دیا۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پچیسویں ذی قعد کو حج کے لئے سفر کیا اور مدینہ میں بودا بنا ساعدی اور بقول بعض صباح بن عوف غفاری کو حاکم مقرر فرمایا۔

حضرت عائشہؓ اور مناسک حج | حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں جب مقام شرف میں پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ جس کے پاس قربانی نہ ہو وہ

عمرہ کا احرام باندھ لے اور یہیں مجھ کو ایام آگئے۔ پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے اور میں رو رہی تھی اور انہوں نے کہا اے عائشہؓ! کیا ہوا؟ تم کو ایام آگئے؟ میں نے کہا ہاں، فرماتی ہیں اُس وقت میں یہ کہہ رہی تھی کہ کاش اس سفر میں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہ آتی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ ایسا نہ کہو جو حاجی کرتے ہیں وہی تم بھی کرنا فقط بیت اللہ کا طواف نہ کرنا۔ کہتی ہیں جب لوگ مکہ میں آئے تو جنہوں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا سب نے احرام کھول دیئے اور نبی پاکؐ کی عورتوں نے بھی عمرہ ہی کیا تھا۔

پھر جب قربانی کا دن ہوا تو گائے کا بہت سا گوشت میرے گھر میں آیا۔ میں نے دریافت کیا یہ کیسا ہے؟ لانے والے نے کہا آنحضرتؐ نے اپنی ازدواج کی طرف سے گائے ذبح کی ہے پھر جب لیلۃ الحصبہ ہوئی تو رسول اللہ نے میرے بھائی عبدالرحمن بن ابی بکر کو میرے پاس مقام تنعیم سے عمرہ کرنے کے لئے بھیجا۔ اُس عمرہ کے بدلہ میں جو مجھ سے فوت ہو گیا تھا۔

حضرت حفصہ بنت عمرؓ نے خطاب کہتی ہیں نبی کریمؐ نے اپنی عورتوں کو عمرہ کر کے احرام کھولنے کا حکم دیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! احرام کھولنے میں آپ کو کیا چیز مانع ہے؟ فرمایا میں قربانی کے جانور اپنے ساتھ لایا ہوں اُن کو ذبح کر کے احرام کھولوں گا۔

حضرت علیؑ کی مین سے واپسی | ابن اسحاق کہتے ہیں حضرت علیؑ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نجران کی طرف بھیجا تھا وہاں سے واپس آتے ہوئے حضرت علیؑ تکہ میں آئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حج کے لئے پہلے سے آئے ہوئے تھے۔ حضرت علیؑ اپنی زوجہ حضرت فاطمہؑ کے پاس گئے اُن کو دیکھا تو انہوں نے احرام کھول دیا تھا۔ حضرت علیؑ نے پوچھا اے رسول خدا کی صاحبزادی تم نے ابھی سے احرام کھول دیا۔ حضرت فاطمہؑ نے فرمایا ہاں آنحضرتؐ نے ہم کو عمرہ کا حکم دیا تھا۔ ہم نے عمرہ کر کے احرام کھول دیا پھر حضرت علیؑ حضورؐ کے پاس آئے اور جب اپنے سفر کے حالات بیان کرنے سے فارغ ہوئے تو رسول پاکؐ نے فرمایا تم جا کر طواف کرو اور جیسے اور لوگوں نے احرام کھول دیا ہے تم بھی کھول دو۔ حضرت علیؑ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے یہ نیت کی تھی کہ اے اللہ! میں وہ احرام باندھتا ہوں جو تیرے نبی اور تیرے بندہ اور رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا تمہارے پاس قربانی بھی ہے حضرت علیؑ نے عرض کیا قربانی تو نہیں ہے۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی قربانی میں اُن کو شریک کیا اور یہ اسی احرام کے ساتھ رہے اور آنحضرتؐ کے ساتھ احرام کھولا۔ اور رسول اللہ نے ان کی اور اپنی دونوں کی طرف سے قربانی کی۔

حضرت علیؑ کے خلاف شکایت | زید بن کاند کہتے ہیں جب حضرت علیؑ رسول اللہ سے ملنے کے لئے مکہ میں آئے تو لشکر کو پیچھے چھوڑ آئے تھے اور ایک شخص کو اُس پر حاکم مقرر کیا تھا۔ اُس شخص نے توشہ خانہ میں سے ایک ایک نفیس نفیس کپڑا نکال کر سارے لشکر میں تقسیم کر دیا کہ اس کو اوڑھ لیا جائے۔ جب یہ لشکر اس صورت سے مکہ کے قریب پہنچا تو حضرت علیؑ نے اس کے لئے تشریف لائے اور ان کپڑوں کو دیکھ کر اُس شخص سے جس کو حاکم کیا تھا پوچھا کہ کیا بات ہے؟ اُس نے کہا میں نے یہ کپڑے اس لئے تقسیم کئے ہیں تاکہ یہ لشکر لوگوں میں اپنی عزت ظاہر کرے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا تجھ کو خرابی ہو یہ کپڑے ان لوگوں سے لے کر توشہ میں آپ کے پاس پہنچنے سے پہلے داخل کر۔ چنانچہ وہ کپڑے سارے لشکر سے لے کر داخل کئے گئے۔ لشکر کے لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس برتاؤ کی شکایت کی۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اے لوگو! علیؑ کی شکایت تم نہ کرو۔ علیؑ خدا کے معاملے میں بہت مضبوط ہے اُس کی شکایت کرنی لائق نہیں ہے۔

خطبہ حجۃ الوداع | ابن اسحاق کہتے ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کیا اور لوگوں کو ناسکِ حج یعنی حج کے طریقے اور قاعدے بتلائے۔ پھر آپ نے ایک طویل خطبہ پڑھا

اور بہت سے احکامات اُمت کے لئے بیان فرمائے۔ چنانچہ حمد و ثناء کے بعد فرمایا۔

و اے لوگو! میری بات غور سے سُنو شاید آئندہ میں تم سے اس جگہ کبھی ملاقات نہ کروں اے لوگو تمہارا

خون اور تمہارے مال آپس میں ایک کے دوسرے پر حرام ہیں یہاں تک کہ تم اپنے پروردگار سے

جاہلو اسی طرح جیسے اس دن کی حرمت ہے اور اس مہینے کی حرمت ہے۔

اور بے شک تم اپنے پروردگار کے حضور میں حاضر ہو گے اور وہ تم سے تمہارے اعمال کا سوال

کرنے گا اور میں سب باتیں تم کو بتا چکا ہوں۔ پس جس شخص کے پاس کسی کی امانت ہو وہ اس

کی امانت ادا کر دے اور کوئی شخص اپنے قرضدار سے بجز اس المال کے سود نہ لے کیونکہ سود

خارج کر دیا گیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس کا فیصلہ فرمایا ہے اور عباس بن عبدالمطلب

کا سود بھی خارج اور جس قدر خون زمانہ جاہلیت کے تھے سب ختم ہیں اور سب سے پہلے

جو خون زمانہ جاہلیت کا میں ختم کرتا ہوں وہ خون ابن ربیعہ بن حرث بن عبدالمطلب کا ہے

جس کو بنی ہذیل نے قتل کیا تھا۔ پس یہ جاہلیت کے خون معاف کرنے میں میں ابتدا

کرتا ہوں۔

اور اے لوگو! اس تمہارے ملک میں شیطان اپنی پرستش کئے جانے سے ناامید ہو گیا ہے

یعنی ملک عرب میں کبھی اس کی پرستش نہ ہوگی مگر ہاں اور چھوٹی چھوٹی باتوں پر وہ راضی ہو گیا ہے

جن کو تم بڑے گناہوں میں شمار نہ کرو گے۔ پس تم کو اپنے دین کی شیطان سے حفاظت

لازم ہے۔

اے لوگو! نسی کی بدعت جو کفار نے ایجاد کی تھی یہ کفر کی زیادتی میں شمار ہے یعنی حرام

مہینوں کو حلال مہینوں کے بدلہ میں حلال مہینوں کو حرام کر لینا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ سے بارہ

مہینے رکھے ہیں جن میں سے چار حرام ہیں۔ تین پے درپے یعنی ذی القعدہ الحج اور محرم اور

ایک رجب جو جمادی الثانی اور شعبان کے درمیان میں ہے۔

اور اے لوگو! تمہارا تمہاری عورتوں پر حق ہے اور تمہاری عورتوں کا بھی تم پر

حق ہے۔ تمہارا عورتوں پر یہ حق ہے کہ وہ تمہارا فرس کسی بھی ایسے شخص کے لئے نہ لگائیں

جسے تم پسند نہیں کرتے اور کوئی فحش بات ظاہر نہ کریں۔ پس اگر وہ ایسا کریں تو اللہ تعالیٰ

نے تم کو حکم دیا ہے کہ تم ان کو اپنے سے جدا سلاؤ اور اس طرح مادہ جو زیادہ تکلیف دہ نہ ہو پھر اگر وہ ان باتوں سے باز آجائیں تو ان کا کھانا کپڑا حسبِ حیثیت تمہارے ذمہ ہے۔

اے لوگو! عورتوں کے ساتھ بھلائی کرو وہ تمہاری مددگار ہیں اور اپنے لئے کچھ اختیار نہیں رکھتیں اور تم نے ان کو خدا کی امانت کے ساتھ لیا ہے اور خدا کے کلام کے ساتھ ان کو حلال کیا ہے پس اے لوگو! میرے ان احکام کو خوب سمجھو اور میں نے تم میں ایک ایسی چیز چھوڑی ہے کہ اگر تم اس کو تم مضبوط پکڑے نہ ہو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے کتاب اللہ اور اس کے نبی کی سنت۔

اے لوگو! میری ان باتوں کو سنو اور خوب سمجھ لو اور جان لو کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اور سب مسلمان ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ پس مسلمان کے مال میں سے دوسرے مسلمان کو کوئی چیز لینی حلال نہیں ہے سوا اس چیز کے جو وہ اپنی خوشی سے بخش دے۔ پس تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کرنا۔ پھر آپ نے فرمایا اے اللہ! کیا میں نے تیرے احکامات بندوں کو پہنچا دیئے سب حاضرین نے عرض کیا ہاں بے شک آپ نے احکاماتِ الہی ہم کو پہنچا دیئے۔ آپ نے فرمایا اے اللہ تو گواہ ہو جاؤ

دیگر روایات | ابن اسحاق کہتے ہیں مقام عرفات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے اور ربیعہ بن اُمیہ بن خلف آپ کے پاس کھڑے تھے آپ ان سے فرما رہے تھے کہ تم لوگوں سے کہو کہ اے لوگو! رسولِ خدا فرماتے ہیں تم جانتے ہو کہ یہ کون سا مہینہ ہے؟ ربیعہ لوگوں سے کہتے، لوگ کہتے کہ یہ مہینہ حرام ہے۔ آنحضرتؐ ربیعہ سے فرماتے کہ ان سے کہہ دو کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے خون اور تمہارے مال تمہارے آپس میں حرام کر دیئے ہیں۔ جب تک کہ تم اپنے رب سے ملو اس مہینے کی حرمت کی طرح۔ پھر آپؐ ربیعہ سے فرماتے کہ لوگوں سے کہو اے لوگو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں تم جانتے ہو یہ کون سا شہر ہے؟ ربیعہ لوگوں میں آواز دیتے۔ لوگ کہتے یہ شہر بلد الحرام ہے۔ آنحضرتؐ ربیعہ سے فرماتے کہ ان سے کہہ دو خدا نے تمہارے خون اور تمہارے مال آپس میں حرام کئے ہیں یہاں تک کہ تم اپنے رب سے ملاقات کرو۔ اس شہر کی حرمت کی طرح۔ پھر رسول کریمؐ ربیعہ سے فرماتے کہ کہہ دو اے لوگو! رسول اللہ فرماتے ہیں تم جانتے ہو کہ یہ کون سا دن ہے؟ ربیعہ لوگوں سے کہتے لوگ جواب دیتے کہ یہ حج اکبر کا دن ہے۔ آپؐ ربیعہ سے فرماتے کہ کہہ دو اے لوگو! خدا نے تمہارے مال اور خون تمہارے آپس میں حرام کئے ہیں یہاں تک کہ تم اپنے پروردگار سے ملو اس دن کی حرمت کی طرح۔

عمر بن خطاب کی روایت کے لئے آنحضرت کی خدمت میں بھیجا تھا۔ میں جب آنحضرت

کے پاس آیا تو آپ مقام عرفات میں ساندنی پر سوار کھڑے تھے۔ میں عتاب کا پیغام پہنچا کر وہیں آپ کی ساندنی کے پاس کھڑا ہو گیا۔ اسی طرح کہ اس کی مہار میرے سر کے اوپر تھی۔ پس میں نے سنا آپ فرما رہے تھے اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے ہر خدا کو اس کا حق پہنچا دیا لہذا وارث کے لئے وصیت جائز نہیں ہے اور زنا کی اولاد عورت کو ملے گی اور زانی کے لئے پتھر ہیں اور شخص دوسرے کے نسب میں ملے گا یا کسی کا آزاد غلام اپنے آقا کو چھوڑ کر دوسرے کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرے گا اس پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب لوگوں کی لعنت ہے اور اللہ تعالیٰ اس کا کوئی نیک کام قبول نہ فرمائے گا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب عرفات کے پہاڑ پر آپ کھڑے ہوئے۔ فرمایا یہ سارا پہاڑ موقوف ہے اور پھر مزدلفہ میں پہنچ کر فرمایا سارا مزدلفہ موقوف ہے۔ پھر منیٰ میں قربانی کر کے فرمایا سارا منیٰ قربانی کی جگہ ہے اور اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سارے حج کے احکامات لوگوں کو بتلائے۔ کنگریوں کا ماننا اور کعبہ کا طواف کرنا اور حج میں جو باتیں جائز یا ناجائز ہیں سب بتائیں۔ اسی سبب سے اس حج کو حجتہ البلاغ کہتے ہیں اور حجتہ الوداع اس سبب سے کہتے ہیں کہ آنحضرت نے پھر اس کے بعد حج نہیں کیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اس حج سے واپس آ کر رسول کریم ذی الحجہ کا بانی ہینہ لشکر اسامہ بن زید اور محرم اور صفر مدینہ میں رہے۔ پھر آپ نے مسلمانوں کا ایک لشکر جمع کر کے اسامہ بن زید کو اس کا سردار کیا اور فلسطین کے ملک سے شہر بلقاء کی طرف متوجہ ہونے کا حکم دیا۔ اس لشکر میں مہاجرین اولین کثرت سے تھے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں آنحضرت نے اپنے صحابہ کو نامہ دے کر حکمرانوں کی طرف ایلیچی مختلف بادشاہوں کے پاس روانہ کیا تھا۔

ابن ہشام کہتے ہیں مجھ کو معتبر روایت پہنچی ہے کہ حدیبیہ کے سفر سے واپس آ کر ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا۔ اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے مجھ کو تمام عالم کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ پس تم میرے اوپر ایسا اختلاف نہ کرنا جیسا حواریوں نے عیسیٰ بن مریم پر اختلاف کیا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! حواریوں نے عیسیٰ علیہ السلام پر کیا اختلاف کیا تھا؟

فرمایا عیسیٰ علیہ السلام نے اُن کو اسی بات کی طرف بلایا تھا جس کی طرف میں تم کو بلاتا ہوں یعنی بادشاہوں کی طرف ایلچی بنا کر بھیجنے کے لئے۔ پس جن لوگوں کو عیسیٰ علیہ السلام نے قریب کے ملکوں میں بھیجا تھا وہ تو خوشی خوشی چلے گئے۔ اور جن کو دور و دراز ملکوں میں بھیجا تھا وہ سست ہو گئے۔ اور وہاں جانا اُن کو ناگوار گذرا۔ عیسیٰ علیہ السلام نے ان لوگوں کی اللہ تعالیٰ سے شکایت کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی زبانیں اُس ملک کی کردیں جس کی طرف عیسیٰ علیہ السلام نے بھیجا تھا۔ اور اسی زبان میں یہ لوگ بولنے لگے۔

رسول اللہ کے قاصد | راوی کہتا ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکتوب لکھ کر اپنے اصحاب کو عنایت کئے اور اُن کو بادشاہوں کے پاس روانہ کیا۔ چنانچہ وحید بن علیہ کلبی کو قیصر بادشاہ روم کے پاس اور عبداللہ بن حذافہ سہمی کو کسری بادشاہ فارس کے پاس روانہ کیا۔ اور عمرو بن اُمیہ ہمری کو نجاشی بادشاہ حبش کی طرف اور عاتب بن ابی بلتعہ کو مقوقش بادشاہ مصر کے پاس اور عمرو بن عاص سہمی کو جندی کے دونوں بیٹوں جیفر اور عیاذ کی طرف بھیجا۔ یہ دونوں قوم اذد سے عمان کے بادشاہ تھے اور سلیمان بن عمرو عامری کو یمامہ کے بادشاہوں ثمامہ بن اثال اور ہویہ بن علی کے پاس بھیجا اور علاء بن حضرمی کو بادشاہ بحرین منذر بن سادی عبدی کے پاس روانہ فرمایا اور شجاع بن وہب اسدی کو حرث بن ابی شمر غسانی بادشاہ سرحد شام کی طرف روانہ کیا۔

ابن ہشام کہتے ہیں شجاع بن وہب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبکہ بن ایہم غسانی کی طرف اور مہاجر بن اُمیہ مخزومی کو حرث بن عبدکلال حمیری کی طرف روانہ فرمایا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں مجھ سے یزید بن ابی حبیب مہمری نے بیان کیا کہ اُن کو ایک کتاب ملی جس میں رسول اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بادشاہوں کی طرف ایلچیوں کے روانہ فرمانے کا ذکر تھا اور جن طرح کہ اوپر لکھا گیا ہے سب اُس کتاب میں مندرج تھا۔

یزید کہتے ہیں وہ کتاب میں نے ابن شہاب زہری کو بھیج دی۔ انہوں نے اس کو پڑھ کر سب حال معلوم کیا جیسا کہ اوپر لکھا گیا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قاصد | ابن اسحاق کہتے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں کو زمین کے مختلف ممالک میں

تبلیغ کرنے کے لئے بھیجا تھا اور ان حواریوں کے ساتھ اُن کے متبعین بھی تھے۔ چنانچہ بطرس حواری کو جس کے ساتھ بولس بھی تھا ملک رومیہ اور اندرائس کی طرف روانہ کیا۔ بولس حواریوں میں سے نہیں تھا بلکہ یہ متبعین میں سے تھا۔

اور مُنتہا حواری کو اُس ملک میں بھیجا جہاں کے لوگ آدمیوں کو کھالیتے ہیں۔

اور تو ماس کو ملک بابل کی طرف بھیجا۔

اور قیسیس کو افریقہ کے شہر قرطاجنہ

اور سنس کو افسوس کی طرف جو اصحاب کفایت کا شہر ہے روانہ کیا۔

اور یعقوبیس کو اوروشلم کی طرف جو ملک ایلیاء کا ایک شہر بیت المقدس کے

پاس ہے روانہ کیا۔

اور ابن ثلمالی کو ملک حجاز میں بھیجا۔

اور سین کو بربر میں

اور یہود اکویہ حواریوں میں سے نہ تھا یوں کی جگہ مقرر کر دیا گیا تھا۔



غزوات و سرایا (۱)

غزوات کا اجمالی ذکر | ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بذاتِ خود ستائیس پہلے غزوۂ ابواء، پھر غزوۂ بواط مقامِ ضویٰ کی طرف۔ پھر غزوۂ عشیہ شہرِ ینبوع کی طرف۔ پھر غزوۂ بدر اولیٰ کربنِ جابر کی تلاش میں۔ پھر بدر کا وہ غزوہ جس میں اللہ تعالیٰ نے سردارانِ قریش کو قتل کرایا۔ پھر غزوۂ بنی سلیم جس میں آپ مقامِ کدر تک تشریف لے گئے تھے۔ پھر غزوہ سولق البوسفیان کی تلاش میں۔ پھر غزوہ مِطقان جس کو ذی امر کا غزوہ بھی کہتے ہیں۔ پھر غزوہ بحرانِ خاصِ حجاز میں۔ پھر غزوہ اُحد۔ پھر غزوہ حراء الاسد۔ پھر غزوہ بنی نضیر۔ پھر غزوہ ذات الرقاع مقامِ نخل میں۔ پھر غزوہ بدر الاُخرت۔ پھر غزوہ دو ممتہ الجندل۔ پھر غزوہ خندق۔ پھر غزوہ بنی قریظہ۔ پھر غزوہ بنی لحيان ہندیل سے۔ پھر غزوہ ذی قرد۔ پھر غزوہ بنی مصطلق خزاعہ سے۔ پھر غزوہ حدیبیہ جس میں جنگ کا قصد نہیں تھا اور مشرکوں نے آپ کو عمرہ سے روک دیا تھا۔ پھر غزوہ خیبر پھر عمرۃ القضاء پھر غزوہ فتح مکہ۔ پھر غزوہ حنین۔ پھر غزوہ طائف۔ پھر غزوہ تبوک۔ ان سب غزوں میں سے کل نو غزوات میں جنگ ہوئی۔ بدر۔ اُحد۔ خندق۔ قریظہ۔ مصطلق۔ خیبر۔ فتح۔ حنین اور طائف میں۔

سرایا کا اجمالی ذکر | سب چھوٹے اور بڑے اڑتیس لشکرِ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مختلف اطراف میں روانہ فرمائے جن کی تفصیل یہ ہے :-

- ۱- عبیدہ بن حرث کا لشکرِ ثنیہ ذی المروہ کی طرف۔
- ۲- اور حضرت حمزہؓ کا لشکرِ ساحلِ بحر کی طرف۔ اور بعض لوگ حضرت حمزہؓ کے لشکر کی روانگی عبیدہ کے لشکر سے پہلے بیان کرتے ہیں۔
- ۳- پھر سعد بن ابی وقاص کا غزوہ مقامِ حراء میں۔

- ۴۔ اور عبداللہ بن حبش کا غزوہ نخلہ میں۔
- ۵۔ اور زید بن حارثہ کا غزوہ مقام قزوہ میں۔
- ۶۔ اور محمد بن مسلمہ کا غزوہ کعب بن اشرف یہودی سے۔
- ۷۔ اور منذ بن ابی مرثد غنوی کا غزوہ رجب میں۔
- ۸۔ اور منذ بن عمرو کا غزوہ بیر معونہ میں۔
- ۹۔ اور ابو عبیدہ بن جراح کا غزوہ عراق کے راستہ میں۔
- ۱۰۔ اور عمر بن خطاب کا غزوہ بنی عامر سے۔
- ۱۱۔ اور حضرت علیؓ بن ابی طالب کا غزوہ یمین میں۔
- ۱۲۔ اور غالب بن عبداللہ کلبی کا غزوہ بنی ملوح سے۔

غالب بن عبداللہ کے لشکر کی تفصیل | جندب بن مکیت جہنی کہتے ہیں کہ رسول اکرمؐ نے ایک چھوٹا لشکر غالب بن عبداللہ کلبی کی سرکردگی میں بنی ملوح

کی طرف جو مقام کدید میں رہتے تھے روانہ کیا اور حکم دیا کہ ان پر جہاد کرنا۔ جندب کہتے ہیں میں اس لشکر میں تھا۔ چنانچہ ہم لوگ روانہ ہوئے۔ یہاں تک کہ جب ہم مقام کدید کے قریب پہنچے تو حرث بن مالک یعنی ابن البرصاء اللیثی ہم کو ملا۔ ہم نے اُس کو گرفتار کر لیا۔ اُس نے کہا: میں تو اسلام قبول کر کے رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا رہا تھا۔ تم نے ناحق مجھ کو گرفتار کیا۔ ہم نے کہا اگر تم مسلمان ہو اور رسول کریمؐ کے پاس جا رہے ہو تو ایک رات ہمارے پاس رہنے سے کچھ نقصان نہ پہنچے گا۔ اور پھر ہم نے اُس کی مشکیں باندھ کر ایک سپاہی کے حوالے کیا اور اُس کو تاکید کر دی کہ اگر اس کی کوئی خلاف حرکت دیکھو تو فوراً اس کا سر اُتار لینا۔ پھر روانہ ہو کر ہم غروب آفتاب کے وقت مقام کدید میں پہنچے۔ اور ہم جنگل کے ایک کنارے میں اترے ہوئے تھے۔

جندب بن مکیت کا واقعہ | دشمن کی خبر کے لئے بھیجا۔ میں ایک بلند ٹیلہ پر چڑھ کر بیٹھ گیا۔ کیونکہ اس ٹیلہ پر سے بنی ملوح کے تمام مکانات خوب نظر آتے تھے۔ میں نے دیکھا کہ ایک شخص اپنے مکان سے باہر نکلا اور اپنی بیوی سے اُس نے کہا مجھ کو سامنے ٹیلہ پر کچھ سیاہی نظر آتی ہے جو پہلے کسی وقت میں نے نہیں دیکھی تھی تو اپنے برتنوں کو دیکھ کوئی چیز گم تو نہیں ہوئی ہے۔ اُس

نے سب چیزوں کو دیکھا اور کہا نہیں کوئی چیز گم نہیں ہوئی ہے۔ اُس نے کہا میری کمان اور دو تیر مجھ کو دے۔ عورت نے اُس کو دینے اور اُس نے ایک تیر میرے پہلو پر مارا۔ میں نے اُس کو نکال کر اپنے پاس رکھ لیا اور وہاں سے حرکت نہ کی۔ پھر دوسرا تیر اُس نے میرے شانہ پر مارا میں نے اُس کو بھی نکال کر رکھ لیا۔ اُس نے اپنی بیوی سے کہا اگر یہ کوئی آدمی ہوتا تو ضرور حرکت کرتا۔ تیسرے دو تیر اُس کے لگے اور اُس نے حرکت تک نہیں کی معلوم ہوتا ہے یہ کوئی چیز نہیں ہے صبح کو تو جا کر میرے تیر اٹھا لینا۔ پھر یہ شخص اپنے گھر کے اندر چلا گیا۔

اللہ تعالیٰ کی مدد | جنذب کہتے ہیں رات کو ہم نے ان لوگوں سے کچھ نہیں کہا۔ یہ چین سے سوتے رہے۔ جب سحر کا وقت ہوا تو ہم نے اُن پر حملہ کیا اور خوب قتل و غارت کر کے ان کے تمام مال و اسباب لے کر ہم روانہ ہوئے۔

پھر ہمارے تعاقب میں یہ لوگ بھی جمع ہو کر آئے۔ جب یہ ہم سے قریب پہنچے تو ہمارے اُن کے درمیان ایک جنگل تھا ہم اُس کے پر لے کنا رہ پر تھے اور یہ ور لے کنا رہ پر پہنچے تھے کہ خدا جانے کہاں سے اس جنگل میں اس زور کی پانی کی ایک ندو آئی کہ وہ لوگ اُسے عبور کر کے ہم تک نہ پہنچ سکے۔ ہم کھڑے ہو کر اُن کی مجبوری اور پریشانی کا تماشا دیکھنے لگے۔ پھر ہم نے اُن کے سب جانوروں کو اکٹھا کر کے آگے کو ہرکایا اور بہت جلد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہ لوگ بے چارے وہیں لڑکے کنا رہ پر کھڑے رہ گئے اور اس غزوہ میں مسلمانوں کا شعا رات کے وقت اُمرت اُمرت تھا۔

دیگر سرایا | ۱۳۔ حضرت علی بنی عبداللہ بن سعد اہل فدک پر جہاد کرنے تشریف لے گئے۔ ۱۴۔ اور ابو عوجا سلمی نے بنی سلیم پر جہاد کیا اور یہ اور ان کے سب ساتھی شہید ہوئے۔

- ۱۵۔ اور عکاشہ بن محسن نے غمرہ پر جہاد کیا۔
- ۱۶۔ اور ابوسلمہ بن عبدالاسد بنہ نے نجد کی طرف بنی اسد سے ایک چشمہ پر جس کا نام قطن تھا جنگ کی اور وہیں مسعود بن عروہ شہید ہوئے۔
- ۱۷۔ اور محمد بن مسلمہ حادثی نے مقام قرطاء میں ہوازن سے جنگ کی۔
- ۱۸۔ اور بشیر بن سعد بن مرہ نے فدک پر جہاد کیا۔
- ۱۹۔ اور بشیر بن سعد ہی نے خیبر کی ایک جانب جہاد کیا۔

۲۰۔ اور زید بن حارثہ نے مقام جموم میں جو بنی سلیم کا ملک ہے جہاد کیا۔
 ۲۱۔ اور زید بن حارثہ ہی نے جذام پر ملک خشین میں جہاد کیا۔

حضرت زید کے غزوہ جذام کی تفصیل | جو اس واقعہ کے خوب جاننے والے تھے کہ رفاعہ

بن زید جذامی حبیب رسول اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت سے اپنی قوم کے پاس واپس آئے۔
 تو قوم کے نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خط بھی لائے تھے جن میں رسول کریم نے ان لوگوں
 کو اسلام کی دعوت کی تھی۔ پس ان لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ پھر تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ وحیہ بن
 خلیفہ کلبی ملک شام سے واپس ہوتے ہوئے اس طرف گزرے اور وحیہ قیصر روم کے پاس
 رسول کریم کا نامی لے کر گئے تھے اور کچھ مال تجارت بھی ان کے پاس تھا۔ جب یہاں پہنچے تو ایک
 وادی میں جس کا وادی شنار نام تھا ٹھہرے۔ ہند بن عوس اور اس کے بیٹے عوس بن ہنید نے ان
 کا مال لوٹ لیا اور یہ لوگ بنی صلیح میں رہتے تھے جو جذام کی ایک شاخ ہے۔ یہ عمر بنی خلیب یعنی
 رفاعہ بن زید کے لوگوں کو پہنچی۔ یہ ہنید اور اس کے بیٹے پر جا پڑے اور خوب جنگ ہوئی۔ قرہ
 بن اشقر صفاوی ثم الصلعی نے ایک تیر نعمان بن ابی جبال کے مارا اور جب یہ تیر ان کے گھٹنے
 میں لگا تو کہنے لگا کہ اس تیر کو ابن لبنی کی طرف سے لے۔ لبنی نعمان کی ماں کا نام تھا اور حسان
 بن ملہ غیبی وحیہ کے صحبت یافتہ تھے اور وحیہ نے ان کو سورت فاتحہ سکھائی تھی۔ غرضیکہ رفاعہ
 بن زید کے لوگوں نے وحیہ کلبی کا سا مال ان سے لے کر وحیہ کے حوالہ کیا اور وحیہ رسول مقبول
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ عرض کیا اور ہنید اور اس کے
 بیٹے کے قتل کرنے کی درخواست کی۔ رسول مقبول نے زید بن حارثہ کو لشکر کا سردار کر کے
 بنی جذام کی طرف روانہ کیا۔

باہمی تصفیہ | جذام کی شاخ غطفان اور وائل اور سلمان اور سعد بن ہدیم کے لوگ جب
 رفاعہ بن زید جذام کے پاس حضور کا مکتوب گرامی لے کر گئے تو یہ سب مقام
 حرہ رجماء میں آکر آباد ہو گئے تھے اور رفاعہ بن زید کراہ رتبہ میں تھے۔ زید کے لشکر کی ان کو بالکل
 خبر نہ تھی اور بنی خلیب کے چند لوگ ان کے ساتھ تھے اور باقی وادی مدان میں تھے۔ حرہ کے مشرقی
 کنارہ پر جہاں چشمہ جاہی ہے اور اولاج کی طرف سے زید کے لشکر نے آکر مقام ماتعن میں
 حرہ کی طرف سے حملہ کیا اور ہنید اور اس کے بیٹے اور بنی اصف کے دو آدمی اور دو بنی خلیب

کے آدمی قتل کر کے تمام مال و اسباب ان کا جمع کیا اور قیدی بھی گرفتار کئے۔ جب یہ واقعہ بنی خلیب نے سنا تو یہ سوار ہو کر زید بن حارثہ کے لشکر کی طرف جو خیفاء مدائن میں پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا روانہ ہوئے اور ان میں یہ لوگ سردار تھے۔

حسان بن ملہ سوید بن زید کے گھوڑے عجاج نام پر سوار تھا اور انیف بن ملہ اپنے باپ ملہ کے گھوڑے رُعال پر سوار تھا اور عمر زید بن عمرو شمر نامی گھوڑے پر سوار تھا۔ پس جب یہ لوگ زید بن حارثہ کے لشکر سے قریب پہنچے تو ابو زید اور حسان نے انیف بن ملہ سے کہا کہ تم اگر واپس پلے جاؤ تو بہتر ہے کیونکہ ہم کو تمہاری زبان درازی سے ڈر لگتا ہے۔ انیف بن ملہ ٹھہر گیا اور یہ دونوں آگے بڑھے۔ غھوڑی دُور گئے ہوں گے کہ انیف بن ملہ کے گھوڑے نے پیروں سے زمین کھودنی اور شوخی کرنی شروع کر دی اور آخر ان دونوں کے پیچھے دوڑنے لگا۔ جب انیف ان کے پاس پہنچا تو انہوں نے کہا کہ خیر تم آئے ہو تو مگر اپنی زبان کو بند رکھنا اور یہ بات ان کے آپس میں قرار پائی کہ حسان بن ملہ کے سوا کوئی گفتگو نہ کرے۔

راوی کہتا ہے ان لوگوں کے آپس میں جاہلیت کے زمانہ میں ایک کلمہ راجح تھا جس کو یہی لوگ سمجھتے تھے۔ یعنی جب کوئی کسی کو تلوار سے مارنا چاہتا تھا تو کہتا تھا بُوری۔ جب یہ لوگ زید کے لشکر کے سامنے آئے تو لشکر کے لوگ ان کے پکڑنے کو دوڑے۔ حسان نے ان لوگوں سے کہا ہم مسلمان ہیں اور لشکر سے جو پہلا شخص ان کی طرف آیا وہ سیاہ گھوڑے پر سوار تھا۔ ان لوگوں کو یہ شخص لشکر کے اندر لے چلا۔ انیف بن ملہ نے کہا بُوری۔ حسان نے کہا۔ خبر والا یہی حرکت نہ کرنا۔ پھر جب یہ لوگ زید بن حارثہ کے پاس پہنچے۔ حسان نے کہا ہم لوگ مسلمان ہیں۔ زید نے کہا اگر مسلمان ہو تو سورہ فاتحہ پڑھو۔ حسان نے سورہ فاتحہ پڑھ کر سنائی۔

زید بن حارثہ نے اپنے لشکر میں اعلان کر دیا کہ یہ لوگ جو آئے ہیں مسلمان ہیں۔ کوئی ان کو تکلیف نہ پہنچائے اور ان کی جو جو چیزیں مسلمانوں کے پاس ہیں وہ ان کو ہی واپس دے دو۔

ابن اسحاق کہتے ہیں قیدیوں میں حسان بن ملہ کی بہن جو ابی و بر بن عدی کی دو بارہ چپقلش بیوی تھی وہ بھی موجود تھی۔ زید نے حسان سے کہا کہ تم اپنی بہن کو لے جاؤ۔ یسین کریم فرزند صلعبیہ نے حسان سے کہا کہ تم اپنی بہنوں کو تو لے جاتے ہو اور پاؤں کو چھوڑ دیتے ہو۔ بنی خلیب میں سے ایک شخص نے ام فرزاد کو جواب دیا کہ یہ لوگ بنی خلیب ہیں۔ ان کی

جادو بیانی ہمیشہ سے مشہور ہے۔ اب بھی اسی جادو بیانی سے انہوں نے اپنی بہن کو چھڑا لیا۔ ایک لشکر نے یہ بات زید بن حارثہ سے بیان کی۔ زید نے اُس عورت یعنی حسان کی بہن کو قید سے چھڑا کر حکم دیا کہ ہمیں اور عورتوں میں جو تمہارے کنبہ کی ہیں بیٹھ جاؤ۔ یہاں تک کہ خدا تمہارے حق میں فیصلہ فرمائے۔ یہ لوگ زید کے لشکر سے واپس چلے آئے اور زید نے اپنے لشکر کو اُس جنگل کی طرف جدھر سے یہ لوگ آئے تھے اُترنے کی ممانعت کر دی۔

رفاعہ بن زید کی بارگاہ رسالت میں حاضری | یہ لوگ شام کو اپنے گھر پہنچے اور سُنو پی کہ راتوں رات سوار ہو کر رفاعہ بن زید کے پاس پہنچے۔ ان لوگوں کے نام یہ ہیں :-

ابوزید بن عمرو اور ابو شماس بن عمرو اور سوید بن زید اور ثعلبہ بن عمرو اور یحییٰ بن زید اور بزرع بن عدی اور انیت بن ملہ اور حسان بن ملہ۔ جب رفاعہ کے پاس یہ لوگ پہنچے تو صبح کا وقت تھا اور رفاعہ حجرہ کی پشت پر ایک کنوئیں کے پاس ٹھہرے ہوئے تھے۔ حسان نے جلتے ہی رفاعہ سے کہا کہ تم تو یہاں بیٹھے ہوئے بکریوں کا دودھ دوہ رہے ہو اور بنی جذام کی عورتیں قید بھی ہو چکی ہیں۔ تم جو غلط لائے تھے اُن کو اُس نے دھوکہ میں رکھا۔ رفاعہ نے اس بات کے سنتے ہی فوراً اپنا اونٹ منگوا لیا اور اُس پر سوار ہوئے۔ اور یہ لوگ بھی امیہ بن صفارہ کو جو اُس مقتول نصیبی کا بھائی تھا جس کو زید کے لشکر نے قتل کیا تھا ساتھ لے کر رفاعہ کے ساتھ روانہ ہوئے اور تین دن کے بعد مدینہ میں پہنچے۔

جب مدینہ کے اندر داخل ہوئے تو ایک شخص نے ان سے کہا کہ تم اپنے اونٹوں پر سے نیچے اُتر آؤ ورنہ ان اونٹوں کے ہاتھ کاٹ دیئے جائیں گے۔ یہ لوگ اونٹوں سے اُتر کر مسجد میں داخل ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب ان لوگوں کو دیکھا تو ہاتھ کے اشارہ سے فرمایا کہ آگے آ جاؤ۔ پھر جب رفاعہ نے گفتگو شروع کی تو ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! یہ لوگ سحر بیان ہیں اور دو تین مرتبہ اس شخص نے یہی کہا۔ تب رفاعہ بن زید نے کہا کہ خدا اُس شخص پر رحم کرے جو اس وقت بھی ہمارے حق میں نہیں کہتا ہے مگر بھلائی کی بات۔ پھر رفاعہ نے وہ خط جو رسول اکرم نے ان کو دیا تھا آپ کی خدمت میں پیش کیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! یہ آپ کا قدیم عہد نامہ ہے جس میں اب نئی شکستگی واقع ہوئی۔ آنحضرت نے ایک لڑکے سے فرمایا کہ اے لڑکے! اس کو بلند آواز سے پڑھ۔ جب اُس نے پڑھا اور آنحضرت نے

نے سنا تو رفاعہ سے واقعہ حال دریافت کیا۔ رفاعہ نے سارا قصہ زید بن حارثہ کا بیان کیا۔ رسول اکرمؐ نے تین بار فرمایا کہ جو لوگ قتل ہو گئے ان کے بارے میں میں کیا کروں؟ رفاعہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ خوب واقف ہیں کہ ہم نہ آپ پر کسی حلال چیز کو حرام کرنا چاہتے ہیں نہ حرام کو حلال کرنا چاہتے ہیں۔

ابو زید بن عمرو نے عرض کیا یا رسول اللہ! جو لوگ ہمارے قتل ہوئے وہ میرے اس پیر کے نیچے ہیں۔ یعنی ہم ان کے خون کا کچھ مطالبہ نہیں کرتے جو زندہ ہیں وہی ہمارے حوالہ کر دیئے جائیں۔

رسول اللہ کا فیصلہ | رسول اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ابو زید نے سچ کہا ہے علیؑ! تم ان کے ساتھ جا کر ان کے سب قیدی چھڑا دو اور ان کا مال بھی دلا دو۔ حضرت علیؑ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میرے پاس سواری بھی نہیں ہے، تب آپ نے ان کو ثعلبہ بن عمرو کے اونٹ پر جس کا نام مکھال تھا سوار کر کے روانہ کیا۔ جب یہ لوگ مدینہ سے باہر نکلے تو دیکھا کہ زید بن حارثہ کا ایلچی انہیں لوگوں کے اونٹوں میں سے ایک اونٹ پر جس کا نام شمر تھا سوار ہو کر آ رہا ہے۔ ان لوگوں نے اس ایلچی کو اونٹ پر سے اتار کر اونٹ اس سے لے لیا۔ اس نے کہا اے علیؑ یہ کیا بات ہے؟ حضرت علیؑ نے فرمایا ان کا مال ہے۔ انہوں نے پہچان کر لے لیا۔ پھر یہ لوگ زید بن حارثہ کے لشکر سے مقام فیضا الفلثین میں جا کر ملے اور سارا مال و اسباب حضرت علیؑ نے مع قیدیوں کے ان کو دلوادیا۔ چنانچہ اگر کسی نے کسی عورت کا کپڑا اپنے کجاوہ کے نیچے بھی باندھ لیا تھا تو اس کپڑے تک کو بھی کھلوا کر دے دیا۔



غزوات و سرایا (۲)

ابن اسحاق کہتے ہیں اب میں پھر غزوات کی تفصیل کی طرف لوٹتا ہوں۔

حضرت زید کے جہاد عراق کی تفصیل | یہ جہاد زید بن حارثہ نے عراق کے راستے میں مقام طوسی

القریٰ پر بنی فزادہ سے کیا۔ پہلے اس غزوہ میں زید بن حارثہ کو شکست ہوئی۔ یہ خود بھی زخمی ہوئے اور ان کے بہت سے ساتھی مارے گئے جن میں ایک ورد بن عمرو بن ملاش ہذلی بھی تھے۔ بنی بدر کے ایک شخص نے ان کو شہید کیا تھا اور جب زید بن حارثہ اس جنگ سے واپس ہوئے ہیں تو انہوں نے قسم کھائی تھی کہ جب تک بنی فزادہ سے بدلہ نہ لے لوں گا غسل نہ کروں گا۔

چنانچہ جب ان کے زخم اچھے ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر ان کو لشکر دے کر بنی فزادہ کی طرف روانہ کیا اور وادی قریٰ میں زید نے بنی فزادہ کو خوب قتل و غارت کیا۔ قیس بن مسحیر لعمری نے مسعد بن حکم بن مالک بن حذیفہ بن بدر کو قتل کیا اور ام قرفہ فاطمہ بنت ربیعہ بن بدر قید ہوئی۔ یہ ایک بڑی عمر رسیدہ عورت مالک بن حذیفہ بن بدر کے پاس تھی اور اس کی ایک بیٹی تھی۔ زید بن حارثہ نے قیس بن مسحیر کو ام قرفہ کے قتل کرنے کا حکم دیا اور قیس نے اس کو قتل کر دیا۔

پھر زید بن حارثہ ام قرفہ کی بیٹی کو لے کر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ لڑکی سلمہ بن عمرو بن اکوع کی حفاظت میں تھی۔ کیونکہ سلمہ ہی نے اس کو گرفتار کیا۔ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے تو سلمہ نے اس لڑکی یعنی ام قرفہ کی بیٹی کے لئے آپ سے درخواست کی جو آپ نے منظور فرمائی سلمہ نے اس کو اپنے ماموں حزن بن ابی وہب کی نذر کر دیا۔ چنانچہ حزن سے اس کے ہاں عبدالرحمن بن حزن پیدا ہوا۔

راوی کہتا ہے کہ ام قرفہ اپنی قوم میں ایسی بلند مرتبہ سمجھی جاتی تھی کہ لوگ تمنا کرتے تھے کہ ہم کو

ام قرفہ کی سی عزت نصیب ہو۔

عبداللہ بن رواحہ کا غزوہ ۲۳
عبداللہ بن رواحہ نے خیبر پر دو مرتبہ حملہ کیا جس میں سے ایک حملہ وہ ہے جس میں یسیر بن زرارہ کو قتل کیا۔ اس کی تفصیل اس طرح ہے کہ یسیر بن زرارہ نے خیبر میں آنحضرتؐ کی جنگ کے لئے لشکر جمع کرنا شروع کیا۔ آپؐ نے عبداللہ بن رواحہ کو چند لوگوں کے ساتھ اس کے پاس بھیجا۔ جن میں ایک عبداللہ بن انیس بھی تھے۔ جب یہ صحابہ یسیر بن زرارہ کے پاس آئے تو اس سے کہا کہ تو آپؐ کی مخالفت نہ کر۔ ہمارے ساتھ چل کر مسلمان ہو جا۔ ہم آنحضرتؐ سے تجھ کو کہیں کی حکومت دلوادیں گے اور تیری بڑی عزت ہوگی۔ اس نے منظور کر لیا۔ عبداللہ بن انیس نے اس کو اپنے اونٹ پر سوار کیا اور یہ چند یہودیوں کو اپنے ساتھ لے کر روانہ ہوا۔ راستہ میں اس کے دل میں بدی کا ارادہ پیدا ہوا اور صحابہ کے ساتھ آنے سے ہچھتا یا۔ عبداللہ بن انیس اس کے ارادہ کو سمجھ گئے مگر اس نے ایک تلوار عبداللہ بن انیس کے سر پر مار دی۔ جس سے ان کے سر میں خفیف زخم آیا۔

پھر عبداللہ نے ایسی تلوار اس کے ماری کہ اس کا پیرکٹ کر الگ جا پڑا اور صحابہ نے اس کے ساتھی یہودیوں کو قتل کیا صرف ایک یہودی بھاگ کر بچ گیا۔ جب عبداللہ بن انیس آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے تو آپؐ نے ان کے زخم پر لعاب مبارک لگا دیا جس کی برکت سے ان کا زخم بغیر پکنے اور تکلیف دینے کے اچھا ہو گیا۔

غزوہ ابن عتیک ۲۵
اور ایک غزوہ عبداللہ بن عتیک نے ابو لافع بن ابی الحقیق کے قتل کے لئے خیبر پر کیا۔

غزوہ عبداللہ بن انیس ۲۶
خالد بن سفیان مقام نخلة یا عرنہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلہ کے لئے لشکر جمع کر رہا تھا۔ آنحضرتؐ نے عبداللہ بن انیس کو اس کی طرف روانہ فرمایا اور عبداللہ نے جاتے ہی اس کو قتل کیا۔

عبداللہ بن انیس کہتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو بلا کر فرمایا کہ میں نے سنا ہے ابن سفیان بن بلیح ہذلی میرے مقابلہ کے لئے لوگوں کو جمع کر رہا ہے اور وہ نخلة میں یا عرنہ میں ہے تم جا کر اس کو قتل کرو۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس کی کچھ علامات بیان فرمائیے تاکہ میں اس کو پہچان لوں۔ آپؐ نے فرمایا جب تم اس کو دیکھو گے تو اس کے بدن میں قشعریرہ پاؤ گے۔

عبداللہ بن اُمیس کہتے ہیں میں اپنی تلوار لے کر چلا یہاں تک کہ جب خالد کے پاس پہنچا تو عصر کا وقت تھا اور وہ اپنی عورتوں کے لئے خیمہ درست کر رہا تھا اور جو علامت قسطنطینہ کی آپ نے فرمائی تھی وہ میں نے اس میں دیکھی۔ چنانچہ میں اس کی طرف متوجہ ہوا اور میں نے اپنے دل میں کہا کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کے پاس مجھے دیر لگے اور میری عصر کی نماز فوت ہو جائے اس لئے میں اس کی طرف چلتا جاتا تھا اور سر کے اشارہ سے نماز پڑھتا جاتا تھا۔

جب میں اس کے قریب پہنچا تو اس نے کہا کون ہے؟ میں نے کہا میں ایک عرب ہوں۔ تمہارے پاس اس خبر کو سن کر آیا ہوں کہ تم ان شخص کے لئے لشکر جمع کر رہے ہو۔ خالد نے کہا ہاں میں اسی کو شش میں ہوں۔

عبداللہ کہتے ہیں میں تھوڑی دور اس کے ساتھ چلا اور جب موقع ملا تو اسے حملہ کر کے قتل کر ڈالا اور وہاں سے روانہ ہوا۔ اس کی عورتیں اس کے گرد بیٹھ کر رونے لگیں۔ میں جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آنحضرت نے فرمایا کامیاب آئے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں اس کو قتل کر آیا تو آنحضرت نے فرمایا سچ کہتے ہو اور میرا آپ مجھ کو اپنے ساتھ اپنے گھر میں لائے اور ایک عصا مجھ کو عنایت کیا اور فرمایا اس کو اپنے پاس رکھنا میں اس کو لے کر باہر آیا۔ لوگوں نے مجھ سے پوچھا یہ عصا کیسا ہے؟ میں نے کہا رسول کریم نے عنایت کیا ہے اور فرمایا ہے اس کو اپنے پاس رکھنا۔ لوگوں نے کہا تم جا کر آپ سے پوچھو کہ حضور! یہ عصا کس کام کے لئے ہے۔ میں گیا اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ عصا کس کام کا ہے؟ فرمایا یہ قیامت کے روز میرے اور تمہارے درمیان نشانی ہوگی۔

داوی کہتا ہے عبداللہ بن اُمیس ہمیشہ اس عصا کو اپنی تلوار کے ساتھ رکھتے تھے اور جب انتقال کیا تو وہ عصا ان کے ساتھ دفن کیا گیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں لید بن حادثہ اور جعفر بن ابی طالب اور عبداللہ بن مزید سمرایا کا ذکر | رواحہ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ملک شام کے شہر موتہ کی طرف روانہ فرمایا اور یہ تینوں وہاں شہید ہوئے۔

۲۸ اور کعب بن عمیر غفاری کو ذات اطلاق کی طرف جو شام کا ایک شہر ہے روانہ کیا اور وہاں کعب اور ان کے سب ساتھی شہید ہوئے۔

۲۹ اور عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر کو بنی عنبر کی طرف جو بنی تمیم کی شاخ تھی روانہ فرمایا۔

عینینہ بن حصن کے جہاد کی تفصیل | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عینینہ بن حصن کو لشکر دے کر بنی عنبر کی مہم پر روانہ فرمایا۔ عینینہ نے جاتے ہی اس قوم کو خوب قتل کیا اور سارا مال و اسباب لوٹ لیا اور بہت سے آدمی گرفتار کر کے آپ کی خدمت میں لائے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھ کو اولاد اسماعیل میں سے ایک غلام آزاد کرنا ہے۔ آنحضرت نے فرمایا آج ہی عینینہ بنی عنبر کے قیدی لے کر آئے گا۔ ان میں سے ایک قیدی ہم تم کو دے دیں گے تم اس کو آزاد کر دینا۔ جب عینینہ ان قیدیوں کو لے کر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے تو بنی تمیم کے سردار لوگ بھی ان کے پیچھے ہی ان قیدیوں کو چھڑانے کے لئے آئے۔ بنی تمیم کے سرداروں کے نام یہ ہیں :

ربیعہ بن رفیع اور سیرہ بن عمرو اور قحقاع بن معبد اور دروان بن محرز اور قیس بن عامر اور مالک بن عمرو اور اقرع بن حابس ان سب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کی۔ آپ نے بعض قیدیوں کو آزاد کیا اور بعض کا فدیہ لیا۔

بنی عنبر میں سے اس جنگ میں یہ لوگ قتل ہوئے تھے : عبد اللہ بن وہب اور اس کے دونوں بھائی اور شداد بن فراس اور حنظلہ بن وادم۔

اور قیدیوں میں عورتوں میں سے بعض کے نام یہ ہیں :-
اسماء بنت مالک اور کاس بنت ادی اور بنحوہ بنت نہد اور جمیعہ بنت قیس اور عمر بنت مطر۔
عدی بن جنید بنی عنبر سے تھا اور عنبر بن عمرو بن تمیم ہے۔

غالب بن عبد اللہ کے غزوہ کی تفصیل | ابن اسحاق کہتے ہیں غالب بن عبد اللہ کلبی لشکر لے کر بنی مزہ پر گئے اور اسامہ بن زید اور ایک انصاری نے مل کر مرواس بن نہیک کو جو بنی حرقہ میں سے بنی مرہ کا حلیف تھا قتل کیا۔ بنی حرقہ قبیلہ جہنمہ کی ایک شاخ ہے۔

اسامہ کہتے ہیں جب میں نے اور ایک انصاری نے مرواس کو دیکھا تو ہم نے اپنی تلواریں اس پر بلند کیں۔ اس نے کہا اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ لیکن اس وقت ہم اپنا ہاتھ نہ روک سکے اور اس کو ہم نے قتل کر دیا۔ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور یہ واقعہ آپ سے

بیان کیا تو آپ نے فرمایا اے اُسامہ لَ اِلهَ اِلَّا اللہ کہنے والے کو تم نے کیوں قتل کیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اُس نے جان بچانے کی خاطر کہا تھا۔ آپ نے فرمایا یہ تمہیں کیونکر معلوم ہوا۔ اُسامہ کہتے ہیں قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا کہ آپ نے اس قدر اس بات کو مکر فرمایا کہ میں نے چاہا کاش میں پہلے مسلمان نہ ہوا ہوتا آج ہی ہوتا اور اُس شخص کو قتل نہ کرتا۔ پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں اللہ تعالیٰ سے عہد کرتا ہوں کہ اب کبھی کسی لَ اِلهَ اِلَّا اللہ کے کہنے والے کو قتل نہ کروں گا۔ آپ نے فرمایا میرے بعد بھی قتل نہ کرنا۔ میں نے عرض کیا آپ کے بعد بھی قتل نہ کروں گا۔

عمر و بن عاص کو رسول کریم نے بنی عذرہ کی طرف روانہ کیا تاکہ لوگوں کو ملک شام پر جہاد کرنے کے لئے جمع کریں اور اس کا سبب یہ تھا کہ عاص بن وائل کی ماں قبیلہ بلبی سے تھی۔ اس سبب سے آنحضرتؐ نے عمر و بن عاص کو ان لوگوں کے مائوت اور مطیع کرنے کے لئے روانہ کیا۔ جب عمر و بن عاص جہاد کے ایک پیشہ پر پہنچے جس کا نام سلسل تھا اور اسی سبب سے اس غزوہ کا نام ذات السلاسل ہوا ہے تو عمر و بن عاص کو دشمنوں سے خوف معلوم ہوا اور آپ سے امداد طلب کی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو عبیدہ بن جراح اور ابو بکرؓ اور عمرؓ اور مہاجرین اور اولین کو ان کی امداد کے لئے روانہ کیا۔ اور ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اختلاف نہ کرنا۔

جب ابو عبیدہ عمر و بن عاص کے پاس پہنچے تو عمر و بن عاص نے کہا میں تم سب کا سردار ہوں کیونکہ تم میری امداد کو آئے ہو۔ ابو عبیدہ نے کہا تم اپنی جگہ ہو اور میں اپنی جگہ ہوں۔ اور ابو عبیدہ ایک نرم دل اور پاک طینت شخص تھے۔ دنیاوی باتوں کا کچھ خیال نہ کرتے تھے۔ عمر و بن عاص سے کہنے لگے کہ اگر تم میرا کہتا نہ مانو گے تو میں تمہارا کہنا مانوں گا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ تم دونوں اختلاف نہ کرنا۔ چنانچہ عمر و بن عاص ہی نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔

رافع بن ابی رافع طائی جن کو رافع بن عمیرہ کہتے ہیں بیان کرتے ہیں کہ میں ایک نصرانی تھا اور میرا نام پہلے سرحس تھا۔ میں اس ریگستان کے حال سے سب سے زیادہ واقف تھا۔ جاہلیت کے زمانہ میں شتر مرغ کے انڈوں میں

پانی بھر کر میں ریت میں دبا دیتا تھا اور لوگوں کے اُونٹوں کو لوٹ کر میں اس ریگستان میں چلا آتا تھا۔ پھر کوئی مجھ کو یہاں تلاش نہ کر سکتا تھا اور اُن اُنڈوں کو نکال کر اُن میں سے پانی پیتا تھا۔ پھر جب میں مسلمان ہوا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن عاص کے ساتھ اس غزوہ میں مجھ کو بھی بھیجا۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ کسی شخص کو دوست بنا کر اُس کی صحبت میں رہنا چاہیے۔ چنانچہ میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اِن کی صحبت میں رہنے لگا۔ ابو بکرؓ کے پاس فدک کا ایک کبیل تھا جب ہم منزل پر اترتے تھے تو ابو بکرؓ اس کو بچھا لیتے تھے اور جب سوار ہو کر چلتے تھے تو اُس کو اڑھ لیتے تھے۔

کہتے ہیں اسی سبب سے نجد کے لوگ جب ابو بکرؓ کی خلافت میں مُرتد ہوئے تو انہوں نے کہا تھا کہ ہم کبیل والے کی بیعت نہیں کرتے۔

حضرت ابو بکرؓ کی نصیحت | رافع بن عمیرہ کہتے ہیں جب واپسی میں مدینہ کے نزدیک پہنچے تو میں نے ابو بکرؓ سے کہا کہ میں نے آپ کی صحبت میں رہنا اس لئے اختیار کیا تھا کہ خدا مجھ کو آپ سے کچھ نفع پہنچائے۔ لہذا آپ مجھ کو کچھ نصیحت فرمائیے ابو بکرؓ نے کہا اگر تم مجھ سے اس بات کا سوال نہ بھی کرتے تب بھی میں تم کو نصیحت کرتا۔ میں تم کو یہ حکم کرتا ہوں کہ تم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا نہ کسی کو اُس کا شریک کرنا اور نماز پڑھنا اور نہ کواۃ دینا اور رمضان کے روزے دکھنا اور کعبہ کا حج کرنا اور جنابت سے غسل کرنا اور کبھی دو مسلمانوں کا بھی سردار نہ بننا۔ میں نے کہا اے ابو بکرؓ! میں اُمید کرتا ہوں کہ کبھی میں خدا کے ساتھ شریک نہ کروں گا اور نماز کو بھی انشاء اللہ ترک نہ کروں گا اور اگر میرے پاس مال ہوگا تو زکوٰۃ بھی دوں گا اور رمضان کے روزے بھی انشاء اللہ کبھی قضاء نہ کروں گا اور حج کرنے کی اگر طاقت مجھ میں ہوئی تو ضرور حج کروں گا۔ اور جنابت سے غسل بھی کروں گا۔ مگر یہ تو بتاؤ کہ سردار بننے سے تم نے مجھ کو کیوں منع کیا۔ میں تو دیکھتا ہوں کہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بھی اور لوگوں کے نزدیک بھی امارت اور سرداری ہی سے عزت پاتے ہیں۔ ابو بکرؓ نے کہا اس کا سبب میں تم کو بتاتا ہوں۔ سنو! اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دین کے ساتھ مبعوث کیا۔ چنانچہ رسول اکرمؐ نے جہاد کیا اور لوگ طوعاً و کرہاً اس میں داخل ہوئے۔ پس وہ خدا کی پناہ اور اُس کے عہد میں داخل ہو گئے۔ لہذا تجھ کو لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عہد کو شکستہ نہ کرے اور جب سردار ہوگا تو ضرور کسی پر ظلم و زیادتی کرے گا اور یہ خدا کے

غصہ اور ناراضگی کا باعث ہو گا۔

دافع بن عمیرہ کہتے ہیں پھر میں ابو بکرؓ سے جدا ہو گیا اور جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ابو بکرؓ خلیفہ ہوئے تو میں اُن کے پاس آیا اور میں نے کہا اے ابو بکرؓ! تم نے تو مجھ کو دو مسلمانوں کا بھی سردار بننے سے منع کیا تھا۔ اب تم خود کیوں سردار بنے۔ ابو بکرؓ نے کہا ہاں! میں نے تم کو منع کیا تھا اور اب بھی منع کرتا ہوں اور میں نے مجبوراً اس خدمت کو اختیار کیا ہے جبکہ مجھ کو رسول کریمؐ کی امت کے متفرق ہونے کا اندیشہ ہوا۔

عوف بن مالک کی روایت | عوف بن مالک اشجعی کہتے ہیں مجھ کو اس غزوہ میں نبی اکرمؐ نے عمرو بن عاص کے ساتھ بھیجا تھا اور میں ابو بکرؓ اور عمرؓ کے ساتھ تھا۔ میرا ایک قوم کے پاس سے گندہوا جنہوں نے اُونٹوں کو ذبح کر رکھا تھا اور گوشت بنانا نہ جانتے تھے میں اس کام کو خوب جانتا تھا۔ میں نے اُن لوگوں سے کہا کہ اگر تم لوگ مجھ کو اس گوشت میں سے حصہ دو تو میں بنا دوں۔

انہوں نے قبول کیا اور میں نے جھٹ پٹ گوشت بنا کر اُن کے حوالہ کیا۔ انہوں نے میرا حصہ مجھ کو دیا۔ اُس کو لے کر میں اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور پکا کر خود بھی کھایا اور اُن کو بھی کھلایا۔ جب کھا چکے تو ابو بکرؓ اور عمرؓ نے مجھ سے پوچھا کہ اے عوف! یہ گوشت تم کہاں سے لائے تھے؟ میں نے اُن سے سارا واقعہ بیان کیا۔ انہوں نے کہا تم نے یہ اچھا نہ کیا جو یہ گوشت ہم کو کھلایا اور پھر وہ اٹھ کر قے کرنے لگے۔

جب ہم اس سفر سے واپس ہوئے تو سب سے پہلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا۔ آپ اُس وقت نماز پڑھ رہے تھے۔ جب فارغ ہوئے تو مجھ سے فرمایا کہ کیا عوف بن مالک ہیں؟ میں نے عرض کیا السلام علیک یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں ہاں میں ہوں۔ فرمایا کیا اُونٹوں والے؟ اور اس سے زیادہ کچھ نہ فرمایا۔



غزوات و سرایا (۳)

غزوة ابی حدرہ ^{۳۲} ابن اسحاق کہتے ہیں یہ غزوة فتح مکہ سے پہلے ہوا ہے۔
 عبداللہ بن ابی حدرہ کہتے ہیں مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چند
 مسلمانوں کے ساتھ جن میں ابو قتادہ حمرث بن ربیع اور معلم بن جشمہ بن قیس بھی تھے بطن انم
 کی طرف روانہ کیا۔ جب ہم لوگ بطن انم میں پہنچے تو عامر بن ضبط اشجعی اپنے چند اونٹ اور
 دودھ سے بھری ہوئی مشک ساتھ لے ہوئے ہم کو ملا۔ اُس نے ہم کو سلام کیا۔ ہم سب لوگ
 توڑک گئے مگر معلم بن جشمہ نے بسبب کسی عداوت کے جو ان کے آپس میں تھی اُس کو قتل کر دیا
 اور سارا سامان بھی اُس کا لے لیا۔ پھر جب ہم لوگ مدینہ میں آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 سے ہم نے یہ واقعہ عرض کیا تو یہ آیت ہمارے بارے میں نازل ہوئی:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا حُرِّبْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَمَتَّيِّنُوا وَأَوْرَثُوا لِمَن آتَى الْكَيْدَ
 السَّادِمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا تَبْتَغُونَ عَرْنَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا هَٰذَا نَمَّا آتَىٰ تَمَك

اقرع ابن حابس اور عینیبہ بن حصن
 راوی کہتا ہے جنین کی جنگ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم ظہر کی نماز پڑھ چکے تو ایک درخت کے سایہ میں
 رونق افروز ہوئے اور اقرع بن حابس اور عینیبہ بن حصن رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
 میں جھگڑتے ہوئے آئے۔ عینیبہ بن حصن عامر بن اضبط کا قصاص چاہتے تھے اور یہ قبیلہ غطفان
 کے سردار تھے اور اقرع بن حابس معلم بن جشمہ کی طرف سے مدافعت کرتے تھے۔ کیونکہ یہ
 ان کا قریبی تھا۔

راوی کہتا ہے ہم سن رہے تھے کہ عینیبہ بن حصن نے عرض کیا یا رسول اللہ! جیسا اُس نے میری
 عورتوں کو بے وارث کیا ہے میں بھی خدا کی قسم جب تک اُس کی عورتوں کو ایسا ہی نہ کر لوں گا اِس
 کو نہ چھوڑوں گا۔ رسول اقدس یہ فرما رہے تھے کہ تم پچاس اونٹ خونہما کے اب لے لو اور پچاس ہم

مدینہ میں چل کر دیں گے۔ عینہ بن حصن اس سے انکار کرتے تھے۔

پھر ایک شخص بنی لیث میں سے جس کا نام مکینر تھا کھڑا ہوا اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ! اسلام کے اندر میں اس مقتول کی مثال ایسی پاتا ہوں جیسے بکریوں کے ریوڑ میں سے جو بکری آگے ہو اُس کو کوئی پتھر مارے تو پھلی بکریوں کو بھی بھگا دے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ بلند کر کے فرمایا بس تم کو خونہا ہی ملے گا پچاس اونٹ اب لے لو اور پچاس مدینہ میں چل کر دیں گے۔ آخر عینہ وغیرہ نے خونہا قبول کر لیا۔

رسول اللہ کی بددعا کولاؤ۔ رسول اکرم سے اُس کے لئے دعائے مغفرت کرائیں۔ چنانچہ ایک دراز قد گندم گوں شخص ایک محلہ پہنچے ہوئے کھڑا ہوا۔ یہ محلہ اس نے اپنے قتل کی تیاری کے لئے پہنا تھا۔ پھر یہ شخص رسول کریم کے سامنے جا کر بیٹھ گیا۔ آنحضرت نے پوچھا تیرا نام کیا ہے؟ اس نے کہا محلم بن جنامر۔

راوی کہتا ہے ہم سب لوگ اس اُمید میں تھے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُس کے لئے دعائے مغفرت کریں گے۔ مگر آنحضرت نے اپنے دونوں ہاتھ بلند کر کے دعا کی کہ اے خدا اس کی بخشش نہ فرما۔ تین بار یہی فرمایا۔ راوی کہتا ہے محلم رسول اکرم کی اس بددعا کو سن کر اپنی چادر سے اُنسو پونچھتا ہوا اٹھا۔

بددعا کا اثر حسن بھری کہتے ہیں جب محلم حضور کے سامنے جا کر بیٹھا تو آپ نے فرمایا میں نے تو اُس کو اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے سبب سے امن دیا اور تو نے اس کو قتل کر دیا۔ پھر آپ نے اُس کے لئے بددعا فرمائی۔ چنانچہ سات روز کے بعد یہ مر گیا اور جب لوگوں نے اس کو دفن کیا تو زمین نے اس کو باہر نکال کر ڈال دیا۔

حسن کہتے ہیں قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں حسن کی جان ہے جتنی مرتبہ لوگوں نے اس کو دفن کیا اتنی ہی مرتبہ زمین نے باہر پھینک دیا۔ آخر مجبور ہو کر لوگوں نے اس کو ایک گڑھے میں ڈال کر اوپر سے اس قدر پتھر اس پر ڈالے کہ اُس کو ڈھک دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا زمین اس سے زیادہ گنہگار کو اپنے اندر لے لیتی ہے مگر اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے ساتھ تم کو آپس میں خون کرنے کی عبرت دکھلائی ہے جس کو اُس نے تم پر حرام کیا ہے۔

عامر بن الاصبط کی دیت | ابن اسحاق کہتے ہیں جب اقرع بن حابس اور عینیبہ بن حصن میں گفتگو ہوئی تو اقرع بن حابس نے کہا اے قلیس کے گروہ جب ایک مقتول کے بارے میں آنحضرت فیصلہ فرماتے ہیں تم اس کو منظور کیوں نہیں کرتے ہو۔ کیا تم اس بات سے بے خوف و خطر ہو کہ آپ ناراض ہو کر تم پر لعنت کریں اور آپ کے لعنت کرنے سے خدا بھی تم پر لعنت کرے اور رسول اللہ کا تم پر غضب ہو اور پھر اللہ تعالیٰ کا بھی غضب ہو۔ تم اس مقدمہ کو رسول اکرم کی لائے پر چھوڑ دو جس طرح آپ چاہیں فیصلہ فرمائیں ورنہ میں پچاس آدمی بی تمیم کے لاتا ہوں جو تم کو لہا کر اس بات کی گواہی دیں گے کہ تمہارا آدمی یعنی عامر بن صبط شرک کی حالت میں محکم کے ہاتھ سے مارا گیا ہے۔ کبھی اُس نے نماز نہیں پڑھی۔ پھر یہ تمہارا دعویٰ بالکل باطل ہو گا تب عینیبہ بن حصن نے خونہا لینا قبول کیا۔

غزوہ ابی حدرد اور رفاعہ بن قیس کا قتل | عبداللہ بن ابی حدرد کہتے ہیں میں نے اپنی قوم اُس کے مہر کے مقررہ مجھ کو دینے لازم ہوئے۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تاکہ آپ سے اداہر میں کچھ امداد طلب کروں۔ آنحضرت نے فرمایا کہ کس قدر مہر ہے؟ میں نے عرض کیا دو سو درہم ہیں۔ رسول کریم نے فرمایا واللہ میرے پاس نہیں ہیں ورنہ میں دیدیتا۔ کہتے ہیں پھر چند ہی روز گزرے تھے کہ ایک شخص رفاعہ بن قیس بنی حشتم میں سے اپنی قوم کو لے کر مقام غابہ میں آکر اُترا۔ یہ شخص اپنی قوم میں بڑا عزت دار تھا اور بنی قیس کو رسول مقبول کی جنگ پر آمادہ کرنے آیا تھا۔ آنحضرت نے مجھ کو اور دو مسلمانوں کو میرے ساتھ بلا کر فرمایا کہ جاؤ اُس شخص کی خبر لاؤ جو غابہ میں آکر ٹھہرا ہے اور ایک اونٹ سواری کے لئے آنحضرت نے ہم کو دیا اور فرمایا اس پر باری باری سے سوار ہونا۔ یہ اونٹ ایسا کمزور تھا کہ جب ہم میں سے ایک آدمی اُس پر سوار ہوا تو اُس سے اٹھانہ گیا۔ بمشکل لوگوں نے پیچھے سے سہارا دے کر اس کو اٹھایا۔

ہم تینوں آدمی اپنے تیر و کمان اور ہتھیاروں سے مسلح ہو کر روانہ ہوئے۔ جب ہم مقام غابہ میں پہنچے تو شام ہو گئی تھی اور سورج غروب ہو رہا تھا۔ میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم دونوں اس طرف چھپ جاؤ اور میں ادھر چھپ جاتا ہوں۔ اور جب تم میری تکبیر کی آواز سکو تو فوراً تکبیر کہتے ہوئے حملہ کرنا پھر ہم وہیں چھپے ہوئے موقع دیکھ رہے تھے اور رات کی

سیاہی نے عالم پر پردہ ڈال دیا تھا کہ دفاع بن قیس نے اپنے لوگوں سے کہا کیا وجہ ہے کہ آج میرا چرواہا اب تک اونٹوں کو لے کر نہیں آیا۔ معلوم ہوتا ہے کسی مصیبت میں گرفتار ہو گیا۔ میں اُس کی خبر لینے جاتا ہوں۔ لوگوں نے کہا آپ کیوں تکلیف کرتے ہیں ہم جاتے ہیں۔ اُس نے کہا میں خود ہی جاؤں گا۔ لوگوں نے کہا ہم بھی ساتھ چلتے ہیں۔ اُس نے کہا تمہاری کچھ ضرورت نہیں ہے۔ تم یہیں رہو میں تنہا ہی جاؤں گا اور پھر یہ اکیلا چرواہے کو تلاش کرنے روانہ ہوا۔

عبداللہ بن ابی حدرہ کہتے ہیں جب دفاع بن قیس میرے تیر کی زد میں آیا تو میں نے ایک ایسا تیر اُس کے مارا کہ اُس کے دل کے پار ہو گیا اور وہ گرائیں نے اُس کو آواز کرنے تک کی فرصت نہ دی۔ فوراً اُس کا سر کاٹ لیا اور پھر اُس کے لشکر کی طرف متوجہ ہو کر حملہ کیا اور تکبیر کے ساتھ آواز بلند کی۔ میرے ساتھیوں نے بھی تکبیر کہتے ہوئے حملہ کیا۔ چنانچہ خدا کی قسم وہ لشکر اپنی عورتوں اور جن چیزوں کو کھلے جاسکا لے کر بھاگ گیا اور ہم تینوں آدمی بہت سے اونٹ اور بکریاں مالِ غنیمت کو لے کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دفاع کا سر بھی اُن نے آپ کے سامنے پیش کیا۔ آنحضرت نے اُس مال میں سے تیرہ اونٹ مجھ کو مہرا کر کے لئے دینے میں اُن کو لے کر اپنی بیوی کے پاس گیا۔

اعطاء بن ابی رباح کہتے ہیں۔ میں نے بصرہ کے ایک شخص کو سنا

رسول اللہ کے ارشادات | کہ وہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے عمامہ کا شملہ نکشت پر لٹکانے کے بارے میں دریافت کر رہا تھا۔ عبداللہ بن عمر نے کہا میں تم سے اس کے متعلق بیان کرتا ہوں۔ ہم دس آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔ ابو بکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ اور علیؓ اور عبدالرحمنؓ بن عوف اور ابن مسعود اور معاذ بن جبل اور حذیفہ بن یمان اور ابوسعد خدری اور دستوان میں تھا کہ انہار میں سے ایک جوان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور سلام کر کے بیٹھ گیا۔ پھر عرض کیا یا رسول اللہ! مؤمنوں میں افضل کون شخص ہے؟ فرمایا اچھے اخلاق والا۔ اُس نے عرض کیا ہوشیار اور عقلمند کون ہے؟ فرمایا موت کو یاد رکھنے والا اور اُس کے لئے تیاری کرنے والا۔ اُس کے آنے سے پہلے وہی ہوشیار ہے۔ وہ جوان خاموش ہو گیا۔ پھر رسول کریمؐ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے گروہِ مہاجرین! پانچ باتیں ایسی ہیں کہ میں اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتا ہوں کہ وہ تم پر نازل ہوں۔

وہ جس قوم نے اعلانیہ فحش فعل کرنے شروع کئے اُن میں طاعون اور ایسے درد

اور بیماریاں پیدا ہوتی ہیں کہ جو ان کے باپ دادا میں کبھی نہ ہوئی ہوں گی۔ اور جو لوگ کم تولنا اور کم دینا اختیار کرتے ہیں وہ قحط سالی اور سختیوں اور بادشاہ کے ظلم میں گرفتار ہوتے ہیں۔ اور جو لوگ زکوٰۃ نہیں دیتے ان پر بارانِ رحمت نازل نہیں ہوتا۔ اگر جانور نہ ہوں تو ایک قطرہ آسمان سے ان پر نہ برسے۔“

اور جو لوگ خدا و رسول کے عہد کو توڑتے ہیں خدا ان پر ان کے دشمنوں کو مسلط کرتا ہے جو ان کی سب چیزوں پر قبضہ کر لیتا ہے۔ اور جو لوگ حکیم خدا کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے اللہ تعالیٰ ان کے آپس میں ایک کو دوسرے کا دشمن بنا کر ایک کو دوسرے سے خوف زدہ رکھتا ہے۔“

غزوہ عبد الرحمن بن عوف | عبد اللہ بن عمر کہتے ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد الرحمن بن عوف کو لشکر کی تیاری کا حکم دے دیا چنانچہ صبح کو عبد الرحمن بن عوف ایک سیاہ عمامہ باندھ کر رسول کریم کی خدمت میں آئے۔ آپ نے ان کے عمامہ کو کھول کر پھر عمامہ باندھا اور اس کا شملہ چار آنکھل یا اسی کے قریب قریب پشت پر چھوڑا اور فرمایا اے عبد الرحمن اس طرح عمامہ باندھا کرو۔ یہ بہت اچھا ہے۔

پھر بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ نشان لے آؤ۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی۔ پھر اپنے اوپر درود بھیجا اور عبد الرحمن سے فرمایا۔ اس نشان کو لو اور اکٹھے ہو کر اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرو اور کفار کو قتل کرو اور خیانت اور غدر نہ کرو نہ کسی کو مشکہ کرو اور نہ بچوں اور عورتوں کو قتل کرو۔ یہ اللہ تعالیٰ کا عہد اور اُس کے نبی کا طریقہ ہے۔ عبد الرحمن نے نشان کو لیا اور پھر دو مہ الجندل کی طرف روانہ ہوئے۔

غزوہ ابو عبیدہ بن جراح | آنحضرت نے ایک چھوٹے لشکر پر ابو عبیدہ بن جراح کو سردار مقرر کر کے سیف البحر کی طرف روانہ فرمایا اور کچھ کھجوریں بھی گزارہ کے لئے عنایت کیں۔ چنانچہ جب وہ تھوڑی دیر گئیں تو ابو عبیدہ ان کو گن گن کر باٹا کرتے تھے یہاں تک کہ آخر میں ایک ایک کھجور ہر شخص کو تقسیم ہوئی اور وہ بھی ایک آدمی کو نہ پہنچی۔ پھر جب ہم لوگ بھوک سے بہت بے تاب ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے سمندر میں سے ایک مچھلی ہم کو عنایت کی اور ہم لوگوں نے بیس روز تک اُس کا گوشت خوب کھایا اور خوب

اُس کی چربی اپنے برتنوں میں بھر کر رکھ لی۔ پھر ہمارے امیر لشکر نے حکم دیا کہ اس مچھلی کی ایک پسلی لاسا پر رکھو۔ پھر ایک قوی ہیکل اونٹ پر ایک زبردست آدمی کو سوار کر کے اُس کے نیچے سے گزرنے کا حکم دیا۔ پس وہ پسلی اُس کے سر کو نہ لگی۔ پھر جب ہم آپ کی خدمت میں آئے تو اس مچھلی کے کھانے کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا وہ رزق اللہ تعالیٰ نے تم کو عنایت کیا تھا۔

جلسہ عمر بن اُمیہ | ابن اسحاق کہتے ہیں۔ مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ میں سے خلیف بن عدی اور ان کے ساتھیوں کے

شہید ہونے کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن امیہ ضمری اور جبار بن صخر انصاری کو مکہ کی طرف ابوسفیان بن حرب کے قتل کے لئے روانہ فرمایا۔ جب یہ دونوں مکہ میں پہنچے تو اپنے اونٹ کو انہوں نے ایک پہاڑ کی گھاٹی میں باندھ دیا اور خود رات کے وقت مکہ میں داخل ہوئے۔ جب اس نے عمرو سے کہا کہ چلو کعبہ کا طواف کر کے دو رکعتیں تو پڑھیں۔ عمرو نے کہا لوگ شام کا کھانا کھا کر کعبہ میں آ بیٹھتے ہیں۔ اگر ہم گئے تو ہم کو پہچان لیں گے جبار نے کہا نہیں ایسا انشاء اللہ نہ ہوگا۔

پس ہم دونوں نے کعبہ کا طواف کیا اور نماز پڑھی۔ پھر ہم ابوسفیان کی تلاش میں پھر رہے تھے کہ مکہ کے ایک شخص نے ہم کو دیکھ کر پہچان لیا اور کہنے لگا عمرو بن اُمیہ ہے معلوم ہوتا ہے تم ضرور شہادت کے لئے آئے ہو۔

عمرو کہتے ہیں۔ میں نے اپنے ساتھ سے کہا اب چلو یہاں ٹھہرنا اچھا نہیں۔ پس ہم بھاگ کر ایک پہاڑ پر چڑھے اور لوگ ہم کو ڈھونڈنے آئے۔ چنانچہ جب ہم پہاڑ کے اوپر پہنچ گئے قریش ہماری تلاش میں ناامید ہو گئے اور ہم نے پہاڑ کے ایک غار میں رات گزاری اور بہت سے پتھر اپنے پاس جمع کر لئے تھے۔

قریشی کا قتل | جب صبح ہوئی تو میں نے دیکھا کہ میرے قریب ہی ایک شخص اپنے گھوڑے کو لئے ہوئے چلا جا رہا ہے۔ میں نے سوچا کہ اگر یہ ہم کو دیکھ لے گا تو ضرور غل مچائے گا اور پھر ہم کو قریش پکڑ کے قتل کر دیں گے۔ اس سے یہی بہتر ہے کہ تم پہلے اس شخص کو قتل کرو۔

پس میں نے وہ خنجر جو ابوسفیان کے لئے تیار کیا تھا لے کر اس شخص کے سینہ میں مارا۔ اُس نے ایک چیخ مادی جو تمام اہل مکہ نے سنی اور وہ دوڑ کر اُس کے پاس آئے۔ اس میں کچھ

رقت باقی تھی۔ پوچھنے لگے تم کو کس نے قتل کیا؟ اس نے کہا عمرو بن امیہ نے۔ پھر اسی وقت یہ مہر گیا اور ہمارا نشان اس کو نہ بتلا سکا۔ قریش اس کو اٹھا کر لے گئے۔ جب شام ہوئی تو میں نے اپنے ساتھی سے کہا اب چلو اور ہم مدینہ کی طرف واپس روانہ ہوئے۔ پس ہم ان لوگوں کے پاس سے گزرے جو خلیب بن عدی کی لاش کی حفاظت کر رہے تھے اور ان میں سے ایک شخص نے ہم کو جاتے دیکھ کر کہا کہ اس شخص کی چال عمرو بن امیہ کی چال سے کسی قدر مشابہ ہے۔ اگر عمرو بن امیہ مدینہ میں نہ ہوتا تو میں کہتا کہ یہی ہے۔ کہتے ہیں کہ ان لوگوں نے ایک لکڑی کھڑی کر رکھی تھی۔ میرا ساتھی جب اُس کے قریب پہنچا تو اُس کو اکھاڑ کر لے بھاگا اور میں بھی بھاگا۔ یہ لوگ بھی ہمارے پیچھے بھاگے۔ میرے ساتھی نے اس کو ایک پہاڑی نالہ میں ڈال دیا۔ اور یہ لوگ اُس کے نکالنے سے عاجز ہوئے۔ پھر میں نے اپنے ساتھی سے کہا تم اوتھ پر سوار ہو کر چلے جاؤ۔ میں ان لوگوں کو تم تک پہنچنے نہ دوں گا۔

بنو بکر کے آدمی کا قتل | چنانچہ وہ تو مدینہ کو روانہ ہوئے اور میں مقام بجنان میں آ کر ارات کو پہاڑ کے ایک غار میں پناہ گزین ہوا۔ میرے بعد بنی دیل میں سے ایک بیک چشم شخص اُس غار میں آیا اور مجھ سے پوچھا کہ تم کس قبیلہ سے ہو؟ میں نے کہا بنی بکر سے۔ پھر میں نے اُس سے پوچھا کہ تم کس قبیلہ سے ہو؟ اُس نے کہا میں بھی بنی بکر سے ہوں۔ میں نے کہا مر جا۔ خوب ہوا جو آپ تشریف لائے۔ وہ شخص اُس غار میں لیٹ رہا اور پھر اپنی آنکھ اٹھا کر کہنے لگا۔

وَلَسْتُ بِمُسْلِمٍ مَا دَمْتُ حَيًّا وَلَا آدِينَ بَدِينِ الْمُسْلِمِينَ

جب تک میں زندہ ہوں کبھی مسلمان نہ ہوں گا اور نہ مسلمانوں کا دین اختیار کروں گا۔
 عمرو بن امیہ کہتے ہیں میں نے اُس کا یہ شعر سن کر کہا کہ دیکھ ابھی میں تجھ کو اچھی طرح بتاتا ہوں۔ اور جب وہ سو گیا میں نے اپنی کمان کا سر اُس کی تندرست آنکھ میں گھسا کر ایسا زور کیا کہ ہڈی تک جا پہنچا اور میں وہاں سے بھاگ کر جب بقیع کے میدان میں پہنچا تو وہ شخص مجھ کو آتے ہوئے طے یہ دونوں قریش میں سے تھے اور قریش نے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خبروں کے لئے مدینہ بھیجا تھا وہاں سے یہ خبریں لیکر آ رہے تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ تم دونوں میرے ہاتھ میں گرفتار ہو جاؤ۔ انہوں نے انکار کیا۔ میں نے ان میں سے ایک شخص کو تیرے قتل کر کے دوسرے کو گرفتار کیا اور مدینہ میں لاکر آنحضرت کی خدمت میں پیش کیا۔

غزوات و سرایا (۴)

غزوہ زید بن حارثہ حضرت فاطمہ بنت حسین بن علی رضوان اللہ علیہم اجمعین سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ کو لشکر دے کر مدین کی طرف روانہ کیا اور اس لشکر میں حضرت علیؑ کے آدھ غلام ضمیرہ اور ان کے بھائی بھی تھے۔ اس لشکر نے جا کہ اہل امینیا کے بہت سے لوگوں کو گرفتار کیا اور بہت سامانِ غنیمت ان کے ہاتھ آیا اور یہ مقام سمندر کے کنارہ پر ہے۔ پس لشکر کے لوگوں نے قیدیوں کو جدا جدا فروخت کرنا شروع کیا۔ یہ قیدی دوتے ہوئے آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؐ نے حکم دیا کہ جدا جدا فروخت نہ کرو۔ یعنی ماں کو ایک کے ہاتھ اور بچہ کو دوسرے کے ہاتھ فروخت نہ کرو بلکہ ماں اور بچے کو ایک ہی شخص کے ہاتھ فروخت کرو۔

غزوہ سالم بن عمیر ابو عطفک بنی عمرو بن عوف کی شاخ بنی عبید میں سے تھا اور اس کا حرت بن سوید بن صامت کو قتل کر آیا اور اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو میں اشعار کہے۔ رسول مقبولؐ نے فرمایا ایسا کون شخص ہے جو اسکی گوشمالی کرے۔ بنی عمرو بن عوف میں سے سالم بن عمیر اس مہم پر روانہ ہوئے اور ابو عطفک کو قتل کر دیا۔

غزوہ عمیر بن عدی حصامہ بنت مروان بنی خطمہ میں سے ایک شخص کی بیوی تھی جب اس نے ابو عطفک کے قتل ہونے کا حال سنا تو یہ منافق ہو گئی۔ اور اسلام اور مسلمانوں کی ہجو میں اشعار کہنے لگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ خبر ہوئی تو آپؐ نے فرمایا کون شخص ہے جو مروان کی بیٹی کو تنبیہ کرے۔ عمیر بن عدی نے آنحضرتؐ کا یہ فرمان سن کر رات کو اس عورت کے گھر جا کر اس کو قتل کیا اور صبح کو آنحضرتؐ کے پاس آکر عرض کیا یا رسول اللہ! اس کا کچھ گناہ تو مجھ پر نہیں ہوا۔ آپؐ نے فرمایا نہیں۔ پھر عمیر اپنی قوم

بنی خطمہ کے پاس آئے اور بنی خطمہ کی تعداد اُن دنوں بہت تھی۔ خاص اُس عورت کے پانچ بیٹے جو ان تھے۔ عمیر نے کہا اے قوم! میں نے مروان کی بیٹی کو قتل کیا ہے تم سب اکٹھے ہو کر جو کچھ کر سکو وہ کر لو۔

راوی کہتا ہے بنی غطمہ میں اُسی دن سے اسلام ظاہر ہوا اور نہ بہت سے لوگ قوم کے خلاف سے پوشیدہ مسلمان تھے۔ جب انہوں نے اسلام کا یہ غلبہ دیکھا اعلانیہ مسلمان ہوئے اور بہت سے اور لوگ بھی مسلمان ہوئے۔

بنی خطمہ میں سے پہلے جو شخص مسلمان ہوئے وہ عمیر بن عدی ہیں اور انہی کا لقب قاری بھی ہے۔ اور خزیمہ بن ثابت اور عبداللہ بن اوس اور بہت سے لوگ بھی اس دن مسلمان ہوئے۔

ثمامہ بن اثال کا اسلام | ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لشکر جبار ہاتھا۔ راستہ میں ان کو بنی حنیفہ میں سے ایک شخص ملا۔ اس لشکر نے اس کو گرفتار کر لیا اور یہ نہ جانتے تھے کہ یہ کون شخص ہے۔ یہاں تک کہ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے۔ رسول مقبولؐ نے فرمایا تم جانتے ہو یہ تم نے کس کو گرفتار کیا ہے؟ یہ ثمامہ بن اثال حنیفی ہے اس کو اچھی طرح سے رکھو اور جو کچھ کھانا تمہارے پاس ہوا کرے وہ اس کے پاس لایا کرو اور رسول اقدسؐ نے اپنی اونٹنی کے لئے حکم دیا کہ اُس کا دودھ صبح اور شام دونوں وقت ثمامہ کو پلایا جائے۔

راوی کہتا ہے پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ثمامہ سے ملتے فرماتے اے ثمامہ اسلام قبول کر لے۔ ثمامہ کہتا اے محمدؐ! اگر تم مجھ کو قتل کر دو گے تو قتل کر ڈالو اور اگر فدیہ چاہتے ہو تو جو کہو میں منگوادوں۔ اسی طرح چند روز گزار گئے۔ آخر ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ثمامہ کو چھوڑ دو اور چھوڑ دیا تو ثمامہ بقیع میں گئے اور وہاں خوب اچھی طرح سے غسل اور وضو کر کے آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے اور رسول پاکؐ کی بیعت کر کے مسلمان ہوئے۔ شام کو جب حسبِ دستور ان کا کھانا آیا تو انہوں نے اُس میں سے بہت تھوڑا سا کھایا اور ایسا ہی قلیل دودھ بھی پیا۔ مسلمانوں کو اس بات سے تعجب ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا تم کس بات سے تعجب کرتے ہو کہ ایک شخص نے صبح کو تو کافر کی انتہری میں کھانا کھایا اور شام کو مسلمان کی انتہری میں۔ کافر سات آنتوں میں کھانا کھاتا ہے اور مسلمان ایک آنت

میں کھانا کھاتا ہے۔

ابن ہشام کہتے ہیں پھر ثمامہ عمرہ کے ارادے سے مکہ میں گئے اور وہاں جا کر انہوں نے بتیکہ کئی اور سہی مسلمانوں میں سے پہلے شخص ہیں جس نے مکہ میں داخل ہو کر بتیکہ کئی ہے۔ قریش نے ان کو پکڑ لیا اور قتل کرنے لے چلے۔ ایک شخص نے کہا اس کو قتل نہ کرو کیونکہ تم لوگ پیامہ سے غلہ لانے کے محتاج ہو۔ تب قریش نے ان کو چھوڑ دیا۔

ثمامہ کا عمرہ | ارادہ کہتا ہے جب ثمامہ مسلمان ہوئے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ محبوب ہے اور ایسے ہی آپ کا دین اور آپ کا شہر میرے نزدیک سب سے بڑے تھے اور اب سب سے اچھے ہیں۔ پھر اس کے بعد ثمامہ مکہ میں عمرہ کے لئے گئے۔ اہل مکہ نے کہا اے ثمامہ تُو بے دین ہو گیا ہے۔ انہوں نے کہا نہیں بلکہ میں سب دینوں سے بہتر محمد کے دین میں داخل ہوا ہوں۔ اور اللہ اے قریش اب پیامہ سے تم کو ایک دانہ نہ پہنچے گا جب تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکم نہ دیں گے۔

چنانچہ جب ثمامہ پیامہ میں پہنچے تو اپنی قوم کو منع کر دیا کہ خبردار مکہ والوں کے ہاتھ ایک دانہ فروخت نہ کرنا۔ اہل مکہ جب بہت تنگ ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرضہ بھیجا کہ آپ تو صلہ رحم کا حکم فرماتے ہیں۔ پھر یہ کیا بات ہے کہ باپوں کو تو آپ نے تلوار سے قتل کیا اور اب اولاد کو آپ بھوک کی شدت سے ہلاک کریں گے۔ آنحضرت نے ثمامہ کو لکھا کہ اہل مکہ کے ساتھ حسب دستور خرید و فروخت جاری رکھو۔

جلیش علقمہ بن مجززہ | جب وقاص بن مجززہ مدیجی ذی قرد کی جنگ میں شہید ہوئے تو علقمہ بن مجززہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ مجھ کو لشکر دے کر مشرکین کے تعاقب میں روانہ کیا جائے تاکہ میں اُن سے بدلہ لوں۔

ابوسعید خدری کہتے ہیں رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جس لشکر کے ساتھ علقمہ کو روانہ کیا تھا میں بھی اُس میں تھا۔ جب ہم اپنے انتہائی مقام پر پہنچے یا اُس کے راستے ہی میں کسی جگہ ٹھہرے علقمہ نے ایک جگہ آگ جلانے کا حکم دیا۔ اور علقمہ کی طبیعت میں ہنسی اور مزاح کا مادہ بہت تھا۔ جب آگ تیار ہو گئی تب قوم یعنی ساتھیوں سے کہا کہ کیا میں تمہارا سردار نہیں ہوں اور کیا میری اطاعت تم پر فرض نہیں ہے۔ سب نے کہا ہاں بے شک ہے۔ علقمہ نے کہا بس تو میں تم سے

اپنی اطاعت اور اپنے حق کی قسم دلا کر کہتا ہوں کہ اس آگ میں گر پڑو۔ لوگ گرنے کو تیار ہوئے۔ تب علقمہ نے کہا میں تم سے مذاق کر رہا تھا۔ جب یہ لوگ آپ کی خدمت میں گئے اور آنحضرت کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو فرمایا جو شخص تم کو گناہ کا حکم کرے اُس کا حکم نہ مانا کرو۔
راوی کہتا ہے اس لشکر کشی میں جنگ نہیں ہوئی۔

سیریا کرز بن جابر | بنی ثعلبہ کے غزوہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ ایک غلام سیار چرانے کے لئے چراگاہ میں بھیج دیا اور وہیں اُونٹوں کے گلے میں یہ غلام رہا کرتا تھا۔ اس کے بعد قبیلہ بھیلہ کے چند لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مدینہ کی آب و ہوا کے ناموافق آنے سے ان لوگوں کو استسقاء کا مرض ہو گیا۔ آپ نے ان سے فرمایا کہ اگر تم ہمارے اُونٹوں کے گلے میں چلے جاؤ اور اُونٹوں کا دودھ اور پیشاب پتو تو اچھے ہو جاؤ گے۔ یہ لوگ گلے میں آگئے اور دودھ وغیرہ پی کر تندرست ہو گئے۔ کچھ مرض باقی نہ رہا۔ تب ایک روز انہوں نے آنحضرت کے چرواہے سیار کو شہید کیا اور اُس کی آنکھوں کو مچھوڑ دیا اور سب اُونٹوں کو لے کر بھاگ گئے۔ اور اسلام سے مرتد ہوئے۔ آپ کو جس وقت یہ خبر ہوئی تو آپ نے کرز بن جابر کو ان کے گرفتار کرنے کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ کرز بن جابر اس وقت ان کو گرفتار کر لائے جب آپ ذی قرد کے غزوہ سے واپس تشریف لارہے تھے۔ آپ نے ان لوگوں کے ہاتھ پاؤں کٹوا کر حرو کے میدان میں ڈلوادیا اور ان کی آنکھیں مچھوڑوا دیں۔

غزوہ علی بن ابی طالب | حضرت علیؓ کی مہم پر دومرتبہ تشریف لے گئے ہیں۔ ابن ہشام کہتے ہیں حضرت علیؓ کے روانہ کرنے کے بعد رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید کو لشکر دے کر روانہ کیا اور فرمایا اگر تمہاری علیؓ سے ملاقات ہو تو علیؓ تمہارے سردار ہیں۔
لشکر اُسامہ | ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسامہ بن زید بن حارثہ کو لشکر دے کر روانہ کیا اور حکم دیا کہ بقاء اور فرار روم فلسطین کے شہروں کو پامال کریں اور اس لشکر میں اُسامہ کے ساتھ زیادہ تر لوگ مہاجرین اولین تھے اور یہ آنحضرت کا آخری لشکر تھا جو آپ نے روانہ فرمایا۔

رسول اللہ ﷺ کا وصال

مرض کی ابتداء | آخر صفر یا شروع ربیع الاول میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ علالت شروع ہوئی جس میں آپ نے جو اہل رحمت پروردگار کی طرف رحلت فرمائی۔ اس علالت کا بیان مجھ کو اس طرح پہنچا ہے کہ ایک رات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بقیع غرقہ کے قبرستان میں تشریف لے گئے اور وہاں کے اہل قبور کے لئے دعائے مغفرت کر کے پھر اپنے دولت خانہ پر واپس تشریف لائے اور اسی رات کی صبح کو آپ کے درد شروع ہوا۔

بقیع میں دعائے مغفرت | ابو موسیٰ یحبہ کہتے ہیں ایک شب کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں اہل بقیع کے لئے دعائے مغفرت کروں۔ پس تم بھی میرے ساتھ چلو۔ میں آپ کے ساتھ ہوں لیا۔ جب حضورؐ قبرستان میں تشریف لائے تو فرمایا۔ السلام علیکم یا اہل المقابر! جس حالت میں تم ہو یہ تم کو مبارک ہے۔ یہ حالت اس حالت سے بہت بہتر ہے جس میں لوگ گرفتار ہیں۔ اندھیری رات کی طرح سے فتنے اُن پر آنے والے ہیں۔ اُن کا آخر اول کے پیچھے ہو گا اور آخر کا فتنہ اول کے فتنہ سے بدرجہا بڑھ کر ہو گا۔

پھر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا اے ابو موسیٰ مجھ کو دنیا کے خزانوں کی اور جنت کی کنجیاں دی گئی ہیں۔ پس میں نے جنت اور پروردگار کی ملاقات کو اختیار کیا ہے۔ میں نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ پہلے دنیا کے خزانوں اور دنیا میں رہنے کو اختیار کریں پھر اس کے بعد خدا سے ملنا اور جنت میں رہنا چاہیں۔ رسول اقدس نے فرمایا نہیں اے ابو موسیٰ میں نے تو اللہ تعالیٰ کی ملاقات ہی کو اختیار کیا ہے۔ پھر آنحضرتؐ اہل بقیع کے لئے دعائے مغفرت کر کے اپنے مکان میں تشریف لائے اور صبح کو آپ کا وہ درد شروع ہوا جس میں آپ نے وصال فرمایا۔

حضرت عائشہؓ کے گھر میں علالت | حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جس وقت
 لائے ہیں تو میرے سر میں درد تھا اور میں کہہ رہی تھی واہ آساہ یعنی ہائے سر کے درد رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ! قسم ہے خدا کی بلکہ میں واہ آساہ ہوں۔ پھر فرمایا اے
 عائشہ! اگر تم مجھ سے پہلے مر جاؤ تو تمہارا کچھ حرج نہیں ہے۔ میں کھڑے ہو کر تم کو کفن دوں اور
 تم پر نماز پڑھوں اور تم کو دفن کر دوں۔ میں نے کہا قسم ہے خدا کی اگر ایسا ہو تو پھر آپ اپنی
 بیویوں میں سے کسی بیوی کو لا کر میرے گھر میں رکھیں گے۔ آنحضرت میری اس بات سے ہلے اور
 پھر آپ کے درد شروع ہوا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بادی بادی سے اپنی بیویوں کے
 پاس ایک ایک رات رہتے تھے۔ جس روز آپ حضرت میمونہ کے مکان میں تھے درد کی بہت شدت
 ہوئی اور آپ نے اپنی سب ازواج کو جمع کر کے ان سے بحالت بیماری میرے گھر میں رہنے
 کی اجازت لی۔ سب ازواج نے آپ کو اجازت دے دی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 میرے گھر میں تشریف لائے۔

ازواج مطہراتؓ کے اسماء مبارکہ | ابن ہشام کہتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 کی نو ازواج مطہرات تھیں :-

عائشہ بنت ابی بکرؓ - اور حفصہ بنت عمرؓ بن خطاب اور امّ حبیبہ بنت ابی سفیان بن حرب -
 اور امّ سلمہ بنت ابی امیہ بن مغیرہ - اور سودہ بنت زعمہ بن قیس - اور زینب بنت جحش
 بن رباب - اور میمونہ بنت حرث بن حزن - اور جویریہ بنت حرث بن ابی ضرارہ - اور صفیہ
 بنت حی بن اخطب -

حضرت خدیجہ الکبریٰؓ | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جن عواتین سے رشتہ ازواج
 قائم ہوا ان کی تعداد تیرہ تھی۔ پہلی شادی آپ کی امّ المؤمنین
 حضرت خدیجہ بنت خویلد سے ہوئی اور کل اولاد آپ کی انہی سے ہے سوا ایک آپ کے
 صاحبزادے ابراہیم کے حضرت خدیجہ کی شادی آنحضرت سے ان کے والد خویلد بن اسد نے کی تھی اور
 بیٹن آونٹ کا مرنہ ہوا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکاح ہونے سے پہلے حضرت خدیجہ ابی ہالہ بن
 مالک کے پاس تھیں اور ابی ہالہ سے ان کے ہاں ہند بن ابی ہالہ اور زینب بنت ابی ہالہ

اور ابی ہالہ سے نکاح ہونے سے پہلے حضرت خدیجہ عقیق بن عابد بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم کے پاس تھیں اور عقیق سے ان کے ہاں عبداللہ اور جاریہ پیدا ہوئے اور جاریہ سے صفی بن ابی رفاعہ نے نکاح کیا تھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شادی سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں حضرت عائشہ بنت ابی بکر سے نکاح کیا جبکہ وہ سات برس کی تھیں نکاح کیا اور مدینہ میں جبکہ ان کی عمر نو سال کی تھی انھیں فرمائی۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوا کسی کنواری عورت سے شادی نہیں کی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خود ان کی شادی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کی تھی اور چار سو درہم کا مہر مقرر ہوا تھا۔

حضرت سوودہ رضی اللہ عنہا کی شادی سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سوودہ بنت زمعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسبل بن عامر بن لوئی سے نکاح کیا۔ یہ نکاح سلیط بن عمرو نے آپ سے کیا تھا۔ اور بعض کہتے ہیں ابو حاطب بن عمرو بن شمس بن عبدود بن نصر بن مالک نے سوودہ کا نکاح رسول اللہ سے کرایا تھا اور چار سو درہم کا مہر باندھا تھا۔ ابن ہشام کہتے ہیں ابن اسحاق نے پہلے اس کے خلاف بیان کیا ہے یعنی کہا ہے کہ سلیط اور ابو حاطب حبشہ کے ملک میں تھے۔ حضرت سوودہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے سکران بن عمرو بن عبد شمس بن عبدود کے پاس تھیں۔

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی شادی سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زینب بنت جحش بن ارم اب اسدیہ سے نکاح کیا اور آنحضرت سے ان کا نکاح ان کے بھائی ابواحمد بن جحش نے کیا تھا۔ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چار سو درہم کا مہر باندھا تھا۔ آنحضرت سے پہلے زینب زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے متبنی کے پاس تھیں اور انہی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے :

فَلَمَّا قَضَىٰ زَيْدٌ مِنْهَا وَطَرًا ۖ اٰذَ وَجَعْنَاكَهَا

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی شادی سے پہلے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ام سلمہ بنت ابی امیہ بن مغیرہ مخزومیہ سے نکاح فرمایا۔ یہ نکاح ان کے بیٹے سلمہ بن ابی سلمہ نے کیا تھا۔ اور ام سلمہ کا نام ہندہ تھا اور ان کا مہر یہ باندھا تھا کہ ایک توشک جس میں

کھجور کا دلہہ بھرا اور ایک پیالہ اور ایک مجبشہ۔ اُمّ سلمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ابوسلمہ بن عبدالاسد کے پاس تھیں اور ابوسلمہ کا نام عبداللہ تھا۔ ابوسلمہ سے ان کے ہاں یہ اولاد پیدا ہوئی:

سلمہ اور عمرو اور زینب اور رقیہ

حضرت حفصہ رضی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حفصہ بنت عمر سے نکاح فرمایا۔ یہ نکاح آنحضرت سے ان کے والد حضرت عمرؓ نے کیا تھا اور حضرت حفصہ آنحضرت سے پہلے خنیس بن ابی حذافہ سہمی کے پاس تھیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چار سو درہم ان کا مہر باندھا تھا۔

حضرت اُمّ جبیلہ رضی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمّ جبیلہ سے جن کا نام نہ ملتا تھا نکاح فرمایا۔ یہ شادی رسول اکرم سے ملک حبش میں خالد بن سعید بن عامر نے کرایا تھا اور نجاشی شاہ حبش نے آنحضرت کی طرف سے چار سو دینار ان کے مہر کے ان کو دیئے۔ اُمّ جبیلہ آپ سے پہلے عبید اللہ بن حبش اسدی کے پاس تھیں۔

حضرت جویریہ رضی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جویریہ بنت حرث بن ابی خرازہ سے شادی فرمائی۔ یہ بنی مصلح کے قیدیوں میں گمراہ ہو کر آئی تھیں ان کا مفصل قصہ اوپر گزر چکا ہے۔

ابن ہشام کہتے ہیں ایک روایت یہ بھی ہے کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ بنی مصلح سے واپس ہوئے تو جویریہ بنت حرث کو آپ نے ایک انصاری کے سپرد کر دیا تھا بطور امانت کے تاکہ وہ ان کو بحفاظت مدینہ میں پہنچا دیں۔ پھر جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو جویریہ کے والد حرث بن ابی صرارہ اپنی بیٹی کے چھڑانے کے لئے اونٹ فدیہ لے کر مدینہ کو روانہ ہوئے۔ راستہ میں ان اونٹوں میں سے دو اونٹ ان کو بہت اچھے معلوم ہوئے۔ اور ان کو انہوں نے پناہ کی ایک گھاٹی میں عقیق کے پاس چھپا دیا باقی اونٹ لے کر آنحضرت کی خدمت میں آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! یہ اونٹ میں اپنی بیٹی کے فدیہ کے لئے لایا ہوں ان کو آپ قبول کیجئے اور جویریہ مجھے دے دیجئے۔ رسول اقدس نے فرمایا اور وہ دو اونٹ

کہاں ہیں جو تم نے عقیق کے پاس پہاڑ کی گھاٹی میں غائب کر دیئے ہیں۔ حرث بن ابی ضرار نے کہا
واللہ! اس حال کی ہمارے سوا کسی کو خبر نہیں ہے۔ بیشک آپ خدا کے رسول ہیں! اشہد ان لا الہ الا
اللہ و اشہد انک رسول اللہ صلی اللہ علیک۔

اور حرث کے دونوں بیٹوں اور ان کی قوم کے بہت سے آدمیوں نے اسلام قبول کیا۔ اور حرث
نے وہ دونوں اونٹ منگا کر بھی رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نذر کئے۔ رسول اللہ نے جویریہ کو
چھوڑ دیا۔ جویریہ بھی مسلمان ہو گئیں۔ پھر آنحضرت نے ان کے باپ حرث کو ان سے نکاح کا پیغام
دیا۔ انہوں نے آپ سے نکاح کر دیا۔ آپ نے چار سو درہم ان کے مہر کے مقرر فرمائے۔ آنحضرت
سے پہلے یہ اپنے چچا زاد عبداللہ کے پاس تھیں۔

ابن ہشام کہتے ہیں اور بعض لوگوں کا قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو
ثابت بن قیس سے خرید کر آزاد کر دیا تھا۔ پھر بالعوض چار سو درہم مہراں سے شادی کی۔

حضرت صفیہؓ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ بنت حتی بن اخطب سے نکاح
فرمایا۔ یہ خیبر کے قیدیوں میں آئی تھیں اور رسول اکرم نے ان کو اپنے
لئے مخصوص کر لیا تھا اور ان کے نکاح میں ولیمہ کی دعوت بھی کی تھی جس میں صرف ستلو اور
کھجوریں کھلائی گئی تھیں گوشت روٹی نہ تھی۔ اور آنحضرت سے پہلے صفیہ کنانہ بن ربیع بن
ابی الحقیق کے پاس تھیں۔

حضرت میمونہؓ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میمونہ بنت حرث بن حزن بن بھیر
بن ہرم بن رویہ بن عبداللہ بن ہلال بن عامر بن صعصعہ سے شادی فرمائی۔
میمونہ کی شادی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عباسؓ نے کی تھی اور آپ کی طرف سے چار سو
درہم کا مہر باندھا تھا۔

اور آنحضرت سے پہلے میمونہ ابی ہریم بن عبدالعزیٰ بن ابی قیس بن عبدود بن نضر بن مالک
کے پاس تھیں۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ میمونہ ہی نے اپنے آپ کو آنحضرت کی نذر کر دیا تھا یعنی جب حضور
کے پیغام کی خبر ان کو پہنچی تو یہ اس وقت اونٹ پر سوار تھیں۔ پس انہوں نے پیغام سن کر کہا کہ
یہ اونٹ اور اس پر جو کچھ ہے سب خدا و رسول کے لئے ہے۔ اور میمونہ کی شان ہی میں اللہ تعالیٰ
نے یہ آیت نازل فرمائی ہے :-

وَإِنَّا مَرَاةٌ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ إِنْ أَرَادَ النَّبِيُّ أَنْ يَسْتَنْكِحَهَا
خَالِصَةً لَكَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ۗ
اور اگر کوئی عورت اپنی ذات نبی کو ہتہ کر دے اگر نبی اُس سے نکاح کرنا چاہیں تو یہاں سے نبی خالص
تمہارے لئے جائز ہے نہ کہ مؤمنوں کے لئے “

اور بعض کہتے ہیں یہ آیت زینب بنت جحش کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ اور بعض کہتے ہیں
غزہ بنت جابر بن وہب جو بنی منقذ بن عمرو بن معیص بن عامر بن لوئی سے تھیں۔ انہوں نے
اپنے آپ کو رسول اکرمؐ کی نذر کیا تھا۔
اور بعض کہتے ہیں یہ عورت بنی سامہ بن لوئی سے تھیں۔ اور آنحضرتؐ نے ان کا معاملہ
ملتوی کر دیا تھا۔

اور رسول اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زینب بنت
حضرت زینب بنت خزیمہ | خزیمہ بن حرث بن عبداللہ بن عمرو بن عبدمنان بن ہلال
بن عامر بن صعصعہ سے شادی کی۔ یہ عورت مسکینوں اور غریبوں پر بہت مہربانی کرتی تھیں۔ اس
سبب سے ان کا نام ام المساکین تھا۔ ان کا نکاح آنحضرتؐ سے قبیلہ بن عمرو ہلالی نے کیا اور
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چار تودرہم مہر کے مقررہ فرمائے اور آنحضرتؐ سے پہلے یہ عبیدہ بن
حرث بن مطلب بن عبدمنان کے پاس تھیں اور عبیدہ سے پہلے جہم بن عمرو بن حرث کے پاس
تھیں جو ان کا چچا زاد تھا۔

چنانچہ یہ آنحضرتؐ کی کل گیارہ ازواج مطہرات ہیں جن سے آپؐ نے نکاح فرمایا۔ اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال سے پہلے ان میں سے دو نے انتقال فرمایا۔ ایک خدیجہ
بنت خویلد نے اور دوسرے زینب بنت خزیمہ نے اور جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا
وصال ہوا ہے تو ان میں سے نو زندہ تھیں جن کا پہلے ہم ذکر کر چکے ہیں اور دو عورتیں ایسی
تھیں جن کے ساتھ رسول پاکؐ نے نکاح فرمایا۔ مگر غلوت سے پہلے ان کو حجاب کر دیا۔

ایک اسماء بنت نعمان کندیہ۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے شادی کی تو ان کے
بدن پر سفید داغ دیکھے۔ اس سبب سے ان کو زخمت کر دیا اور ان لوگوں کے پاس بھیج دیا۔
اور دوسری عورت عمرہ بنت زیدہ کلابیہ تھی۔ جب یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی تو
آپؐ سے پناہ مانگی۔ پس رسول اکرمؐ نے ان کو ان کے لوگوں کے پاس بھیج دیا۔ اور بعض کہتے ہیں

کندی نے پناہ مانگی تھی اور یہ اسماء بنت نعمان کی چچا زاد بہن تھی۔

اور بعض کہتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کو بلایا تو اس نے کہا تھا کہ میں اس باعزت قوم سے ہوں جن کے پاس لوگ آتے ہیں اور ہم کسی کے پاس نہیں جاتے۔ آنحضرتؐ نے یہ جواب سُن کر اس عورت کو اس کی قوم کے پاس بھیج دیا۔

قریشی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہم
بن اسد بن عبد العزیٰ بن قسمی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی۔

اور عائشہ بنت ابی بکر بن ابی قحافہ بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی۔
اور حفصہ بنت عمر بن خطاب بن نفیل بن عبد العزیٰ بن عبد اللہ بن قرظ بن رباح بن زراح بن عدی بن کعب بن لوی۔

اور ام حبیبہ بنت ابی سفیان بن حرب بن اُمیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قسمی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی۔

اور ام سلمہ بنت ابی اُمیہ بن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم بن یقظہ بن مرہ بن کعب بن لوی۔

اور سوڈہ بنت زمرہ بن قیس بن عبد شمس بن عبد ود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی۔

دیگر ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہم
اور باقی دیگر قبائل عرب میں سے یہ سات ازواج تھیں :-

اور میمونہ بنت حارث بن حزن بن بحیر بن ہزیم بن زویبہ بن عبد اللہ بن ہلال بن عامر بن صعصعہ بن معاویہ بن بکر بن ہوازن بن منصور بن حکمر بن حصقہ بن قیس بن عیلان۔

اور زینب بنت خزیمہ بن حارث بن عبد اللہ بن عمرو بن عبد مناف بن ہلال بن عامر بن صعصعہ بن معاویہ۔

اور جویریہ بنت حارث بن ابی ہزار خزاعیہ ثم المصطلقیہ

اور اسماء بنت نعمان کندیہ

اور عمرہ بنت زیدہ کلابیہ

اور غیر عرب سے یہ زوجہ تھیں :-

صفیہ بنت حی بن اخطب بنی نصیر سے۔

علاات اور حضرت عائشہؓ کے گھر قیام | حضرت عائشہؓ ام المؤمنین فرماتی ہیں کہ علاات کی حالت

میں دوا دمیوں کا کندها پکڑے ہوئے جن میں ایک فضل بن عباس تھے اور سر پر چٹی باندھے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں تشریف لائے۔ عبد اللہ بن عباس کہتے ہیں تم جانتے ہو دو ستر کون شخص تھے وہ علی بن ابی طالب تھے۔

مرض کی شدت پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درد میں بہت شدت ہوئی اور آپ نے فرمایا سات کنوؤں سے مشکیں بھر کر لاؤ۔ اور میرے اوپر ڈالو تاکہ میں غسل کر کے لوگوں میں نیکل کر ان سے عہد لوں۔ چنانچہ ہم نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بڑے طشت میں جو حفصہ کا تھا بٹھایا اور اوپر سے پانی ڈالنا شروع کیا جب آپ غسل کر چکے تو فرمایا میں اب ٹھہر جاؤ۔

آنحضرت کے ارشادات ایوب بن بشیر کی روایت میں اس طرح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سر پر چٹی باندھے ہوئے منبر پر تشریف لائے اور پہلی گفتگو آپ نے یہ کی کہ اصحاب اُحد پر درد پڑھا اور ان کے لئے دعائے مغفرت کی اور بہت دیر تک درد پڑھتے رہے۔ پھر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے ایک بندہ کو دنیا کے اور اس نعمت کے اختیار کرنے میں مختار کیا ہے جو اس کے پاس ہے پس اس بندہ نے اس نعمت کو اختیار کیا ہے جو خدا کے پاس ہے۔ ابوبکر اس بات کو سمجھ گئے کہ آنحضرت اپنے بارے میں فرما رہے ہیں۔ چنانچہ ابوبکر بہت شدت سے رونے لگے اور عرض کیا یا رسول اللہ! ہم آپ پر اپنی جانیں اور اپنی اولاد قربان کرنے کو موجود ہیں۔ رسول پاکؐ نے فرمایا اے ابوبکر! تم اپنی جگہ بیٹھ جاؤ۔ پھر فرمایا مسجد میں جس قدر لوگوں کے گھروں کے دروازے ہیں ان سب کو بند کر دو سو ابوبکرؓ کے دروازہ کے کیونکہ میں ان سے بہتر اپنے صحابیوں میں سے کسی کو نہیں جانتا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی روز یہ بھی فرمایا کہ اگر میں بندوں میں سے کسی کو علیل بناتا تو ابوبکرؓ کو بناتا۔ مگر ابوبکرؓ سے میری محبت اور دین کی اخوت سے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کو اور ہم کو اپنے پاس اکٹھا کرے۔



رسول اللہ کا وصال (۲)

لشکرِ اُسامہ کے لئے حکم | ابن اسحاق کہتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسامہ کو لشکر کا سردار بنا کر شام کی طرف بھیجا تھا تو لوگ کہتے تھے کہ آپ نے ایک نو عمر لڑکے کو بڑے بڑے مہاجرین کا سردار بنایا ہے۔ اس روز نبی کریم منبر پر تشریف فرما ہوئے تو خدا کی حمد و ثنا بیان کر کے جس کے وہ لائق ہے۔ فرمایا اے لوگو! اُسامہ کے لشکر کو بڑھاؤ اور اُس میں جا کر ملو اور اگر تم اُس کے امیر ہونے پر اعتراض کرتے ہو تو اس سے پہلے تم نے اس کے باپ کے امیر ہونے پر بھی اعتراض کیا اور بے شک اُسامہ سرداری کے لائق ہے اور اس کا باپ بھی سرداری کے لائق تھا۔ پھر آپ منبر پر سے اتر آئے۔

اور لوگ اُسامہ کے ساتھ جانے کی تیاری میں مشغول ہوئے اور آنحضرت کا مرتع بڑھتا گیا۔ یہاں تک کہ جب اُسامہ مدینہ سے نکل کر مقام جوف میں ٹھہرے جو مدینہ سے ایک فرسخ ہے تو اپنے لشکر کا انہوں نے قیام کیا اور آنحضرت کی صحت کی خبر کے منتظر رہے۔

انصار سے حسن سلوک کی وصیت | روایت ہے کہ جس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب اُحد پر درود پڑھا تھا۔ اُسی روز مہاجرین سے فرمایا کہ انصار کے ساتھ اچھا سلوک کرنا اور انصار وہی لوگ ہیں جن میں آکر میں پناہ گزین ہوا ان کی تعداد زیادہ نہ ہوگی۔ ان میں سے جو نیک ہیں ان کے ساتھ نیکی کرو اور جو بد ہیں ان سے درگزر کرو۔ پھر آپ منبر سے اتر کر اپنے مکان میں داخل ہوئے اور آپ پر درد کی اس قدر شدت ہوئی کہ آپ پر غشی طاری ہو گئی اور آپ کی سب ازواج اور مسلمانوں کی عورتیں جن میں اسماء بنت عمیس بھی تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہوئیں اور حضرت عباس بھی موجود تھے۔

چنانچہ حضرت عباس اور سب حاضرین کی یہ رائے طے پائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

کان میں دو اڈالیں چنانچہ ڈال دی گئی۔ جب آنحضرتؐ کو ہوش آیا تو دریافت فرمایا کہ یہ میرے ساتھ کس نے کیا ہے؟ سب نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ دو آپ کے چچا عباس نے ڈالی ہے۔ اور یہ دو مہاجرات عورتیں ملک حبش سے لائیں تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ یہ حرکت تم نے کیوں کی؟ عباس نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم کو خیال ہوا کہ آپ کو شاید ذات الجنب ہو۔ آنحضرتؐ نے فرمایا یہ ایسا مرض ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو اس مرض سے تندرست نہ کرے گا۔ پھر آپ نے حکم دیا کہ اس وقت گھر میں جس قدر لوگ موجود ہیں سوا میرے چچا کے سب کانوں میں دو ڈالی جائے۔ چنانچہ میوڑہ جو اس روز روزہ دار تھیں ان کے کان میں بھی دو ڈالی گئی بسبب آپ کے حکم کے جو تنبیہاً آپ نے ان کے حتیٰ میں فرمایا تھا۔

اُس امر کے لئے دُعا اُسائنہ بن زید کہتے ہیں جب رسول کریمؐ کو علالت کی شدت ہوئی تو میں لوگوں کے ساتھ مدینہ میں آیا اور آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ اُس وقت خاموش تھے اور اپنا ہاتھ آسمان کی طرف اٹھاتے اور مجھ پر رکھ دیتے۔ میں سمجھ گیا کہ آپ میرے لئے دُعا فرما رہے ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کرتی تھی کہ آپ فرمایا کرتے تھے اللہ تعالیٰ ہر نبی کو ان کے انتقال سے پہلے دنیا میں رہنے یا جنت میں تشریف لے جانے کے بارے میں اختیار دیتا ہے۔ چنانچہ آخری کلمہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میں نے سنا وہ یہ تھا کہ آپ فرما رہے تھے: **بِئِنَّ الرَّفِيقَ اَزَعَلَى مِنَ الْجَنَّةِ طَمِئِنَ** نے اس بات کو سُن کر کہا کہ بس اب آپ ہم کو اختیار نہ فرمائیں گے۔ اور میں سمجھ گئی کہ یہ آنحضرتؐ کو وہی اختیار دیا گیا ہے جس کے بارے میں آپ فرمایا کرتے تھے کہ ہر نبی کو ان کے انتقال سے پہلے اختیار دیا جاتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابو بکرؓ کی امامت پر صفت غالب ہوا آپ نے حکم فرمایا کہ ابو بکرؓ سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ عائشہ فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یا نبی اللہ! ابو بکرؓ رقیق القلب اور کمزور آواز کے آدمی ہیں۔ جب قرآن شریف پڑھتے ہیں تو بہت روتے ہیں۔ رسول اللہ نے فرمایا ابو بکرؓ ہی کو نماز پڑھانے کا حکم کرو۔ میں نے پھر وہی عرض کیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا تم عورتیں یوسف کی عورتوں کی مثل ہو۔ ابو بکرؓ ہی کو نماز پڑھانے کا حکم دو۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ میں نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس غرض سے عرض کی تھی کہ میں جانتی تھی کہ لوگ آپ کی جگہ دوسرے شخص کو دیکھ کر پسند نہ کریں گے اور اس کو بدگونی سمجھیں گے اور میں اچھا نہ سمجھتی تھی کہ یہ بدگونی ابو بکرؓ کے ساتھ ہو۔

عبداللہ بن زمرہ کہتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ علیل ہوئے تو میں اُس وقت چند مسلمانوں کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر تھا۔ بلالؓ نے آپ کو نماز کی اطلاع کی آپ نے فرمایا کسی شخص کو حکم کرو کہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔ عبداللہ بن زمرہ کہتے ہیں میں رسول پاکؐ کے پاس سے باہر نکلا اور میں نے عمرؓ کو لوگوں میں موجود پایا۔ ابو بکرؓ اُس وقت موجود نہ تھے۔ میں نے عمرؓ سے کہا اے عمرؓ تم لوگوں کو نماز پڑھا دو۔ عمرؓ کھڑے ہوئے۔ جس وقت عمرؓ نے تکبیر کی تو عمرؓ کی بلند آواز کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سُن کر فرمایا ابو بکرؓ کہاں ہیں؟ اللہ تعالیٰ اور مسلمان اس بات کا انکار کرتے ہیں۔ پھر ابو بکرؓ کو بلا یا گیا اور یہ نماز تو عمرؓ نے پڑھا دی۔ اس کے بعد حضرت ابو بکرؓ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔

عبداللہ بن زمرہ کہتے ہیں مجھ سے عمرؓ نے کہا تمہارا برا ہوتم نے جو مجھ سے نماز پڑھانے کو کہا۔ میں تو سمجھا کہ رسول اللہ نے میرے نماز پڑھانے کے بارے میں حکم دیا ہے۔ اگر میں ایسا نہ سمجھتا تو ہرگز نماز نہ پڑھاتا۔ میں نے کہا خدا کی قسم! مجھ کو آنحضرتؐ نے یہ حکم نہیں دیا تھا بلکہ جب میں نے ابو بکرؓ کو نہ دیکھا تو تم کو زیادہ حق دار پایا اس لئے تم کو کہا۔

انسؓ بن مالک کہتے ہیں جب دو شنبہ کا روزہ ہو جس میں آنحضرتؐ کی وفات وصال کا دن ہوئی تو جس وقت صبح کی نماز ہو رہی تھی آپؐ پردہ اٹھوا کر حجرہ کے دروازہ پر کھڑے ہوئے اور مسلمان نماز میں آپؐ کی تشریف آوری کو دیکھ کر خوشی کے مارے بے چین ہو گئے۔ آپؐ نے مسلمانوں کو نماز میں دیکھ کر تبسم فرمایا۔

انسؓ کہتے ہیں اس وقت سے زیادہ میں نے کبھی رسول کریمؐ کی صورت باعقوب اور اچھی نہیں دیکھی تھی۔ پھر اس کے بعد آنحضرتؐ واپس حجرہ میں تشریف لے گئے اور لوگ سمجھ گئے کہ اب آپؐ کو مرض سے آفاق ہو گیا۔ چنانچہ ابو بکرؓ بھی خوشی خوشی اپنے گھر گئے۔

قاسم بن محمد کہتے ہیں عمرؓ کے تکبیر کہنے کے وقت جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو بکرؓ کہاں ہیں اللہ اور مسلمان اس بات کا انکار کرتے ہیں (یعنی ابو بکرؓ کی موجودگی میں اس شخص کے نماز پڑھانے کا) تو اگر عمرؓ اپنے انتقال کے وقت یہ نہ کہتے کہ اگر میں کسی کو اپنا جانشین

بناؤں تو جو مجھ سے بہتر تھے انہوں نے مجھ کو خلیفہ بنایا تھا اور اگر میں کسی کو خلیفہ نہ بناؤں تو جو مجھ سے بہتر تھے انہوں نے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، تو لوگوں کو اس میں شک نہیں تھا کہ رسول اللہ نے ابوبکرؓ کو خلیفہ بنا دیا اور عمرؓ حضرت ابوبکرؓ پر تہمت لگانے والے نہیں تھے۔ عمرؓ کے اس آخری کلام سے لوگوں نے جان لیا کہ رسول اللہ نے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا۔

مسجد میں تشریف آوری | ابن اسحاق کہتے ہیں پیر کے روز صبح کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو باندھے ہوئے تشریف لائے۔ لوگوں نے آنحضرتؐ کی آہٹ سُن کر صفت میں

جگہ چھوڑ دی۔ ابوبکرؓ لوگوں کی آہٹ سے سمجھ گئے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی تشریف آوری سے صفت میں یہ حرکت ہوئی ہے۔ حضرت ابوبکرؓ پیچھے کو ہٹے آنحضرتؐ نے اپنا ہاتھ ابوبکرؓ کی پشت پر رکھ کر اشارہ کیا کہ اپنی جگہ کھڑے رہو اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ کے پہلو میں بیٹھ کر نماز پڑھی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر ایسی بلند آواز سے فرمایا جو مسجد سے باہر تک جا رہی تھی کہ اے لوگو! آگ روشن ہو گئی ہے اور فتنے اندھیری رات کے ٹکڑوں کی طرح آگئے ہیں اور خدا کی قسم! میں نے تمہارے لئے وہی چیز حلال کی ہے جو قرآن نے حلال کی ہے اور وہی چیز میں نے تم پر حرام کی ہے جو قرآن نے حرام کی ہے۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اس گفتگو سے فارغ ہوئے تو ابوبکرؓ نے عرض کیا یا نبی اللہ! میں دیکھتا ہوں کہ آپ نے اللہ کے فضل اور نعمت کے ساتھ صبح کی ہے جیسا کہ ہم چاہتے ہیں اور آج کا دن بنت خادیجہ کا دن ہے کیا میں اُس کے پاس ہو آؤں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ہاں۔ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دولت خانہ میں داخل ہو گئے اور حضرت ابوبکرؓ اپنے گھر چلے گئے۔

حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ | عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں اسی روز حضرت علیؓ بن ابی طالب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے باہر آئے۔ لوگوں

نے پوچھا اے ابوالحسن! رسول اللہ کا مزاج کیسا ہے؟ حضرت علیؓ نے کہا بسم اللہ اچھا ہے۔ حضرت عباسؓ نے حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑ کر کہا اے علیؓ تو اللہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ میں موت کی علامت دیکھی ہے جیسی کہ میں بنی عبدالمطلب کے چہروں پر دیکھتا تھا۔ لہذا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا کر دیکھیں کہ اگر یہ امر (یعنی امارت و خلافت کا معاملہ) ہمارے

اندھ ہو گا تب تو ہم اس کو پہچان لیں گے۔ اور اگر ہمارے سوا اور کسی میں ہو گا تب ہم رسول اللہ سے اپنے لئے وصیت کرالیں گے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا خدا کی قسم میں ہرگز ایسا نہ کروں گا۔ اگر آپ نے ہم کو اس امر سے باز رکھا تو پھر کبھی آپ کے بعد لوگ ہم کو نہ دیں گے۔ پھر اسی روز دو پہر کے وقت آپ کا وصال ہوا۔

رسول اللہ کا وصال | حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں اسی روز جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد سے واپس تشریف لائے تو میری گود میں لیٹ رہے اور ابو بکرؓ کے گھر والوں میں سے ایک شخص سبز مسواک لئے ہوئے میرے پاس آیا۔ رسول اکرمؐ نے اس مسواک کی طرف دیکھا میں سمجھ گئی کہ آپ اس کو لینا چاہتے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں یہ مسواک آپ کو دیدوں۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ پس میں نے وہ مسواک لے کر چبائی اور نرم کر کے آنحضرتؐ کو دی۔ آپ نے خوب مسواک کی۔ پھر میں نے دیکھا کہ نبی کریمؐ کا بدن جھادی ہو گیا اور یکایک آپ نے اُدپر نگاہ کر کے فرمایا۔ بَلِ الرَّزِيقُ اِنَّهٗ عَلٰی مِنَ الْجَنَّةِ۔ میں نے کہا قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا کہ آپ کو اختیار دیا گیا اور آپ نے اختیار کر لیا۔ فرماتی ہیں پھر رسول اللہؐ کا وصال ہو گیا۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا میری گود میں وصال ہوا۔ اور میری کم عمری اور ناواقفیت کی یہ بات تھی کہ میں آپ کا سر مبارک تکبیر پر رکھ کر عورتوں کے ساتھ اپنا منہ پٹینے لگی۔

حضرت عمرؓ کی کیفیت | حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا حضرت عمرؓ بن خطاب کھڑے ہوئے اور کہنے لگے منفقوں میں سے چند لوگ یہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ کا انتقال ہو گیا حالانکہ خدا کی قسم آپ کا وصال نہیں ہوا ہے۔ بلکہ آپ خدا کے پاس تشریف لے گئے ہیں جیسے کہ حضرت موسیٰ اللہ کے پاس گئے تھے اور چالیس روز کے بعد تشریف لے آئے اور ان کے جانے کے بعد لوگوں نے یہ مشورہ کر دیا تھا کہ ان کا انتقال ہو گیا۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لے آئیں گے۔ جو یہ کہے گا کہ آپ کا انتقال ہو گیا ہے میں اُس کے ہاتھ پیر کاٹ ڈالوں گا۔

حضرت ابو بکرؓ کا صبر و استقامت | حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں اسی وقت ابو بکرؓ آئے اور گفتگو کی طرف کچھ متوجہ نہ ہوئے اور سیدھے حجروں کے

داخل ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر ایک صبری چادر اوڑھا رکھی تھی۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے رسول پاک کا چہرہ مبارک کھول کر بوسہ دیا اور فرمایا میرے ماں باپ آپ پر خدا ہوں جو موت اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے لکھی تھی اس کو آپ نے چکھ لیا۔ اب کبھی اس کے بعد آپ کو موت نہ پہنچے گی۔ پھر ابو بکر نے آنحضرت کا چہرہ ڈھک دیا اور باہر آئے۔ عمرؓ لوگوں سے وہی گفتگو کر رہے تھے۔ ابو بکرؓ نے کہا اے عمرؓ پیچھے ہٹو اور خاموش رہو۔ مگر عمرؓ خاموش نہ رہے۔ جب ابو بکرؓ نے دیکھا کہ عمرؓ خاموش نہیں ہوتے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ لوگوں نے جب حضرت ابو بکرؓ کی گفتگو سنی تو سب ان کے پاس آگئے اور حضرت عمرؓ کو چھوڑ دیا۔ حضرت ابو بکرؓ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی۔ پھر کہا۔

”لوگو! جو لوگ محمدؐ کی عبادت اور پرستش کرتے تھے تو سن لیں کہ محمدؐ تو انتقال فرما چکے ہیں اور جو لوگ اللہ کی عبادت کرتے ہیں تو اللہ بیشک زندہ ہے اور کبھی مرنے والا نہیں ہے۔“

پھر حضرت ابو بکرؓ نے یہ آیت پڑھی :-

وَمَا مَحْضَمَدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ طَقَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ط اَفَا مِنْ مَّاتٍ اَوْ قَتْلٍ
اَنْقَلَبْتُمْ عَلٰى اَعْقَابِكُمْ وَاَنْ تَنْقَلِبْتَ عَلٰى عَقْبَيْهِ فَلَنْ يَفْرَقَ اللهُ شَيْئًا ط
وَسَيَجْزِي اللهُ الشَّاكِرِيْنَ ط

”اور محمد فقط رسول ہیں کیا یہ اگر مر جائیں گے یا قتل ہو جائیں گے تو تم لوگ واپس ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے اور جو انہی ایڑیوں کے بل پھر جائے گا تو ہرگز وہ اللہ کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اور عنقریب اللہ تعالیٰ شکر گزاروں کو اچھا بدلہ دے گا“

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں۔ حضرت ابو بکرؓ نے جب یہ آیت پڑھی تو لوگ ایسے ہو گئے کہ گویا انہوں نے کبھی یہ آیت سنی ہی نہ تھی۔ اور اس وقت لوگوں نے حضرت ابو بکرؓ سے اس آیت کو یاد کیا۔ عمرؓ کہتے ہیں جس وقت میں نے ابو بکرؓ سے یہ آیت سنی مجھ کو ایسا معلوم ہوا کہ گویا میرے پیر کرٹ گئے اور میں کھڑا نہ رہ سکا اسی وقت زمین پر گر پڑا اور میں نے سمجھ لیا کہ آنحضرتؐ کا وصال ہو گیا۔



سقیفہ بنی ساعدہ

باہمی مشورے اور اختلاف | ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوتے ہی ان کے سب لوگ سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہوئے اور حضرت علیؓ

بن ابی طالب اور زبیر بن عوام اور طلحہ بن عبید اللہ، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں جمع ہوئے اور باقی تمام مہاجرین اور انیسویں حضیر بنی عبدالاشہل میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے پاس جمع ہوئے۔ اسی وقت ایک شخص نے آکر بیان کیا کہ سب انصار سعد بن عبادہ کے پاس سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہو گئے ہیں۔ اگر تم لوگوں کو اس بات کی کچھ ضرورت ہے کہ تم انصار کے پاس جاؤ ایسا نہ ہو کہ معاملہ ٹھہر جائے۔ اور رسول اللہ کا جنازہ مبارک حجرہ ہی میں تھا اور تھمیز و تلفین کا کچھ سلمان نہیں ہوا تھا۔ گھر کے لوگوں نے اندر سے دروازہ بند کر لیا تھا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت | حضرت عمرؓ کہتے ہیں۔ میں نے ابوبکرؓ سے کہا کہ چلو ہم دیکھیں تو

اسی کہ ہمارے بھائی انصار کیا کر رہے ہیں۔ عبداللہ بن عباس کہتے ہیں جب حضرت عمرؓ نے آفریج چک گیا ہے تو میں بھی اُس میں شریک تھا اور عبدالرحمن بن عوف بھی منیٰ میں میرے پاس ٹھہرے ہوئے تھے میں اُن کو قرآن شریف پڑھا تا تھا۔ ایک روز عبدالرحمن بن عوف نے حضرت عمرؓ رضی اللہ عنہ کے پاس سے آکر مجھ سے کہا کہ تم نے ایک شخص کو دیکھا کہ اُس نے امیر المؤمنین کو آکر خبر دی ہے کہ فلاں شخص کہتا ہے کہ اگر عمرؓ خطاب کا انتقال ہو گیا تو میں فلاں شخص کی بیعت کر لوں گا۔ کیونکہ ابوبکرؓ کی بیعت یکا یک ہو گئی تھی سو وہ پوری ہو گئی۔ عمرؓ اس کو سُن کر بہت غضبناک ہوئے اور فرمایا میں انشاء اللہ شام کے وقت لوگوں میں کھڑا ہو کر اُن لوگوں کو ڈراؤں گا جو لوگوں کی حکومت کو اُن سے غصب کرنا چاہتے ہیں۔

عبدالرحمن کہتے ہیں۔ میں نے کہا اے امیر المؤمنین ایسا نہ کیجئے کیونکہ یہ حج کا موسم ہے اور اس میں ہر قسم کے لوگ جمع ہیں۔ جو عقل و ہوش سے بے بہرہ ہیں اور وہی ہجوم کر کے آپ کے گرد جمع

ہو جائیں گے اور جو اہل عقل ہیں وہ آپ کے قریب تک پہنچ بھی نہ سکیں گے پھر جو آپ فرمائیں گے۔ وہ لوگ کچھ سے کچھ سمجھیں گے اور لوگوں سے کچھ بیان کریں گے۔ اس لئے مناسب ہے کہ آپ مدینہ میں پہنچ کر جو کچھ بیان کرنا ہے بیان کریں۔ کیونکہ مدینہ میں عوام الناس کا ہجوم نہ ہو گا۔ اہل عقل ہوں گے کچھ بات بیان کریں گے اس کو وہ خوب سمجھیں گے اور دوسروں سے بھی صحیح بیان کریں گے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا تم نے درست کہا۔ مدینہ میں جاتے ہی میں پہلے اسی بات کو بیان کروں گا۔

ابن عباسؓ کہتے ہیں چنانچہ آخر ذی الحجہ میں ہم لوگ مدینہ میں واپس آئے اور جمعہ کے روز میں دو پہر ڈھلتے ہی مسجد نبویؐ میں آیا اور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل کو میں نے منبر کے پاس بیٹھا ہوا دیکھا۔ میں بھی ان کے سامنے بیٹھ گیا۔ عموٹی دیر نہ گزری تھی کہ میں نے حضرت عمرؓ کو آتے ہوئے دیکھا۔ میں نے سعید بن زید سے کہا آج عمرؓ ایسی بات کہیں گے جو خلیفہ ہونے سے آج تک نہیں کہی ہے سعید کو میری بات کا یقین نہیں آیا اور کہا کہ ایسی کیا بات ہے جو پہلے کبھی نہیں کہی اور آج کہیں گے۔ حضرت عمرؓ کا خطبہ | اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ منبر پر آکر بیٹھے اور مؤذن کے اذان سے

ہیں آج ایسی بات کہوں گا جو میری تقدیر میں کبھی لکھی تھی اور میں نہیں جانتا کہ شاید یہ بات میری آخری ہو۔ لہذا جو اس کو سمجھے اور یاد رکھے وہ اس کو جہاں تک اس سے پہنچایا جائے پہنچائے اور جو اس کو یاد نہ رکھے تو اس کو یہ نہ چاہیے کہ ٹھہر پر جھوٹ بولے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو نبی بنا کر بھیجا۔ اور ان پر اپنی کتاب نازل فرمائی اور اسی کتاب میں آیت الرحم بھی نازل کی جس کو ہم نے پڑھا اور جانا اور سمجھا اور رسول اللہ نے رحم کیا اور ہم نے بھی آپ کے بعد رحم کیا میں ڈرتا ہوں کہ جب لوگوں پر زمانہ دراز گزرے گا تو کوئی کہنے والا یہ نہ کہے کہ ہم کتاب اللہ میں آیت الرحم نہیں پاتے۔ پھر وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے فریضہ کو ترک کر کے گمراہ ہو جائیں گے حالانکہ رحم کتاب اللہ میں حق ہے۔ محسن زانی مرد ہو یا عورت ہو گواہوں کے ساتھ یا حمل ہو یا اقران ہو اور ہم کتاب الہی میں یہ آیت بھی پڑھتے تھے :-

لَا تَرْغَبُوا عَنِ اٰبَائِكُمْ فَاِنَّكُمْ لَكُمْ بِاٰبَائِكُمْ يٰ كُفْرًا ۗ بَلْكُمْ اَنْ تَرْغَبُوا عَنِ
اٰبَائِكُمْ ۗ

مہ اپنے باپ دادا سے روگردانی نہ کرو (یعنی غیروں کو اپنا باپ دادا نہ بناؤ) کیونکہ یہ تمہارا کفران

نعمت کرنا ہے ۱۲ منہ

اے لوگو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم میری اس طرح مبالغہ آمیز تعریف نہ کرنا جس طرح عیسیٰ بن مریم کی لوگوں نے کی تھی۔ تم مجھ کو خدا کا بندہ اور اُس کا رسول ہی کہنا۔
 پھر میں تم سے یہ بات کہتا ہوں کہ مجھ کو یہ نمبر پہنچی ہے کہ فلاں شخص نے کہا۔ خدا کی قسم! اگر عمر مر گئے تو میں فلاں شخص کی بیعت کر لوں گا۔ تو کوئی شخص اس دھوکہ میں نہ رہے کہ ابوبکرؓ کی بیعت یکایک ہوئی تھی اور وہ پوری ہو گئی۔ یہ بیعت اگرچہ اسی طرح ہوئی مگر اللہ تعالیٰ نے اُس کے شرک سے بچایا اور محفوظ رکھا اور تم میں ایسا شخص کون سا تھا جس کی طرف ابوبکرؓ سے زیادہ لوگوں کی گردنیں متوجہ ہوتی تھیں۔

چنانچہ جو شخص غیر مسلمانوں کے مشورہ سے کسی کی بیعت کرے گا دونوں واجب القتل ہوں گے اور ابوبکرؓ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد ہم سب میں افضل و بہتر تھے۔ اور انصار نے ہماری مخالفت کی اور سب سردار اور اُن کے اشراف سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہوئے اور علیؓ اور زبیرؓ اور جو اُن کے ساتھی تھے ہم سے پیچھے رہ گئے اور تمام مہاجرین ابوبکرؓ کے پاس جمع ہوئے۔ میں نے ابوبکرؓ سے کہا۔ چلو ہم دکھیں کہ ہمارے بھائی انصار کیا کر رہے ہیں؟ چنانچہ ہم اسی ارادہ سے جا رہے تھے کہ دو نیک شخص ملے اور انہوں نے ہم سے انصار کے ارادہ کا حال بیان کیا اور ہم سے پوچھا کہ تم کہاں جا رہے ہو؟ ہم نے کہا ہم بھی انصار ہی کے پاس جا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا اگر تم انصار کے پاس نہ جاؤ اور اپنے کام کو پورا کرو تو تم پر کچھ حرج نہیں ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ میں نے کہا اللہ! ہم اُن کے پاس ضرور انصار سے گفتگو جائیں گے۔ اور ہم روانہ ہوئے۔ یہاں تک کہ ہم سقیفہ بنی ساعدہ میں آئے اور بیچ میں ہم نے ایک شخص کو چادر اوڑھے ہوئے بیٹھے دیکھا۔ میں نے پوچھا یہ کون شخص ہے؟ لوگوں نے کہا یہ سعد بن عبادہ ہیں۔ میں نے کہا ان کو کیا ہوا؟ لوگوں نے کہا در دہے۔

عمرؓ کہتے ہیں جب ہم لوگ بیٹھے تو انصار کا خطیب کھڑا ہوا اور اُس نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی۔ پھر کہا ہم لوگ انصار اور اسلام کے لشکر ہیں اور اے مہاجرین تم بھی ہم ہی میں سے ایک گروہ ہو اور تمہاری قوم نے تم کو اپنی اصل سے کاٹنا چاہا۔
 عمرؓ کہتے ہیں۔ اس خطیب کا خلاصہ یہ ہوا کہ مہاجرین ہم کو بالکل جڑ سے اکھیڑ کر پہلی خلافت

کو ہم سے غصب کرنا چاہتے ہیں۔
 پھر جب یہ شخص خاموش ہو گیا تو میں نے گفتگو کرنی چاہی اور مضمون میں نے اپنے نزدیک بہت
 عمدہ تیار کر رکھا تھا۔ اور میں چاہتا تھا کہ میں اُس کو ابو بکرؓ کے سامنے بیان کروں اور اسی لئے
 اُس کو دل ہی دل میں خوب دہرا رہا تھا۔ جب میں نے بولنے کا ارادہ کیا تو ابو بکرؓ نے مجھ سے کہا
 کہ اے عمرؓ! تم بیٹھے رہو۔ میں نے مناسب نہ جانا کہ ابو بکرؓ کو ناراض کروں۔ اور ابو بکرؓ جو مجھ سے
 زیادہ جانتے والے تھے، انہوں نے بیان کرنا شروع کیا۔ پس واللہ جو جو باتیں میں نے سوچی تھیں وہ
 سب انہوں نے بیان کر دیں۔ بلکہ اُن سے بھی زیادہ اور افضل اور کہا اے انصار! یہ جو تم نے
 کہا کہ تم میں خیر و خوبیاں ہیں، بے شک یہ تم نے سچ کہا تم ایسے ہی ہو۔ مگر اس خلافت
 کے امر کو تمام عرب قریش ہی کے لئے موزوں جانیں گے۔ کیونکہ یہ نسب اور وطن میں سب
 سے افضل ہیں۔

بیعت اور خلافت | عمرؓ کہتے ہیں۔ پھر ابو بکرؓ نے میرا اور ابو عبیدہ بن جراح کا ہاتھ پکڑ
 کر آگے کیا اور انصار سے کہا ان دونوں میں سے جس کو تم چاہو
 خلیفہ بناؤ میں راضی ہوں۔ عمرؓ کہتے ہیں ابو بکرؓ کی یہ بات مجھ کو ناگوار گزری۔ کیونکہ مجھ کو اپنی
 گردن کا ٹاٹا جانا آسان معلوم ہوتا تھا اس بات سے کہ میں اُن لوگوں کا سردار بنوں۔ جن میں ابو بکرؓ
 موجود ہوں۔ پھر انصار میں سے ایک شخص نے کہا میں اس بات کا فیصلہ کرتا ہوں۔ اے قریش ایک
 امیر تم میں سے ہو اور ایک امیر ہم میں سے ہو۔

عمرؓ کہتے ہیں اس کے بعد گفتگو بڑھ گئی اور مجھ کو اختلاف بڑھ جانے کا اندیشہ ہوا۔ چنانچہ
 میں نے ابو بکرؓ سے کہا اے ابو بکرؓ! اپنا ہاتھ پھیلاؤ۔ انہوں نے اپنا ہاتھ پھیلا دیا۔ میں نے
 اُن کی بیعت کی اور پھر مہاجرین اور انصار سب نے اُن کی بیعت کی۔ پھر ہم سعد بن عبادہ
 پر چڑھ گئے۔ ایک شخص نے کہا تم نے سعد بن عبادہ کو قتل کر دیا۔ ہم نے کہا کہ سعد بن
 عبادہ کو اللہ نے قتل کیا۔

دو انصاری | عروہ بن زبیر کہتے ہیں وہ دونوں شخص جو حضرت عمر اور ابو بکر رضی اللہ عنہم
 کو سقیفہ بنی ساعدہ کے راستے میں ملے تھے جو عیوب بن ساعدہ اور عیوب
 بن عدی تھے۔ عیوب بن ساعدہ کے بارے میں ہم کو یہ روایت پہنچی ہے کہ جب یہ آیت
 نازل ہوئی :-

فِيهِ رَجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَّخِذُوا مِنَّا وَآئِلَتِنَا مَثَلًا ۚ

”اُس میں ایسے لوگ ہیں جو پائینگی کو پسند کرتے ہیں اور خدا پاکیزہ رہنے والوں کو پسند کرتا ہے“
لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ رسول اللہ نے فرمایا عویم بن ساعدہ ان میں سے اچھے آدمی ہیں۔

انور مین بن عدی کے بارے میں ہم کو یہ دعایت پہنچی ہے کہ جب لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بہت روئے اور کہنے لگے کہ کاش ہم آپ سے چلے جاتے کیونکہ رسول پاک کے بعد ہم کو فتنوں میں پڑ جانے کا خوف ہے تو مین بن عدی نے کہا واللہ! میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے چلے جاتا نہیں چاہتا اس لئے کہ میں چاہتا ہوں کہ بعد میں بھی آپ کی اسی طرح تصدیق کروں جیسی کہ آپ کی حیات میں کرتا تھا۔ مین بن عدی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بمقام پیامہ سید کتب کی جنگ میں شہید ہوئے۔

انس بن مالک کہتے ہیں میں روز حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی حضرت ابو بکر کا پہلا خطبہ اسقیفہ بنی ساعدہ میں بیعت کی گئی اُس کے دوسرے روز ابو بکر منبر پر آکر بیٹھے اور حضرت عمر نے حضرت ابو بکر سے پہلے گفتگو شروع کی اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد بیان کیا کہ :-

اے لوگو! میں نے کل تم سے ایک ایسی بات کہی تھی کہ میں کونہ میں نے کتاب اللہ میں پایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے تعلق مجھ سے کوئی عہد لیا تھا مگر میں نے اُس کو اس سبب سے کہا تھا کہ میں جانتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عنقریب ہمارے امر (مذہب) کی تدبیر کریں گے اور بے شک خدا تعالیٰ نے تمہارے عہد میں اپنی کتاب باقی رکھی ہے جس کے ساتھ اُس نے اپنے رسول کو ہدایت فرمائی۔ اس لئے اگر تم لوگ اُس کو مضبوط پکڑو گے تو اللہ تعالیٰ تم کو اُس سے ہدایت کرے گا اعداب اللہ تعالیٰ نے تمہارے امر (مذہب) کو تم میں بہتر شخص رسول اللہ کے صحابہ ثانی اثنین اور ہمامانی النبا بہتر کیا ہے پس تم کھڑے ہو کر ان کی بیعت کرو۔“
چنانچہ سب لوگوں نے عام طور پر حضرت صدیق کی بیعت کی۔ پھر حضرت ابو بکر نے گفتگو فرمائی اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا :-

”اے لوگو! میں تم پر دلی بنایا گیا ہوں حالانکہ میں تم میں بہتر نہیں ہوں۔ لہذا اگر میں

نیکی کروں تو تم میری مدد کرو اور اگر میں بُرائی کروں تو تم مجھ کو سیدھا اور قائم کرو۔
دو۔ راست گوئی امانت ہے اور محبوبت خیانت ہے اور جو شخص تم میں کمزور ہے وہ
میرے نزدیک قوی ہے میں انشاء اللہ تعالیٰ اُس کا حق اُس کو دلو اوں گا اور جو شخص
تم میں قوی اور زبردست ہے وہ میرے نزدیک ضعیف اور کمزور ہے۔ میں انشاء اللہ
اُس سے لوگوں کا حق دلو اوں گا جو اُس نے جبراً لے لیا ہے۔

اسے لایگو! میں قوم نے خدا کی راہ میں جہاد کرنا ترک کیا اللہ تعالیٰ اُس قوم کو
ذلیل و خوار کرتا ہے اور جس قوم میں فحش افعال عام طور سے رواج پاتے ہیں اللہ
اُن پر طرح طرح کی بلائیں نازل فرماتا ہے۔ لے لوگو! جب تک میں خدا و رسول کی اطاعت
کروں تم میری اطاعت کرو اور جب میں خدا اور رسول کی نافرمانی کروں تو میری تم پر کچھ
اطاعت نہیں ہے۔ اب اپنی نماز کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ تم پر رحمت کرے۔

حضرت عمرؓ کی روایت | ابن عباسؓ کہتے ہیں حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں ایک دفعہ

میں اُن کے ساتھ جا رہا تھا اور وہ اپنے کسی کام کے لئے جا رہے
تھے اور اپنے دل ہی دل میں کچھ باتیں کر رہے تھے۔ میرے سوا اور کوئی اُن کے ساتھ نہ تھا۔
ایک دفعہ ہاتھ میں تھا اور اپنے پیروں کی پچھلی طرف دُڑہ کومارتے تھے۔ پھر یکایک میری
طرف مڑ کر کہنے لگے اے ابن عباسؓ تم جانتے ہو کہ جس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات
ہوئی میں نے وہ بات کیوں کہی تھی (یعنی آپؐ کا وصال نہیں ہوا ہے وغیر ذلک) میں نے کہا میں نہیں
جانتا اے ابن عباسؓ! آپ ہی واقف ہوں گے۔ حضرت عمرؓ فرمانے لگے اس کا باعث یہ تھا
کہ میں اس آیت کو پڑھا کرتا تھا :-

جیسے اس زمانہ کے مسلمان حیران و پریشان ہیں اور روزِ رسی تفتیش اور تحقیق کے لئے جلے کرتے ہیں کہ مسلمانوں کے
تزلزل اور فتنوں اور فتنے کے سبب کیا ہیں؟ اب یقین ہے کہ ان کو اپنے اس سوال کا جواب شافی مل گیا ہوگا۔
جو حضرت خلیفۃِ اول خلافت کے پہلے ہی روز بیان فرما چکے ہیں۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ مسلمان اپنے اس
مرض کو تحقیق کر کے اور پھر اُس کی دوا سے بھی واقف ہو کر علاج کی طرف بھی مائل ہوتے
ہیں یا نہیں؟ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی صحت کے قائم کرنے کی توفیق دے اور اپنی امداد اُن کے
شکل حال فرمائے۔ (مترجم)

وَكذٰلِكَ جَعَلْنَا كَمَا مَنَّۃً وَّ سَطًا لِّتَكُوْنُوْا شٰهِدًاۙ اَعْلٰی النَّاسِ وَّ يَكُوْنُ
التَّوَسُوْلُ عَلَیْكُمْ شٰهِدًاۙ

اور اسی طرح کیا ہے ہم نے تم کو امت درمیانی تاکہ تم تمام لوگوں پر گواہ ہو اور رسول
تم پر گواہ ہوں۔

اور میں یہ سمجھتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت میں قیامت تک زندہ رہ کر ان کے
اعمال کے گواہ ہوں گے۔ چنانچہ اس سبب سے میں نے اُس روز وہ گفتگو کی تھی۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب حضرت ابو بکرؓ کی لوگوں نے بیعت کر لی
رسول اللہ کی تجھیز و تکفین

تو اب لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تجھیز و تکفین کی طرف
متوجہ ہوئے۔ چنانچہ حضرت علیؓ اور عباسؓ اور قثم بن عباس اور فضل بن عباس اور اسامہؓ

بن زید اور آنحضرتؐ کے آذاد غلام شقران۔ یہ سب لوگ آپؐ کے غسل دینے میں شریک تھے
اور اس بن خولی نے جو رسول کریمؐ کے صحابی انصاری اور بدری تھے آکر حضرت علیؓ سے کہا

کہ اے علیؓ! میں تم کو اللہ اور اُس حق کا واسطہ دیتا ہوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے ہم کو ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا تم بھی آ جاؤ۔ چنانچہ وہ بھی غسل دینے میں شریک ہوئے۔

حضرت علیؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے سینے سے لگائے ہوئے تھے اور عباس اور فضل اور
قثم حضرت علیؓ کے ساتھ کروٹ بدلوانے میں شریک تھے اور اسامہ بن زید اور شقران پانی

ڈالتے تھے اور حضرت علیؓ رسول کریمؐ کو سینہ سے لگائے ہوئے غسل دیتے تھے اور آنحضرتؐ
جو گرتہ پہنے ہوئے تھے اُس کے اوپر سے ہاتھ سے ملتے تھے اپنا ہاتھ آپؐ کے جسم کو دے لگاتے

تھے اور فرماتے تھے میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں آپؐ زندگی اور موت دونوں حالتوں میں کیسے
پاک پاکیزہ اور طیب و طاہر ہیں اور آپؐ کے جسم مطہر سے کوئی چیز ایسی ظاہر نہیں ہوئی جو اکثر مردوں

سے ہوا کہتی ہے۔
حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو یہ
غسل تشویش ہوئی کہ آپؐ کے کپڑے بدن پر سے اُتادیں یا انہی میں غسل دیں۔ آخر جب

بہت اختلاف ہوا تو سب کے سب لوگوں کو آؤنگھ آگئی اور ایک دم سب کی گردنیں جھک کر
ٹھوڑیاں سینہ سے لگ گئیں اور سب پر اللہ تعالیٰ نے نیند کو غالب کر دیا اور اُس نیند میں مکان
کے ایک گوشہ سے آواز آئی کہ رسول اللہ کو کپڑوں سمیت غسل دو۔ اور کوئی کہنے والا دکھائی نہ دیا اور

فوراً اس آواز کو سنتے ہی سب ہوشیار ہو گئے اور کپڑوں سمیت آنحضرتؐ کو غسل دیا۔ پانی ڈال کر گرتے گرتے اور پہرے سے آپؐ کے جسم کو ملتے تھے۔

پھر غسل کے بعد تین کپڑے کفن کے طور پر آنحضرتؐ کو پہنائے گئے جن میں سے دو کپڑے صحابی (یعنی مقام صحابہ کے بنے ہوئے) تھے۔ اور ایک چادر جہری تھی۔

لحد | ابن اسحاق کہتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے قبر کھدوانے کی تجویز ہوئی تو ابو عبیدہ بن جراح اہل مکہ کے طریقہ پر قبر کھودتے تھے اور ابو طلحہ زید بن سہل اہل مدینہ کے مطابق لحد بناتے تھے۔ چنانچہ حضرت عباسؓ نے دو آدمیوں کو بلا کر ایک کو ابو عبیدہ بن جراح کے پاس اور دوسرے کو ابی طلحہ کے پاس ان کے بلانے کے لئے بھیجا اور دعا کی کہ اے اللہ! اپنے رسول کے لئے جیسی قبر چاہے اختیار کر۔ چنانچہ جو شخص ابو طلحہ کے پاس گیا تھا وہ ابو طلحہ کو لے آیا اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے لحد تیار کی اور جب سہ شنبہ کے روز رسول اکرمؐ کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہوئے تو مکان ہی میں آپؐ کا جنازہ ایک تخت پر رکھا گیا۔ اب لوگوں میں دفن کرنے کے بارے میں اختلاف ہوا۔ بعض نے کہا رسول اللہ کو مسجد میں دفن کرنا چاہیے۔ اور بعض نے کہا صحابہ کے پاس دفن کرو۔

نماز جنازہ | ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے ہوا تھا۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بچھونا اٹھا کہ اس کے نیچے قبر کھودی گئی اور لوگ نماز پڑھنے کے لئے آئے شروع ہوئے۔ تھوڑے تھوڑے آتے تھے اور نماز پڑھنے کے بعد چلے جاتے تھے۔ مردوں کے بعد عورتوں نے نماز پڑھی اور عورتوں کے بعد بچوں نے نماز پڑھی۔ اور کسی نے رسول اللہ کی نماز جنازہ کی امامت نہیں کی۔

پھر بدھ کے نصف شب کے وقت آنحضرتؐ کو دفن کیا گیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ہم کو چہار شنبہ کی شب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دفن ہونے کی اس وقت خبر ہوئی جب ہم نے بدھ کی آدھی رات کے وقت لوگوں کی آمد و رفت کی آواز سنی۔

حضرت علیؓ اور فضل بن عباسؓ اور قثم بن عباسؓ اور آنحضرتؐ کے آندا غلام شقران آپؐ کی تدفین کرانے کے لئے قبر میں اترے۔ اس بن خولی نے حضرت علیؓ کو وہی قسم دی۔ حضرت علیؓ نے

فرمایا۔ تم بھی اُتر آؤ۔ چنانچہ وہ بھی اتر کر شریک ہوئے اور شقران نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک چادر جس کو آپ اڑھا اور بچھایا کرتے تھے۔ اُس کو بھی آپ کے ساتھ دفن کر دیا اور کہا یہ چادر آپ کے بعد کوئی نہ اڑھے گا۔

سب سے آخری شخص | مغیرہ بن شعبہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دفن کرنے کے وقت میں نے اپنی انگوٹھی قبر میں گیرادی اور لوگوں سے کہا کہ میری انگوٹھی گر پڑی ہے۔ حالانکہ میں نے اُس کو قصداً اس لئے گرایا تھا کہ سب کے بعد میں آپ کے جسم مبارک کو ہاتھ لگاؤں اور میرے بعد کوئی نہ لگائے۔

عبداللہ بن حرث کہتے ہیں میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ یا حضرت عمرؓ یا حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں عمرہ کیا۔ اور حضرت علیؓ اپنی بہن اُمّ ہانی بنت ابی طالب کے پاس مکہ میں جا کر ٹھہرے اور جب عمرہ سے فارغ ہوئے تو غسل فرمایا۔ پھر ان کے پاس عراقی کے چند لوگ آئے اور انہوں نے عرض کیا۔ اے ابوالحسن! ہم آپ سے ایک بات دریافت کرنے آئے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ اُس سے ہم کو باخبر کریں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ مغیرہ بن شعبہ نے تم سے بیان کیا ہے کہ وہ سب سے زیادہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری حالات جاننے والے ہیں اور سب سے آخر میں رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ہاتھ لگایا ہے۔ اہل عراق نے کہا ہاں بے شک ہم یہی بات دریافت کرنے آئے تھے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا وہ صحیح نہیں کہتے سب سے آخر میں قثم بن عباس نے آنحضرتؐ کو ہاتھ لگایا ہے۔

رسول اللہ کے آخری ارشادات مبارک | حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بیماری کی حالت میں ایک سیاہ چادر اڑھے ہوئے تھے۔ کبھی آپ اپنا چہرہ اُس چادر سے ڈھک لیتے تھے اور کبھی کھول دیتے تھے اور فرماتے تھے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو قتل کرے جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجد بنایا یعنی قبروں کو سجدہ کیا۔ آپ اس بات سے خائف تھے کہ آپ کی اُمت بھی کہیں ایسا ہی نہ کرنے لگے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں سب سے آخر جو عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لیا وہ یہ تھا کہ ملک عرب میں دو دین دھوڑے جائیں۔

ابتداء کا فتنہ اور سید باب

ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مسلمان بہت بڑے صدمہ میں مبتلا ہوئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں عرب کے لوگ مرتد ہونے لگے اور یہودیت اور نصرانیت کا زور ہونے لگا۔ نفاق و منافقوں سے ظاہر ہوا اور مسلمان ایسے ہو گئے جیسے بکر لیں جاٹے کی اندھیری رات میں پریشان پھرتی ہیں۔ اور ان سب باتوں کا باعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال پر طلال تھا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے سب لوگوں کو حضرت ابو بکرؓ پر جمع کیا۔

ابن ہشام کہتے ہیں رسول کریم کی وفات کے بعد اکثر اہل مکہ نے مرتد ہونے اور اسلام سے پھر جانے کا قصد کیا۔ یہاں تک کہ عتبہ بن اسید جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مکہ کے حاکم تھے ان لوگوں سے خائف ہو کر پوشیدہ ہو گئے۔ تب سہیل بن عمرو نے کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی۔ پھر آنحضرتؐ کی وفات کا ذکر کیا اور فرمایا: آپ کی وفات سے اسلام کو کچھ کمزوری نہیں پہنچی ہے بلکہ اسلام اور زیادہ قوی ہو گیا ہے۔ پس جو شخص اسلام میں شک کرے گا ہم اس کی گردن مار دیں گے۔ اس بات کو سن کر لوگ اپنے ابتداء کے ارادہ سے باز رہے اور عتبہ بن اسید بھی ظاہر ہو گئے۔

سہیل بن عمرو کا یہی وہ مقام ہے جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بن خطاب سے ارشاد فرمایا تھا کہ حضورؐ یہ ایسے مقام میں کھڑا ہو گا کہ تم اس کو برا نہ کہو گے (پس وہ مقام یہ تھا کہ سہیل نے کھڑے ہو کر اہل مکہ کو ابتداء سے روک دیا)۔

سیرت نبویہ ختم ہوئی

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيرًا وَقَصَاتُهُ وَسَلَامُهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ الطَّيِّبِينَ
الطَّاهِرِينَ وَصَحْبِهِ الْأَخْيَارِ الرَّاشِدِينَ



عصر حاضر کی جامع ترین عربی اردو لغت۔ کم و بیش ایک لاکھ قدیم اور جدید عربی الفاظ کا عظیم ترین ذخیرہ جو اپنی گونا گوں خصوصیات کی بنا پر اب تک کی تمام عربی اردو لغات پر فائق ہے۔ جدید الفاظ، اصطلاحات، محاورات، ضرب الامثال، مترادفات اور زندہ اسالیب کا ایک خزانہ جس سے کوئی درس گاہ، کتب خانہ، استاد یا طالب علم مستغنی نہیں ہو سکتا۔ پاکستان اور ہندوستان میں پہلی بار شائع ہونے والی محم جو برس با برس کی محنت شاقہ کے بعد علمی استفادے کے لیے دستیاب ہے۔ ایک باکمال صاحب فن کی عرق ریزی کا ثمر۔

القاموس الوحد

جامع ترین مکمل عربی اردو لغت

تالیف

مولانا وحید الزمان قاسمی کیرانوی

استاذ حدیث و ادب عربی و معاون مہتمم دارالعلوم دیوبند

راہ جمعہ و تقدیم

مولانا عمید الزمان قاسمی کیرانوی

الذی اراد السلاسل

لاہور - کراچی

المکتبۃ الرسالۃ

۹۹۔۔۔ بے ماڈل ٹاؤن۔ لاہور

لبر 15014.....

www.KitaboSunnat.com

قَالَ اللَّهُ تَسَاءَلُونَكَ

عَنِ الْمَرْءِ الْمَغْرِبِيِّ لِمَ يَكْفُرُ أَجَابًا مُمَدِّنًا
بِالْحَقِّ وَالْحَقَّ كَذِبًا وَأَعْلَانًا إِنَّ السَّاعَةَ لَأَسْرَعُ
وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ

تحفہ خواتین

خواتین اسلام سے سول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تہیں

تالیف

مولانا محمد عاشق الہی بلند شہری ظلمت آباد

جس میں اسلامی عقائد، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج کے مفصل احکام مذکور ہیں ذکر و تلاوت اور دعائے فضائل و دعائے آداب اور مختلف مواقع کی دعائیں موج ہیں نکاح، طلاق، خلع، عدت وغیرہ کے مسائل تفصیل سے لکھے ہیں اولاد کی دینی تعلیم و تربیت کی اہمیت اسلامی مشاہدہ کی تفصیل اور اس کی ضرورت بتائی گئی ہے اسلامی آداب اسلامی اخلاق کی تشریح کرتے ہوئے غیر اسلامی مشاہدہ پر بھرپور تبصرہ کیا گیا ہے۔ آخر میں توبہ کا طریقہ اور زندگی گزارنے کا دستور اہل کفر دیا گیا ہے خواتین کی دینی زندگی بنانے کے لیے بہت جامع کتاب ہے جو سینکڑوں حادثہ شریفی کی روشنی میں لکھی گئی ہے

اخلاص اسلامیت لاہور ۱۹۰۱ء

انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد دنیا کے مقدس ترین انسانوں کی سرگذشت حیات

سیر الصحابہ

تاریخ اسلام، آسمان الرجال اور ذخیرہ احادیث کی گرانقدر کتابوں سے ملنے والے مستند حوالہ جات پر مبنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سیر مشہور تابعین و تبع تابعین اور ائمہ کرام کے مختلف حالات زندگی پر اردو میں سب سے جامع کتاب



| جلد اول ۱ | |
|------------------------------------|---------------------|
| خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم | |
| جلد دوم ۲ | جلد سوم ۳ |
| سیر ہاجرین کمال دہے | سیر انصار کمال دہے |
| جلد چہارم ۴ | جلد پنجم ۵ |
| چار کبار صحابہؓ / ۱۵۰ اصغار صحابہؓ | اسوۂ صحابہ کمال دہے |
| جلد ششم ۶ | جلد ہفتم ۷ |
| سیر الصحابہؓ اسوۂ صحابہؓ اول کتابہ | تابعین کرام |
| جلد ہشتم ۸ | جلد نہم ۹ |
| تبع تابعین (اول) | تبع تابعین (دوم) |

مکمل پندرہ حصے نو جلدوں میں مجلد سارھے پانچ ہزار صفحات، عمدتاً کتابتِ عربت
گیورسینڈ کاغذ، مضبوط ڈائی وار جلد، قیمت کال سیٹ ۹ جلد - /

طلب فرمائیے: ادارہ اسلامیات، ۱۹۰ انارکلی، لاہور

